تواریخ قدیم آریہ ورت

ٹھاکر نگینہ رام پرمار

کتب خانہ انجمن ترقی اردو جامع مسجد دہلی

تواریخ قدیم آریہ ورت

جلد اول

ہندوستان کے قدیم تواریخی واقعات کا آئینہ۔ جملہ اقوام عالم کی سرگزشت
کا خزینہ اور قدیم آریوں کے عروج وکمال کی منہ بولتی تصویر

مصنفہ
ڈاکٹر نگینہ رام پریہار پنشنر ریاست کپورتھلہ

باندہ پریس جالندھر شہر میں باہتمام لالہ کیشب چندر باندہ بی اے چھپی اور مصنف نے شائع کیا۔

بار اول ۱۹۲۲ قیمت دس روپیہ آٹھ آنہ

فہرست مضامین

اوم

تمہید

دنیا کی قدیم تواریخ پر جو تاریکی کا پردہ پڑا ہُوا ہے۔ وہ اہل بصیرت کی نظروں سے پوشیدہ نہیں ہے۔ صرف ہندوستان ہی پر موقوف نہیں بلکہ روئے زمین کے ہر ایک ملک اور قوم کے سابقہ حالات اور گذشتہ واقعات ظلمات کی قیامت خیز تاریکی کے اندر پنہاں ہو رہے ہیں۔

تین سو برس کا عرصہ گذرا۔ جب ممالک یورپ کے عالمان باکمال اور فاضلان ذی وقار کے دل میں روئے زمین کی موجودہ اقوام کے منبع و مخرج کی تحقیقات اور زمانہ گذشتہ کے واقعات و حالات کی دریافت کا شوق پیدا ہُوا۔ انہوں نے اعلیٰ پیمانہ پر بڑی بڑی سوسائٹیاں قائم کیں جو اپنی شاخ در شاخ تقسیم کے ذریعہ دنیا کے گوشہ گوشہ میں تار بود کی طرح پھیل گئیں۔ اور علم تواریخ کی تحقیق و تجسس کا کام وسیع پیمانہ پر شروع کر دیا گیا۔ گذشتہ تین صدیوں کے اندر معاملہ فہم اور نکتہ رس فاضلان یورپ نے دنیا کے ہر ایک ملک کا قدیم لٹریچر مہیا کر کے اس کے مطالب اور معانی تک رسائی حاصل کرنے کی کوشش کی۔ ہر ایک مذہب کے عقائد اور اسرار معانی کی عقدہ کشائی کے لئے عقل لڑائی ہر ایک قوم کی زبانی کہانیوں اور پُرانی روایتوں کو جمع کر کے ان سے مفید مطالب نتائج اخذ کرنے کی کوشش کی۔ آثار قدیمہ کی کھوج کے لئے دشوار گذار پہاڑوں اور لق و دق بیابانوں کے سفر کی تکالیف کو برداشت کیا۔ اور پرانے کھنڈرات کو کھود کر حالات ماضیہ کی مدفون

بنا گیا ہے۔
چونکہ ان سکوں اور کتبوں پر سال سمت درج نہیں۔ اور اگر لکھے ہیں تو اس زمانہ کی طرز تحریر کو نہ سمجھنے کے باعث زمانہ حال کے مورخوں نے واقعات کو ترتیب دینے میں بڑی بڑی لغزشیں کھائی ہیں۔ ایشیائی ممالک کی موجودہ سوشل اور پولیٹیکل حالت اور آج سے اڑھائی ہزار برس پیشتر کی حالت میں زمین و آسمان کا فرق دکھائی دیتا ہے۔ اس زمانہ میں افغانستان کے باشندوں کے دل و دماغ پر وحشت نے ابھی تک کوئی اثر نہیں کیا تھا۔ اور ایشیائی قوموں کے تعلقات ایسے کشیدہ نہ تھے۔ جیسے کہ آج کل پائے جاتے ہیں۔ بلکہ اہل ترکستان کی وساطت سے چین اور ہندوستان کے باشندوں میں باہمی ربط وضبط قائم اور سلسلہ آمد و رفت جاری تھا۔ چین۔ یارقند۔ باختر۔ قندہار غزنی۔ کشمیر۔ دہلی۔ قنوج۔ اور پرباگ کے راجگان تعلقات رشتہ داری کے وسیلہ سے باہم اوت پروت ہو رہے تھے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ چین اور ہندوستان کے ان تواریخی واقعات میں جو زخم چشم زمانہ سے محفوظ رہ گئے ہیں۔ بہت بڑی حد تک مطابقت پائی جاتی ہے۔ برخلاف اسکے زمانہ حال کے مورخوں کی تحقیقات اور دونوں ملکوں کے سرمایۂ معلومات میں بعد المشرقین کی تفاوت دکھائی دیتا ہے۔ ہر ایک واقعہ کا زمانہ قائم کرنے میں زمانہ حال کے مورخوں نے ایک ہزار سال کا فرق ڈال دیا ہے۔ جس کی وجہ سے ایک نئے محقق کے لئے بہت کچھ الجھن کا سامان پیدا ہو گیا ہے۔ اور اس میں کلام نہیں ہے۔ کہ ان مورخوں نے سال سمت قائم کرنے میں زیادہ تر قیاس سے کام لیا ہے۔

وسطی زمانہ کی مذکورہ بالا ایشیائی اقوام کے علاوہ مصری۔ یونانی اور آریہ تین قومیں اور بھی ہیں۔ جو اپنی قدامت کی دعوے دار ہیں

کی جستجو میں عرقریزی کی۔ مختلف اقوام عالم کی زبانوں کے لب و لہجہ اور الفاظ کے مخرج کی پڑتال کرتے ہوئے دنیا بھر کی لغاتوں کی ورق گردانی کی۔ تمام قوموں کے رسم و رواج اوضاع و اطوار۔ عادات و خصائل کی باہمی مطابقت اور بناوٹ جسمانی و خط و خال کی مشابہت سے ان کے اصلی سرچشمہ کا سراغ لگانے کے واسطے حتی الوسع سعی و کوشش کی۔

لیکن افسوس کا مقام ہے۔ کہ ممالک یورپ کے فاضلوں کی مذکورہ بالا تمام جد و جہد سے وہ نتیجہ برآمد نہیں ہوا جسکی ابتدا میں توقع کی گئی تھی ابھی تک قدیم زمانہ کی مسلسل اور معتبر تواریخ عالم کا کوئی ایسا نسخہ حوالہ قلم نہیں ہو سکا جسکو قدیم تواریخی واقعات کا آئینہ اور اقوام عالم کی پرانی سرگذشت کا خزینہ کہا جا سکے اور نہ ہی مستقبل میں ترتیب دئے جانیکی کوئی امید ابھی تک پیدا ہوئی ہے۔

تاہم اس امر میں ذرا بھی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ کہ محققین علم تواریخ کی لگاتار کوششوں سے چند قوموں کے متعلق آج سے اڑھائی ہزار سال پیشتر تک کے واقعات پر کافی روشنی پڑ گئی ہے۔ اور انہوں نے وثوق کیساتھ اس امر کو پبلک کے روبرو پیش کر دیا ہے۔ کہ زمانہ حال کی یورپ کی بڑی بڑی قومیں وسط ایشیا کی ان انسانی نسلوں کی بقائے یادگار ہیں۔ جنہوں نے مسیح سے پانچ چھ صدی پہلے بحر الکاہل کے سواحل سے لیکر یورپ کے انتہائے مغرب تک اپنی فتوحات ملکی کے ذریعے پاؤں پھیلائے ہوئے تھے۔ اور وہ قومیں اس زمانہ میں ہُون۔ شک چینی۔ اتی۔ کماری اور نکاری وغیرہ وغیرہ ناموں سے شہرت پذیر ہو رہی تھیں۔ لیکن ان ایشیائی اقوام کے مسلسل حالات اور واقعات تواریخی تا حال چشم زمانہ سے اوجھل پڑے ہوئے ہیں۔ سوائے اس کے کہ چند بادشاہوں کے سکے اور کتبے دستیاب ہوئے ہیں۔ یا ہُون قوم کے چند مشاہیر کی قبریں جرمنی۔ فرانس اور انگلینڈ میں ملی ہیں۔ جن کی بنا پر انہوں نے اس زمانہ کے تواریخی واقعات ترتیب دینے کی کوشش

اٹھایا۔ وہ لوگ گروہوں میں تقسیم ہو گئے۔ اور گھاس پھوس کی جھونپڑیاں
بنا کر رہنے لگے۔ اور ان گروہوں میں جنگلوں کی ملکیت کے متعلق باہم
لڑائیاں ہونے لگیں۔ تو انہوں نے لوہے اور تانبے کے بھدے
ہتھیار بنانے شروع کئے۔ جن سے وہ اپنے دشمنوں کو بھی مارتے
تھے۔ اور خوراک کے لئے جانوروں کا بھی شکار کرتے تھے۔ اس زمانے
میں وہ لوگ سانپ وغیرہ موذی جانوروں۔ پیپل وغیرہ بڑے بڑے درختوں
اور سانڈ وغیرہ کی پوجا کرنے لگے۔ اس کو مورخوں نے دھات کا زمانہ قرار
دیا ہے۔

بعد ازاں تہذیب ایک قدم اور بڑھی۔ اور وہ لوگ مردوں کی
روحوں کو پوجنے لگے۔ ان کو خیال پیدا ہوا کہ ہم میں سے جو لوگ مر جاتے
ہیں۔ ان کی روحیں کرہ ہوائی میں گھومتی رہتی ہیں۔ اور خاص خاص جگہ
اپنا قیام بھی کرتی ہیں۔ چونکہ ان کے جسم نہیں ہیں۔ اس لئے وہ خوراک
حاصل نہیں کر سکتیں۔ لیکن انہیں بھوک ضرور ستاتی ہے۔ اور خوراک حاصل
کرنے کے لئے وہ روحیں اپنے پسماندگاں کو تکلیف دیتی ہیں۔ اس
لئے مرغے۔ بکرے اور بھینسے کی قربانی دینے لگے۔ تاکہ روحوں
کو ان کی من بھاتی خوراک خون کی بھینٹ مل جائے۔ اور وہ ہمیں ایذ
نہ پہنچائیں۔ اس وقت انہوں نے مردوں کو دفن کرنا شروع کیا۔
مسیح سے دو ہزار برس پہلے ترکستان میں آریہ قوم پیدا ہوئی
اور وہ سورج۔ چاند بارش۔ بجلی وغیرہ عنصروں اور مظاہرات قدرت کو
دیوتا مان کر ان کی پرستش کرنے لگی۔ اس کا خیال تھا۔ کہ دیوتا
انسان کے روزانہ کاروبار میں امداد بھی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ ہیضہ جیسے
وبائی امراض کے دور کرنے اور دولت حشمت کی ترقی کے لئے
آریہ لوگ اپنے دیوتاؤں سے مدد کی التجا کیا کرتے تھے۔ انہوں نے

اور اپنی پُرانی عظمت اور شان و شوکت پر فخر کرتی ہیں۔ ان میں سے مصری اپنا قدیم لٹریچر ضائع کر چکے۔ ان کے ملک میں کچھ مینار اور پُرانے زمانہ کی قبریں پائی جاتی ہیں۔ جن کے ذریعے سے اس قوم کی قدیم عظمت اور پُرانی شان و شوکت کا پتہ ملتا ہے۔ اور یونان و ہندوستان کا قدیم علمی و ادبی ذخیرہ جو حوادث زمانہ سے محفوظ رہ گیا ہے۔ اس کی طرز تحریر ایسی مہمل اور راز سربستہ کی طرح نہاں ہے کہ زمانہ حال کے مورخوں کے لئے کسی صحیح نتیجہ پر پہنچنے کے لئے کچھ بھی مدد نہیں کر سکتا۔ اس لئے موجودہ زمانہ کے مورخوں نے پانچ سو سال قبل مسیح سے تین ہزار قبل مسیح تک کے جو تواریخی حالات زیب قلم کئے ہیں۔ ان کی بنیاد سراسر قیاس اور فرضی تصوریوں پر قائم کی گئی ہے۔ اس زمانہ کے ذرائع معلومات کا بہت بڑا حصہ وہ گیت ہیں۔ جو اُن کے خیال میں قدیم لوگ گایا کرتے تھے۔ اور زمانہ متوسط کے شاعروں نے انہیں اپنی کتابوں میں قلمبند کر دیا تھا۔ ان اقتباسات کی بنا پر اس زمانہ کے انسانوں کے طرز معاشرت پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔

زمانہ حال کے مورخوں کی تحقیقات کا لب لباب یہ ہے۔ کہ مسیح سے تین ہزار برس پہلے اس زمین پر بالکل جنگلی اور وحشی لوگ آباد تھے۔ وہ جانوروں کی سی زندگی بسر کرتے تھے۔ نہ وہ رہنے کے لئے گھر بناتے تھے۔ اور نہ بدن پر کپڑا پہنتے تھے۔ جانوروں میں اور ان میں کسی طرح کا بھی فرق نہ تھا۔ پھر ان کو کچھ ہوش آئی۔ تو ستر پوشی کے لئے درختوں کی چھال اور پتوں سے کام لینا شروع کیا۔ اور پتھروں سے جانوروں کو مار کر ان کا گوشت کھانے لگے۔ اس کو مورخوں نے پتھر کا زمانہ قرار دیا ہے۔ اسکے بعد تہذیب نے دوسرا قدم

لطیف نفیس۔ ان کی زبان شستہ۔ خیالات پاکیزہ۔ اور چلن نہایت ہی مقدس تھے۔ وغیرہ

ان متضاد بیانات کو پڑھکر معمولی عقل کا آدمی تذبذب میں پڑ جاتا ہے اس کی سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ کس کو سچا سمجھے اور کس کو جھوٹا۔ اس تذبذب نے ہر ایک قدیم قوم کے فاضلوں کو اپنے قومی اور مذہبی ادبی ذخیرہ سے دل برداشتہ کر دیا ہے۔ اور وہ لوگ اس قیمتی سرمایہ سے کوئی استفادہ حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔

واسکوڈی گاما کی کوشش سے اہل یورپ کی آمد و رفت کیلئے جب ہندوستان کا دروازہ کھل گیا۔ تو ممالک یورپ کے فاضل بہت بڑی تعداد میں ہندوستان کی طرف روانہ ہوئے۔ ان کو بہت کچھ توقع تھی کہ ہندوستان ایک قدیم ملک ہے۔ اسکا تمدن اور تہذیب سوشل قوانین اور جملہ علوم و فنون بیرونی اثرات سے تا حال بالکل محفوظ ہیں۔ سنسکرت علم ادب کی پڑتال کرنے سے ہمیں اس قدر با افراط مصالحہ مل جائیگا۔ جو تواریخ دنیا کا ابتدائی ڈھانچہ تیار کرنے اور اسے درجہ تکمیل تک پہنچانے میں پوری پوری مدد دیگا۔ چنانچہ اس خیال کے زیر اثر انہوں نے سنسکرت لٹریچر کی ورق گردانی شروع کی۔ آثار قدیمہ کی کھوج کرکے کتبہ جات کو جمع کیا۔ اور ان کے مطالب و معانی تک رسائی حاصل کرنے کے لئے بہت کچھ عقل لڑائی۔ زبانی روایتوں کو جمع کیا اور ایسے ہی اور بہت سے ذرائع تحقیقات کو کام میں لاکر سنسکرت لٹریچر میں سے قدیم تواریخ عالم کے منتشر شدہ اجزا کو چن چن کر انہیں سلک ترتیب میں منسلک کرنے کی کوشش کی۔

لیکن افسوس۔ کہ انہیں اپنے مقصد اور مدعا میں کامیابی حاصل نہ ہوئی [illegible]

جانوروں کو پالنا اور کھیتی باڑی کرنا شروع کیا۔ زرخیز زمینوں کی تلاش کرتی ہوئی ان کی نسلیں مشرق میں خلیج بنگالہ اور مغرب میں برطانیہ تک پھیل گئیں۔ آریوں نے گاؤں آباد کئے۔ شہر بسائے۔ مختلف ملکوں میں چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کرلیں۔ اس کو آریوں کا زمانہ کہتے ہیں

مسیح سے ایک ہزار برس پہلے ترکستان میں ہون۔ شک۔ سھین وغیرہ قومیں پیدا ہوئیں۔ جن کا ذکر مذکورہ بالا سطور میں کیا جاچکا ہے۔ انہوں نے ایشیا و اور یورپ میں پھیل کر بڑی بڑی سلطنتوں کی بنیاد ڈالی۔ تہذیب اور شائستگی پھیلائی۔ علم و ہنر کی اشاعت کی۔ مختلف مذہب جاری کئے۔ اور آج تک ان کی اولاد روئے زمین پر برسر اقتدار ہے۔ اس کو تاریخی زمانہ کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے۔

برخلاف اس کے جب ہم ہندوستان۔ چین۔ اور یونان کے قدیم علم ادب کا مطالعہ کرتے ہیں۔ تو یہ امر صاف طور پر عیاں ہوجاتا ہے کہ مسیح سے تین ہزار برس پہلے روئے زمین کے تمام ملکوں میں تہذیب اور شائستگی کا آفتاب نصف النہار پر پہنچا ہوا تھا۔ مختلف علوم و فنون اپنی پوری کالیت کا درجہ حاصل کرچکے تھے۔ اس زمانے کے لوگ بڑے بڑے عالیشان محل تعمیر کرتے تھے۔ شہروں میں بڑی رونق تھی۔ سلطنتوں کا نظم و نسق بالکل مکمل اور آجکل کی نسبت بدرجہ غایت بہتر تھا۔ دولت و ثروت کی انتہا نہ تھی۔ سطح عالم رشک گلشن و گلزار بنا ہوا تھا۔ بڑی بڑی بادشاہتیں قائم تھیں۔ ان کا بندوبست نہایت اعلیٰ اور ہر پہلو سے مکمل تھا وہ لوگ توپیں بناتے تھے۔ اور ایسے ایسے اسلحہ جات جنگ رکھتے تھے۔ کہ آجکل کے ہتھیار ان کے سامنے ہیچ ہیں۔ وہ گیسوں اور بجلی سے کام لیتے تھے۔ سمندروں میں جہاز رانی کرتے تھے۔ اور آسمان پر ایروپلین اڑاتے تھے۔ ان کی اخلاقی اور ذہنی قوتیں ہماری نسبت بدرجہا زیادہ

ابتدائی کوشش کی ناکامیابی نے قدیم ہندوستان کی مسلسل تواریخ قلمبند کرنے کے متعلق یورپین فاضلوں کی تمام امیدوں پر پانی پھیر دیا اور ہندو قوم کے لٹریچر سے تواریخ دنیا کی ترتیب کے لئے مصالحہ ملنا تو ایک طرف رہا۔ اس ملک کی اپنی تواریخ بھی تیار نہ ہوسکی۔ اور قریباً تین سال کی لگاتار محنت۔ عرقریزی اور دماغ سوزی رائیگاں ثابت ہوئی لیکن یورپین فاضلوں کے مایوسانہ خیالات کے زیر اثر دل برداشتہ ہوجانے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ سنسکرت علم ادب میں اتنا بافراط مصالحہ موجود ہے۔ جسکی مدد سے نہ صرف ہندوستان بلکہ روئے زمین کے ہر ایک ملک اور دنیا کی ہر ایک قوم کی ہر ایک زمانہ کی سوشل۔ سیاسی اور مذہبی حالتوں کا راز صاف طور پر منکشف ہوجاتا ہے۔ قدیم زمانہ کے آریہ تاجداروں کے شجرات حسب ونسب نہ صرف پرانوں میں ہی مرقوم ہیں۔ بلکہ بھاٹوں کی بہیوں اور موجودہ ریاستوں کے کتب خانوں میں بھی موجود پائے جاتے ہیں۔ اور ان کتبہ جات سے جو محکمہ ارکیالوجی کی کوششوں سے مختلف مقامات سے برآمد ہوئے ہیں۔ ان کی بخوبی تصدیق ہوجاتی ہے۔ نیز واقعات تواریخی کے تفصیلی حالات کی بھی کمی نہیں ہے۔ اس قدر بافراط مصالحہ کی موجودگی میں صحیح اور درست شجرات حسب ونسب ترتیب نہ دئے جاسکیں۔ اسکے کیا معنی۔ ضروری ہے۔ کہ عمل میں غلطی ہوگی۔ اور غلط کوششیں خواہ وہ کیسی ہی محنت۔ استقلال اور احتیاط کے ساتھ کی جائیں۔ کبھی بار ور نہیں ہوسکتیں۔ ہمارا خیال یہ ہے۔ کہ یورپین فاضلوں نے زمانہ کے تعین میں بہت بڑی غلطی کھائی ہے۔ اور جب تک وہ اپنے اس خیال کو کہ دنیا کی پیدائش کو سات ہزار سال کا عرصہ گذرا ترک نہ کرینگے کسی صورت میں بھی منزل مقصود تک نہیں پہنچ سکتے۔ حالانکہ ممالک

سلجھاؤ کی کوئی صورت نظر نہ آئی۔ ہندوستان کی قدیم زمانہ کی مسلسل تواریخ قلمبند کرنے کی متواتر کوشش کی۔ اور ہر ایک کوشش میں خواہ وہ کیسی ہی دانائی کے ساتھ شروع کی گئی۔ اور بڑی محنت اور استقلال کے ساتھ کی جاتی رہی۔ لیکن سوائے مایوسی اور ناکامیابی کے کچھ حاصل نہ ہُوا اور ناکامیاب محققوں نے آخر اپنا فیصلہ دے دیا۔ کہ اب اس کام کی تکمیل کی کوئی امید باقی نہیں رہی۔ وہ قوم جس نے اپنے زمانہ عروج میں مختلف علوم وفنون کو ایجاد کر کے حیرت انگیز کامیابی کے ساتھ درجہ تکمیل تک پہنچایا۔ ہمیشہ بغیر تواریخ کے ہی رہیگی۔ اور ہندوستان کے قدیم تواریخی واقعات ہمارے لئے ایسے ہی رہینگے۔ جیسے ایک کتاب جو سات مہریں لگا کر بند کی گئی ہو۔ اور وہ مہریں کبھی نہ ٹوٹینگی۔

یورپین فاضلوں نے سب سے پہلے اپنی تمام کوششیں ہندوستان کے مختلف حصوں۔ ریاستوں اور قدیم سلطنتوں کے تاجداروں کی صحیح فہرستیں مرتب کرنے میں صرف کیں۔ سر ولیم جونز اور ان کے ساتھیوں نے پورانوں کی متواتر چھان بین کی اور کئی دفعہ ایسے نسب نامے ترتیب دیئے گئے۔ لیکن جب ایک ریاست کے نسب نامہ کی دوسرے کے ساتھ مطابقت نہ پائی گئی۔ تو تمام کے تمام کم وبیش غلط اور فضول قرار دیکر نظر انداز کر دیئے گئے۔ بعد ازاں کئی اور محققوں نے بھی ان کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کی۔ مسٹر ایچ۔ ایچ۔ ولسن نے ہندوستان کے بہت سے قدیم حکمران خاندانوں کے شجرات حسب ونسب اور تاجداروں کی فہرستیں مرتب کر کے مورخوں کے سامنے رکھیں۔ لیکن دوسرے فاضلوں نے وہ سب کی سب غلط قرار دیں۔ صحیح اور درست شجرات حسب ونسب کی عدم موجودگی میں کسی ملک کے مسلسل تواریخی واقعات قلمبند کرنا ایک ناممکن امر ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ اس

آریہ ورت کے قدیم وقائع نگاروں نے اپنی تحریرات میں زمانہ کا تعین جس ترتیب کے ساتھ کیا ہے۔ ان کے نقش قدم پر چلنے سے ہی کامیابی کی امید ہو سکتی ہے۔ برخلاف اسکے زمانہ حال کے مورخ اس طویل زمانہ کے تواریخی واقعات سات ہزار سال کے اندر محدود کر کے ان کے سلسلہ ترتیب اور مطابقت کی امید رکھتے ہیں۔ ایسی حالت میں کیونکر کامیابی ہو سکتی ہے۔ غلط کوششیں کسی صورت میں بھی کامیاب نہیں ہو سکتیں ہمیشہ سیدھے رستہ پر چلتا ہوا مسافر منزل مقصود پر پہنچتا ہے۔

آریہ ورت اور یونان کے قدیم علم ادب میں بیان کیا گیا ہے کہ روئے زمین کی تمام قدیم قومیں دیوتاؤں کی اولاد میں سے تھیں اور دیوتا قوم کا مسکن ایشیا کی اس سرزمین میں تھا۔ جو ہندوستان تبت اور کشمیر کے مابین واقعہ ہے۔ اس ملک میں دیوتاؤں کی مشہور وار حکومتیں تھیں۔ اور وہاں مقیم ہو کر اس قوم کے تاجدار روئے زمین کے تمام ملکوں پر جہانبانی کرتے تھے۔ ان تاجداروں کے واقعات عہد۔ ان کے نظم و نسق کے طریقے۔ جنگ و جدل کے واقعات ان کے سوشل۔ مذہبی اور سیاسی ضابطے اور تہذیب و تمدن کے حالات سنسکرت علم ادب میں تفصیل و وضاحت کے ساتھ زیب قلم کئے گئے ہیں۔ لیکن افسوس کا مقام ہے۔ کہ زمانہ حال کے مورخ ان دیوتاؤں کو فرضی ہستیاں اور ان کے واقعات تواریخی کو خوش اعتقاد بزرگوں کی خیالی اور من گھڑت کہانیاں قرار دیکر علم تواریخ کا خون کر رہے ہیں۔

ویدک سمت کے دس ہزار برس گذرنے پر آریہ قوم پیدا ہوئی۔ سمیرو پربت سے نقل مکان کر کے اس قوم نے تمام براعظموں میں پھیل کر عظیم الشان سلطنتوں کی بنیاد ڈالی۔ ملک آباد کئے۔ شہر بسائے

یورپ کے سائنیس والوں نے دلائل قاطع اور براہین ساطع کے ساتھ ثابت کر دیا ہے۔ کہ دنیا کی پیدائش کو ڈیڑھ ارب سال سے زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔ اور یہی عقیدہ ہندوؤں کا ہے۔ ان کے ویدک سمت کی میعاد اس کے قریب قریب ہے۔ زمانۂ حال کے مورخ ڈیڑھ ارب سے زیادہ عرصہ کے واقعات تواریخی کو سات ہزار سال کے اندر محدود کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان کی مطابقت کیسے قائم رہ سکتی ہے۔ جو سامان بیس لاکھ مکعب فٹ کرہ کے اندر سمایا ہوا ہے۔ جب اسکو صرف سات مکعب فٹ کرہ کے اندر ٹھونسنا چاہیں۔ تو اس کا قرینہ قائم رہنا تو ایک طرف رہا۔ وہ تو اس میں سما بھی نہیں سکیگا۔ یہ ایک صریحی غلطی ہے۔ جس کی وجہ سے یورپین مورخ آریہ ورت کے قدیم تواریخی واقعات کو ترتیب دینے اور انہیں مسلسل طور پر بیان کرنے میں گذشتہ تین صدیوں سے ناکامیاب چلے آتے ہیں۔

ویدک سمت جو ہر ایک ہندو گھرانے میں رسم ورواج کی ادائیگی کے موقعہ پر سنکلپ کے نام سے دوہرایا جاتا ہے۔ دنیا کے تمام موجودہ سمتوں سے پرانا ہے۔ اور اس کا شمار ایک ارب ستانوے کروڑ چھیالیس لاکھ ستر ہزار اور چوبیس برس تک پہنچتا ہے۔ اور آریہ ورت کے قدیم وقائع نگاروں نے اس طویل زمانہ کو چار حصوں میں تقسیم کر رکھا ہے۔

(۱) دیوتاؤں کا زمانہ = ۱۰۰۰۰

(۲) برہم یگ (زمانۂ علم) = ۱۸۵۱۴۴۰۰۰

(۳) کشتری یگ (زمانۂ شجاعت) = ۱۲۰۵۲۸۰۰۰

(۴) موجودہ زمانہ کل یگ = ۵۰۲۴

میزان کل = ۱۹۷۴۶۷۷۰۲۴ برس

ویوسوت منو نے سمیرو پربت سے اتر کر شمالی ہند میں اجودھیا کی عظیم الشان سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بعد مختلف وقتوں میں اجودھیا سے نکلکر کشتریوں کی مختلف قوموں نے تمام بر اعظموں اور دیش ودیشانتروں میں پھیل کر بڑی بڑی بادشاہتیں قائم کیں۔ ان سلطنتوں کے نام اور محل وقوع۔ ان کی ابتدا کا زمانہ عروج وزوال اور خاتمہ۔ ان کے تاجداروں کے نسب نامے۔ ان کے عہد کے تواریخی واقعات۔ ان کے نظم ونسق کے طریقے۔ مختلف قوموں کے باہمی تعلقات۔ ربط وضبط اور ان کی جنگ وجدل کے حالات تفصیل ووضاحت کے ساتھ پورانوں میں معرض تحریر میں لائے گئے ہیں۔ پورانوں کے ان کوائف سے دنیا بھر کی ہر ایک قوم کی ملکی۔ مجلسی۔ معاشرتی تعلیمی اور سیاسی حالت کا صحیح صحیح فوٹو ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اور کسی قسم کے بھی شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی زمانہ شجاعت کی تواریخ بعض پہلوؤں سے زمانہ حال کی تواریخوں سے زیادہ واضح الفاظ میں بیان کی گئی ہے۔ کشتریگ کا خاتمہ اس وقت ہوا۔ جب ہستناپور کا مہاراجہ یدھشٹر سلطنت ترک کرکے کوہ ہمالیہ کی طرف چلا گیا۔ اور مغربی ایشیا میں ایک تباہ کن طوفان آیا۔ جسے طوفان نوح کے نام سے نامزد کیا گیا ہے۔ پورانوں میں بیان کردہ واقعات تواریخی کا خاتمہ طوفان نوح تک ہی سمجھنا چاہئے۔ کیونکہ ہندوؤں کی یہ متبرک کتب قریباً اسی زمانہ میں تصنیف ہوئیں۔ طوفان سے پہلے کے تواریخی واقعات عالم سوائے پرانوں کے اور کسی ذریعہ سے بھی معلوم نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ دنیا میں نہ کوئی اس وقت کی قوم ہے۔ اور نہ ہی سوائے ہندوستان کے کسی اور ملک میں ان ایام کا لٹریچر ہی پایا جاتا ہے۔ اس لئے ۳۱۰۱ برس قبل مسیح سے

اور اپنا نظم و نسق مکمل کیا۔ تواریخ دنیا کے دوسرے دور کا نام برہم یگ قرار دینے کی دو وجوہات معلوم ہوئی ہیں اول یہ کہ اس زمانہ میں روئے زمین کے تمام ملکوں میں سری برہما جی کی اولاد برسر حکومت رہی اور سمیرو پربت کی چوٹی پر منو د لی نامی دارالحکومت سے نقل مکان کے دنیا کی بڑی بڑی قومیں دیار و امصار میں پھیل کر عظیم الشان سلطنتوں کی بانی مبانی ہوئیں۔ دوسری وجہ یہ ہے۔ کہ وہ زمانہ مختلف علوم و فنون کی ایجاد و اشاعت اور زہد و ریاضت کا مانا گیا ہے۔ اس دور کا خاتمہ اس وقت ہوا۔ جب چھ منونتر گذر گئے۔ اور مہادیو دکش پرجاپتی کی معرکہ آرائیوں میں واقعہ ہوئی قتل و خونریزی سے اور اس کے اثر سے پیدا شدہ امراض وبائی کے ہاتھوں بے شمار مخلوقات لقمۂ نہنگ اجل ہوئی۔ برہم یگ کے خاتمہ کو بھی قریبًا بارہ کروڑ برس کا عرصہ گزر گیا۔ اس لئے امتداد زمانہ کے باعث اس زمانہ کے تاجداروں کے نسب نامے اور واقعات عہد مورخوں کی یاد سے فراموش ہو گئے۔ لیکن خوشی کا مقام ہے۔ کہ برہم یگ کے حکمران خاندانوں کے نام آریہ ورت کے وقائع نویسوں نے اپنی یادداشت سے نہیں بھلائے۔ اور اس زمانہ کی دو مشہور سلطنتوں بدہشتی اور ہاشیمتی کے تاجداروں کا مختصر سا کرسی نامہ اور اُن کے تاجداروں کے عہد کے چند مشہور واقعات کا تذکرہ پورانوں میں موجود ہے جس سے اس زمانہ کی تہذیب و شائستگی بنی نوع انسان کی جسمانی، اخلاقی اور ذہنی حالتوں اور مختلف ملکوں کی مذہبی اور سیاسی کیفیتوں کا تمام راز طشت از بام ہو جاتا ہے۔

ویدک سمت کے ایک ارب پچاسی کروڑ اکتالیس لاکھ اور چوالیس ہزار برس گذرنے پر کشتر یگ یعنی زمانہ شجاعت کا آغاز ہوا۔ اس کی ابتدا اس وقت ہوئی۔ جب دکش یگیہ کے خونریز واقعہ کے بعد مہاراجہ

نیز ہر ایک زمانہ کے بنی نوع انسان کے طرز معاشرت کا صحیح حال معلوم ہو سکے۔ اور اس میں فرضی تصویروں اور وہم وگمان کا مطلق دخل نہ ہو۔

چھبیس سال کا عرصہ ہوا۔ جب میں نے قدیم زمانہ کے حالات اور واقعات تواریخی کی تحقیقات کا آغاز کیا تھا۔ اس عرصہ کی لگاتار محنت سے ظلمات کی قیامت خیز تاریکی میں جو آبحیات کی چند بوندیں حاصل کی ہیں۔ انکو پبلک کے روبرو پیش کرنے کی جرأت کرتا ہوں۔ تواریخ واقعات گذشتہ کے مجموعہ کا نام ہے۔ اس لئے ہر ایک مورخ کے لئے لازم آتا ہے۔ کہ جو حالات وہ اپنی کتاب میں قلمبند کرے۔ وہ اسکے آنکھوں دیکھے ہوں۔ یا ان مورخوں کی تحریرات کے حوالہ سے زیب قلم کئے جاویں۔ جن کی نظروں کے سامنے وہ واقعات گذرے ہو۔ اسکے بغیر کوئی تواریخ معتبر نہیں کہی جاسکتی۔ اس کتاب کی ترتیب میں میں اُس اصول پر پورے طور پر کاربند رہا ہوں۔ میں نے کوئی ایسا واقعہ قلمبند نہیں کیا ہے۔ جس کے ثبوت میں دس بیس شہادتیں موجود نہ ہوں۔ اور جسکی صداقت میں مجھے ذرا بھی شک رہا ہو۔

رائل ایشیاٹک سوسائٹی کی تحقیقات سے یہ امر پایۂ تصدیق تک پہنچ گیا ہے۔ کہ پانچ چھ صدی قبل مسیح سے پہلے زمانہ میں روئے زمین کے تمام ملکوں میں محض ہندو قوم ہی آباد تھی۔ چنانچہ یورپ افریقہ اور امریکہ تک کے متعدد مقامات میں جو پرانے کھنڈرات کی کھدائی کی گئی ہے۔ وہاں ہندو دیوتاؤں کی مورتیاں دستیاب ہوئیں ہیں۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ قدیم الایام میں وہاں ہندو بستے تھے۔ اس لئے تین ہزار سال قبل مسیح سے پہلے زمانہ کی تواریخ میں نے سنسکرت لٹریچر سے اخذ کی ہے۔

تین ہزار سال قبل مسیح سے پانچ سو سال قبل مسیح تک کے درمیان

پیشتر کے حالات اور واقعات معلوم کرنے کے واسطے مورخوں کی محض پورانوں کا ہی سہارا لینا چاہیئے۔

تواریخ دنیا کا چوتھا دور طوفان نوح سے شروع ہوتا ہے اور اس کو ہندوستان کے وقائع نویس کل یگ کا زمانہ کہتے ہیں زمانہ شجاعت کی سلطنتوں کے مفصل حالات اگرچہ پورانوں میں موجود ہیں۔ لیکن شجرات حسب و نسب مکمل نہیں ہیں۔ ہر ایک حکومت کے صرف مشہور تاجداروں کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ لیکن زمانہ کل یگ کی سلطنتوں کے کرسی نامے مکمل صورت میں پائے جاتے ہیں۔ سکے اور کتبے بھی ملتے ہیں۔ تواریخی کتب بھی موجود ہیں۔ قریباً ہر ایک زمانہ کا لٹریچر بھی ہر ایک ملک میں کم و بیش پایا جاتا ہے۔ اور ان سب ذرائع تحقیقات کی تصدیق کے اور بھی بہت سے رسائل موجود ہیں۔ ان ذرائع معلومات کی امداد سے طوفان نوح سے بعد کے زمانہ کی تواریخ نہایت عمدگی کے ساتھ ترتیب دی جا سکتی ہے۔ اس میں شک نہیں ہے کہ یورپین محقق ہر ایک ممکن ذریعہ سے اپنی تحقیقات میں کام لے رہے ہیں۔ لیکن محض اس غلطی کی وجہ سے کہ وہ طوفان نوح سے پہلے کے واقعات کو بعد از طوفان کے حالات میں خلط ملط کر کے الجھن کا سامان پیدا کر رہے ہیں۔ اور محض اس وجہ سے وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوتے۔

ان حالات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ضرورت محسوس ہو رہی ہے کہ قدیم زمانہ کی ایک ایسی مسلسل اور معتبر تواریخ مرتب کی جائے جس میں دنیا کی موجودہ اقوام کا درمیانی زمانہ کی ایشیائی اقوام کے ساتھ اور ایشیائی اقوام کا ان تقدس مآب شخصیتوں کے ساتھ سلسلہ حسب و نسب ملتا ہو۔ جن کی اولاد سے یہ دنیا آباد ہو رہی ہے

کتابیں اس علم کے متعلق ہر ایک ملک میں موجود ہیں ان کی مدد سے تواریخی سلسلہ میں نے زمانہ حال تک ملا دیا ہے۔

طوفان نوح سے پہلے زمانہ کے واقعات تواریخی کا زمانہ قائم کرنے میں میں نے علم جیوتش کی کتابوں سے بہت مدد لی ہے۔ پورانوں میں بیان کئے ہوئے واقعات کے سمت نہیں آئے۔ لیکن ان میں ستاروں کا راشیوں اور نکشتروں میں قیام کا وقت بتلایا ہے۔ اور جیوتش کے قاعدہ کے مطابق حساب کرنے سے پورا پورا سال سمت معلوم ہو جاتا ہے۔ ذرا بھی فرق نہیں رہتا۔ اس کے علاوہ مذہبی۔ علمی۔ ادبی۔ اور تجربہ سے بہت سے واقعات تواریخی دستیاب ہوئے ہیں۔ ان تمام ذرائع تحقیقات کو کام میں لاکر اپنی تحقیقات کو درجہ تکمیل تک پہنچایا ہے۔

یہ کتاب دنیا کے تمام ملکوں اور جملہ اقوام عالم کے سابقہ حالات اور گذشتہ واقعات کی ایک عکسی تصویر ہے۔ جس کے مطالعہ سے بنی نوع انسان کے ہر ایک زمانہ کے حالات اور ہر ایک قوم کی سرگذشت آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے۔ اس لئے یہ کتاب دیگر تواریخی کتب کی نسبت زیادہ مسلسل۔ معتبر اور مکمل کہی جا سکتی ہے۔ حالات ماضیہ پر روشنی ڈالنے میں اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ اگرچہ میں نے ہر ایک واقعہ کو مختصر عبارت میں لکھنے کی کوشش کی ہے۔ تو بھی تواریخی مصالحہ کی افراط کے باعث یہ کتاب بہت زیادہ ضخیم ہو گئی ہے۔ اور میں نے اسے متعدد جلدوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اور ان میں سے یہ پہلی جلد ہدیہ ناظرین ہے۔ اس میں روئے زمین کی ان تمام سلطنتوں اور ریاستوں کے مکمل شجرات حسب و نسب اور ان کے عروج و زوال کا خاکہ دیا گیا ہے جو آغاز آفرینش سے لے کر آج تک دنیا کے مختلف حصوں میں قائم ہوئیں۔ اور اسی وجہ سے اس کا نام راج بنش قرار دیا گیا ہے۔

زمانہ کے تواریخی واقعات ترتیب دینے میں مجھے بڑی دقت پیش آئی۔ کیونکہ اس زمانہ میں دنیا کی قوموں اور حکومتوں میں بہت کچھ تغیر و تبدل ہوا۔ اور ایشیا کی تواریخ میں یہ زمانہ پُرآشوب گذرا ہے آج ایک خاندان ترکستان میں برسر حکومت ہے۔ تو کل ہم اُسے مشرقی بنگال میں دیکھتے ہیں۔ مگدھ کے تاجدار یونان میں اور ایران کے حکمران خاندان ہندوستان کے انتہائے جنوب میں برسر اقتدار پائے جاتے ہیں۔ ایسی تبدیلیاں کثیر تعداد میں واقعہ ہوئیں۔ نیز ایک مرکزی طاقت کے نہ رہنے سے ہندوستان اور ایشیا میں بہت بڑی بے چینی رہی۔ علاوہ ازیں بودھ مت کے عروج کی وجہ سے ہندو لٹریچر درہم برہم ہوگیا۔ چوتھے افغانستان اور صوبہ سرحدی کے باشندوں کے دل و دماغ پر وحشت نے قابو پالیا۔ اور اس وجہ سے چین۔ ہندوستان۔ ایران اور ترکستان جیسے مہذب ملکوں کے تعلقات منقطع ہو گئے۔ ان وجوہات سے تین ہزار سال قبل مسیح اور بعد از ولادت مسیح کے واقعات کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔ اس سلسلہ حسب و نسب کے قائم کرنے میں مجھے بڑی مشکل پیش آئی۔ لیکن بڑے صبر اور استقلال کے ساتھ میں نے ان تمام رکاوٹوں کو دور کیا۔ جو میری تحقیقات کے راستہ میں حائل ہوئیں۔ اس میں مجھے راجپوتوں کی خاندانی بنشاولیوں سے بہت مدد ملی جو مسلسل طور پر راج گھرانوں میں موجود ہیں۔ چین۔ ترکستان۔ اور یونان کے سیاحوں کے سفرناموں سے ان کی صحت کی پڑتال کی۔ ممالک ملحقہ کی تواریخی کتب اور سنسکرت کی نظم کی کتابوں سے ان کی تصدیق کر لی۔ جب ہر ایک پہلو سے اطمینان ہوگیا۔ تب میں نے کسی واقعہ کو اس کتاب میں درج کیا۔ تاریخی زمانہ کی بہت سی

دیباچہ

علم تواریخ کی سرگذشت

آریہ قوم کے فاضل قدیم الایام سے ہی علم تواریخ کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھتے چلے آئے ہیں۔ جنگ مہابھارت سے پہلے زمانہ میں تو اس فلسفہ کی اتنی عزت تھی۔ کہ کوئی شخص درحقیقت عالم و فاضل کہلانے کا مستحق نہیں سمجھا جاتا تھا۔ جب تک کہ وہ اس علم سے کما حقہٗ واقفیت حاصل نہ کرلے گروکلوں میں اس کی باقاعدہ تعلیم دی جاتی تھی بڑے بڑے یگیوں میں۔ غمی و شادی کی تقریبوں میں گھروں اور بازاروں میں اس کی کتھا ہوتی تھی۔ اور قدیم زمانہ کے آریہ اس کا پڑھنا اور سننا اپنا فرض مقدم خیال کرتے تھے۔

طوفان نوح سے پہلے زمانہ میں ہندوستان میں اس علم کے متعلق جو کتابیں لکھی گئیں۔ وہ دو قسم پر منقسم تھیں۔ اول قسم کو اتہاس کہتے تھے۔ اور دوسری کو پوران۔ اتہاس میں واقعات گذشتہ کو سلسلہ وار ترتیب کے ساتھ لکھا جاتا ہے۔ اور پوران میں کسی خاص مضمون کی اشاعت کی سرگذشت بیان کی جاتی ہے۔ چونکہ ہندوستان کی تواریخ ایک دو ہزار برس کی سرگذشت نہیں ہے۔ بلکہ اس میں لاکھوں کروڑوں سال کے واقعات اور حالات کا اندراج ہوتا تھا۔ اس لئے زمانہ قدیم کے استاد جب اپنے شاگردوں کو کسی مضمون کی تعلیم دیتے اور انہیں تمثیلات و تشبیہات تلاش کرنے کی ضرورت پیش آتی -

اس پہلی جلد کے بھی دو حصے کئے گئے ہیں۔ ایک میں ہندوستان کے تواریخی واقعات ہیں۔ اور دوسرے میں دیگر ممالک عالم کے۔ یہ راج بنش نامی پہلی جلد قدیم تواریخ دنیا کا خلاصہ ہے۔ اور باقی جلدوں میں ان تمام سلطنتوں کے تفصیلی حالات معرض تحریر میں لائے گئے ہیں ان کے مطالعہ سے دنیا کی تمام قدیم و جدید قوموں کی اصلیت کا راز منکشف ہو جاتا ہے۔ اور ہر ایک ملک کی سرگذشت کا فوٹو آنکھوں کے سامنے پھرنے لگتا ہے۔ میں نے تاریخ دنیا کے ابتدائی زمانہ کی ان تمام قوموں کی اصلیت کا انکشاف کرنے کی کوشش کی ہے جنہیں زمانہ حال کے فاضل کچھ اور کا اور سمجھکر نظر انداز کر رہے تھے۔ اور ان ابتدائی واقعات تواریخی کی عدم موجودگی میں اقوام عالم کی سرگذشت کی صورت میں بھی مسلسل طور پر بیان نہیں کی جا سکتی۔

مذکورہ بالا سطور میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ طوفان نوح سے پہلے زمانہ کے واقعات تواریخی پرانوں اور دیگر سنسکرت لٹریچر میں منتشر صورت میں موجود ہیں۔ اور ایک عرصہ سے اس امر کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ کہ ان بکھرے ہوئے بیانات کو اکٹھا کر کے سلسلہ وار ترتیب کے ساتھ بیان کیا جائے۔ لیکن کسی فاضل کو بھی اس اہم کام کے سرانجام دینے کی جرأت نہیں ہوئی۔ جہانتک ہو سکا۔ میں نے پرانوں کی چھان بین کی کوشش کی ہے۔ اور ایک عمدہ گلدستہ تیار کر کے محققوں کے روبرو پیش کر دیا ہے۔ جو کام مشکل سمجھا گیا تھا۔ اپنی عقل و ہمت کے مطابق میں نے اسے سرانجام کر دیا ہے۔ قدیم تہذیب کے شیدائی۔ تعلیم یافتہ نوجوانوں کا فرض ہے۔ کہ اس کتاب کی زیر ہدایت اصلی اور سچے واقعات کی تحقیقات کے لئے سنسکرت لٹریچر کی تحقیق و تدقیق میں مصروف ہوں اور اپنے سرمایہ معلومات سے آئیوالی نسلوں کو فیض و برکت پہنچانے کا موجب ثابت ہوں۔ تواریخی تحقیقات کا میدان بڑا وسیع ہے۔ اور ہزاروں نوجوان اس میں خاطر خواہ کام کر سکتے ہیں۔ فقط۔ (نگینہ رام پریمی)

مہا حشہ کے بعد ان کا اختصار کیا۔ اور ایک جلد مرتب کر کے دنیا بھر میں اس کی اشاعت کی۔ صرف یہی نہیں۔ بلکہ اس علم کی اشاعت کے مستقل بندوبست کے لئے سوت اور ماگدھ دو قوموں کا یہ قومی پیشہ مقرر کیا۔ کہ وہ نسلاً بعد نسلاً اور بطناً اور بطناً صرف اسی علم کی دنیا میں اشاعت کریں۔ چنانچہ ان قوموں کے گذارہ کے لئے پرتھو نے سوت کو تیلنگ کا ملک اور ماگدھ کو مگدھ کا علاقہ جاگیر میں دے دیا۔ سوت اور ماگدھ سال کے آٹھ مہینے ملک کے اندر دورہ کر کے اس علم کی اشاعت کرتے اور چار مہینے اپنے گھروں میں رہتے ان قوموں کے علاوہ گروکلوں میں بھی حسب دستور اس علم کی تعلیم دی جاتی رہی۔ مہاراجہ پرتھو کی اس کوشش سے علم تواریخ کی اشاعت کا مستقل بندوبست ہو گیا۔ صرف تواریخی کتب کی صحت اور تکمیل کا کام باقی رہ گیا اور اس کے واسطے مختلف وقتوں میں ایسے ایسے فاضل پیدا ہوتے رہے۔ جو اس ضرورت کو پورا کرتے رہے۔

مہاراجہ اکشور کو کے عہد سعدلت مہد سے لے کر طوفان نوح کے زمانہ تک ہندوستان میں حسب ذیل فاضل پیدا ہوئے۔ جنہوں نے اپنے اپنے زمانہ میں دنیا بھر کی تواریخی کتب کو جمع کر کے صحت۔ اصلاح اور ترمیم و تجدید کے بعد ایک ایک مکمل کتاب اہل عالم کے روبرو پیش کی۔ ان کے نام نامی یہ ہیں۔

۱۔ پرجاپتی	۷۔ وششٹ
۲۔ شکر	۸۔ سارسوت
۳۔ برہسپتی	۹۔ تردھاسا
۴۔ سوتا	۱۰۔ تربرکھ
۵۔ جبرتیو	۱۱۔ بھرودواج
۶۔ گھوا	۱۲۔ انترکش

تو بڑی مشکل ہوتی تھی۔ اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے پہلے ہی اس علم کو دو شاخوں میں تقسیم کر دیا۔ تاکہ جس کو واقعات گذشتہ سلسلہ اور ترتیب کے ساتھ دیکھنے مطلوب ہوں وہ اتہاس کو پڑھے اور جس نے کسی خاص مضمون کی اشاعت کی سرگذشت سے معلومات حاصل کرنا ہو۔ وہ پوران کا مطالعہ کرے۔

دنیا میں سب سے پہلے دیوتاؤں کی تعلیمی اور روحانی سلطنت منو دنتا ئے گدی نشین سری برہما جی نے اس علم کی بنیاد رکھی۔ اور اس فلسفہ پر دو ضخیم کتابیں تصنیف کیں۔ ایک اتہاس کی برہم سنگھتا اور دوسری مہا پوران برہما جی کے جانشین ان کتابوں میں اپنے اپنے عہد کے واقعات کا اضافہ کرتے رہے۔ یہاں تک کہ سرشٹی سمت کے دس ہزار برس گذرنے پر جب آریہ قوم نے ہندوستان آباد کیا۔ تو ان دونوں کتابوں کی ضخامت ایک ارب شلوک تک پہنچ گئی۔ اور آریوں کے سب سے پہلے حکمران سوبھو منو نے ان کی نقل طلب کی۔ تو سری برہما جی نے ان کتابوں کا خلاصہ اور اختصار کر کے چار لاکھ شلوک کی ایک سنگھتا بنائی اور برہشمتی پوری میں سوبھو منو کے پاس ارسال کی۔ اور انہوں نے اسکی کاپیاں گرد کلوں کے آچاریوں میں تقسیم کر دیں۔ وہ آچاریہ ان میں اپنے اپنے عہد کے واقعات کا اندراج کرتے رہے۔

مدت مدید اور عرصہ بعید تک علم تواریخ کی اشاعت کا یہی طریقہ دنیا میں جاری رہا۔ بعد ازاں برہشمتی شہر کے فرمانروا مہاراجہ پرتھو نے تمام دنیا کو فتح کر کے چکرورتی راج قائم کیا۔ تو اس نے علوم و فنون کی اشاعت کی طرف اپنی توجہ مبذول کی۔ علم تواریخ کی تحقیقات اور اشاعت کے واسطے اس علم کے فاضلوں کی ایک انجمن اس نے اپنی دارالحکومت میں بنائی۔ اس نے تمام گورو کلوں سے تواریخی کتب فراہم کر کے بحث و

اسکے قدیم جغرافیہ دنیا پر بھی کافی روشنی پڑتی ہے۔ کیونکہ ان کتابوں میں دنیا کی ریاستوں کے محل وقوع ملکوں کی حدود اور جغرافیائی حالت عمدہ طریق سے بیان کی گئی ہے۔

مہابھارت کی علاوہ مہرشی کرشن دوپیاین نے پوران سنگھتا نامی ایک اور کتاب لکھی اور اپنی شاگرد روم ہرشن کو پڑھائی۔ جو سوت قوم سی تھا۔ لوم ہرشن نے پوران سنگھتا جسکو اسنے اپنے گرو سے پڑھا تھا اپنے چھ شاگردوں کو اسکی تعلیم دی۔ جن کے نام یہ تھے۔ سومتی۔ اگنی ورچا۔ مترایو۔ سنسپاین وکرت ورن۔ ساورنی۔ ان شاگردوں نے اس پوران سنگھتا کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ اور پھر ان کے شاگرد نسلاً بعد نسلاً اپنے اپنے چیلوں کو پڑھاتے رہے۔ بہت عرصہ بعد ان چار سنگھتاؤں کی ۱۸ سنگھتا بن گئیں۔ جنکو آجکل ۱۸ پوران کہتے ہیں۔

یہ پوران طوفان نوح سے پہلے زمانہ کے واقعات عالم پر روشنی ڈالنے کے لئے ایک قیمتی ذخیرہ ہیں۔ اور ان سے ہندو قوم کے رسم ورواج۔ اوضاع و اطوار اور مذہبی حالت کا صحیح صحیح فوٹو ہماری آنکھوں کے سامنے آجاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ پوران آریہ قوم کی مذہبی تواریخ ہے۔ اور طوفان نوح سے پہلے زمانہ میں آریہ قوم تمام دنیا میں پھیلی ہوئی تھی۔ اس لئے پورانوں میں دنیا کے تمام ملکوں کے واقعات زیب قلم کئے گئے ہیں۔ دنیا کی قدیم تواریخ کی عدم موجودگی میں یہ سرمایہ بڑے کام کی چیز ہے۔ ان سے روئے زمین کی تمام قدیم حکومتوں کے مسلسل شجرات حسب و نسب اور طریق نظم و نسق اچھی طرح سے معلوم ہو جاتے ہیں۔ لیکن افسوس کا مقام ہے۔ کہ یورپین عالموں اور بعض ہندوستانی فاضلوں نے ان کے متعلق نفرت اور حقارت کا ایک عام جذبہ پبلک میں پیدا کر دیا ہے۔ اس لئے محققوں نے ان سے فائدہ اٹھانے کی ابھی تک کوشش نہیں کی۔

۱۳	دھوم	۲۲-	سوم پشپائن
۱۴	تریارنیہ	۲۳-	نزن بندو
۱۵	دھنج	۲۴-	بھارگو
۱۶	ویدھاتھی	۲۵-	شکتی
۱۷	برتی	۲۶-	جاتوکرن
۱۸	اتری	۲۷-	بالمیک
۱۹	گوتم	۲۸	کرشن دویپاپن
۲۰	اتھم ہرپاتھا	۲۹-	جیمنی
۲۱	پیتو باج شروا	۳۰-	گرگ

ان فاضلوں نے اپنے زمانہ میں بہت سی کتب تصنیف کیں ان میں سے صرف بالمیک کرشن دوپیاپن جیمنی اور گرگ کی تصانیف باقی رہ گئی ہیں۔ باقی مصنفوں کی کتابوں کو زمانہ کی نظر کھا گئی۔ بالمیک نے اجودھیا کے فرمانروا سری رام چندر جی کے واقعات عہد قلمبند کئے اور اس کتاب سے اس زمانہ کی دنیا کی اخلاقی۔ اور سیاسی حالت بخوبی معلوم ہو جاتی ہے۔ کرشن دویپاپن نے مہابھارت تصنیف کی۔ جس میں مہاراجہ یدھشٹر کے واقعات زندگی زیب قلم کئے ہیں جیمنی نے یدھشٹر کی فتوحات عالم کے ان . . . تصنیفات سے طوفان نوح سے ڈیڑھ سو برس پہلے کے واقعات عالم بالترتیب اور مسلسل طور پر معلوم ہو جاتے ہیں۔ اگر ان تینوں کتابوں کو ملا کر پڑھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا بھر کے تمام ممالک میں کون کون سی ریاستیں قائم تھیں۔ وہ کس کس خاندان سے تعلق رکھتی تھیں۔ وہاں کون کون فرمانروا حکومت کرتے تھے۔ ان ریاستوں کے تعلقات باہمی کس قسم کے تھے وغیرہ ماسوائے

لیکر ایک ارب چھیاسی کروڑ اکتالیس لاکھ اور چوالیس ہزار سال تک کے زمانہ کو برہم یگ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اس کی ابتدا اس وقت ہوئی۔ جب سری برہما جی نے سمیرو پربت کی چوٹی پر منو دتی نامی تعلیمی ادارہ عالی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ یہ ویدک سمت کے نام پر بھی مشہور رہا۔

(۳) **کشتریگ** :- برہم یگ کے خاتمہ پر کشتریگ کا آغاز ہوا۔ اسکی ابتدا اس وقت ہوئی۔ جب ویوسوت منو نے شمالی ہند میں شہر اجودھیا آباد کرکے سورج بنسی خاندان کی حکومت کی بنیاد ڈالی اس دور کو شروع ہوئے آج سمت ۹۸ بکرمی میں ۱۲ کروڑ ۵ لاکھ ۳۲ ہزار چوبیس برس کا عرصہ ہوتا ہے۔

(۴) **چینی سمت** :- کشتریگ کے آغاز میں ویوسوت منو اور لی اجودھیا کی بیٹی ایلا نے سلطنت پرباگ کی بنیاد ڈالی۔ ایلا کے بیٹے پرورا کی اولاد میں سے بہت مدت بعد مہاراجہ ایلو پریاگ کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ ایلو کے بیٹے رچی نے سلطنت چین کی بنیاد ڈالی۔ اس وقت سے چینی سمت کا آغاز ہوا۔ اہل چین بیان کرتے ہیں۔ کہ چین کے پہلے بادشاہ سے حاکم کنوشش کے زمانہ تک جو مسیح سے پانچ سو برس پہلے ہوا۔ نو کروڑ ساٹھ لاکھ برس کا عرصہ ہوتا ہے۔ آریہ ورت کی تاریخ کے مطابق مہاراجہ ایلو فرمانروائے پریاگ اور بانی سلطنت چین کو گذرے قریباً نو کروڑ ساٹھ لاکھ دو ہزار چار سو تیئس برس ہوتے ہیں۔

(۵) **خطائی سمت** :- اہل خطا بیان کرتے ہیں۔ کہ ان کی سلطنت کی بنیاد رکھی جانے سے اب تک ۸۸۸۰۲۹۶ برس ہوتے ہیں

(۶) **پارسی سمت** :- پارسیک خاندان کے پہلے بادشاہ نے

یونان نوح کے بعد ہندوستان اور دنیا کے دوسرے ملکوں میں مختلف وقتوں میں کئی ایک مورخ پیدا ہوتے رہے۔ جنہوں نے اپنے اپنے ملک کی تواریخیں لکھیں۔ چونکہ اس کتاب میں ہر ایک موقعہ پران تواریخی کتب کے حوالے دئیے گئے ہیں۔ اس لئے یہاں انکی توضیح کی چنداں ضرورت معلوم نہیں ہوئی۔

سمتوں کا بیان

چونکہ اس تواریخ میں مختلف سمتوں کا ذکر ہر موقعہ پر آئیگا۔ اور واقعات تواریخی کا زمانہ سمجھنے کے لئے ان کا معلوم ہونا ازبس ضروری ہے۔ اس لئے ان تمام سمتوں کو جو آج تک دنیا میں جاری ہوئے اور ان میں سے جس قدر ہم کو معلوم ہو سکے۔ ان سب کا مختصر تذکرہ بیان کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ بکرمی سمت ۱۹۸۰ اور سنہ ۱۹۲۳ء کے مطابق کر کے ہم یہاں بیان کرتے ہیں۔

(۱) سرشٹی سمت :- اس کو ویدک سمت بھی کہتے ہیں۔ ہندوؤں کے اعتقاد کے مطابق دنیا کی پیدائش کے دن سے اس کا آغاز ہوا۔ جنگ مہابھارت سے پہلے زمانہ کے سنسکرت لٹریچر میں اس کا استعمال پایا جاتا ہے۔ نجوم کی کتابوں میں عام طور پر مستعمل ہوا ہے ہندو قوم میں اب بھی رسم و رواج کی ادائیگی کے موقعہ پر صرف یہی ایک سمت استعمال کیا جاتا ہے۔ اور عام طور پر ملک کے ہر حصہ میں اس کو سنکلپ کہتے ہیں۔ اس کا شمار آج کل ۱۹۷۲۹۴۹۰۲۴ بکرمی ہے۔

(۲) برہم یگ :- آریہ ورت کے قدیم لٹریچر میں سرشٹی سمت کی ابتدا سے

کوہ ارارات پر ٹھہری۔ اس وقت سے نوح کا سمت شمار کیا جاتا ہے۔ ایشیا کے مغربی ممالک کی مسلسل تواریخ کی عدم موجودگی کے باعث اس سمت کے متعلق مورخوں کی آرا میں بہت سارا اختلاف پایا جاتا ہے۔ مختلف مورخ مسیح سے ۱۶۵۶ برس لغایت ۲۱۱۴ برس لغایت ۲۲۴۸ برس لغایت ۳۰۰۰ برس ۳۴۴۸ برس پہلے ہونا بتلاتے ہیں۔ ہندوستان کی مسلسل تواریخ کے مطابق اور علم نجوم کی شہادتوں کے بموجب اس کا صحیح زمانہ ۳۱۰۲ برس قبل مسیح ہے۔ جس کو ۵۰۶۲ برس کا عرصہ ہوا۔

(۱۳) **کل یگی سمت**:۔ یدھشٹری سمت بھی کاتک کے کرشن پکش کی نومی کو سوموار کے دن کل یگ کا آغاز ہوا۔ جسکو آج ۵۰۲۷ برس ہوتے ہیں۔ ہندوؤں میں یہ سمت زیادہ برتا جاتا ہے۔

(۱۴) **لوکک سمت**:۔ اس کو سپت رشی سمت۔ شاستر سمت اور کچا سمت بھی کہتے ہیں۔ ہمالیہ کے پہاڑوں میں اس کا زیادہ رواج رہا ہے۔ اور سنسکرت کتابوں میں کہیں کہیں برتا گیا ہے۔ یہ سمت صرف ایک صدی کا ہے۔ یعنی سو سال ختم ہو جانے پر پھر ایک سے شمار کرتے ہیں۔ علم نجوم پر اس کی بنیاد قائم ہے۔ سپت رشی ستاروں کا نام ہے۔ جو سب سے زیادہ سست رفتار ہیں۔ یعنی سو سال میں ایک نکشتر کو طے کرتے ہیں۔ چونکہ نکشتروں کی تعداد ۲۷ ہے۔ اس لئے ۲۷۰۰ سال میں یہ ایک چکر کو ختم کرتے ہیں۔

(۱۵) **ابراہیمی سمت**:۔ حضرت ابراہیم مسیح سے ۱۹۲۱ برس پہلے پیدا ہوئے۔ اس وقت سے یہ سمت شمار کیا جاتا ہے۔ جو آج کل ۳۸۴۴ ہے۔

(۱۶) **سپارٹا سمت**:۔ یہ سمت شہر سپارٹا کی بنیاد سے شروع

ایران میں اپنی حکومت کی بنیاد رکھی۔ اس وقت سے پارسی سمت شروع ہؤا۔ جسکو آج ۱۸۹۸۳ برس کا عرصہ ہوتا ہے۔ اسی خاندان کے نام پر اس ملک کا نام پارسیک پارس یا فارس مشہور ہؤا۔

(۷) **کالڈیا سمت**:۔ کلدانی بیان کرتے ہیں۔ کہ ان کی سلطنت کی بنیاد رکھی جانے سے مسیح تک ڈیڑھ لاکھ برس گذرے ہیں۔

(۸) **مصری سمت**:۔ مصر کی قدیم تواریخی کتب میں لکھا ہے۔ کہ سکندراعظم شاہ یونان سے ۲۷۰۰ برس پہلے بادشاہ مینس تخت نشین ہؤا۔ اور اس وقت سے مصری سمت کا آغاز ہؤا۔ جس کو آج ۲۷۵۷ برس کا عرصہ ہوتا ہے۔

(۹) **تلکھ سمت**:۔ مسیح سے ۹۰۸۴ برس پہلے ہندوستان میں تلکھ سمت شروع ہؤا۔ مہاراجہ یدھشٹر کے عہد تک عموماً ہندوستان میں یہی سمت جاری رہا۔ بعض سنسکرت کتابوں میں اس کا استعمال پایا گیا ہے۔

(۱۰) **عبرانی سمت**:۔ جب مغربی ایشیاء میں یہ خیال پیدا ہؤا کہ مسیح سے ۴۰۰۰ برس پہلے دنیا پیدا ہوئی۔ تو اس خیال کے ساتھ ہی اس کے ماننے والوں نے سال شمار کرکے عبرانی سمت جاری کر لیا۔ جو آج کل ۵۹۲۷ ہے۔

(۱۱) **یدھشٹری سمت**:۔ جنگ مہابھارت کے بعد جب مہاراجہ یدھشٹر تخت نشین ہؤا۔ تو اس نے اپنا سمت چلایا۔ اور بکرماجیت کے عہد تک عام طور پر استعمال ہوتا رہا۔ اس کو جاری ہو ۵۰۹۹ برس ہوتے ہیں۔

(۱۲) **نوح کا سمت**:۔ طوفان کے بعد جب نوح کی کشتی

چار سال بعد یہ سمت جاری ہؤا۔ جو آجکل ۱۹۲۳ ہے۔
(۲۵) **سنا کا شالباہن**:۔ بکرمی سمت ۱۳۵ میں مہاراجہ شالباہن نے ایرانیوں کو شکست دیکر اس سمت کو جاری کیا۔ جو آج ۱۸۴۵ ہے۔
(۲۶) **کلچوری سمت**:۔ اس کو چیدی سمت بھی کہتے ہیں۔ مسیح سے ۲۴۵ برس بعد شروع ہؤا۔ جو آج ۱۶۷۳ ہے۔
(۲۷) **گپت سمت**:۔ اس کو دلبھی سمت بھی کہتے ہیں۔ قنوج کے راجہ چندر گپت نے سمت ۳۷۵ بکرمی میں دلبھی پور کو فتح کرکے چیت شدی ۱ کو اتوار کے دن یہ سمت جاری کیا۔ جو آج ۱۶۰۴ ہے۔
(۲۸) **ہجری سمت**:۔ ۶۲۲ء میں جب حضرت محمد صاحب نے مکہ سے مدینہ میں ہجرت کی۔ تب سے اس سمت کی ابتدا ہوئی۔ جو آج ۱۳۴۱ ہے۔
(۲۹) **ہرش سمت**:۔ تھانیسر کے راجہ ہرش وردھن نے ۶۰۶ء میں جاری کیا۔ اور آجکل ۱۳۱۷ ہے۔
(۳۰) **لچھمن سین سمت**:۔ ۱۱۱۷ء میں راجہ لچھمن سین نے جاری کیا۔ جس کو آج ۱۳۰۶ سال ہوتے ہیں۔
(۳۱) **بنگالی سمت**:۔ ۵۹۴ء میں بنگال میں شروع ہؤا۔ جسکو ۱۲۱۸ سال سال ہوتے ہیں۔
(۳۲) **نیوار سمت**:۔ ۸۷۹ء میں شروع ہؤا۔
(۳۳) **سنگھ سمت**:۔ ۱۱۱۴ء میں شروع ہؤا
(۳۴) **نانک سمت**:۔ ۱۴۶۹ء میں سکھوں کا پہلا گرو نانک دیو پیدا ہؤا۔ تب سے اس سمت کا شمار کیا جاتا ہے۔

ہوا۔ جو مسیح سے ۱۶۰۴ برس پہلے رکھی گئی۔ اور جس کو ۳۵۲۷ برس کا عرصہ ہوتا ہے۔

(۱۷) **موسوی سمت**:۔ حضرت موسیٰ مسیح سے ۱۵۷۳ برس پہلے پیدا ہوئے۔ جس کو ۳۴۹۶ برس ہوتے ہیں۔ یہودیوں کی تواریخ میں اس کا استعمال پایا جاتا ہے۔

(۱۸) **بدھ سمت**:۔ بدھ کی عمر کے پچاسویں سال سے یہ سمت شروع ہوا جو آج کل ۲۴۵۵ ہے۔

(۱۹) **داؤدی سمت**:۔ داؤد بادشاہ کو عیسائی۔ یہودی اور مسلمان اپنا پیغمبر مانتے ہیں۔ اسکے سال جلوس سے جو مسیح سے ۱۰۲۵ سال پہلے واقعہ ہوا۔ اس سمت کا شمار کیا جاتا ہے۔ جو آجکل ۲۹۵۸ ہے۔

(۲۰) **یونانی سمت**:۔ اولمپیا کے اکھاڑہ کے پہلے تماشہ سے جو مسیح سے ۷۷۶ سال پہلے واقعہ ہوا۔ یونانی سمت شروع ہوا جسکو آج ۲۶۹۹ برس ہوتے ہیں۔

(۲۱) **رومی سمت**:۔ اٹلی کے دارالخلافہ شہر روم کی بنیاد بادشاہ رومس نے مسیح سے ۷۵۳ برس پہلے ڈالی۔ تب سے سمت شمار کیا جاتا ہے۔

(۲۲) **نابوصاری سمت**:۔ بابل کے پہلے بادشاہ کے سال جلوس سے جو ۷۴۷ برس قبل مسیح واقعہ ہوا۔ اس سمت کا آغاز ہوا جو آجکل ۲۶۷۰ سال ہے۔

(۲۳) **بکرمی سمت**:۔ اجین کے مہاراجہ بکرماجیت نے روم کے بادشاہ جولیس قیصر کو شکست دیکر مسیح سے ۵۷ سال پہلے یہ سمت جاری کیا۔ جو ۱۹۸۰ ہے۔

(۲۴) **عیسوی سمت**:۔ بکرمی سمت ۵۷ میں حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے

(۱۸)	داؤدی سمت		۲۹۵۸
(۱۹)	یونانی	”	۲۶۹۹
(۲۰)	رومی	”	۲۶۷۶
(۲۱)	نابوصاری	”	۲۶۷۰
(۲۲)	بکرمی	”	۱۹۸۰
(۲۳)	عیسوی	”	۱۹۲۳
(۲۴)	شاکا	”	۱۸۴۵
(۲۵)	کلچوری	”	۱۶۷۳
(۲۶)	گپت	”	۱۶۰۲
(۲۷)	ہجری	”	۱۳۴۱
(۲۸)	ہرش	”	۱۳۱۶
(۲۹)	سین	”	۱۳۰۶
(۳۰)	بنگالی	”	۱۲۱۸
(۳۱)	نیوار	”	۱۰۴۳
(۳۲)	سنگھ	”	۸۰۹
(۳۳)	نانک	”	۴۵۳
(۳۴)	الہی	”	۳۷۰
(۳۵)	دیانندی	”	۴۰

یدھشٹری سمت کی تحقیقات

آریہ ورت کے تواریخی واقعات کے زمانہ کا دارومدار بہت بڑی حد تک یدھشٹری سمت پر منحصر ہے۔ اس لئے محققین علم تواریخ کے سامنے

(۴۵) الٰہی سمت :- سنہ ۱۵۵۴ء میں اکبر بادشاہ نے جاری کیا۔

(۴۶) دیانندی سمت :- آریہ سماج کے بانی مہرشی سوامی دیانند سرسوتی کی موت کے وقت سے جو کاتک بدی اماوس سمت ۱۹۴۰ بکرمی کو واقعہ ہوئی۔ اس سمت کا آغاز ہوا۔

جدول سمت ہائے رائج الوقت مطابق سنہ ۱۹۲۳ء

(۱) سرشٹی سمت	۱۹۷۴۶۷۷۰۲۴
(۲) ویوسوت "	۱۲۰۵۴۳۰۲۴
(۳) چینی "	~~۹~~ ۰۳۴۲۳
(۴) خطائی "	۸۸۸۴۰۲۹۶
(۵) پارسی "	۱۸۹۸۹۴
(۶) کالڈیا "	۱۵۱۹۲۳
(۷) مصری "	۲۷۵۷۷
(۸) ترکی "	۶۸۳۱
(۹) ایرانی "	۵۹۲۷
(۱۰) یدھشٹری "	۵۰۹۹
(۱۱) نوح "	۵۰۶۳
(۱۲) کل یگی "	۵۰۲۴
(۱۳) لوکک "	۹۹
(۱۴) ابراہیمی "	۳۸۴۴
(۱۵) سپارٹا "	۳۶۲۷
(۱۶) موسوی "	۳۴۹۶
(۱۷) بدھ "	۳۴۵۵

۳۶۵۲ برس گذرنے پر مہابھارت کی لڑائی ہوئی۔ پنڈت لیکھرام آریہ مسافر نے بھی اس رائے کو درست تسلیم کیا ہے۔ اس حساب سے یدھشٹری سمت ۴۴۲۲ سال قبل مسیح شروع ہُوا۔

(۸) علامہ عصر منشی ابوالفضل اپنی کتاب اکبرنامہ میں لکھتے ہیں۔ کہ یدھشٹر کی تخت نشینی کل یگ کے پہلے سال ہوئی۔ مصنف غیاث اللغات کی بھی یہی رائے ہے۔ اس حساب سے یہ سمت ۳۱۰۱ برس قبل مسیح شروع ہُوا۔

(۹) منشی محمد دین فوق تاریخ کشمیر میں رقم طراز ہیں۔ کہ مہاراجہ یدھشٹر کل یگ سے ۲۰ سال پہلے تخت نشین ہُوا۔ اس لئے یدھشٹری سمت ۳۱۲۱ سال قبل مسیح جاری ہُوا۔

(۱۰) سوامی دیانند سرسوتی نے رسالہ موہن چندرکا ہریشچندرکا کے حوالہ سے دلّی کے راجاؤں کی جو فہرست ستیارتھ پرکاش میں لکھی ہے۔ اس کے برسوں کو جوڑنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ سمت یدھشٹری ۳۱۶۳ برس قبل مسیح جاری ہُوا۔ یدھشٹری سمت کے متعلق یہ آج تک کی تحقیقات کا لب لباب ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ پہلی اور آخری رائے میں ۱۹۰۴ برس کا تفاوت ہے۔ اور یہ تفاوت معمولی نہیں ہے۔ ویدک دھرم کے ماننے والے سب کے سب اس امر پر متفق الرائے ہیں۔ کہ جنگ مہابھارت کل یگ میں نہیں۔ بلکہ دواپر یگ میں واقعہ ہوئی تھی۔ سری کرشن جی کا اوتار دواپر یگ میں ہُوا۔ بعد از جنگ مہابھارت یدھشٹر دواپر یگ میں تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہُوا۔ کل یگ کی ابتدا سے کئی سال پہلے وہ راج پاٹ چھوڑ کر ہمالیہ کی طرف چلا گیا۔ اور کل یگ کا دور اس کے جانشین پریکشت کے عہد حکومت میں شروع ہُوا۔ ہمارا خیال یہ ہے۔

یہ سوال بہت کچھ اہمیت رکھتا ہے۔ سمت بکرمی کے اجرا سے پہلے ہندوستان میں یدھشٹری سمت جاری تھا۔ اس لئے جب تک اس سمت کی بابت قطعی فیصلہ نہ ہو جائے۔ کہ جسکو ہر فرقہ کے عالم بلا شک و شبہ تسلیم کر لیں۔ تب تک سمت بکرمی کے نفاذ سے پہلے کے تواریخی واقعات کا زمانہ قائم کرنے میں محققین علم تواریخ الجھن میں پڑے رہینگے۔ اس سمت کے متعلق علم تواریخ کے عالموں کی آرا میں بہت سا فرق پایا جاتا ہے۔

(۱) انگلینڈ کے پرانے جیوتشی بنٹلی صاحب نے علم نجوم کے حساب سے لکھا ہے۔ کہ عیسیٰ کی پیدائش سے ۱۱۷۵ برس پہلے یدھشٹر کا سمت شروع ہوا۔ اور یہی رائے مشہور تاریخ نویس کرنل ٹاڈ کی ہے۔

(۲) ڈاکٹر ہملٹن۔ لوئی ڈیکن پربنٹ۔ اور ڈاکٹر ہنٹر کی یہ رائے ہے۔ کہ یدھشٹر کا سمت مسیح سے بارہ سو سال پہلے جاری ہوا۔

(۳) بابو رامیش چندر دت کے حساب کے مطابق گونرد اول فرمانروائے کشمیر ۱۲۶۰ برس قبل مسیح ہوا۔ اور وہ یدھشٹر کا ہمعصر تھا

(۴) میجر ولفورڈ صاحب بتلاتے ہیں۔ کہ جنگ مہابھارت مسیح سے ۱۳۷۰ برس پہلے واقعہ ہوئی۔

(۵) مسٹر کول بروک دو مختلف طریقوں سے بحث کرتے ہوئے اس نتیجہ پر پہنچے ہیں۔ کہ مہابھارت کی لڑائی مسیح سے ۱۴ سو سال پہلے ہوئی۔ مسٹر ایچ ایچ ولسن نے بھی اس رائے کو درست تسلیم کیا ہے

(۶) آنریبل مسٹر الفنسٹن صاحب اپنی تاریخ ہند میں رقمطراز ہیں۔ کہ ۱۴۵۰ برس قبل مسیح یدھشٹری سمت شروع ہوا۔

(۷) پنڈت کلہن مصنف راج ترنگنی نے لکھا ہے۔ کہ کل یگ کے

ان نکشتروں کے نام یہ ہیں۔

(۱)	رشونی	(۱۵)	سواتی
(۲)	بھرنی	(۱۶)	بشاکھا
(۳)	کرتکا	(۱۷)	انوراودھا
(۴)	روہنی	(۱۸)	جیشٹھا
(۵)	سرگشرا	(۱۹)	مولا
(۶)	آرورا	(۲۰)	پدریاکھاڑ
(۷)	پنربسو	(۲۱)	اترا کھاڑ
(۸)	پکھ	(۲۲)	ششروان
(۹)	اشلیکھا	(۲۳)	دھنشٹا
(۱۰)	مگھا	(۲۴)	ستت بھکما
(۱۱)	پوربابھالگنی	(۲۵)	پو. بابھا درو پد
(۱۲)	اترابھالگنی	(۲۶)	انزابھا دروپد
(۱۳)	ہست	(۲۷)	ریونی
(۱۴)	چیترا		

ان کے علاوہ ابھی جت نام اٹھائیواں نکشتر اور بھی ہے۔ لیکن سوائے خاص حالتوں کے وہ جیوتش کے حساب میں بہت کم آتا ہے آریہ ورت کی موجودہ جنتریوں میں سپت رشیوں کے چار کا رواج بالکل متروک ہو گیا ہے۔ اگر یہ ثابت ہو جائے۔ کہ آج سمتشا بکرمی میں سپت رشی کس نکشتر پر ہیں۔ اور کتنے سالوں سے اس میں مقیم ہیں تو جنگ مہابھارت کا زمانہ دریافت کر لینا بالکل سہل ہو جائیگا۔ لیکن شرط یہ ہے۔ کہ علم جیوتش کا کوئی فاضل گنت کی رو سے تحقیق کرکے بتائے اور رات کے وقت آسمان پر اسی نکشتر میں دکھا دیوے۔

کہ سمت یدھشٹری کا آغاز ۲۶ برس قبل از کل یگ یا ۳۱۷۶ برس قبل از مسیح شروع ہوا۔ اور اسکے ثبوت میں مندرجہ ذیل شہادتیں پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) **سپت رشی سمت**:- سریمد بھاگوت میں لکھا ہے۔ کہ جب مہاراجہ یدھشٹر بعد از جنگ مہابھارت تخت نشین ہوئے۔ اس وقت سپت رشی مگھا نکشتر میں تھے۔ اور جب راجہ پریکشت کو سکھدیو نے بھاگوت سنائی یعنی اُن کی زندگی کے آخری ایام میں بھی سپت رشی مگھا نکشتر پر ہی تھے۔ مہاراجہ یدھشٹر نے ۳۶ سال ۸ مہینے ۲۵ دن حکومت کی اور پریکشت نے ۶۰ سال ان دونوں مہاراجوں کے دوران حکومت میں سپت رشیوں نے مگھا نکشتر میں ہی دن گذارے اس لئے اگر معلوم ہو جائے۔ کہ سپت رشی کس نکشتر پر آج کل ہیں۔ تو اس نکشتر سے حساب شمار کرکے سپت رشیوں کے مگھا نکشتر میں قیام کا وقت معلوم کیا جا سکتا ہے۔ اور وہی زمانہ یدھشٹر کے دوران حکومت کا ہے۔

سپت رشی سمت کو لوکک سمت۔ شاستر سمت۔ پہاڑی سمت اور کچا سمت بھی کہتے ہیں۔ ہمالیہ کے پہاڑی علاقہ جات میں یہ سمت مروج ہے۔ اور بہت سی پرانی تحریرات میں بھی اس کا استعمال پایا جاتا ہے۔ سپت رشی سات ستاروں کا نام ہے۔ جو اشوی سے لیکر ریوتی تک ۲۷ نکشتروں کو ۲۷۰۰ سال میں طے کرتے ہیں یعنی ایک نکشتر پر سو سال رہتے ہیں۔ ہندوستان کے جوتشیوں نے جس طرح سے آسمان کو ۱۲ حصوں میں تقسیم کرکے ہر ایک حصہ کا نام راس یا برج قرار دیا ہے۔ اسی طرح سے انہوں نے آسمان کو ۲۷ حصوں پر تقسیم کرکے ہر ایک حصہ کا نام نکشتر رکھا ہوا ہے

دیکھتے ہیں۔ تو اس سال شاستر سمت کا آغاز ضرور پایا جاتا ہے۔ مثلاً ۷۵ سال دواپر یگ ۳۱۰۱ سال آغاز کل یگ سے سن عیسوی کے آغاز کے درمیان کے + ۸۲۴ = کل میزان ۴۰۰۰ سال آئی ہے یعنی مگھا سے شروع کرکے ۴۰ نکشتر گذرے اور اکتالیسویں دھنشٹا میں داخل ہوئے۔

(۴) پنڈت کلہن مصنف راج ترنگنی لکھتا ہے۔ کہ آج شاکا سمت ۱۰۷۰ میں لوکک سمت ۲۴ ہے۔ اور کلہن نے یہ لکھا۔ کہ کس نکشتر کے ۲۴ سال ہیں۔ لیکن حساب سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ ۷۵ + ۳۰۴۴ قبل بکرم + ۱۳۵ بکرم اور شالباہن کے درمیان کے + ۱۰۷۰ = ۴۳۲۴ کو سو پر تقسیم کیا۔ تو مگھا سے شروع کرکے ۴۳ نکشتروں سے گذر کر اس وقت سپت رشی اترا بھادرپد پر ۲۴ سال سے مقیم تھے۔

(۵) سمت ۱۴۸۶ بکرمی میں ترگرت (کانگڑہ) کے راجہ میگھ چند کے پوتے اور کرم چند کے بیٹے راجہ سنسار چند کے عہد میں راگھو چیتن نے بھوانی جوالا مکھی کا ستوتر ایک پتھر پر کندہ کرایا تھا۔ اس پر لوکک سمت ۵ درج ہے۔ اس کی پڑتال کے لئے ۷۵ + ۳۰۴۴ + ۱۴۸۶ = ۴۶۰۵ کو سو پر تقسیم کریں۔ تو ٹھیک پانچ باقی رہ جاتے ہیں۔ جو سپت رشیوں نے بھرنی نکشتر میں گزارے۔

(۶) سمت ۸۶۱ بکرمی میں کانگڑہ کے راجہ جے چند اور کیر گرام کے راجہ لکشمن چند کے عہد میں بھرنگ کے بیٹے رام نے دو کتبے نصب کرائے۔ جو کہ اب بیجناتھ سے دستیاب ہوئے ہیں ایک پر لوکک سمت ۸۰ درج ہے۔ اور دوسرے پر شاکا سمت ۷۲۶ لکھا ہے۔ اس لئے ۷۵ + ۳۰۴۴ + ۱۳۵ + ۷۲۶ = ۳۹۸۰ برس ہوتے ہیں۔ یعنی سپت رشیوں نے مگھا سے چلکر ۳۹ نکشتر طے کئے اور پچاسویں شرون نکشتر میں

پنڈت لیکھ رام آریہ مسافر۔ پنڈت گردھاری لال جوتشی لاہور۔ اور کئی محققوں نے سپت رشی سمت کے حساب کے مطابق یدھشٹری سمت کے اجرا کی صحیح تاریخ دریافت کرنے کی کوشش کی ہے۔ لیکن ان میں سے کوئی بھی صحیح نتیجہ پر نہیں پہنچ سکا۔ اس لئے ان کے بیانات کی مطابقت پرانی تحریرات سے نہیں ہوئی۔ ان قدیم تحریرات اور کتبہ جات کی مطابقت صرف اسی صورت میں ہوسکتی ہے۔ جب ہم ۷۵ برس قبل از کل یگ سپت رشیوں کا مگھا نکشتر میں داخل ہونا قرار دیں۔ جب ہم اسکے مطابق تاریخ ہند کے واقعات کے سمتوں کی پڑتال کرتے ہیں۔ تو حساب بالکل درست آتا ہے۔ تمام تحریرات مطابقت کھاتی ہیں۔ اور ایک سال کا بھی فرق نہیں آتا۔ چنانچہ نمونہ کے طور پر ہم چند شہادتیں پیش کرتے ہیں۔

(۱) ۷۵ برس قبل از کل یگ چیت شدی ایکم کے دن سپت رشی مگھا نکشتر میں داخل ہوئے۔

(۲) یورپین محققوں میں سے سب سے پہلے پروفیسر بوہلر نے برہمنان کشمیر کی موجودہ روایات نیز اور اور شہادتوں کی بنا پر یہ بات ثابت کی ہے۔ کہ لوکک سمت کا آغاز چیت شدی ایکم سمت ۲۵ کل یگی ختم شدہ یا سمت ۲۶ شروع سے ہوا۔ پروفیسر بوہلر نے یہ نہیں لکھا کہ اس سال سپت رشی کس نکشتر میں داخل ہوئے۔ لیکن حساب سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ اس روز پورا بھالگنی میں داخل ہوئے تھے سپت رشیوں نے ۷۵ سال دواپر یگ کے اور ۲۵ سال کل یگ کے مگھا نکشتر میں گزار دے۔

(۳) بابو شام سندر داس بی۔ اے پراچین لیکھا ولی میں لکھتے ہیں۔ کہ ۸۲۴ء میں شاستر سمت شروع ہوا۔ لیکن یہ نہیں لکھا۔ کہ اس سال سپت رشی کس نکشتر میں داخل ہوئے۔ لیکن جب ہم حساب سے

محققوں نے اپنے اپنے خیالات ظاہر کئے ہیں۔ سب کے سب غلطی پر ہیں

۱۴ طوفانِ نوح کی اصلیت

یہودیوں۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کی مذہبی کتابوں میں طوفانِ نوح کے واقعہ کو بڑے زوردار الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ لیکن دنیا کی کسی اور قوم کے علم ادب میں اس کا تذکرہ نہیں پایا نہیں جاتا۔ جیسے کہ ابو القاسم فرشتہ اپنی تواریخ میں لکھتا ہے کہ حکمائے کفار خطا و ختن و چین و ہند منکرے گوئیند۔ کہ طوفان نوح بہلاکت ما نرسیدہ۔ قدیم کتب میں اس کا ذکر نہ پایا جانے کی وجہ سے دیگر اقوام کے قائل طوفان نوح کے واقعہ پر بڑے بڑے اعتراض کرتے ہیں۔ جن کا جواب یہودی۔ عیسائی اور مسلمان کچھ نہیں دے سکتے۔ لیکن اس کی اصلیت کو سمجھنے کی غیر یقینی نے کبھی کوشش نہیں کی۔ اور اس پر ہندوؤں کے علم ادب میں کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ اصلیت یہ ہے۔ کہ حضرت نوح کا طوفان عالمگیر نہ تھا۔ بلکہ ملکی تھا۔ اور صرف عرب۔ روم اور یونان میں ہی آیا تھا۔ جو یہودیوں۔ عیسائیوں اور مسلمانوں کے مذاہب کے پیدائشی ملک ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ان کی مذہبی کتابوں میں تو اس واقعہ کو زوردار الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ لیکن دنیا کے باقی ممالک کے تذکرے اس واقعہ سے محض بے خبر ہیں۔

پورانوں کے مطالعہ سے نہ صرف طوفان کی ہی تصدیق ہوتی ہے بلکہ اس کی اصلیت کا تمام راز فاش از بام ہو جاتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ اس طوفان سے کس کس ملک کو کتنا کتنا نقصان پہنچا نیز یہ کہ اس طوفان کی صحیح تاریخ کیا ہے۔

وشنو پوران کے پانچویں انش کے ۳۷ ویں ادھیائے میں لکھا ہے۔ کہ جب سری کرشن جی کی عمر ۱۲۵ برس کی ہوئی۔ تو انہوں نے

۸۰ برس سے مقیم ہیں

(۷) بابو شام سندر داس بی۔ اے۔ پراچین لیکھا ولی میں لکھتے ہیں۔ کہ سمت ۱۸۱۶ بکرمی میں لوکک سمت شروع ہُوا۔ اس لئے ۷۵ + ۳۰۲۴ + ۱۸۱۶ = ۴۸۰۰ کو سو پر تقسیم کیا۔ تو سپت رشیوں نے مگھا سے چلکر ۴۸ نکشتر طے کئے۔ اور انچاسویں روہنی میں داخل ہوئے۔

(۸) کانگڑہ کے راجہ ابھے چند اور گھوراچولوں نے مل کر کانگڑہ کے بازار میں جین مورتی استھاپن کرتے وقت سمت ۱۸۱۱ میں جو کتبہ نصب کیا۔ اس پر لوکک سمت ۳۰ ہے۔ اس لئے ۷۵ + ۳۰۴۴ + ۱۸۱۱ = ۴۹۳۰ کو سو پر تقسیم کیا۔ تو باقی ۳۰ بچتے ہیں۔ اور یہ وہ سال ہیں۔ جو مرگشر انکشتر میں سپت رشیوں کے ہیں۔

(۹) سمت ۱۹۱۵ میں چنبہ کے راجہ شری سنگھ دیو نے ایک تانبہ کا پٹہ لکھا۔ اس پر لوکک سمت ۳۴ درج ہے۔ اس لئے ۷۵ + ۳۰۴۴ + ۱۹۱۵ = ۵۰۳۴ کو سو پر تقسیم کیا۔ تو باقی ۳۴ سال رہ جاتے ہیں جو سپت رشیوں نے آرورا نکشتر میں گذارے ہیں۔

(۱۰) اسی راجہ شری سنگھ دیووالی چنبہ کا ایک کتبہ سمت ۱۹۱۶ بکرمی کا لکھا ہُوا ہے۔ جس پر شاستر سمت ۳۵ درج ہے۔

مذکورہ الصدر چند شہادتوں سے جو محققوں کو اب تک دستیاب ہوئی ہیں۔ یہ امر روز روشن کی طرح عیاں ہوجاتا ہے۔ کہ ان تمام کتبہ جات کی مطابقت صرف اسی صورت میں قائم رہ سکتی ہے۔ جبکہ ہم ۷۵ برس قبل از کل یگ سپت رشیوں کا مگھا نکشتر میں داخل ہونا تسلیم کریں۔ اسلئے علم نجوم کی اس سب سے زبردست شہادت کی بنا پر ہم بلا خوف تردید کر سکتے ہیں۔ کہ مہاراجہ یدھشٹر کا سمت ۷۵ برس قبل از کل یگ شروع ہُوا۔ اور اس سمت کے متعلق مذکورہ بالا سطور میں جتنی یورپین اور ہندوستانی

غرق ہوجائیگا۔ تمہارے جانے کے بعد ہم بھی اس قالب عنصری کو چھوڑ دینگے
دوارک وہاں سے چلا۔ فوراً دوارکا پہنچا اور راجہ اگرسین کو اطلاع
دیکر ہستناپور کی طرف روانہ ہوگیا۔ مہاراجہ یدھشٹر کے دربار میں پیش ہوکر
پیغام دیا۔ کہ ارجن کو سری کرشن جی نے یاد فرمایا ہے۔ یدھشٹر نے
وجہ پوچھی۔ تو دوارک خاموش رہا۔ اس کے چہرہ پر اداسی چھارہی تھی
یدھشٹر نے اسکی یہ حالت دیکھکر کہا۔ تمہارے چہرہ سے اچھے آثار
دکھائی نہیں دیتے۔ کہو۔ خیر تو ہے۔ سری کرشن جی اور بلرام
اچھے ہیں؟ اور سب جادوبنسی بخیریت ہیں؟ یہ سنکر دوارک کا دل
امنڈ آیا۔ اس کی زبان رک گئی۔ آنکھوں سے آنسوؤں کی دھارا
بہ نکلی۔ اور ایک لفظ بھی منہ سے نہ بول سکا۔

مہاراجہ یدھشٹر نے ارجن سے کہا۔ اے بیر۔ ان دو مہینوں
میں کثرت سے بےموسم آندھیاں آئیں۔ اور اتنے جھکڑ چلے۔ کہ دنیا
حیران رہ گئی۔ روز روشن میں چاند کے گرد کئی دن تک ہالہ دکھائی
دیا۔ آفتاب کے گرد کالے کالے گنبد نظر آتے رہے۔ ان حالات
کو دیکھکر ہمارے دل میں کئی قسم کے خیالات پیدا ہورہے ہیں۔ ہمارا
ماتھا ٹھنک رہا ہے۔ کہ دیکھیں۔ پردۂ غیب سے کیا ظہور میں آتا ہے
تم جلد دوارکا پہنچو۔ سری کرشن جی نے بے مطلب یاد نہیں کیا۔ اور دوارک
کی خاموشی بھی کچھ معنی رکھتی ہے۔

ارجن دوارکا میں پہنچا۔ تو نقشہ ہی بدلا ہوا پایا۔ ضروری کاروبار
سے فارغ ہوکر دربار میں گیا۔ موسم کی بےاعتدالیوں اور سمندر کی
حالت دیکھکر اہل دربار سے کہا۔ آج سے ساتویں روز سمندر میں طوفان
آئیگا۔ اور دوارکا شہر غرق ہوجائیگا۔ اس خبر کو شہر میں مشتہر کردو۔ تاکہ سب
لوگ اپنا اپنا اسباب اٹھالے جائیں۔ شہر خالی کردیں اور کسی کا نقصان

پرتھوی اور انترکش (ارض وسما) میں بہت انپات (علامات نحس) دیکھنی پرغور کرنے سے وہ اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ اب وہ وقت قریب آپہنچا ہے جب دوارکاپوری جیسا خوبصورت شہر برباد ہوجائیگا۔ اور جادوبنس کی تباہی ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے جادو خاندان کے سرتاج بہادروں کو اپنے پاس بلایا۔ اور کہا۔ کہ زمین و آسمان میں بہت سے اس قسم کے انپات دکھائی دیتے ہیں۔ جن کا نتیجہ مخلوقات کے لئے از حد منحوس اور خوفناک ہوگا۔ ان کی شانتی کے لئے تم سب پربھاس تیرتھ کو چلو۔ اس پر تمام جادوبنسی تیرتھ جاترا کی تیاریاں کرنے لگے۔ لیکن اودھو نے دل میں خیال کیا۔ کہ تیرتھ جاترا کرنے سے اتپاتوں کی شانتی تو کیا ہوگی بلکہ جادوبنسیوں کو ان کی تباہی کے لئے سری کرشن جی تیرتھ پرلے جا رہے ہیں۔ اس نے سری کرشن جی سے استدعا کی۔ کہ جادوبنس کی تباہی کا وقت آگیا ہے۔ میرے لئے اب کیا ارشاد ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ تمام جادوبنسیوں میں صرف تم ہی ہو۔ جسے روشن ضمیری حاصل ہے۔ تمہارا خیال بالکل درست ہے۔ اب تم گندھ مادن پربت پر بدری نارائن کو چلے جاؤ۔ اور اپنی زندگی کے باقی دن عالم مراقبہ میں گزارو۔ جادوبنسیوں پر آنے والی تباہی کے بعد ہم بھی اپنے اس قالب عنصری کو چھوڑ دینگے۔ اور ہمارے بعد شہر دوارکا سمندر کے طوفان میں غرقاب ہوجائیگا۔ سری کرشن جی کو آداب بجا لاکر اودھو نرنارائن آشرم کی طرف روانہ ہوگیا۔ اور جادوبنسی پربھاس تیرتھ پر جاکر آپسمیں لڑے۔ اور خانہ جنگی سے ہی سب کے سب تباہ ہوگئے۔

سری کرشن جی نے دارک سے کہا۔ تم دوارکا کو جاؤ۔ بسدیو اور اگرسین کو اطلاع کردو۔ پھر ہستناپور جاکر ارجن کو لے آنا۔ وہ بچوں اور عورتوں کو یہاں سے لے جائیگا۔ کیونکہ شہر دوارکا سمندر میں

کسی اور حصہ پر بھی طوفان کا اثر پہنچا ہو۔

قیاس سے معلوم ہوجاتا ہے۔ کہ یہ طوفان بحرہ قلزم اور بحرہ عرب کے مقام اتصال پر آیا تھا۔ اس لئے ان دو سمندروں کے ساحل پر واقعہ شہروں کا نقصان ہوا ہوگا۔ اور عرب کی تمام سرزمین طوفان کے پانی میں غرق ہوگئی ہوگی۔ کیونکہ اس ملک کی حالت کا بغور مطالعہ کرنے سے ہمارے خیال کی تائید ہوتی ہے۔ اول یہ کہ اس ملک کی زمین ریتیلی ہے۔ اور یہ سیلاب کا بدیہی ثبوت ہے۔ دوسرے ملک عرب بالکل بنجر اور بے آباد ہے۔ حالانکہ سمندر کے ساحل پر واقعہ ہونے کی وجہ سے اس ملک کی زمین زرخیز ہونی چاہیئے تھی۔ تیسرے تمام ممالک منتصلہ کی نسبت عرب میں آبادی بہت کم ہے۔ اور خانہ بدوش قومیں زیادہ آباد رہی ہیں۔ شاید طوفان کا خوف بہت مدت تک لوگوں کے دل سے دور نہ ہوا ہوگا۔ اور اس لئے کسی کو جم کر بسنے کی جرأت نہ ہوئی ہوگی۔ چوتھے ملک عرب میں یہ پتہ نہیں ملتا کہ ... برس سے پرانا کوئی شہر نہیں ہے۔ وغیرہ۔ اب ہم یہ دکھلانا چاہتے ہیں۔ کہ طوفان نوح کی صحیح تاریخ کیا ہے۔

(۱) بعض عالموں کا خیال ہے۔ کہ نوح کا طوفان مسیح سے ۷۶۵۶ برس پہلے آیا۔

(۲) منتخب تواریخ کا مصنف بیان کرتا ہے۔ کہ یہ طوفان مسیح سے ۴۲۱۱ برس پہلے آیا۔

(۳) یہودی کہتے ہیں۔ کہ طوفان نوح ۲۳۴۸ برس قبل مسیح آیا

(۴) کرنیل ممبر ... مسیح سے ۴۰۰۴ برس پہلے بتلاتے ہیں

(۵) مصنف لغات فیروزی رقمطراز ہے۔ کہ طوفان نوح مسیح سے ۸۳۳۲ برس پہلے آیا۔

ظاہر ہوا جس پر منادی کرا دی گئی۔ اور اس خبر کے مشتہر ہوتے ہی تمام شہر میں کھلبلی مچ گئی۔ تمام اہل شہر اپنا اپنا اسباب اٹھوانے لگے۔

ساتویں دن طوفان آیا۔ بڑی بڑی عالیشان عمارتیں جو لائق انجینئروں نے تعمیر کی تھیں۔ اور جن پر کروڑوں روپیہ صرف ہوا تھا دیکھتے دیکھتے سمندر میں بہہ گئیں۔ اور ارجن سری کرشن جی کے قبائل کو ساتھ لے ہستناپور کی طرف واپس چلا آیا۔ مہاراجہ یدھشٹر کو اطلاع دی مہاراجہ نے اسی وقت حکم دیا۔ کہ ہستناپور میں پریکشت کی اور متھرا میں سری کرشن جی کے پڑپوتے بجرناتھ کی تاج پوشی کی رسم ادا کر دو ہم بھی سلطنت کو ترک کر کے پرلوک کو جائینگے۔ جب اس جہان میں سری کرشن جی نہیں رہے۔ تو ہمیں جہانبانی اور ملکرانی سے کیا حاصل چنانچہ دونوں شاہزادوں کی تخت نشینی کی رسم ادا کی اور عنان حکومت ان کے ہاتھ میں دیکر چاروں بھائیوں اور دروپدی کو ہمراہ لیا۔ اور شمال کی طرف چل دیے۔

اب ہم ثابت کر سکتے ہیں۔ کہ طوفان نوح کے واقعہ کی شہادت اس سے زیادہ صاف اور کیا ہو سکتی ہے۔ کرنیل جیمز ٹاڈ مورخ راجستھان کو بھی دھوکا ہوا ہے کہ اسی طوفان کو طوفان نوح قرار دے کر سخت غلطیوں کا شکار ہو گئے ہیں۔ یہ سمجھنا کہ نوح کے زمانہ میں کروڑوں سال کا تفاوت ہے۔ یورپ کے مورخ ان تواریخی کتب کا مطالعہ نہیں کرتے۔ جو قریب قریب اسی زمانہ میں ترتیب قلم کی گئی ہوں جیسا بھاگوت اور مہابھارت سے تو کتب سے یہ بات بھی صاف ہو جاتی ہے کہ طوفان عام دنیا پر نہیں آیا۔ بلکہ مقامی تھا۔ کیونکہ سنسکرت لٹریچر سے شہر دوارکا کی غرقابی کے حالات تو ملتے ہیں۔ لیکن ایک بھی ایسی شہادت موجود نہیں ہے۔ جس سے یہ امر ثابت ہو سکے۔ کہ ہندوستان کے

پرتھی راج تک ۱۳۸ تاجداروں نے ۳۱۷۶ + ۱۱۹۲ = ۴۳۶۸ برس حکومت کی۔ اس لئے ایک راجہ کی مدت حکومت ۳۰ سال ۴ ماہ آتی ہے۔

(۲) سری کرشن جی ہمعصر یدھشٹر سے لیکر مہاراجہ وری شال صاحب بہادر موجودہ حکمران جیسلمیر تک جادو بنسیوں کی ۱۱۹ پشتوں نے ۳۱۷۶ + ۱۹۲۰ = ۵۰۹۶ برس حکومت کی اور ہر ایک پشت کا پرتہ ۴۲ سال ۲ مہینے ۱۹ دن آتا ہے۔

(۳) مہاراجہ مہاکورم فرمانروا سے نرور ہمعصر یدھشٹر سے لے کر مہاراجہ سوائی مادھو سنگھ صاحب بہادر موجودہ فرمانروائے جے پور تک کچھواہوں کی ۱۷۰ پشتوں نے ۵۰۹۶ برس راج کیا۔ ایک تاجدار کی مدت حکومت ۲۹ سال ۹ ماہ ۱۸ دن آتی ہے۔

(۴) مہاراجہ ہند والی اجین ہمعصر یدھشٹر سے لے کر راؤ کرشن سنگھ صاحب موجودہ حکمران بیجولیاں تک پرمار خاندان کی ۱۶۳ پشتوں نے ۵۰۹۶ سال مسلسل طور پر حکومت کی۔ ایک راجہ کی اوسط مدت حکومت ۳۱ سال ۴ مہینے ۲۴ دن آتی ہے۔

(۵) مہاراجہ باسدیو پونڈرک ہمعصر یدھشٹر سے لیکر مہاراجہ رگھبیر سنگھ صاحب بہادر موجودہ حکمران بوندی تک چوہانوں کی ۱۶۳ پشتوں نے ۵۰۹۶ برس حکومت کی

(۶) مہاراجہ بال گوندو والی کشمیر ہمعصر یدھشٹر سے لے آخری ہندو راجہ سہدیو تک جو سنہ ۱۳۳۹ء میں معزول کیا گیا۔ کشمیر میں ۱۲۷ تاجداروں نے ۴۱۷۵ سال حکومت کی اور ہر ایک راجہ کی اوسط مدت حکومت ۳۲ سال ۱۰ ماہ ۱۶ دن آتی ہے۔

(۷) مہاراجہ سسرام چند والی کانگڑہ ہمعصر یدھشٹر سے لے کر

لیکن یہ سب بیانات فرضی اور قیاسی تھیوریوں کی بنا پر مبنی ہیں لیکن علم جیوتش کی شہادتوں کی رو سے ہم ثابت کر چکے ہیں۔ کہ مہاراجہ یدھشٹر مسیح سے ۳۱۷۶ برس پہلے تخت نشین ہُوا۔ اور ۳۶ سال ۸ ماہ اور ۲۵ دن اس نے حکومت کی۔ ارجن کی زبانی جادوبنسیوں کی تباہی اور شہر دوارکا کی غرقابی کا حال سنتے ہی اس نے سلطنت ترک کر دی۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ مسیح سے ۳۱۳۹ سال ۳ ماہ اور ۵ دن پہلے مہاراجہ یدھشٹر نے راج پاٹ چھوڑا۔ اور اس سے قریباً ایک ماہ پہلے طوفان آیا۔ اس لئے طوفانِ نوح کی صحیح تاریخ مسیح سے ۳۱۳۹ برس اور چار ماہ پہلے قرار دی جا سکتی ہے۔ اس میں دنوں کا فرق ہو تو ہو۔ مہینوں اور سالوں کا فرق نہیں ہے۔ مہاراجہ یدھشٹر نے ۲۵ پوہ کو حکومت ترک کی اس لئے کاتک اور مگھر ان دو مہینوں میں طوفان آیا تھا۔

(۳) **اوسط مدت سلطنت**:- یورپین مورخ ہندوستان کے تواریخی واقعات کی تحقیقات کرنے بیٹھتے ہیں۔ تو عموماً قیاس سے تیس چالیس سال فی پشت اوسط فرض کر کے ہر ایک خاندان کی مدت سلطنت کا اندازہ کر لیتے ہیں۔ لیکن یہ قاعدہ محض واقعات آریہ ورت کے متعلق ہی استعمال کرتے ہیں۔ اپنی تواریخ اور نسب ناموں میں اس قاعدہ کو عمل میں نہیں لاتے۔ خیر انہیں کے مقرر کردہ قاعدہ کے مطابق اب ہم سمت یدھشٹری کی بابت دیکھنا چاہتے ہیں۔ کہ ہر ایک پشت کی نسبت مدت سلطنت کا پرتہ کیا پڑتا ہے۔

(۱) مذکورہ بالا سطور میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ مہاراجہ یدھشٹر کی تخت نشینی مسیح سے ۳۱۷۶ برس پہلے ہوئی۔ اور دہلی کا آخری ہندو راجہ پرتھوی راج چوہان ۱۱۹۲ء میں معزول ہُوا۔ یدھشٹر سے

(۳) مسٹر ولسن۔ کول بروک راجہ رام موہن رائے۔ پنڈت
جے نرائن ترک پنچانن اور پنڈت یا جنیشور شاستری کی یہ رائے ہے
کہ سوامی شنکر اچاریہ سنہ ۸۰۰ء میں ہوئے۔

(۴) ایک اور مورخ لکھتا ہے۔ کہ بدھ دھرم کا زوال ۲۰۰ برس
قبل مسیح شروع ہوا۔ اور بدھ مت کو نقصان پہنچانے والے سب سے
پہلے یہی مہاتما ہوئے ہیں۔ اس لئے ان کا زمانہ بھی یہی سمجھنا چاہیئے

(۵) پارسیوں کی مذہبی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ جب سکندر نے
ہندوستان پر حملہ کیا۔ تو شنکر آچاریہ نامی ایک سادھو آریہ دھرم
کا وعظ کر رہا تھا۔ اور سکندر نے ۳۲۷ برس قبل مسیح ہندوستان
پر حملہ کیا۔ اس لئے سوامی جی کا زمانہ بھی وہی سمجھنا چاہیئے۔ سوامی
دیانند سرسوتی کی بھی یہی رائے ہے

سوامی شنکر آچاریہ کے زمانہ کی بابت یہ آج تک کی تحقیقات
کا لب لباب ہے۔ ہمارے خیال میں یہ سب بیانات درست بھی
ہیں۔ اور غلط بھی۔ درست اس لئے ہیں۔ کہ سب سے پہلے سوامی
شنکر آچاریہ نے اپنے مذہب کی اشاعت کے واسطے ہندوستان
میں چار مٹھ قائم کئے۔ ان چاروں گدیوں پر جو سوامی جی کے چیلے
نسلاً بعد نسلاً گدی نشین ہوتے رہے۔ وہ سب اسی نام سے مخاطب
کئے جاتے رہے۔ یعنی سب شنکر آچاریہ ہی کہلاتے رہے اور سب کے
سب اپنے مذہب کی اشاعت کرتے رہے۔ اس لئے مذکورالصدر
مورخوں نے جو سمت دئے ہیں۔ اس وقت ان گدیوں پر چیلے
موجود تھے۔ اس طرح سے سب کا بیان صحیح ہے۔ اور غلط اس وجہ
سے ہے۔ کہ ان مورخوں نے جو سمت دیا ہے۔ اس وقت کے شنکر آچاریہ
کو ہی سب سے پہلا شنکر آچاریہ سمجھ لیا ہے۔ اب ہم کو دیکھنا چاہیئے

راجہ جے چند صاحب موجودہ حکمران مہاراج گدی نشین تک کوچ راجپوتوں کی ۵۲ پشتوں نے ۲۹۰۵ سال حکومت کی۔ ہر ایک تاجدار کی مدت حکومت ۴۰ سال ۲ مہینے ۲۰ دن آتی ہے۔

(۸) مہاراجہ پورن کرن مورث جگان جموں سے مہاراجہ پرتاب سنگھ صاحب بہادر موجودہ فرمانروائے کشمیر تک جموال راجپوتوں کی ۱۲۵ پشتوں نے ۵۰۲۹ سال حکومت کی۔ ایک پشت کا پڑتہ ۴۰ سال ۲ ماہ اور ۱۳ دن آتا ہے۔

مذکورہ الصدر چند مثالوں سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ مہاراجہ یدھشٹر کی تخت نشینی سے لیکر زمانہ حال تک راجپوتوں کے مسلسل تاجداروں کی اوسط مدت حکومت زیادہ سے زیادہ ۴۰ سال ۸ ماہ اور ۱۲ دن آتی ہے۔ اور کرنیل جیمس ٹاڈ کی رائے میں ۴۴ سال کا پڑتہ بھی ناممکنات سے نہیں۔ اس لئے یدھشٹری سمت کا نفاذ مسیح سے ۳۱۰۲ سال پہلے قرار دینے میں کوئی عذر نہیں ہوسکتا۔ اور اس پہلو سے بھی کسی قسم کے اعتراض کی گنجائش نہیں ہے۔

(۴) **سوامی شنکر آچاریہ کا زمانہ**:۔ مسلمانوں کے ہندوستان میں آنے سے پہلے کے کسی بھی تاریخی واقعہ کو ہیں زمانہ حال کے مورخ اسکے زمانہ کو کچھ کا کچھ بتاتے ہیں۔ اور ہندوؤں کی تواریخ کا ایک نکتہ بھی صحیح باور نہیں کرتے۔ یہی حال ہندوستان کی تواریخ میں انقلاب عظیم پیدا کرنے والے بھگوان بھاشی کار سوامی شنکر آچاریہ کے متعلق سمجھنا چاہیے۔

(۱) بعض مورخ کہتے ہیں۔ کہ سوامی شنکر آچاریہ سنہ ۸۰۰ء میں ہوئے ہیں۔

(۲) مسٹر رومیش چندر دت کہتے ہیں۔ کہ سوامی جی سنہ ۷۰۰ء میں ہوئے

(۱۳)	پرماتھی	(۳۶)	شبھ کرت
(۱۴)	بکرم	(۳۷)	شوبھن
(۱۵)	برکھ	(۳۸)	کرودھن
(۱۶)	چترابھانو	(۳۹)	وشووسو
(۱۷)	سوبھانو	(۴۰)	پرابھو
(۱۸)	تارن	(۴۱)	پلونگ
(۱۹)	پارتھو	(۴۲)	کیلاک
(۲۰)	بیہ	(۴۳)	سومیہ
(۲۱)	سربجت	(۴۴)	سادھارن
(۲۲)	سرب دھارن	(۴۵)	برودھ کرت
(۲۳)	برودھی	(۴۶)	پرددھاری
(۲۴)	وکرت	(۴۷)	پرمادی
(۲۵)	سور	(۴۸)	آنند
(۲۶)	نندن	(۴۹)	راکشش
(۲۷)	بجے	(۵۰)	نل
(۲۸)	جے	(۵۱)	پنگل
(۲۹)	من متھ	(۵۲)	کال یکت
(۳۰)	درمکھ	(۵۳)	سدھارتھو
(۳۱)	ہیم لنب	(۵۴)	رودر
(۳۲)	ولنب	(۵۵)	درمتی
(۳۳)	وکاری	(۵۶)	دندبھی
(۳۴)	سروری	(۵۷)	رودھرگاری
(۳۵)	پلو	(۵۸)	رکتاکش

کہ سب سے پہلے شنکر آچاریہ کب ہوئے۔

(۱) سورت میں سوامی شنکر آچاریہ کے مذہب کے پیرو کار دو عالموں میں بحث ہوئی۔ اس بحث میں دوارکا کے مندر سے ایک پٹہ پیش کیا گیا۔ اس پر سمت ۲۶۶۳ کل یگی لکھا ہوا تھا۔ دیکھو اخبار نور افشاں مطبوعہ ۵ رمئی ۱۸۸۷ء اس سے ظاہر ہے۔ کہ سوامی جی کے مذہب کا ثبوت مسیح سے ۴۳۷ برس پہلے تک ملتا ہے۔ اور سوامی جی اس سے بھی پہلے ہوئے تھے۔

(۲) سنسکرت کی مشہور کتاب شور رہسیہ۔ انش ۹۔ ادھیائے ۱۶ میں لکھا ہے۔ کہ کل یگ کے دو ہزار برس گذرنے پر تیسرے ہزار کی پہلی صدی میں سوامی جی پیدا ہوئے۔

(۳) بال مرگانک شیکھ میں لکھا ہے۔ کہ سوامی جی بھاو نام سمت میں پیدا ہوئے۔ اب ہم نے یہ دیکھنا ہے۔ کہ کل یگ سمت کے تیسرے ہزار برس کی پہلی صدی میں بھاو سمت کب تھا۔

علم جیوتش کے مطابق ساٹھ سمتوں کا ایک چکر ہے۔ یہ ساٹھ سمت بالترتیب گذرتے ہیں۔ ایک دو ختم ہونے پر پھر دوسرا شروع ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دور کے بعد دور جاری رہتے ہیں۔ وہ ساٹھ سمت یہ ہیں۔

(۱)	پربھو	(۷)	شری مکھ
(۲)	ربھو	(۸)	بھاو
(۳)	شکل	(۹)	یُوو
(۴)	پرمود	(۱۰)	دھاتو
(۵)	پرجاپتی	(۱۱)	ایشور
(۶)	انگرہ	(۱۲)	بہودھانیہ

۵۷۰۲ ۔ ۳۰۸۲ = ۲۰۷۵ سال قبل از کل یگ اور ۳۱۰۲ برس قبل مسیح
یدھشٹری سمت کا نفاذ ہوا۔ اور یہ حساب سپت رشی سمت کے عین مطابق
ہے۔ ایک سال کا بھی فرق نہیں پڑتا۔

مہاتما بدھ کا زمانہ:۔ مذکورہ بالا سطور میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ
سوامی شنکر آچاریہ سمت ۲۰۸۳ کل یگ میں یعنی ۱۰۱۹ سال قبل مسیح پیدا ہوئے
جس کو آج ۱۹۲۳ء میں ۲۹۴۲ برس کا عرصہ ہوتا ہے۔ اور یورپین
مورخوں کی تحقیقات کے بموجب مہاتما بدھ ۵۵۷ برس قبل مسیح پیدا ہوئے
اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ جس حالت میں ابھی بدھ پیدا ہی نہیں ہوا
تھا۔ اور نہ ہی اُنکے مذہب کا کہیں نام و نشان تھا۔ تو اُنکے مذہب کی
تردید کرنے کے لئے سوامی شنکر آچاریہ ۴۶۲ برس پہلے ہی پیدا ہو گئے
[illegible] کہہ سکتے ہیں۔ کہ یورپین مورخوں کا قائم کردہ مہاتما بدھ کا سمت
بھی اور سمتوں کی طرح بالکل غلط اور خلاف واقعات ہے۔

یورپین مورخوں میں سے بعض کہتے ہیں۔ کہ مہاتما بدھ ۵۵۷ برس
پہلے پیدا ہوا۔ بعض صاحب کہتے ہیں۔ کہ وہ ۴۴۳ برس قبل مسیح
فوت ہوا۔ چونکہ ان کی ۸۰ برس کی عمر ہوئی۔ اس لئے وہ
۵۲۳ برس قبل مسیح پیدا ہوئے۔ [illegible] بدھ مت کے اصولوں
کا بھی یہی [illegible] ہے۔ [illegible] کی پیدائش کا زمانہ جس نے قرار دیا
اس نے یونہی لکھ دیا ہے۔ کہ یہ صحیح ہو یا نہ ہو۔ ایسی حالت میں ان
سب قیاس اور وہم و خیال پر مبنی تھیوریوں کو نظر انداز کر کے ہم کو
سنسکرت لٹریچر کی ہی پڑتال کرنی چاہئے۔

[illegible] تمام عالموں کا اس امر پر اتفاق ہے کہ کشمیر کے مہاراجہ کنشک
نے بدھ مت کے اصولوں کی [illegible] اور اصلاح کے لئے ایک مجلس
منعقد کی۔ اور اس نے سمت ۱۸۹ کل یگ سمت ۱۰۰۹ قبل مسیح

(۵۹) گردھن (۶۰) کسٹئے

آج سمت ۱۹۸۲ مطابق سمت ۵۰۲۶ کل یگی کو ایشور سمت ہی اب اگر ہم حساب کرتے ہوئے زمانہ گذشتہ کی طرف جائیں۔ تو آج سے تین ہزار برس پہلے یعنی سمت ۲۰۲۶ کل یگی میں بھی یہی ایشور سمت ہوگا۔ ان تین ہزار برسوں میں ساٹھ سمتوں کے پچاس چکر گذر چکے ہیں اس کے چار سال پہلے سمت کل یگی میں بھاو سمت تھا۔ اور اس سے ساٹھ سال بعد سمت ۲۰۸۲ میں بھی بھاو سمت تھا۔ اس لئے بال مرگانک شیکھ کی تحریر کے مطابق سوامی شنکر آچاریہ سمت ۲۰۲۲ کل یگی میں پیدا ہوئے یا سمت ۲۰۸۲ کل یگی میں۔

(۴) مہاراجہ یدھشٹر کے سمت سے پہلے ہندوستان میں تکھ سمت جاری تھا۔ اور وہ کل یگ سے ۱۸۰۷ برس پہلے شروع ہوا۔ بال مرگانک شیکھ کا مصنف تکھ سمت کا حوالہ دیتا ہوا رقم طراز ہے۔ کہ تکھ سمت ۳۸۸۹ میں جب کہ بھاو سمت تھا۔ نیک ساعت میں شوگرو ... کے گھر سوامی شنکر آچار پیدا ہوئے۔ چونکہ تکھ سمت کل یگ سے ۱۸۰۷ برس پہلے شروع ہوا۔ اس لئے ۳۸۸۹ - ۱۸۰۷ = ۲۰۸۲ برس کل یگ کے گذرنے پر سوامی جی پیدا ہوئے۔

(۵) پنڈت جوالا پرشاد مشر اور پنڈت لیکھرام آریہ مسافر نے سوامی شنکر آچاریہ کی پیدائش کے متعلق انہیں کے ایک شاگرد کا شلوک لکھا ہے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ یدھشٹر ی سمت ۲۱۵۷ میں وشوجیت پتا اور امبکا دیوی ماتا کے گھر دنیا کی بھلائی کرنے والے شنکر سوامی پیدا ہوئے۔ جو جگت گرو یعنی استاد عالم کہلائے۔ مذکورہ الصدر شہادتوں میں سوامی جی کی پیدائش کا سال تکھ سمت ۳۸۸۹۔ یدھشٹری سمت ۲۱۵۷ اور کل یگی سمت ۲۰۸۲ ہے اس لئے

کہ لداخ واقعہ ملک تبت کے باشندے ۹۰ فیصدی سے زیادہ بدھ مذہب
کے پیرو ہیں۔ وہاں ایک مندر ہیمس کا گنپا کے نام سے مشہور ہے۔ یہ
مندر بڑا متبرک خیال کیا جاتا ہے۔ یہاں سالانہ میلا ہوتا ہے جس میں
چین اور تبت کے بدھ مذہب کے عالم جمع ہوتے ہیں۔ ۱۹۰۵ء میں وہاں
کے ایک پجاری نے ایک پوتھی پڑھ کر سنائی۔ جس میں بدھ کے حالات
لکھے ہوئے تھے۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ مہاتما بدھ مسیح سے قریباً
سولہ سو برس پہلے پیدا ہوئے۔ اس پجاری نے یہ بھی بتلایا۔ کہ بدھ مذہب
چین میں ۱۳۰۰ برس قبل مسیح سے جاری ہے۔ میں نے اس معاملہ میں
اس سے بحث کی۔ تو پجاری نے اور بھی کئی کتابیں پیش کیں۔ چنانچہ
میں نے کلھن اور ترناتھ کی کتابوں سے مقابلہ کیا۔ تو نقل ٹھیک معلوم ہوا
اور ماننا پڑا۔ کہ بمقابلہ یورپین محققات کے ان کا قول صحیح ہے۔ کیونکہ مسلسل
تواریخ کی عدم موجودگی کی وجہ سے مشرقی معاملات کی نسبت یورپین
مورخوں نے زیادہ تر قیاس سے کام لیا ہے۔ اور ان کا یہ قیاس صحیح واقعات
کی موجودگی میں کچھ بھی وقعت نہیں رکھتا۔

دنیا کی قدامت

دنیا کب پیدا ہوئی۔ اس کو پیدا ہوئے کتنا عرصہ گزر گیا۔ اور کب تک
زندہ رہیگی۔ ان سوالات کے متعلق مختلف مذاہب کے علما کی آرا میں
بہت سا اختلاف پایا جاتا ہے۔ اور مختلف علوم کے فاضل بھی اپنی اپنی
جداگانہ آرا کا اظہار کرتے ہیں۔ چونکہ علم تواریخ میں یہ سوال خاص
اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے جملہ خیالات کا خلاصہ ذیل میں درج
کیا جاتا ہے

حکومت کی۔ یہ امر پنڈت کلہن کی راج ترنگنی سے ثابت ہوتا ہے
مہاراجہ کنشک کے زمانہ کے متعلق بھی یورپین مورخ الجھن میں پڑے
ہوئے ہیں۔ اور بعض تو اسکو بکرماجیت سے بھی بعد بتلاتے ہیں۔ لیکن
گوجر ویش بھویادلی سے جو ایک ایسے مصنف نے لکھی۔ جس کا
کلہن کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔ راج ترنگنی کے بیان کی تائید ہوتی ہے
گوجر دیش بھویادلی میں لکھا ہے۔ کہ کنشک نے سمت ۱۸۰۵ کل یگی میں
گجرات کاٹھیاوار فتح کیا۔ اور سمت ۱۸۰۹ کل یگی یعنی کنشک کی موت تک
یہ علاقہ اسکی سلطنت کا ایک صوبہ رہا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ بدھ مذہب
سمت ۱۷۲۹ کل یگی یعنی ۲۰ قبل مسیح سے بہت عرصہ پہلے ہندوستان
میں پھیل چکا تھا۔

(۳) سمت ۱۸۰۹ کل یگی یعنی ۱۲۹۳ قبل مسیح میں کنشک کے مرنے پر
اس کا بیٹا ابھمینو کشمیر کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس کے
عہد میں ناگ ارجن بودھ اور چندر آچاریہ کے زبردست مباحثے ہوئے
اور سدھ ناگ ارجن مہاتما بدھ کا تیرھواں جانشین تھا۔ اس سے بدھ
کے زمانہ کی بابت اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

(۴) کلہن لکھتا ہے۔ کہ مہاراجہ کنشک کے عہد حکومت میں بدھ کو
نروان حاصل کئے ۱۵۰ برس گذر چکے تھے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ
مہاتما بدھ نے ۱۷۴۹ - ۱۵۰ = ۱۵۹۹ کل یگی سمت میں نروان
حاصل کیا۔ چونکہ ان کی عمر ۸۰ برس کی ہوئی۔ اس لئے ۱۵۹۹ -
۸۰ = ۱۵۱۹ کل یگی سمت میں وہ پیدا ہوئے۔ اور انکی عمر کے
پچاسویں سال سے بدھ سمت جاری ہوا۔ اس لئے ۳۱۰۱ - ۱۵۶۹ =
۱۵۳۲ قبل مسیح میں بدھ سمت شروع ہوا۔

(۵) راج ترنگنی کے اردو مترجم ٹھاکر اچھر چند صاحب رقمطراز ہیں

یہ بات کہ مسلمان علماء حضرت آدم سے بہت عرصہ پہلے دنیا کی پیدائش کو تسلیم کرتے ہیں۔ مندرجہ ذیل شہادتوں سے واضح ہوجاتی ہے۔

(۱) نظام بطلیموسی کی بابت کتاب مخزن العلوم میں لکھا ہے۔ کہ دوم فلک ثوابت کہ جمیع کواکب ثابتہ در تحت آں مرکوزاند۔ وآں حرکت میکند از مغرب بہ مشرق دورہ او بقول قدماسی وشش ہزار سال تمام کند۔

(۲) مصر میں حضرت علی نے ایک مکان کو دیکھکر کہا۔ کہ یہ مکان قبل از وجود آدم پچیس ہزار سال بنا تھا۔

(۳) تواریخ خواجگی میں حضرت امام جعفر صادق سے منقول ہے۔ کہ حضرت آدم سے پہلے ایک سو آدم پیدا ہوچکے ہیں۔ ان کی اولاد۔ خادم مدتوں دنیا میں رہے۔

(۴) مورخ ابوالقاسم فرشتہ اپنی تواریخ میں لکھتا ہے۔ "کہ در یکے از کتب معتبرہ بنظر در آمدہ کہ شخصے از صاحب سونی باماوان العرش پرسید۔ کہ یا امیر المومنین پیش از آدم ہم ہزار سال کہ بود۔ آں حضرت جواب دادند۔ کہ آدم۔ چوں ایں معنی سہ مرتبہ تکرار یافت آں شخص ساکت شد۔ و سر در پیش افگند۔ شاہ ولایت پناہ بر زبان مبارک آوردند۔ اگر سی ہزار بار دیگر پرسی کہ پیش از آدم کہ بود خواہم گفت آدم۔ ازیں جا گنجائش تمام استنباط میتوان کرد۔ و اقوال مورخان را محض توہمات میتواں تصور کرد۔"

انحصار بائبل: ایک انگریز محقق اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ ایک تو اس بات کا جواب بائبل سے حاصل ہوسکتا ہے۔ جو ظاہر کرتی ہے۔ کہ حضرت آدم حوا پہلے مرد و عورت تھے۔ جن کو خدا نے بنایا اور مسلمہ نسخہ بائبل میں ان کے بنانے کی تاریخ زمانہ

عیسائیوں کے خیالات:۔ عیسائیوں کی مذہبی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش سے چار ہزار برس پہلے دنیا پیدا ہوئی۔ خدا نے پانچ دن میں سورج۔ چاند۔ ستارے اور زمین بنائی چھٹے دن حضرت آدم کو پیدا کیا۔ ان کی نسل بہت بڑھی۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں دیار و امصار آباد ہو گئے۔

دنیا کی پیدائش کو جب ایک ہزار سال گذر گئے۔ تو لوگوں کے منکرانہ و ملحدانہ خیالات کو دیکھ کر خدا نے تمام دنیا پانی میں غرق کر دی۔ سیلاب کا پانی سب جگہ پھر گیا۔ اور کوئی جاندار زندہ نہ رہا ایک سال ۱۷ دن تک سیلاب پھرتا رہا۔ حضرت نوح کو بذریعہ الہام پہلے ہی اس طوفان کا علم ہو گیا تھا۔ انہوں نے ایک کشتی بنائی۔ جس میں وہ خود معہ اپنے تین بیٹوں کے سوار ہو گئے۔ اور بقائے نسل کے لئے جانوروں کی ہر ایک جنس کا ایک ایک جوڑا کشتی میں رکھ لیا۔ جب طوفان کا زور کم ہوا۔ تو کشتی کوہ ارادوٹ پہ ٹھہر گئی۔ بعد ازاں زمین خشک ہو تی گئی۔ انسانی آبادی بڑھنی شروع ہوئی۔ اور آہستہ آہستہ تمام ممالک عالم آباد ہو گئے۔

مسلمانوں کا اعتقاد:۔ علمائے اسلام بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت آدم سے پانچ دن پہلے دنیا پیدا نہیں ہوئی۔ بلکہ بہت مدت پہلے اس کی پیدائش وقوع میں آئی تھی۔ ان کی کتابوں میں زمانہ کا کوئی تعین نہیں کیا گیا۔ کہ حضرت آدم سے کتنی مدت پہلے دنیا کا آغاز ہوا۔ ان کا اعتقاد ہے۔ کہ حضرت آدم سے پہلے اس دنیا میں جن آباد تھے۔ خدا کی قدرت سے جنوں کی نسل تباہ ہو گئی۔ ان میں سے ایک بھی زندہ نہ بچا۔ تب خدا نے حضرت آدم و حوا کو پیدا کیا اس سے بعد کے حالات میں عیسائیوں اور مسلمانوں کا اتفاق رائے ہے۔

حال سے ۱۰ ہزار سال پہلے ہے۔ دوسری طرف سائنس نہایت
واضح دلائل اور پرزور تحقیقاتوں سے ظاہر کرتی ہے۔ کہ انسان
دنیا میں بہت بڑے زمانہ سے موجود ہے۔ اور تصدیق کرتا ہے
کہ جہاں تک آدمی کا ہم تواریخی طور پر کھوج لگا سکتے ہیں۔ ان کو جدا
جدا گروہوں میں پاتے ہیں۔ اور مختلف شکلوں میں دیکھتے ہیں۔ انکو
بہت عرصہ گزرا اور ساتھ ہی سائنس یہ بھی بتلاتا ہے۔ کہ مختلف
موجودہ قومیں ایک جوڑے سے پیدا نہیں ہوئی ہیں۔
ڈاکٹر [illegible] فرماتے ہیں کہ انفرادیہ خصائل یا خصوصیت
جو کہ پیدا ہو کر والدین سے بچوں کو لگ جاتی ہے۔ اور جس سے کہ
نئی نسلیں بن جاتی ہیں۔ اس وہمی خیال کے بیان کرنے کے لئے
بھی ہم کو تھوڑی دیر تامل کرنا چاہیئے۔ مثلاً افریقہ کے حبشی کسی
اور نسل کی شاخیں ہیں۔ جو [illegible] سیاہ ہو گئے۔ اور اب
وہ [illegible] ترقی کر گیا۔ جہاں پہنچ
گیا [illegible] ایک [illegible] سے انہی چھوٹے حبشی [illegible]
[illegible] ذرہ پڑھے [illegible]
[illegible] رنگ [illegible]
[illegible] اسی طرح [illegible] ہوگئی۔ اسی [illegible]
[illegible] ہیں۔ اور جن کی بابت تم کو یقین ہے کہ
ابراہیم کے وقت سے [illegible] بنائے گئے۔ ایک ایسی نسل
کی اولاد ہیں جو اتفاقی اختلاف سے تبدیل ہوگئی۔ اسی
طرح قدیم چین۔ ہندوستان۔ [illegible] اور اوشیانا والے
تمام طبعی اور عقلی اتفاقی اختلاف کے سبب سے ہیں۔ اور سب
آدم و حوا سے پیدا ہوئے ہیں۔ کیا انسان کی زود الاعتقادی

کپتان ایلیٹ صاحب بہادر نے پائی ہیں۔ وہ ایک سخت پتھر کے ساتھ مخلوط ہیں۔ اور ان میں سے ہر ایک پتھر بن گئی ہے۔ ان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ امریکہ میں بہت قدیم زمانہ سے انسان کی ہستی پائی جاتی ہے۔ اور انسان کے پیدا ہونے سے پہلے بیشمار حیرانی نسلیں معدوم ہو چکی تھیں۔ (ٹائمپس)

(۷) کالسن صاحب بہادر فرماتے ہیں۔ کہ علم جیالوجی سے معلوم ہوتا ہے۔ چھ ہزار برس سے اب تک دنیا میں کوئی عالمگیر طوفان نہیں آیا۔

(۸) سر چارلس لائل صاحب بہادر کی رائے ہے۔ کہ بارہ ہزار سال کے اندر اٹنا کے جنگلی قطعہ پر کوئی غارت گر طوفان واقعہ نہیں ہوا۔ اور آوری کے کوہ آتش فشاں کی مخروطی ساختیں جن کی راکھ میں معدوم ہیں جانوروں کی ہڈیاں ہیں۔ اور جو کوہ اٹنا جیسی کامل حد ظاہر کرتی ہیں اور بھی اس سے پہلے کی ہیں۔

علم ہیئت (۱) ایک فاضل ہیئت دان نے نہایت فاضلانہ دلائل سے چھ ہزار برس سے دنیا کی پیدائیش ماننے والوں کے بیانات کی تردید میں علم جیالوجی اور اسٹرانومی سے نہایت عمدہ مستند اور معتبر شہادتیں پیش کرے اور سلسلہ تحقیقات تیس ہزار سال تک پہنچا کر سب کو چیلنج کیا ہے۔ کہ اگر کوئی ان کی تردید کر دے۔ تو میں اور ثبوت دونگا۔ (زنہیا سوفسٹ)

(۲) پروفیسر ایس نیو کوسب فرماتے ہیں۔ کہ جب زمین سرد ہو کر نباتات اگنے کے قابل ہوئی۔ اس زمانہ سے اب تک دو کروڑ سال گذرے ہیں (پاپولر اسٹرانومی)

(۳) پروفیسر ہل ناز صاحب فرماتے ہیں۔ کہ جب زمین سرد ہو کر

(۴) جب ہم اس زمانہ کا حساب لگاتے ہیں۔ جس میں زمین کے بڑے بڑے طبقے بنے ہیں۔ اور ان میں جن جن حیوانات و نباتات کے آثار پائے جاتے ہیں۔ وہ آگے پیچھے پیدا ہوکر نیست و نابود ہوتے رہتے ہیں۔ اور پھر اس زمانہ میں اپنے دور کا زمانہ بھی شامل کریں۔ تو ہم کو لامحالہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ دنیا کو پیدا ہوئے کم از کم نہیں لاکھ برس کا عرصہ ہوا ہوگا۔ (باغبان)

(۵) بہت کم شخص ہیں۔ جو اس بات کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ کہ دنیا کی پیدائش کل چھ ہزار برس گذرے کہ ہوئی تھی۔ اگر یہ سچ ہے۔ کہ خدا نے سب کو ۶ دن میں بنایا۔ اور آدم کو چھٹے دن۔ تو دنیا آدم سے پانچ دن بڑی ہوئی۔ یہ بیان کرنا کہ دنیا کو پیدا ہوئے ۶ ہزار برس ہوئے۔ بالکل غلط ہے۔ جب کہ یہ اندازہ کیا گیا ہے۔ کہ صرف زمینی چٹانوں کے بنانے کے لئے چالیس لاکھ برس چاہیئے۔ اور ایک کروڑ پچاس لاکھ برس دنیا کی قدامت کے لئے بطور اوسط بیان کئے گئے ہیں۔ ہندوستان کے دریاؤں کے بڑے بڑے ڈیلٹے انسان کی قدامت کے لئے بڑے عمدہ ثبوت ہیں۔ مصر میں دریائے نیل کا ڈیلٹا جو مادہ کے اکھٹا ہونے سے ایک بڑی مقدار میں بن گیا ہے۔ جو بنتا بھی رہتا ہے اور جمع بھی ہوتا رہتا ہے۔ اور پچھلے تین سال میں ذرا بھی بڑھا ہوا معلوم نہیں ہوتا۔ فیروز کے زمانہ میں اس ڈیلٹا پر جیسا کہ اب موجود ہے بڑے بڑے تہذیبی شہر بڑی آبادی کے ساتھ بسے تھے۔ جن کی تہذیب کے لئے اس تاریخ سے پہلے اسی قدر زمانہ چاہیئے۔ جو حضرت نوح یا حضرت آدم سے منسوب کیا گیا ہے۔ (رشائیس روٹ میں کابنڈ)

(۶) ڈاکٹر بے نٹ صاحب بہادر فرماتے ہیں۔ کہ جو انسانی ہڈیاں سنٹاز کے پاس برازیل کے کنارے پر اور جنہیں لیگور منٹا کے کنارے پر

آباد چلی آتی ہے۔

(۱) درہمیں ایام خبر رسید کہ مردم تھیسرات و ناروین کہ در ممالک سرحد ہندوستان است قلادہ مسلمانی در گردن نینداختہ بودند و سر از اطاعت تقیات و شرح محمدی پیچیدہ پیشتر بت پرست اند۔ سلطان لشکر جمع آوردہ وازقسم مرد و کرد آہنگر و سنگتراش جمع کثیر ہمراہ گرفتہ روبہ آں دیار نہاد بجہت قصد تھیسرات کردہ [illegible] سے سرو مابین ہند و ترکستان میوہ بہیچ [illegible] بجواں [illegible] آنجا الا دست کردہ متوطنان آن دیار اسلام آوردہ سلطان حاجب علی بن ارسلان حاجب را بہ تسخیر ناروین فرستاد۔ او رفتہ آں جا را مفتوح گردانید۔ چنانچہ بردہ و اموال بے شمار بدست افتاد۔ چوں بت خانہ بزرگ را کہ در آں جا بود۔ شکستند۔ سنگے منقور و منقش از آں جا بیروں آمد۔ کہ بہ اعتقاد ایشان از بنائے آں چہل ہزار سال شدہ بود۔ سلطان در آں جا رفتہ قلعہ ساخت (تاریخ فرشتہ ذکر محمود)

(۲) در تواریخ چین نوشتہ۔ کہ پیشتر از چہار ہزار سال بسیار علمائے نیک و شائستہ قدمائے ایشان بجا آوردند (تاریخ چین)

(۳) در تواریخ چین مسطور است۔ کہ صنعت و عمل ابریشم دو ہزار شش صد و سی و شش سال قبل از تولد عیسی متعارف بود

(تاریخ چین مولفہ پادری ایکسوس)

(۴) بعض مورخوں کا خیال ہے۔ کہ فوہی کے بعد چین میں پندرہ خاندان تخت نشین ہوئے۔ اور زمانہ سب کی حکومتوں کا ۸ ہزار سال تھا۔

(تاریخ چین)

(۵) اہل چین بیان کرتے ہیں۔ کہ ان کے پہلے بادشاہ سے ان کے قانون بنانے والے حکیم کنفوشش تک جو مسیح سے پانچ سو سال پہلے گذرا ہے

نباتات اگنے کے قابل ہوئی۔ اس زمانہ سے اب تک دو کروڑ سال گذرے ہیں۔ (سیکرٹ ڈاکٹرن)

(۴) پروفیسر کرال صاحب فرماتے ہیں۔ کہ زمین کے سرد ہونے سے موجودہ حالت تک پہنچنے کے واسطے سات کروڑ سال ہونے چاہئے (کلائمیٹ اِن ٹائم)

(۵) سر ولیم ٹامسن صاحب کہتے ہیں۔ کہ زمین کے سرد ہو کر نباتات اگنے کے قابل ہونے سے اب تک دس کروڑ سال گذرے ہیں۔ (سیکرٹ ڈاکٹرن)

(۶) ایک اور فاضل ہیئت دان کہتا ہے۔ کہ ابتدا سے جب تک نباتات رینگتی رہیں۔ آدمیوں کے پیدا ہونے تک تیس ہزار سال گذرے تھے۔ (سیکرٹ ڈاکٹرن)

(۷) پروفیسر بکاف صاحب فرماتے ہیں۔ کہ زمین کو دو ہزار درجہ گرمی سے دو سو درجہ کی گرمی تک پہنچنے میں ۳۵ کروڑ سال گذرے ہونگے۔ اس سے کم زمانہ نہیں ہو سکتا۔ (سیکرٹ ڈاکٹرن)

(۸) پروفیسر ریڈ صاحب نے [illegible] میں جیالوجیکل سوسائٹی کے ایک اجلاس میں ایک لکچر کے دوران میں کہا۔ کہ پچیس کروڑ سال گذرے ہیں۔ جب یورپ میں نباتات اگنی شروع ہوئی۔

(۹) پروفیسر ہیکلے صاحب نے فاضلانہ تحقیقات سے یہ امر پایۂ تصدیق تک پہنچایا ہے۔ کہ جب سے دنیا میں نباتات اگنی شروع ہوئی۔ اسوقت سے لیکر آج تک ایک ارب سال گذرے ہیں۔ (ورلڈز لائف)

تواریخی شہادتیں:۔ اب ہم مختلف ملکوں اور قوموں کی قدیم تواریخوں میں سے چند شہادتیں پیش کرتے ہیں۔ جن سے یہ ثابت ہو جاتا ہے۔ کہ حضرت نوح اور حضرت آدم سے بہت عرصہ پہلے سے یہ دنیا

منتخب کئے ہوئے بادشاہوں کا زمانہ = ۳۳۲۴۷ سال
مصر بالا اور پایاں میں نسلی بادشاہ = ۵۱۲۳ "
۴۴۳۷۴ "

(۱۲) مصر کے مقدس دفتروں کے مینتھو اور یونانی نیوں کے جائینٹ مین تھان نے ٹولیمی فلیڈلفس کے عہد میں جو تاریخ لکھی ہے۔ اس میں درج ہے۔ کہ دیوتاؤں اور اسکے بعد دانا وروں نے بیس ہزار سال تک سلسلہ وار مصر میں حکومت کی۔ دانا وروں کے بعد اور دی مصر کے حاکم ہوئے۔ جن کی مین تھان نے تیس پشتیں بیان کی ہیں۔ مرہیورس کی تحریریں اور تمام قدیم تواریخیں جو مصر کے مندروں کے مقدس دفتروں میں موجود تھیں مین تھان کی تواریخ کے مطابق ہیں اگر ان تیس پشتوں کو مسلسل مانا جائے۔ تو ان سے پہلے سکندر اعظم کے عہد تک ۵۳۰۰ برس کا عرصہ ہوتا ہے۔ اس حساب سے مصر کی قدامت کا آج سے ۲۸ ہزار برس پہلے تک پتہ ملتا ہے۔

(۱۳) علاوہ اس کے ارٹوس تھیبس کی تواریخ ہیں جسکو ٹولیمی ریورجیٹس نے سکندریہ میں بلایا تھا۔ تھیبس کے ۳۸ بادشاہوں کی فہرست مسلسل پائی جاتی ہے۔ اور تمام مورخ مینس کو مصر کا سب سے پہلا بادشاہ قرار دیتے ہیں۔ اس نے اس ملک میں دیوتاؤں کی پرستش کا رواج دیا۔ اور گیبیہ کی رسمیں جاری کیں۔ (تواریخ مصر)

(۱۴) ایک محقق کہتا ہے۔ کہ مصر کا وہ بت جو طوفان نوح سے پانچ ہزار برس پہلے کا ہے۔ ہم کو اس زمانہ کا حال صاف طور پر بتلاتا ہے۔ جب کہ اگر بائبل سچی ہے۔ تو حضرت آدم زندہ تھے۔ مگر تاہم اس سے بہت عرصہ پہلے ہم مصر میں بادشاہوں کو طاقتور اور حکومت کرتے ہوئے پاتے ہیں۔

نو کروڑ ساٹھ لاکھ سال گذرے تھے (تاریخ بدیع ہندوستان)

(۶) نفائس الفنون۔ تاریخ خطائی اور اکبرنامہ میں لکھا ہے۔ کہ ابتدائی انسانی پیدائش سے سنہ ۳۵ء تک ۸۸۸۸۳ دن اور ۹۷۹۰ سال ہوئے۔ مدت دن کی دس ہزار سال ہے۔ اس حساب سے ۸۸۸۸۳ × دس ہزار + ۹۷۹۰ سال = ۸ کروڑ ۸۸ لاکھ ۴ ہزار ۳۶۲ سال ہوئے

(۷) اہل کالدیہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارے مورث اعلیٰ سے مسیح تک ڈیڑھ لاکھ برس گذرے (تاریخ بدیع ہندوستان)

(۸) سکندر نے بعد فتح بابل کے جو خبریں یونان بھیجے۔ وہ ڈیڑھ لاکھ برس تک اپنے تواریخی واقعات کا ثبوت دیتے تھے۔

(۹) یونان کے حکیم جو اسپہ دیبیان کرتا ہے۔ کہ ایک لاکھ اسی ہزار برس قبل از طوفان نوح ایک بادشاہ ہوا۔ اور اس وقت سے دنیا میں انسان آباد ہیں۔

(۱۰) مصر کے لئے ایک ایسی قدامت کا بیان کرنا زمانہ حال کا مسئلہ نہیں ہے۔ بلکہ یونان کا نامی حکیم افلاطون جو مسیح سے ۴۲۷ برس پہلے ہوا ہے۔ اپنے عہد میں باشندگان مصر کا حال اس طرح بیان کرتا ہے۔ کہ دس ہزار سال کا عرصہ گذرا جب مصر میں مصوری اور سنگتراشی عمدہ رونق پر تھی۔

(۱۱) اس مسئلہ کی تشریح کہ حضرت آدم سے پہلے بہت مدت انسان کا کھوج لگایا جا سکتا ہے۔ بیرن بنسن صاحب کی کرونالوجی میں کی گئی ہے۔ صاحب موصوف انسان کی ہستی قبل از بائیس ہزار سال فرض کرکے اور نیلوٹک کا امتحان کرنے کے بعد مندرجہ ذیل تاریخیں پیش کرتا ہے۔

وہ زمانہ جبکہ مصر میں جمہوری سلطنت رہی = ۱۰۰۰۰ سال

اگر میری بات کا پرمان مانا جائے تو میں سوال کر سکتا ہوں۔ کہ دنیا کی تواریخ میں کون وقت ملک مصر کے آباد ہونے اور سینس کے راج کی بنیاد رکھی جانے کا تھا۔ وہ مورخ بھی جنہوں نے اس امر میں پوری پوری تحقیقات کی ہے مینس سے لیکر فرعون تک سینتھون کے شاہی خاندان کے دور حکومت کا وقت تبلانے میں پس و پیش کرتے ہیں۔ جو لوگ اس تواریخی معاملہ میں بہت زیادہ واقف کار ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ مینتھوں کا خاندان مسیح سے پانچ چھ ہزار برس پہلے مصر میں حکومت کرتا تھا۔ اس سے آگے اہل مغرب کی عقل کام نہیں کرتی مصر کا ملک ترقی تہذیب میں اتنا بڑھا ہُوا تھا۔ کہ اس کے متعلق مورخ رینن رقمطراز ہے۔ کہ مصر کے زمانہ ترقی کی تلاش کرنے میں سر چھ اجاتا ہے۔ اور برگس مورخ لکھتا ہے۔ کہ وہ ست یگ۔ ترتیا و غیرہ یگوں کے وقت کا بسا ہُوا ہے۔

جب یہ بات ہے۔ تو ہمیں صاف طور پر تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ زمانہ حال کے مورخوں نے مصر کے آباد ہونے کا جو وقت قرار دیا ہے۔ دراصل وہ ٹھیک ہے۔ کیونکہ کسی کو اس کے ٹھیک وقت کا اندازہ کرنے کی جرأت نہیں ہوئی۔ اور اس میں کسی امر کا اعتراض نہیں۔ کہ مصر کی تہذیب و تعلیم سب سے پُرانی ہے۔ اور ثبوت ملتے ہیں۔ کہ آٹھ ہزار سال گذرے۔ جب مصر کا ملک انتظام۔ مذہب۔ قانون۔ سیاست۔ رسم و رواج اور تعلیم و تعلم وغیرہ میں اچھی طرح ترقی کئے ہوئے تھا۔

اب یہ سوال کیا جا سکتا ہے۔ کہ آریہ ورت کو کیوں مصر سے قدیم تسلیم نہیں کیا جاتا۔ ہمارا خیال یہ ہے۔ کہ ہندوستان مصر سے بہت قدیم ہے۔ میرا یہ کہنا پہلے تو جھوٹ معلوم ہوگا۔ اور اس کا سبب صرف یہ ہے۔ کہ آٹھ ہزار برس تک اس ملک کی تواریخ مسلسل طور پر معلوم نہیں ہوئی ہے۔ اس سے میرا مدعا یہ ہے۔ کہ اہل مغرب کو معلوم نہیں ہو سکتی۔ لیکن ہندوستان کے

(۱۵) اہرام کی ایک قبر میں مصر کے ہزاروں بادشاہوں کی لاشوں
کے صندوق مع ان کے زیورات کے دستیاب ہوئے ہیں۔ جو قبل
از وجود آدم گذر چکے ہیں۔
(۱۶) بیپ سی ... بیان کرتا ہے۔ کہ چار ہزار سال گذرے
جب مصر کے ... بادشاہوں کا خاتمہ ہو گیا۔
(۱۷) ... مورخ لکھتا ہے۔ کہ ہم کو مصر کے
قدیمی بتوں میں بہت سے عجیب نقش ملے ہیں۔ جو پانچویں خاندان کی ایک
قبر سے نکالے گئے ہیں۔ یہ بت پانچ ہزار برس کے پرانے ہیں۔ اور
زمانہ حال کے ... سے بالکل مشابہ ہیں۔ ربنی نے اس
بت کی رنگت کو قائم رکھا ہے۔ جو اپنی تصویر جیسی خوبصورتی سے اپنے
بننے سے پہلے۔ اس فن کی ترقی کا زمانہ ظاہر کرتے ہیں۔ یہ طوفان
نوح کے زمانہ سے بہت پہلے کا ہے۔ (پلاٹن کی آئی کونوگریفی)
(۱۸) مصری چوتھے خاندان کے بھی مینار قبریں اور بت پائے گئے
ہیں۔ جو بیپ سی ایس کے بیان کے مطابق ۳۷۶۶ برس قبل مسیح
شروع ہوا تھا۔
(۱۹) لنڈن میں مصری تیسرے خاندان کے بت موجود ہیں۔ جو ۴۳۰۰
برس قبل مسیح سے بہت قدیم ہیں۔
(۲۰) کرنیل سکوٹ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ بائبل کے لکھے جانے
یہودیوں کی قوم کے پیدا ہونے۔ بابل کی بنیاد رکھی جانے مصر کے
مقبروں اور عالیشان میناروں کے بننے۔ بلکہ اس سمت سے بھی
۵۰۰۷ سال پہلے جسکو عیسائی لوگ دنیا کا آغاز بتلاتے ہیں۔ آریہ قوم
اعلیٰ ترقی اور تہذیب پر پہنچی ہوئی تھی۔ اپنی زبان اور گرامر کو ایسا
سدھارے ہوئے تھی۔ کہ ان کی مانند آج تک ایسا کوئی نہیں ہوا۔

ہمالیہ پربت کا ایک حصہ ہے۔ اس سے ثابت ہے۔ کہ ہندوستان ملک مصر سے بہت قدیم ہے۔ اور اہل مصر کی تہذیب تھوڑی ہے۔

(۲۱) اوراق گذشتہ میں ثابت کیا جا چکا ہے۔ کہ طوفان نوح مہاراجہ یدھشٹر والی ہستنا پور کے عہد میں آیا۔ یہ طوفان عالمگیر نہ تھا۔ بلکہ محض ملک عرب میں آیا تھا۔ اس سے جو مورخ اہل ہند کو حضرت نوح کی اولاد میں سے پیدا بیان کرتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ ہندوستان کے قدیم شاہی خاندان جو مہاراجہ یدھشٹر سے پہلے [illegible] سال [illegible] کرتے چلے آئے ہیں وہ حضرت نوح پیدا ہونے [illegible] ہندوستان میں موجود

(۲۲) مہاراجہ یدھشٹر معاصر نوح سے آٹھ لاکھ [illegible] ہزار برس پہلے سری رام چندر جی اجودھیا کے حکمران ہوئے۔ ان کے عہد میں [illegible] رشی نے رامائن کی کتاب لکھی۔ مسٹر [illegible] تاریخ [illegible] لکھتے ہیں۔ کہ رامائن اور ایسی ہی کتابوں کی [illegible] سے خیال [illegible] معلوم ہوتا ہے کہ وہ نہایت ہی پرانے زمانہ کی دنیا سے تعلق رکھتی ہیں۔ جس طرح سے شہر بمبئی کے کسی گھر میں ہم [illegible] گئے۔ ویسے [illegible] سکتے ہیں۔ گو بہت سے رنگ اب تک بھی [illegible] ہوئے ہیں۔ [illegible] کا نشان ہم کو کوئی بھی نظر نہیں آتا۔ جو اس زمانہ کو یاد دلائے۔ لیکن ہمیں معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ [illegible] اور ہمارے باپ دادوں کے عہد کے [illegible] اور [illegible] ان کے [illegible] میں زمانوں کا سمندر حائل ہے۔

(۲۳) ہندوستان کے برہمن چار یگ ٹھہراتے ہیں۔ ان میں سے موجودہ یگ کا نام کل یگ ہے۔ [illegible] کہتے ہیں۔ کہ یہ پانچ ہزار برس سے جاری ہے۔ اس کی کل میعاد ۴ لاکھ ۳۲ ہزار سال ہے۔ اس سے پہلا دواپر یگ تھا۔ جس کی میعاد ۸ لاکھ ۶۴ ہزار برس کی ہے۔ دواپر سے

برہمنوں میں کال نردین دویا چلی آتی ہے۔ اور کوئی شخص آجتک قابل اعتبار دلائل سے یہ امر ثابت نہیں کر سکا۔ کہ برہمنوں کی یہ کال نردین دویا غلط ہے۔ زمانہ حال سے کچھ عرصہ پہلے اہل یورپ کو آریہ ورت کا کچھ بھی علم نہ تھا۔ اب یہ یقین کیا گیا ہے۔ کہ آٹھ ہزار برس سے بھی بہت عرصہ پہلے آریہ ورت سے کچھ لوگ اپنا ملک چھوڑ کر وہاں جا بسے۔ جسے اب مصر کہتے ہیں۔

مورخ برگس صاحب جو مصر کے تاریخ نویسوں میں سب سے زیادہ معتبر ہے۔ اور بہت پرانے حالات کا جاننے والا ہے۔ بیان کرتا ہے۔ کہ ملک مصر کے آباد کنندگان کا اصلی وطن ہندوستان تھا۔ کاکیشن جنس کی یہ شاخ جسکو رنڈو جرمنک خاندان والوں سے بہت تعلق ہے۔ ایشیا کے بڑے براعظم سے آکر اور خاکنائے سویز کو عبور کر کے دریائے نیل کے کنارے پر آباد ہوئی اور یہ سفر اس زمانہ میں ہوا جس کا زمانہ حال کے مورخوں کو کچھ پتہ نہیں لگا۔

مصر کی تواریخ سے ظاہر ہے۔ کہ وہ سپنت نامی ایک مقدس زمین سے آئے۔ جس کی نسبت اب معلوم ہوا ہے۔ کہ ہند کے بڑے سمندر کے ساحل پر کہیں واقعہ ہے۔ اس سرزمین کو مصری لوگ اپنے دیوتاؤں کی پرانی جگہ بتلاتے ہیں۔ اور اُس کو وہ اپنی زبان میں پان ٹر کہتے تھے۔ اب مختلف شہادتوں سے ظاہر ہو گیا ہے۔ کہ وہ زمین کوہ سینا نہیں ہے۔ بلکہ دارالبحری انتھان میں رانی ہشتناب کی قبر کے پتھروں اور تحریروں سے ظاہر ہے۔ کہ وہ زمین بھارت ورش ہی ہے۔

بہت عرصہ تک مصری لوگ اپنے اہل وطن سے بیوپار کرتے رہے۔ انکی تحریروں میں بہت سے راجاؤں۔ پھلوں، پھولوں، مسالوں اور ایسی بیش قیمت لکڑیوں کا نام لکھا ہے۔ جو سوائے ہندوستان کے دنیا کے کسی اور ملک میں نہیں ہوتیں۔ اور تحریروں میں بہت جگہ سنگلاپ کا نام آتا ہے جو

موجودہ کلپ کا نام بارہ کلپ ہے۔

(۲۷) ایک کلپ کو ۱۴ حصوں پر منقسم کرکے ہندوؤں نے ان کا نام منونتر قرار دیا ہے۔ ایک منونتر میں ۷۱ چترجگیاں دور یا زمانے ہوتے ہیں۔ اور ایک زمانہ میں چار یگ گذرتے ہیں

(۲۸) موجودہ بارہ کلپ کے چودہ منونتروں میں سے چھ گذر چکے ہیں۔ جن کے نام یہ تھے۔ سوایمبھو۔ سوارچش۔ اُتم۔ تامس۔ ریونت۔ چاکششس۔ اور اب ساتواں ویوسوت منونتر گذر رہا ہے۔ اس ساتویں منونتر کی ۷۱ چترجگیوں میں سے ۲۷ دور یا زمانے گذر گئے۔ اور ۲۸ ویں دور کے ست۔ ترتیا۔ اور دواپر یہ تین یگ سالم گذر گئے چوتھا کل یگ شروع ہے۔ سمت بکرمی کے نفاذ تک ۳۰۴۴ برس اور عیسوی سن کے آغاز تک ۳۱۰۱ برس گذرا تھا۔ اب سمت ۱۹۸۰ بکرمی میں کل یگ ۵۰۲۴ برس گذارا ہے۔ اس لئے اہل ہند کے علم ہیئت کے بموجب شمار کرنے سے دنیا کی عمر معلوم ہو جاتی ہے۔ یہی سرشٹی سمت ہے جو جنم شادی کی تقریبوں میں ہر ایک ہندو گھرانے میں روزمرہ پڑھا جاتا ہے۔ آغاز آفرینش سے ہی برہمن اسے پڑھتے چلے آتے ہیں۔ اور اس گروہ لوگ اپنی اصطلاح میں سنکلپ کہتے ہیں

(۲۹) پہلے منونتر کے آغاز سے ۱۷ لاکھ ۲۸ ہزار برس سندھی کے ہوئے ہیں۔ اس لئے ایک دور کا زمانہ ۴۳ لاکھ ۲۰ ہزار کو ۷۱ میں ضرب دے کر اس میں ۱۷ لاکھ ۲۸ ہزار برس سندھی کے جمع کئے۔ تو ۳۰ کروڑ ۸۴ لاکھ ۴۸ ہزار برس ایک منونتر کی میعاد ہوئی۔ اسکو ۶ سے ضرب کیا۔ جو چھ منونتر گذرے ہیں۔ ان کی کل میعاد ایک ارب ۸۵ کروڑ ۶ لاکھ ۸۸ ہزار سال ہوئے۔ اس میں ساتویں منونتر کی ۷۱ چترجگیوں میں ۲۷ گذری ہوئی کی میعاد اور اٹھائیسویں کے

پہلے ترتیا یگ تھا۔ اور اسکی کی میعاد کل یگ سے تین گنا تھی۔ ترتیا سے پہلے ست یگ تھا۔ اور وہ کل یگ سے چار گنا تھا۔ چاروں یگ ملا کر ان کی میعاد تینتالیس لاکھ بیس ہزار سال کی ہے۔ یہ ایک دور یا زمانہ ہے شاستروں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایسے ہزار دور یا زمانے گذرتے ہیں۔ ظاہر ہے۔ کہ یہ سب دور ستاروں کی حرکتوں سے علاقہ رکھتے ہیں۔ زمینی واردانوں سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہندو مہندسوں نے حساب کیا۔ کہ جب یگ پورے ہو جاتے ہیں۔ تو ستارے کسی خاص طور پر منظران ہوتے ہیں۔ اس واسطے انہوں نے ان یگوں کو دنیا کی تاریخ قرار دیا ہے۔ (تاریخ ہند)

(۲۴) ہندوؤں نے کل یگ کی جو تعداد لکھی ہے۔ وہ ان قوموں کی صحیح مان سکتے ہیں (تواریخ ہند)

(۲۵) آنریبل الفنسٹن صاحب بہادر سابق گورنر بمبئی اپنی تواریخ ہند میں رقم طراز ہیں۔ کہ جو مدت ایک دن برہما کی قرار دی گئی ہے۔ یہ علم ہیئت کے اصول پر قائم ہے۔ نوڈز اور ایپسائڈز کی کامل گردش جو بحساب علم ہیئت اہل ہند کے ۴ ارب ۳۲ کروڑ سال میں پوری ہوتی ہے۔ ایک دن برہما کا ہے۔ نوڈز طریق الشمس کے دائرہ کے ان نقطوں یا مقاموں کو کہتے ہیں۔ جہاں کسی سیارہ کی گردش کا محیط تقاطع کرتا ہے۔ یعنی راس اور ذنب۔ ایپسائڈز سیارہ کی گردش کے ان دو مقاموں کو کہتے ہیں۔ کہ جو قدیم زمانہ میں نہایت قریب اور نہایت بعید سمجھے جاتے تھے۔ اور آفتاب سے نہایت قریب اور نہایت بعید سمجھے جاتے ہیں۔ یعنی اوج و حضیض

(۲۶) ہندوؤں کے علم ہیئت کے موجب برہم دن میں یعنی ۴ ارب ۳۲ کروڑ برس تک دنیا قائم رہتی ہے۔ اور اتنا ہی عرصہ یعنی برہما کی رات میں قیامت رہتی ہے۔ اور یہ دور یعنی دنیا کے بعد قیامت اور قیامت کے بعد دنیا میں ہمیشہ جاری رہتے ہیں۔ اور برہم دن کو کلپ بھی کہتے ہیں

(۴) ایک اور گروہ ایشیا کو چک کو انسان کا اصلی وطن بتلاتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ مختلف وقتوں میں انسانی جماعتیں یہاں سے نکل کر دنیا میں پھیل گئیں۔

(۵) چند محققوں نے یہ رائے ظاہر کی ہے۔ کہ انسان پہلے پہل قطب شمالی میں پیدا ہوا۔ اس کی نسل وہاں سے نکل کر دنیا کے باقی حصوں میں آباد ہو گئی۔

یہ سب خیالات جو انسان کے اصلی وطن کے متعلق زمانہ حال کے عالموں نے ظاہر کئے ہیں۔ ان کی وجوہات ابھی تک کسی کتاب میں نظر سے نہیں گذریں جن کی بنا پر انہوں نے یہ رائے قائم کی ہے۔ اس لئے ان کے حسن و قبح کے متعلق کچھ لکھا نہیں جا سکتا۔ البتہ جن فاضلوں کا یہ خیال ہے۔ کہ انسان کی پہلی نسل وسط ایشیا میں پیدا ہوئی۔ ان کی دلائل صاف اور واضح ہیں۔ انہوں نے بنی نوع انسان کی جسمانی بناوٹ کے اختلافات پر اپنی رائے قائم کی ہے۔

بنی نوع انسان کی نسلی تقسیم:۔ یورپین فاضلوں نے جسمانی بناوٹ۔ خط و خال اور رنگت کے اختلافات سے بنی نوع انسان کو تین جماعتوں میں منقسم کیا ہے۔ منگولین۔ کاکیشیائی اور حبشی۔

(۱) منگولین کا رنگ زرد سر مربع۔ آنکھیں اور ہونٹ اوپر کی طرف کو جھکے ہوئے ہوتے ہیں۔

(۲) کاکیشیائی یا آریوں کا رنگ سفید۔ سر بیضوی۔ آنکھیں اور ہونٹ سیدھے ہوتے ہیں۔

(۳) حبشیوں کا رنگ سیاہ۔ سر گول اور لمبوترا۔ آنکھیں اور ہونٹ نیچے کی طرف کو جھکے ہوئے یا ترچھے ہوتے ہیں۔

چین۔ جاپان۔ تبت اور جزیرہ نما ہند چینی کے باشندے منگولین نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ چونکہ یہ سب ملک ایک جگہ ملحقہ طور پر آباد ہیں اس لئے قیاس کیا گیا ہے۔ کہ یہ سب قومیں جو ان ممالک میں آباد ہیں

تینوں یُگوں کی سالم میعاد اور موجودہ کل یگ کے ۵۰۴۰ برس جمع کئے۔ تو کل میعاد ایک ارب ۹۷ کروڑ ۲۹ لاکھ ۴۹ ہزار ۰۴۲ برس ہوتی ہے۔ یہ سرشٹی سمت ہے۔ اور یہی دنیا کی عمر ہے۔

انسان کا اصلی وطن

روئے زمین پر سب سے پہلا انسان کہاں پیدا ہوا۔ علم تواریخ میں یہ ایک بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ بنی انسان کی سرگذشت بیان کرنے کے لئے یہ امر نہایت ضروری ہے کہ کسی خاص جگہ یا خطہ میں انسان کی پیدائش اولین واقعہ ہونا قرار دے کر پھر وہاں سے مختلف قوموں کے نقل مکان کر کے دیار و امصار میں پھیل کر آباد ہونے کے واقعات پر روشنی ڈالی جائے اس لئے تاریخ دنیا کے محقق ایک عرصہ سے انسان کے اصلی وطن کی تلاش میں مصروف چلے آتے ہیں۔ لیکن ابھی تک کوئی صحیح رائے قائم نہیں ہو سکی۔ کہ جس کو سب کے سب بالاتفاق رائے سے تسلیم کر لیں اور عالموں کی آرا میں بہت کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔

عالموں کے خیالات (۱) یورپین مؤرخوں کا سب سے پہلا خیال یہ ہے کہ بنی نوع انسان کی پہلی نسل وسط ایشیا میں پیدا ہوئی۔ وہاں سے نکل کر مختلف وقتوں میں روئے زمین پر پھیل گئی۔ یہ خیال بہت پرانا ہے۔ اور اب بھی غلبہ رائے اسی کے حق میں ہے۔

(۲) دوسرا گروہ انسان کا اصلی وطن سکنڈی نیویا میں بتلاتا ہے۔ جو یورپ کے شمال مغرب میں واقع ہے اور سویڈن ناروے کے نام سے مشہور ہے

(۳) تیسری جماعت یہ کہتی ہے۔ کہ دنیا کا سب سے پہلا انسان یورپ کے جنوب مشرق میں پیدا ہوا۔ اس کی اولاد ایشیا اور یورپ میں دونوں طرف ایکساتھ پھیل گئی۔ بعد ازاں افریقہ اور امریکہ کے براعظم آباد ہو سکے۔

افریقہ حبشی نسل کی قوموں کا اصلی وطن قرار دیا جاسکتا ہے۔ اور یہ امر بھی تسلیم کیا جاسکتا ہے۔ کہ تمام حبشی اقوام اپنی ابتدائی پیدائش میں ایک جوڑے سے پیدا ہوئی ہونگی۔

تو جو ہانت مندرجہ بالا یورپین محققوں کا خیال ہے۔ کہ تمام انسانی نسلیں اور قومیں جو فی زمانہ روئے زمین کے مختلف ممالک میں آباد اور سکونت پذیر ہیں۔ اپنی ابتدائی پیدائش میں ایک جوڑے سے پیدا نہیں ہوئی ہیں جیسا کہ دنیا کے بعض مذاہب کے فاضلوں کا خیال ہے۔ بلکہ بنی نوع انسان کی جسمانی بناوٹ۔ رنگت اور خط و خال کی بنا پر ہر ایک محقق اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ جملہ انسانی قومیں تین جوڑوں سے پیدا ہوئی ہیں۔ اگر ان تینوں جوڑوں کی پیدائش ایک ہی خطۂ زمین میں واقعہ ہوئی ہوگی۔ تو جہاں منگولین اور آریہ نسل کے ممالک کی سرحد ملتی ہے۔ وہاں ابتدائی پیدائش تسلیم کرلی جائیگی۔ یا وہ جگہ جہاں آریہ اور حبشی نسل کی قوموں کے ممالک کی سرحد ملتی ہے۔ اور یہ مقام صرف وہی قرار دئے جاسکتے ہیں دیکھا تمام مشرقی افریقہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ مصر اور حبش کے باشندے چونکہ بناوٹ جسمانی کے لحاظ سے آریہ نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور وہ کسی زمانہ میں ایشیا سے ہی نقل مکان کرکے افریقہ میں آباد ہوئے تھے۔ اس لئے انہوں نے حبشیوں کو مصر یا ایشیا کوچک سے خارج کرکے ان کے مقبوضات پر قبضہ جمایا ہوگا۔ اور مصر یا ایشیا کوچک حبشیوں کی اصل جنم بھومی ہے۔

اس قرار داد میں ایک نقص ہے۔ وہ یہ کہ اگر ہم وسط ایشیا میں منگولیوں اور آریوں کے ممالک کی کسی سرحد کو انسان کی جنم بھومی قرار دیں تو حبشیوں کی پیدائش ناممکن ہوگی اور اگر ایشیا کوچک کو انسان کا اصلی وطن قرار دیں تو منگولیں کی پیدائش کے متعلق اعتراض پیدا ہوگا۔ اور دنیا میں ایسی کوئی جگہ معلوم نہیں ہوتی۔ جہاں ان تینوں نسلوں کے ممالک کی حدود ملتی ہوں۔ یہ سوال ابھی تک حل نہیں ہوا۔ اور یورپین محقق تحقیقات میں

ایک ہی نسل سے تعلق رکھتی ہیں اور ممکن ہے۔ کہ یہ ایک جوڑے سے پیدا
ہوئی ہیں۔ ان ممالک کے علاوہ دنیا کے دوسرے حصوں میں اگر ایسے لوگ
آباد ہوں۔ جنکی بناوٹ جسمانی۔ اور خط و خال منگولین سے ملتے جلتے ہوں۔ بلا
خوف تردید کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ سب لوگ کسی نامعلوم زمانہ میں انہیں ممالک
سے نقل مکان کرکے گئے ہونگے۔ جہاں منگولین نسل کے باشندوں کی سکونت ہے
دریائے برہم پتر سے لے کر یورپ کے انتہائے مغرب میں جزیرۂ برطانیہ
تک ممالک ایشیا و یورپ میں جو قومیں زمانہ حال میں سکونت پذیر ہیں۔ بناوٹ
جسمانی۔ رنگ اور خط و خال کے لحاظ سے ان تمام اقوام میں مشابہت پائی
جاتی ہے۔ اس لیئے یورپین فاضلوں نے تحقیق و تدقیق کے بعد ان کو
ایک ہی نسل میں شمار کیا ہے۔ اور قیاس کیا گیا ہے۔ کہ یہ ایک انسانی جوڑے
سے اپنی ابتدائی پیدائش میں پیدا ہوئی ہونگی۔ یورپین اقوام کی خاندانی
روایات اور ان کے تواریخی حالات اس امر پر روشنی ڈالنے کیلئے کافی شہادت کا کام
دیتے ہیں۔ کہ وہ سب قومیں مسیح سے پانچ چھ صدی پہلے وسط ایشیاء
سے چلکر یورپ کے ملکوں میں سکونت پذیر ہوئی تھیں۔ اور قیاس کیا گیا ہے
کہ اہل ہند بھی چونکہ بناوٹ جسمانی اور خط و خال کی مشابہت کے لحاظ
سے ان سے ملتے جلتے ہیں۔ اس لئے یہ بھی وسط ایشیا سے ہی نقل
مکان کرکے ہندوستان میں آباد ہوئے تھے۔ امریکہ اور افریقہ کے
براعظموں میں جو ایسی قومیں آباد ہیں۔ جنکی بناوٹ جسمانی آریوں سے
ملتی ہے۔ نہایت آسانی کے ساتھ یہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ کہ وہ سب
قومیں بھی کسی زمانہ میں ان ممالک سے ہی ترک وطن کرکے وہاں گئی
ہونگی۔ جہاں آجکل آریہ نسل کے لوگ آباد ہیں۔

حبشی نسل کی قومیں صرف افریقہ میں ہی پائی جاتی ہیں۔ اور دوسرے
براعظموں میں ان کی آبادی شاذ و نادر ہی ہوگی۔ اس لیئے براعظم

مختلف حصوں میں نامعلوم غدود ہوتے ہیں۔ جن کی تعداد پانچ ہے۔ اور جو حال کی تحقیقات سے اس عمل طبعی کے محرک ثابت ہوئے ہیں۔ جن کی بدولت ہمارے جسم کی باقاعدہ نمو ہوتی ہے۔ یہ غدود جسم کے ۱/۲۸ حصہ میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور ایسے ہیں۔ کہ ان کو اکٹھا کرکے گھڑی کی جیب میں ڈال کر جہاں چاہے جا سکتے ہیں۔ ان غدود سے علم طب کے طلبا اور شائقین بخوبی واقف ہیں۔

(۱) غدود نخامیہ۔ سر کے پاٹے اور کھوپری کے پیندے میں اُبلے ہوئے کابلی چنے یا مونگ کے دانہ کے برابر ہوتا ہے۔

(۲) غدود صنوبریہ۔ یہ بھی دماغ کے اندر گیہوں کے دانہ سے ذرا بڑا ہوتا ہے۔

(۳) غدود دُرقیہ۔ یہ گردہ میں ہوتا ہے۔ اور ہوا کی نالی کے دونوں طرف واقعہ ہے۔ اور حجم میں مذکورہ بالا دونوں غدودوں سے بہت بڑا ہوتا ہے۔

(۴) غدود کلیہ۔ معدہ کے اندر واقعہ ہوتے ہیں۔ اور گردہ کے ڈھکنے کا کام دیتے ہیں۔

(۵) غدود بیضہ۔ یہ نوطہ۔ بیضہ اور ان کے مادہ کے اندر واقعہ ہوئے ہیں۔

عالمان طب اس امر سے بے خبر نہیں ہیں۔ کہ جسم کے نمو میں رکاوٹ یا تیزی پیدا ہو سکتی ہے۔ اور اس میں اہم تغیر بھی پیدا کیا جا سکتا ہے۔ اس کا راز ان غدود میں سے کسی ایک کو ضرر پہنچانے یا اسکے قدرتی عمل کو بدل دینے میں مخفی ہے۔

۳۳ سال کا عرصہ ہوا۔ کہ فرانس کے مشہور ڈاکٹر مارلی کے پاس پے بعد دیگرے دو عورتیں درد سر کی شکایت لے کر آئیں۔ دوران

ہیں مختلف صورت ہیں۔

انتھراپالوجی:- یورپ کے محققین علم توریث کی تحقیقات کا دارومدار علم بنی نوع انسان پر ہے جسکو سنسکرت میں نرنسل ودیا اور انگریزی میں انتھراپالوجی کہتے ہیں۔ بنی نوع انسان کی نسلی تقسیم جس کا مندرجہ بالا سطور میں بیان کیا گیا ہے۔ اسی علم کے فاضلوں نے کی تھی۔ اس تقسیم کے بعد وہ لوگ اس کی وجوہات کی تحقیق و تدقیق میں مصروف ہوئے۔ پہلے پہل وہ اس نتیجہ پر پہنچے۔ کہ انسان کی جسمانی بناوٹ میں ملکوں کی جغرافیائی حالت آب وہوا اور جدی اثرات سے اختلافات پیدا ہوجاتا ہے لیکن اب انہوں نے یہ قرار دیا ہے۔ کہ بیرونی اثرات نہیں بلکہ انسان کے جسم کے اندر ہی بعض خاص مادے ایسے ہیں۔ جن کے تغیر و تبدل کی وجہ سے نئی نئی انسانی نسلوں کی پیدائش و تنوع میں آتی ہے اور اس امر پر روشنی ڈالنے کے لئے ڈاکٹر آرتھر صاحب پریزیڈنٹ انتھراپالوجیکل سوسائٹی کے اس لکچر کا اقتباس ذیل میں درج کیا جاتا ہے جو انہوں نے برٹش ایسوسی ایشن کے سالانہ اجلاس میں پڑھا تھا۔ وہ لکچر حسب ذیل ہے۔

"حبشیوں۔ منگولیوں اور آریوں کے خط و خال ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اور اسی بنا پر ان کے نسلی اختلافات قرار دیئے گئے ہیں۔ لیکن ان تینوں نسلوں کے خط و خال و سر کی بناوٹ میں فرق کیوں ہے۔ اسکی نسبت اکثر عالم کہا کرتے تھے۔ کہ آب وہوا۔ ملکوں کی جغرافیائی حالت اور جدی اثرات سے یہ فرق نمایاں ہوتا ہے۔ لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے۔ اصلی بات یہ ہے۔ کہ جسم انسان کے اندر بعض خاص غدود ایسے ہیں۔ جن کے فعل سے مختلف قسم کے خط و خال ظاہر ہوتے ہیں قدرت ایک خاص ترکیب سے کام کرتی ہے۔ جس سے انسان اور حیوان کے مختلف نمونے بنتے ہیں۔ اسکی اصلیت عرصہ سے معلوم نہ تھی لیکن سائنس کی تحقیقات سے [illegible]

بعض حبشی قبائل خاص کر نیلوٹی حبشی لوگوں کی خصوصیات میں
پتلی ٹانگیں ہوتی ہیں۔ جس کا سبب یہ ہے۔ کہ ان کے غدود بیضہ کا عمل
سرد ہے۔ غدود بیضہ کے ساتھ غدود کلیہ بھی ہے۔ جو جسم کی نشو و نما میں
زبردست حصہ لیتے ہیں ۱۸۹۳ء میں ڈاکٹر [illegible] نے یہ بات معلوم
کی تھی۔ کہ غدود کلیہ کا تعلق جسم کی رنگت سے بہت ہے۔ اگر کسی بیماری
سے یہ برباد ہو جائیں تو جسم سیاہ ہو جاتا ہے۔ اس کی رنگت سفید ہو
جاتی ہے۔ اور اسکے ساتھ ہی اور بھی مختلف قسم کی تبدیلیاں اور علامات
نمایاں ہو جاتی ہیں۔

ڈیڑھ سو سال ہوئے جب ڈاکٹر [illegible] نے یہ مسئلہ پیش کیا تھا۔ کہ انسان
کا طبعی رنگ کالا ہے۔ اور مابعد کی تحقیقات سے اس امر کی تصدیق
ہوتی ہے۔ کیونکہ غدود کلیہ میں جب کوئی سخت مرض لاحق ہوتا ہے۔ تو
جلد کا رنگ بدلنے لگتا ہے۔ گویا کوئی نقص واقع ہو رہا ہے۔ جس کو
خونی مادہ کہتے ہیں۔ ایسی حالت میں اس رنگ دار مادہ کو باہر نکالنا اور
اس کا اخراج لازمی ہو جاتا ہے۔

پندرہ برس ہوئے۔ ڈاکٹر بلاک اور [illegible] کی تحقیقات سے یہ امر
واضح ہو گیا ہے۔ کہ اگر لڑکپن میں غدود کلیہ کسی مرض کا اثر قبول کرے
تو بچہ کے جسم میں نشو و نما کے متعلق غیر معمولی قسم کی تبدیلیاں نمایاں
ہو جاتی ہیں۔ اس سے اعضائے تناسل قبل از وقت عمر پختگی
حاصل کر لیتے ہیں۔ اور اس کے جسم میں وہ تمام علامات ظاہر ہو جاتی ہیں
جو بالغ مرد یا عورت میں نمایاں ہوتی ہیں۔ چھاتی خوب ابھر جاتی ہے۔
اعضا موٹے اور طاقتور ہو جاتے ہیں۔ آواز بھاری اور درشت ہو جاتی ہے
چہرہ پر داڑھی مونچھ اور جسم پر بال پیدا ہو جاتے ہیں۔ گویا جسم اور
دماغ میں اعجازی تغیر واقع ہو جاتا ہے۔ قبل از وقت بالغ اور جوان

گفتگو میں حسن اتفاق سے ان کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے۔ کہ جب سے وہ دوسری شروع ہوا ہے۔ ہاتھ پاؤں اور چہرے ایسے بدل گئے ہیں کہ پرانی ملاقات والے بھی اس کی پہچان نہیں سکتے چنانچہ اس وقت سے غدود نخامیہ کے طبعی فعل کی تحقیقات کی بنیاد پڑی۔ بعد ازاں اور ڈاکٹروں کی تحقیقات سے ثابت ہو گیا۔ کہ جس فعل سے ہمارے جسم کی نشوونما ہوتی ہے۔ اور قد و قامت بنتے ہیں۔ اسکا غدود نخامیہ سے بہت گہرا تعلق ہے یہ دریافت نئی ہی ہو سکتی ہے۔ لیکن قدیم زمانہ کے طبیبوں کو بھی یہ بات معلوم تھی۔ کہ جسم کے اندرونی حصہ کا باقی جسم کے نشوونما اور طبعی خصوصیات پر زبردست اثر ہوتا ہے۔ صدیوں پہلے یہ بات معلوم تھی۔ کہ خصیتین [illegible] کے غدود کو کاٹ کر الگ کر دینے سے انسان اور حیوان کی اندرونی خصوصیات اور ظاہری شکل بہت کچھ بدل جاتی ہے۔ پیدا ہونے کے بعد جتنی جلدی یہ عمل کیا جائے۔ اتنا ہی اثر دیرپا ہوتا ہے۔ بھائی بھائی [illegible] ایک ہی ماں باپ کی اولاد ہوتے ہیں۔ لیکن ان کی عادات شکل و صورت وغیرہ میں کتنا فرق ہوتا ہے۔ اور یہ فرق محض غدود کی کمی بیشی اور ان کے طبعی فعل کی کمی بیشی سے واقع ہوتا ہے۔

[illegible] جب ڈاکٹروں کا خیال تھا۔ کہ فوطہ اور بیضہ دان کے مادے کے اندر [illegible] سا حصہ غدودی مادہ کا ہے۔ جس کا تعلق خصوصیات نسلی کی [illegible] سے کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن حال کی تحقیقات نے یہ امر پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا ہے۔ کہ اس غدودی مادہ کا جسمانی نشوونما سے خاص علاقہ ہے۔ ڈاکٹر کیتھ کی رائے ہے۔ کہ آریہ نسل میں مردانہ خصوصیات حبشیوں اور منگولیوں کی نسبت کئی گنا زیادہ نمایاں ہوتی ہیں۔ حبشیوں اور منگولیوں کے اگر اعلیٰ قسم کے خالص نمونے لئے جاویں۔ تو نہ ان کی داڑھی مونچھ پاؤ گے اور نہ جسم پر بال۔

کہ قوموں کی بنا اور تفریق اسی سے ہوتی ہے۔ اس کی بابت اکثر یہ ہوتا ہے۔ کہ مختلف نسلوں کی خصوصیات اسی کے سبب سے پیدا ہوتی ہیں

جس علاقہ میں گھیگا کی بیماری پیدا ہوتی ہے۔ اور جن آدمیوں کو یہ بیماری ہو بہار ہوتی ہے۔ وہ لوگ بچپن ہی سے بونے اور قاصر العمل ہوتے ہیں۔ غدود ترمیہ کی بیماری سے جسم بڑھنے سے رک جاتا ہے اور نئی شکل بن جاتی ہے۔ نیز اسی سبب سے کئی قسم کے آدمی وجود میں آتے ہیں۔"

ڈاکٹر آرتھر کے اس بیان سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ انتھراپالوجی کے عالموں کی تھیوریوں کی بنیاد کن اصولوں پر مبنی ہے۔ ان کی آج تک کی تحقیقات کا لب لباب یہ ہے۔ کہ مختلف قوموں کی رنگت جسمانی بناوٹ اور خط و خال کی تفاوت محض جسمانی غدود پر منحصر ہے۔ غدود کی موجودگی عدم موجودگی اور ان کے طبعی افعال کی کمی بیشی سے مختلف قوموں کے وجود بنتے اور بگڑتے رہتے ہیں۔ کالا حبشی کسی ایسے ملک میں چلا جائے جہاں کی آب و ہوا اور خوراک کے اثر سے اسکے جسم کا غدودی مادہ کی کمی یا بیشی کی طرف رجوع ہو جائے یا اس کے طبعی فعل میں فرق پڑ جائے۔ تو اس کا رنگ بدل سکتا ہے۔ خط و خال اور بناوٹ جسمانی میں تغیر واقعہ ہو جاتا ہے۔ اور جب ایسا ہونا علم طب کی رو سے ممکن ہے۔ تو اس قسم کی تھیوریوں کی بنا پر بنی نوع انسان کی نسلی تقسیم کر دینا صحیح واقعات کی بنا پر قرار نہیں دیا جا سکتا۔

علم طب کے فاضل اس امر سے بخوبی واقف ہیں۔ کہ مختلف غذاؤں میں مختلف مادوں کی کمی بیشی ہوتی ہے۔ اور وہی مادے جسم کے مختلف اعضا اور اجزا پر مختلف اثر پیدا کرتے ہیں۔ ہر ایک غذائی مادہ اپنے موافق صفت عضو کو تقویت دیتا ہے۔ اور متضاد صفت

دکھائی دینے لگتا ہے۔ اور خط و خال میں مردمی پائی جاتی ہے۔
گذشتہ چند سال کی تحقیقات سے یہ امر ظاہر ہو گیا ہے۔ کہ اگر غدود ترمیہ میں کوئی بیماری پیدا ہو جائے۔ تو اس سے تقریباً وہی علامات نمایاں ہوتی ہیں۔ جو غدود کلیہ کی بیرونی جھلی پر ورم بن جانے سے ظاہر ہوتی ہیں۔ بعض حالتوں میں کم سن لڑکوں میں قوت رجولیت قبل از وقت پیدا ہو جاتی ہے۔ وہ غدود ترمیہ میں کسی قسم کا ورم پیدا ہونے سے واقع ہوتی ہے۔
غدود ترمیہ ان غدود اور اعضا میں سب سے بڑی اہمیت رکھتا ہے جن کی بدولت اندرونی رطوبت خارج ہوتی رہتی ہے۔ یہ گردن میں اگلی طرف ہوتا ہے۔ اور عورتوں کے جسم میں بعض مرتبہ بہت بڑھ جایا کرتا ہے۔ غدود کلیہ اور غدود ترمیہ سے دو قسم کے مادے نکل کر خون میں شامل ہوتے رہتے ہیں۔ ایک قسم کا مادہ جسم کے ان حصوں کو توانائی بخشتا ہے۔ جو قوت ارادی کے زیر ہدایت نہیں ہوتے۔ جب جسم ساکن یا کاروبار میں مصروف ہو۔ تو اس مادہ سے تحریک پہنچتی ہے مگر دوسری قسم کا مادہ براہ راست کام نہیں دیتا۔ بلکہ جسم کے مختلف حصوں کے نمو کی باقاعدگی کا موجب ہوتا ہے۔ غدود ترمیہ کا کام ایک مادہ پیدا کرنا ہے۔ جو خون کے دورہ میں شامل ہو کر نشو اور تاروں کے عمل سوختگی کی باقاعدگی پر حاوی رہتا ہے۔ جب ہم محنت مشقت کا کام کرتے ہیں۔ یا سردی میں بدن بے پناہ رہے۔ یا کوئی متعدی مرض لاحق ہو جائے۔ تو غدود ترمیہ تاروں کی سوختگی طاقت کی تحریک کا باعث ہوتا ہے۔ یعنی جس عمل سے مضر مادہ خارج ہو کر نسلیں بنتی رہتی ہیں۔ غدود ترمیہ ان کی تقویت کا موجب ہوتا ہے۔ اور اس کا یہ فعل ہماری طاقت اور توانائی کا باعث ثابت ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔

عضو کو نقصان پہنچاتا ہے۔ اس لئے جسمانی بناوٹ۔ رنگت اور خط و خال کے تفاوت کی بنا اگر بطور اطبا کے غدود کی موجودگی۔ عدم موجودگی یا ان کے طبعی افعال کی کمی بیشی پر قرار دی جائے۔ تو غذا اور آب و ہوا کی تبدیلی سے غدود میں فرق واقع ہو جانا علم طب کی رو سے ایک ممکن امر ہے۔ اور عموماً ایسا ہوتا رہتا ہے۔

اہتر اپاٹوجی کے عالم بیان کرتے ہیں۔ کہ غدودی مادہ کی تبدیلی جتنی چھوٹی عمر میں پیدا کردی جائے۔ اتنا ہی اس کا اثر دیرپا ہوتا ہے لیکن ہندوستان کے قدیم زمانہ کے فاضل یہ کہتے ہیں۔ کہ لڑکپن میں کسی مادہ کی تبدیلی کی نسبت اگر بیریہ میں تبدیلی پیدا کردی جائے تو اس کا اثر مرنے تک مضبوطی کے ساتھ قائم رہتا ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ بیریہ (منی) اور رج (حیض) مختلف مادوں سے مرکب ہیں۔ جس وقت والدہ کے رحم میں بیریہ اور رج کا ملاپ ہوتا ہے۔ تو دو قسم کا کیمیاوی استحالہ شروع ہوتا ہے۔ ایک اخلاط کا اور دوسرا گنوں کا۔ اخلاط کے استحالہ میں جو مادہ یا عنصر غالب آجاتا ہے۔ اس کے مطابق انسان کا رنگ۔ جسمانی بناوٹ اور خط و خال بنتے ہیں۔ اور گنوں کے استحالہ میں جو گن غالب آجائے۔ اس کے مطابق انسان کی عادت اور خصلت بنتی ہے

یہ انسانی نسلوں اور قوموں کے رنگ جسمانی بناوٹ اور خط و خال کے اختلاف کا اصلی سبب ہے۔ اور ان امور میں نسلاً بعد نسلاً اور بطناً بعد بطناً پختگی حاصل ہوتی جاتی ہے۔ اسی سے قوموں کی تفریق ہوتی ہے ہندوستان کے قدیم فاضل بیان کرتے ہیں۔ کہ بنی نوع انسان کے نسلی تفاوت اور اختلافات کے اسباب میں جدی و خاندانی اثرات ملکوں کی جغرافیائی حالت۔ آب و ہوا۔ قومی رسم و رواج۔ اوضاع و اطوار

بہت گھنی ہوتی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ یہ لوگ منگولین اور آریہ نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور چین زہندوستان سے گئے ہوئے ہیں۔

(۲) اہل سپین جب پہلے پہل میکسیکو میں گئے۔ تو وہاں کے لوگوں نے بتلایا۔ کہ ہمارے آنے سے پہلے یہاں منگولین آباد تھے۔ ہم نے انکو جنوب کی طرف بھگا دیا۔ اور اس ملک پر خود قبضہ کر لیا۔ یہ لوگ داڑھی دار تھے۔ اور آریہ نسل سے تعلق رکھتے تھے۔

(۳) برازیل کے باشندے تاتاریوں کے بالکل ہم شکل ہیں۔ ہنگڈ لوگ چینیوں سے ملتے جلتے ہیں۔ لیکن میکسیکو پر کیتبان اور پیرو کے لوگوں کی صورت شکل ہندوؤں کے مشابہ ہے۔

(۴) ایک قوم چینوک نام کی اب تک موجود ہے۔ جو اپنے بچوں کا سر چپٹا کرتی ہے۔ یہ چینی ہیں۔ امیرو کا لبس قوم کے سردار کا نام ٹکیم سنگھ تھا۔ ساہ یتی قوم کے لوگ بڑے حساب دان ہیں۔ ماکوی قوم کے لوگ سورج کی پوجا کرتے۔ برت رکھتے۔ آگ ہر وقت روشن رکھتے۔ اور زراعت کے بڑے شوقین ہیں۔ یہ سب ہندو نسل سے ہیں۔

(۵) کولمبیا کی قوم شبا شا بڑی مہذب ہے۔ قوم اوادھک میں ذات پات کی تمیز پائی جاتی ہے۔ اور قومی نام ہندوؤں کی مانند ہیں۔ میکسیکو کے ضلع میگنڈ لینا میں قدیم عمارات پر چینی زبان کی تحریرات دیکھی گئی ہیں۔ جو دو ہزار سال سے پرانی ہیں۔ پرانے مندروں کی شکل ہندو اور بودھ مندروں کے مشابہ ہے۔ سر پر چوٹی رکھتے اور شو لنگ کی پوجا کرتے ہیں۔

(۶) ایک فرانسیسی محقق ڈاکٹر لی پلونجن نے یوکیتان کے ایک قدیم شہروں کے کھنڈرات کا پتہ لگایا۔ کھودنے سے مے قوم کی قدیم زبان کی ایک کتاب، ترو انو دستیاب ہوئی۔ اس کتاب سے اس ملک میں گنیش کی پوجا۔ ناگ بنسی کی حکومت اور ہنومان کی مورتی کا پتہ لگا۔

وہاں میں تغیر واقعہ ہوتا چلا گیا۔ اس لئے اس ذریعہ تحقیقات سے اور
۔۔ قوں کا پتہ لگ سکتا ہے۔ لیکن انسان کے اصلی وطن کی نسبت
معلومات حاصل نہیں ہوسکتیں۔

قومی خصوصیات:۔ یورپین مورخوں کی تحقیقات کے ادھورے
اور ناکمل ذرائع ووسائل کو چھوڑ کر جب ہم کو درست طریق پر اس امر کی
کھوج کرنی چاہئے۔ کہ حضرت انسان کی اصلی جنم بھومی کہاں ہے۔ اور اسکے
متعلق ہمیں ان قوموں سے پوچھنا چاہئے۔ جو آجکل روئے زمین پر آباد ہیں
یا زمانہ ماسبق میں سکونت پذیر ہوچکی ہیں۔ تو ہم کو معلوم ہوگا۔ کہ ان کی زبان مذہب
رسم ورواج۔ اوضاع واطوار۔ عادات وشمائل۔ مذہبی اعتقادات۔ بناوٹ
جسمانی۔ رنگت اور خط وخال وغیرہ سب اتفاقی طور پر ان کے واقعات سابقہ
اور حالات گزشتہ کا پتہ بتلانے کے لئے زندہ شہادت کا کام دیتے ہیں۔ کیونکہ
ہر ایک قوم کی قومی خصوصیات اسکی سابقہ سرگزشت۔ حالات ماضیہ اور
تجربات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ ذیل کی چند سطور میں ہم اقوام عالم کی قومی
خصوصیات پر ایک سرسری نظر ڈالتے ہوئے اس امر پر روشنی ڈالنے
کی کوشش کرینگے۔ کہ اس سب اقوام کا اصلی سرچشمہ کہاں ہے۔

امریکہ:۔ اس براعظم میں دو قسم کی آبادی پائی جاتی ہے۔ ایک
یورپین اقوام۔ دوسرے اصلی باشندے۔ جب کولمبس نے امریکہ دریافت
کیا۔ تو یورپ کی بہت سی قومیں نقل مکان کرکے وہاں سکونت پذیر ہوگئیں۔
آج کل امریکہ میں ان اقوام کی ہی زیادہ تعداد ہے۔ جنوبی امریکہ میں
زیادہ تر اصلی باشندے پائے جاتے ہیں۔ اور شمالی میں کم۔

(۱) امریکہ کے اصلی باشندوں کا سر چوکونا۔ رخساروں کی ہڈی
ابھری ہوئی۔ آنکھ کے گڑھے بڑے اور نوک دار۔ پیشانی دبی ہوئی
رنگ سرخ۔ بعض فرقوں کی داڑھی بالکل نہیں ہوتی۔ بعض کی

(۶) یورپی روم کے باشندے ترک نسل سے ہیں

(۷) جٹ ہند۔ جنہی قوم نے آباد کیا۔ جو ایشیا میں سکونت پذیر تھی۔

چونکہ ان تمام اقوام کے حالات تفصیل و وضاحت کے ساتھ اس کتاب میں ترتیب دیئے گئے ہیں۔ اس لئے یہاں زیادہ تشریح کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ یہاں صرف یہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔ کہ یورپ کی تمام موجودہ اقوام کا اصلی وطن اور سرچشمہ ایشیا ہی ہے۔ ممالک یورپ کے مورخوں نے متفقہ طور پر اس امر کو تسلیم کیا ہے۔ کہ یورپ کی تمام قومیں ایشیائی ممالک سے وہاں جا کر سکونت پذیر ہوئی ہیں۔ ہم نے اس کتاب میں ان ایشیائی اقوام کے متعلق تحقیق حسب و نسب ان کے تاریخی حالات اور واقعات وراثت سے ان کے ترک وطن کرنے کے اسباب اور زمانہ خروج کے متعلق کافی روشنی ڈالی ہے۔

ایشیا (۱) مسیح سے تین ہزار برس پہلے ملک عرب میں یون قوم آباد تھی۔ مہابھارت میں مرقوم ہے۔ کہ وہ ہندوستان کے شمال [illegible] [illegible] ۔ راجپوتوں کی ایک شاخ تھی۔

(۲) [illegible] جٹ قوم [illegible] سرزمین کی زبردست حکومتیں ہو چکی ہیں۔ پرانوں سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان اقوام کا ابتدائی وطن ملک کشمیر تھا۔

(۳) بحیرہ کیسپین کے گرد و نواح میں کسیہ قوم سکونت پذیر تھی۔ اس کا وطن بھی کشمیر ہی تھا۔

(۴) چینی۔ [illegible] وغیرہ اقوام جنہوں نے ترکستان میں حکومت کے ڈنکے بجائے۔ ہندوستان کے جادوبنسی راجپوتوں کی شاخیں ہیں۔ [illegible] (باختر) کی سلطنت کا بانی مہاراجہ کشمیر ہستنا پور سے نقل مکان کر کے وہاں گیا تھا۔ ایران کے شک

اور برسر اقتدار ہیں۔ یہ سب اقوام مختلف وقتوں میں ایشیا سے جاکر آباد
ہوئیں۔ ان کی قدیم روایات اور سابقہ حالات اس امر کو ثابت کرنے کے
لئے کافی شہادت کا کام دیتے ہیں۔

(۱) ملک فرانس کا قدیم نام گال ہے۔ اور یہ لفظ گائے وال یا گوال کا
بگڑا ہوا ہے۔ اہل فرانس کو بھی پہلے گال ہی کہتے تھے۔ طوفان نوح سے
کچھ عرصہ پہلے سری کرشن جی کے فرزند پردومن نے مصر فتح کرکے اس کی
عنان حکومت برندابن کے گوالوں کے ہاتھ میں دی۔ مدت مدید اور عرصہ
بعید تک حکومت کرکے وہ یورپ میں پھیل گئے۔ سن عیسوی سے ایک دو صدی
پہلے اس گال قوم نے شاہان اٹلی کے ساتھ بڑی بڑی لڑائیاں لڑیں۔

(۲) اہل برطانیہ کا اصلی وطن باختر ہے۔ ملک باختر پہلے انگدیش
کہلاتا تھا۔ اور اس کا حکمران خاندان انگ بنش کے نام سے شہرت پذیر تھا
باختر سے نقل مکان کرکے ان کا ایک قافلہ جرمنی کے ایک حصے میں جوٹ اور
سیکسن قوموں کے ہمراہ آباد ہوگیا۔ اس وقت بھی یہ قوم انگل کہلاتی تھی
جرمنی سے اٹھ کر انہوں نے برطانیہ پر قبضہ کیا۔ اور اس ملک کا نام اپنے قوم نامی
پر انگلینڈ مقرر کیا۔

(۳) جرمنی کے باشندے ہون قوم سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو کشمیر کے شمال
میں علاقہ جات پارتھند اور چیوا پر حکمران تھی۔

(۴) اطالیہ کے باشندے شاکا قوم کی اولاد ہیں۔ جو ایران میں
برسر اقتدار تھی۔ سن عیسوی سے چھ صدی پہلے اس قوم نے یورپ کا رخ کیا۔
اور روم کی زبردست سلطنت کی بنیاد ڈالی۔

(۵) اہل یونان مگدہ سے گئے تھے۔ جسکو آج کل صوبہ بہار کہتے ہیں
اس کے قدیم دارالخلافہ گرہی کے نام پر ملک کا نام گریس اور اپنے ملک
مگدہ کے نام پر ایک صوبہ کا نام مگدھونیہ (مقدونیہ) رکھا۔

پاریاتر پربت کہتے ہیں۔ پورانوں میں جہاں کہیں براعظم ایشیا کا جغرافیہ بیان کیا ہے۔ سب جگہ یہی لکھا ہے۔ کہ پاریاتر کا پہاڑ سمیرو پربت کے عین مغرب میں ہے۔ دریائے گنگا سے مشرق کی طرف کوہ ہمالیہ کا جو سلسلہ ملک برہما تک چلا گیا ہے۔ ہیم وزن۔ ہیم کوٹ اور نکھدیہ تین اس کی دھاریں بیان کی گئی ہے۔ یہ دھاریں متوازی واقعہ ہیں اور ایک سے دوسری اونچی ہوگئی ہے۔ جنوبی دھار کو ہیم وان یا ہیم اور شمالی کو نکھد کہتے ہیں۔ پورانوں میں لکھا ہے۔ کہ سمیرو پربت نکھد کے شمال میں ہے۔ بھاگوت میں لکھا ہے۔ کہ دریائے گنگا سمیرو پربت سے اتر کر گنگوتری سے شروع ہوتی ہے۔ اسلئے گنگا کا منبع گنگوتری سمیرو کے دامن کوہ میں واقعہ ہے۔ کیلاش پربت کا سلسلہ سمیرو سے کچھ اوپر سے شروع ہو کر شمال مشرق کی جانب کو چلا گیا ہے۔ جھیل مانسرور بھی سمیرو کے جنوب مشرق میں واقعہ ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ سمیرو پربت کا محل وقوع پاریاتر پربت۔ کوہ کیلاش۔ جھیل مانسرور اور گنگوتری کے عین درمیان ہے۔ یہ وہ علاقہ ہے۔ جو تبت۔ ہندوستان اور کشمیر کے مابین ہے۔ اسی سرزمین سے پہلے پہل نوع انسان کی تمام قوموں کا آغاز ہؤا۔

یہاں یہ امر واضح کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ سنسکرت لٹریچر میں میرو اور سمیرو دو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ بہت سے محقق ان دونوں لفظوں کا مفہوم نہ سمجھتے ہوئے غلطی میں پڑ گئے ہیں۔ میرو کرۂ ارض کے اس خط کو کہتے ہیں۔ جو قطب شمالی سے قطب جنوبی تک زمین کے بیچوں بیچ علم نجوم کے عالموں نے فرض کیا ہؤا ہے اور سمیرو اس پہاڑ کا نام ہے۔ جس کا بیان ہم نے مذکورہ بالا سطور میں کر دیا ہے۔ جو محقق قطب شمالی سے جملہ انسانی نسلوں کا خروج بیان کرتے ہیں۔ وہ سمیرو اور

آٹھ بنشوں کی شاخ در شاخ تقسیم ہے۔ سورج بنش۔ چندر بنش۔ اگنی بنش ناگ بنش۔ بھوم بنش۔ رشو بنش۔ کشیپ بنش۔ برہم بنش ان سب خاندانوں کے مورثان اعلیٰ کسی زمانہ میں نیچو دلی۔ لیشو دلی۔ شردھا دلی سترتی کشمیر۔ وشنو پوری۔ کیلاش پوری۔ کشمیر اور منو دلی نامی دارالحکومتوں سے نقل مکان کرکے ہندوستان میں سکونت پذیر ہوتے تھے۔ ان راجپوت اقوام کے مورثان اعلیٰ کے اصلی وطن مذکورہ الصدر ۸ شہر سمیرو پربت اور اس کے گرد و نواح کی پہاڑیوں پر واقعہ تھے۔

دلیش اور شودر جو ہندوستان میں آباد ہیں۔ ان کے مورثان اعلیٰ بھی برہمنوں اور کشتریوں کے ہمراہ سمیرو پربت کے نواحی علاقہ سے ہی چل کر ہندوستان میں وارد ہونے تھے۔ اس لئے سمیرو پربت کو روئے زمین کی تمام انسانی نسلوں کا منبع و مخرج اور سرچشمہ سمجھنا چاہیئے سمیرو پربت کا۔ تمام سنسکرت لٹریچر متفقہ طور پر اس امر کی شہادت دیتا ہے۔ کہ بنی نوع انسان کی پیدائش پہلے پہل سمیرو پربت پر واقعہ ہوئی۔ یورپین مورخ بیان کرتے ہیں۔ کہ ہندوؤں کو اس بات کا مطلق علم نہیں رہا۔ کہ ان کا مقدس پہاڑ سمیرو کہاں واقعہ ہے۔ اس لئے جب ہندوؤں سے سمیرو پربت کے محل وقوع کا صحیح صحیح پتہ نہ مل سکا۔ تو یورپین مورخوں نے قیاس سے کام لیتے ہوئے یہ رائے قائم کی ہے کہ سمیرو پربت چینی تاتار میں ہے۔ بعض کہتے ہیں۔ کہ وہ کاف کا پہاڑ ہے وغیرہ۔

لیکن جب ہم پرانوں کا بغور مطالعہ کرتے ہیں۔ تو سمیرو پربت کے محل وقوع کا تمام راز طشت از بام ہوجاتا ہے۔ پنجاب کے شمال میں کوہ ہمالیہ کی وہ دھار جو دریائے گنگا سے شروع ہوکر اکھنور تک چلی گئی ہے۔ کوہ شوالک کے نام سے شہرت پذیر ہے۔ اور اسکی متوازی شمالی دھار کو

جائے سکونت کیلاس پربت تھا۔ جو ملک تبت میں کوہ ہمالیہ کی ایک
چوٹی کا نام ہے۔ دیوتاؤں کے راجہ اندر کی دارالحکومت امراوتی۔
ہندوؤں کے مشہور شہر بدری نارائن کے شمال میں واقع تھی۔ فلسفہ
طب کی سب سے مشہور کتاب چرک سنگھتا۔ چکتسا ستھان۔ رسائن ادھیکار
میں لکھا ہے۔ کہ ایک زمانہ میں رشی منی دھرم کے وعظ کی خاطر شہروں میں
دورہ کرتے ہوئے تھک کر سفر و شہروں کی وجہ سے بہت کمزور ہو گئے۔ اپنے
کام سے فارغ ہو کر کمزوری اور بیماریوں کو رفع کرنے اور صحت کی بحالی
کے لئے علم طب کے حصول کی خاطر دیوتاؤں کے راجہ اندر کے پاس گئے
جو اس زمانہ میں فلسفہ طب کا سب سے بڑا فاضل مانا جاتا تھا۔

چرک سنگھتا میں اندر کی دارالحکومت امراوتی کے محل وقوع کا تذکرہ
اس طرح پر کیا گیا ہے کہ وہ سرزمین دیوتاؤں کے رہنے والی۔ ثواب سے
اور نہایت ہی متبرک ہے۔ [illegible] وہاں [illegible] ہے۔
دیوتا۔ گندھرب۔ رشی اور [illegible] وغیرہ [illegible] وہاں رہائش رکھتی
ہیں۔ اور وہاں ہی گنگا کا منبع واقع ہے۔ اس سرزمین میں بے شمار
ذخیرے [illegible] جڑی بوٹیاں وہاں بکثرت
پیدا ہوتی ہیں۔ [illegible] راجہ اندر کی حفاظت میں ہر قسم کے
خوف و خطر سے بالکل محفوظ ہے۔ ایسے ہمالیہ پربت کے علاقہ میں بھرگو
وغیرہ رشی علم طب کے حصول کی خاطر دیوتاؤں کے راجہ اندر کے پاس گئے۔

ہمارے خیال میں [illegible] شہادت ملنا مشکل ہے۔ براعظم
ایشیا کی [illegible] تبت۔ ہندوستان اور کشمیر کے درمیان
میں واقع ہے۔ چاروں طرف سے نہایت ہی دشوار گذار پہاڑی سلسلوں سے
گھری ہوئی ہے۔ اور یہی علاقہ زمانہ قدیم میں دیوتاؤں کی جائے سکونت
تھا۔ مہابھارت کے سورگ آروہن پرب۔ رامائن اور دیگر پرانوں سے

میسرو دونوں اصحاب کو مترادف سمجھ کر مغالطہ میں پڑ گئے ہیں۔ اب ہم دو چار
شہادتیں اس امر کے متعلق ذیل میں درج کرتے ہیں۔ کہ انسان کی
پیدائش اولین میسرو پربت پر واقعہ ہوئی۔

(۱) بائبل میں لکھا ہے۔ کہ نوع انسان کی پیدائش پہلے پہل سنار سے شروع
ہوئی۔ جو کہ [illegible] دنیا و [illegible] ہے۔ [illegible] کے نزدیک [illegible] اور [illegible] ہزار
دو شہر ایک دوسرے سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر آباد ہیں۔
[illegible] اور [illegible] کی [illegible] پر [illegible] اس نام کے دو
دو قصبے آباد پائے جاتے ہیں۔ بائبل کی [illegible] سے یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ
سنار اصل میں میسرو کا نام ہے۔ [illegible] ان قصبوں میں جا کر آباد ہوئے
تو انہوں نے اپنے اصلی سکونت مقام کی یاد تازہ رکھنے کے لئے وہی نام وہاں
جا کر مقرر کر دئے۔ اور دنیا میں یہ [illegible] قاعدہ [illegible] ہوتا رہتا ہے۔ کہ جب
کوئی قوم کسی دوسرے ملک میں جا کر سکونت پذیر ہوتی ہے۔ تو اپنے وطن
والوں کے بہت سے نام اور روایات اپنے ساتھ لے جاتی ہے۔

(۲) یونان اور ہندوستان کے قدیم علم ادب میں لکھا ہے کہ انسان
در حقیقت دیوتاؤں کی اولاد ہیں۔ اور دیوتاؤں کی مذہبی کتابوں میں
لکھا ہے۔ کہ حضرت آدم کی پیدائش سے پہلے روئے زمین پر جن لوگ
آباد تھے۔ ان کے جسم خاکی نہ تھے۔ بلکہ ناری تھے۔ اس کا مفہوم
بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ یونان کے علم ادب سے دیوتاؤں کی جائے سکونت
کا ٹھیک ٹھیک پتہ نہیں لگتا۔ اگرچہ ان کے متعلق جو روایات پائی جاتی
ہیں۔ وہ بالکل وہی ہیں۔ جو ہندوؤں کے پورانوں میں مرقوم ہیں۔ لیکن
سنسکرت لٹریچر میں اس علاقہ کا محل وقوع درست طور پر بتلایا گیا ہے
جہاں دیوتا بستے تھے۔

مہادیو جو تین بڑے دیوتاؤں میں ایک ممتاز درجہ رکھتا تھا۔ اسکی

چشموں کا صاف ستھرا پانی۔ پھولوں کی کھلی ہوئی پھلواڑیاں۔ پہاڑوں کے خوش منظر مرغزار ہر وقت ہر طرف پیش نظر رہتے اور دل کو فرحت دیتے ہیں۔ یہ خطۂ زمین ہر قسم کے دل بھانے والے نظاروں کا مرجع اور دنیا بھر کا انتخاب ہے۔ دنیاوی عیش و آرام اور زہد و ریاضت کے واسطے اس سے بہتر جگہ ملنا ناممکن ہے اسی خیال سے ہندو لوگ قدیم الایام سے ہی اس سرزمین کو سورگ کے نام سے نامزد کرتے چلے آتے ہیں

قدیم زمانہ میں یہاں کے باشندے دیوتا کے نام سے پکارے جاتے تھے اور ان کی جائے سکونت ہونے کی وجہ سے اسکو دیو لوک یا سر لوک کے نام سے نامزد کیا جاتا تھا۔ برہما۔ وشنو اور مہادیو تین مشہور دیوتاؤں کی قیام گاہ ہونے کی وجہ سے اسے ترو دالیہ (تین دیوتاؤں کا گھر) کہتے تھے۔ یہ علاقہ تین کوہی سلسلوں سے گھرا ہوا مثلث نما ہے۔ اس لحاظ سے اسے ترو شالیہ (تین اطراف والا گھر) کہتے تھے۔

(۴) یہ علاقہ گنگا کے مقدس پانی یعنی آب حیات کا منبع ہے۔ اس کی توضیح میں جو سنسکرت لٹریچر حسب النشان ہے۔ وہ خالی از علت نہیں ہے۔ گنگاجل کے تقدس اور اس کے متبرک ہونے کی وجوہات ہم نے مہاراجہ جہانگیر شو کے حال میں تفصیل سے بتائی ہیں۔ یہ آبحیات سوائے اس خطہ بے نظیر کے دنیا میں اور کہیں نہیں ہوتا۔ اس لحاظ سے بھی یہ سرزمین واجب التعظیم قرار دی گئی ہے۔

(۵) یہ مسلمہ امر ہے۔ کہ آغاز آفرینش میں کرۂ ارض پانی کے اندر ڈوبا ہوا تھا۔ اور سب سے پہلے یہی خطۂ زمین پانی سے باہر نکلا تھا۔ کیونکہ یہ سطح سمندر سے سب سے زیادہ بلندی پر واقعہ ہے۔ اس لئے انسان کی پیدائش اولین بھی یہیں واقعہ ہوئی تھی۔ یہاں ہر قسم کی نباتات خودرو بکثرت پیدا ہوتی ہے۔ جس کی انسانی زندگی کے لئے ضرورت پڑتی ہے

اس امر کی خاطر خواہ تصدیق ہو جاتی ہے

(۴) سنسکرت لٹریچر میں اس خطہ بے نظیر کو سورگ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور اسکے لئے نو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ جو ہم معنی یا مترادف ہیں۔ سُکھے۔ سُورگ۔ ناک۔ ترِدوا لیہ۔ ترِاشالیہ۔ سرلوک۔ دیولوک۔ دیولوک۔ ترِدشتشپ

چونکہ آفرینش میں بنی نوع انسان کی پیدائش اسی سرزمین پر واقع ہوئی۔ اور رگ یجو۔ سام ان تین پُستکوں والا وید اسی علاقہ میں دیوتیوں پر ظہور پذیر ہُوا تھا۔ اس لئے اس علاقہ کا نام ترِدشتپ بیان کیا گیا ہے۔ جس کا تلفظ بگڑ کر آج کل تبت کے نام سے شہرت پذیر ہو رہا ہے۔

یہ ملک سطح سمندر سے سب سے زیادہ بلندی پر واقع ہے۔ اس لئے اسکا نام سُکھے لوک۔ یا دیولوک کے نام سے بیان کیا گیا۔ جس کے معانی آسمانی ملک کے ہیں۔ ویدک کتابوں میں اس کا نام یام دیا لکھا گیا ہے۔

اس ملک کی آب و ہوا نہایت ہی سرد خشک ہے۔ یہاں تک کہ مُردار کی لاش تھوڑی دیر ہوا میں پڑی رہے۔ تو بھربھری ہو جاتی ہے اور آٹے کی مانند پیسی جا سکتی ہے۔ مُرانداس سرزمین میں پیدا نہیں ہوسکتی۔ آب و ہوا نہایت ہی پاک و صاف اور اعلیٰ درجہ کی صحت افزا ہے۔ سورج کی تپش کم پڑنے کے باعث انسان اور حیوان کی جسمانی حالتوں میں بہت دیر بعد تغیر واقعہ ہوتا ہے۔ سو ڈیڑھ سو سال کی عمر میں شباب کی علامات نمایاں ہوتی ہیں۔ اور اسی عمر میں وہاں شادی کا رواج ہے۔ اکثر مرد عورتیں مجرد رہتے ہیں۔ تین چار سو برس کی عمر طبعی ہوتی ہے۔ کمزوری اور بیماری شاذ ہی لاحق ہوتی ہے۔ دنیا کی ہر قسم کی نعمتیں کارکنان قضا و قدر نے یہاں مہیا کر رکھی ہیں۔ قدرتی

بلکہ پرواہ سے ازلی و ابدی مانتے چلے آئے ہیں۔ ان کا اعتقاد ہے
کہ جیسے دن کے بعد رات اور رات کے بعد دن یہ سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے
اسی طرح سے دنیا کے بعد قیامت اور قیامت کے بعد دنیا یہ دونوں بھی ہمیشہ سلسلہ
اور ترتیب کے ساتھ جاری رہتے ہیں۔ جب قیامت کا وقت آتا ہے۔ اور
دنیا اور اس کے تمام اجرام و اجسام فلکی و سماوی ایک خاص سلسلہ اور ترتیب
کے ساتھ ایک دوسرے میں جذب ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اور آخر کار یہ سب اشیاء
اور مافیہا ایک غیر محسوس حالت میں خالق مطلق میں بیج روپ ہوکر رہتی ہے۔
اور خاص مدت کے بعد پھر اسی سلسلہ اور ترتیب کے ساتھ یکے بعد دیگرے تمام عناصر
و عنصریات ظہور پذیر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ یہ سب کائنات مکمل صورت
میں ظہور میں آجاتی ہے۔ دنیا کی پیدائش اور فنا کے اس سلسلہ اور ترتیب
کو یورپ کے فاضلوں نے بھی تسلیم کر لیا ہے۔

(۱) **پرکرتی**:۔ قیامت میں یہ سب دنیا اور مافیہا پرکرتی کے اندر اس طرح
لین ہو جاتے ہیں۔ کہ کسی طرح بھی ان کا احساس نہیں ہو سکتا۔ اس وقت
مادہ کے تین گن ست (حرارت) رج (حرکت) اور تم (کشش) بالکل
ہموار حالت میں ہوتے ہیں۔ مادہ کی یہ حالت تمام کائنات کا بیج یعنی ہیولیٰ
ہے۔ اور کائنات اس کے اندر حالت بالقوہ میں ہوتی ہے۔ جس طرح سے
درخت کے جڑ۔ تنا۔ شاخیں اور پتے وغیرہ اسکے بیج کے اندر حالت
بالقوہ میں موجود ہوتے ہیں۔ مادہ کی یہ حالت انتہا لطیف ہے۔ اور اسکی
پوری پوری تعریف کرنا قلم کی طاقت سے باہر ہے۔

(۲) **بدھی** پرکرتی یعنی جو ہر غیر مدرک ست۔ رج اور تم ان تین
گنوں کی ہموار حالت کا نام ہے۔ جب خالق مطلق کو یہ خواہش ہوئی
کہ موجودات کو پیدا کروں۔ تو اس خواہش سے پرکرتی کی ہموار حالت
ٹوٹ گئی۔ اس میں ایک طاقت کا ظہور ہوا۔ جسکو بدھی یا مہت کہتے ہیں

اور تلاش معاش کے لئے انسان کو ذرا بھی تکلیف اٹھانی نہیں پڑتی۔
ان حالات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے آریہ ورت کے باشندے ابتدا سے ہی اس علاقہ کو انسان کا اصلی وطن مانتے چلے آتے ہیں۔ چونکہ یہ ملک دشوار گذار پہاڑوں کے درمیان واقعہ ہے۔ اور ایک عرصہ سے کسی شخص کو اس کی سیر و سیاحت کے لئے جرأت نہیں ہوئی۔ اس ملک کے طبعی حالات اہل عالم سے راز سربستہ کی طرح مخفی ہو رہے ہیں۔ اور اس ملک کے باشندے غیر لوگوں کی مداخلت کو ابتدا سے ہی ٹیڑھی نظر سے دیکھتے چلے آتے ہیں۔
چند سال ہوئے۔ ڈاکٹر ہیڈن نے لاما گرد کا بھیس بنا کر جھیل مانسرودر کے گرد و نواح کی سیر کی۔ واپس آکر ایک کتاب لکھی۔ اس نے جو کچھ حالات اپنے سفرنامہ میں قلمبند کئے ہیں۔ وہ ناضلوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے ایک حد تک کافی سمجھے جاتے ہیں۔ ہیڈن صاحب لکھتا ہے۔ کہ ہندوؤں کے قدیم علم ادب میں اس علاقہ کی جو کچھ تعریف کی گئی ہے۔ بہت تھوڑی ہے۔ اس ملک کی خوبصورتی کا صحیح صحیح خاکہ کھینچنے کے لئے نہ تو قلم میں طاقت ہے۔ اور نہ ہی زبان میں قوت گویائی۔ اس خطۂ بے نظیر کی جغرافیائی حالت پر یہ شعر صادق آتا ہے۔ کہ

اگر فردوس بر روئے زمین است
ہمین است و ہمین و ہمین است

دنیا کی پیدائش

ہندوستان کے فاضل قدیم الایام سے ہی دنیا کو سروپ بے نہیں

قوتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ان سب کو ذی حس کہتے ہیں۔ ادوسری طرف مادہ کا کثیف حصہ یعنی تموگن کا اجتماع ہوکر اس سے شبد۔ سپرش۔ روپ رس۔ گندھ یہ پانچ تمانترائیں۔ اوران تمانتراؤں کا اتحاد ہوکر آکاش۔ وایو۔ اگنی۔ جل اور پرتھوی یہ پانچ عنصر پیدا ہو جاتے ہیں۔

(۵) ہرنیہ گربھ اس طرح پرکرتی سے پیدا ہوتی ہوئی چیزیں پہلی سے دوسری زیادہ روشن اور ظاہر ہوتی چلی جاتی ہیں۔ آخرکار ایک گول بیضوی شکل کا وجود بن جاتا ہے۔ جو آگ میں تپائے ہوئے سونے کی مانند زرد اور چمکدار ہونے کی وجہ سے ہرنیہ گربھ کے نام سے موسوم کیا کیا گیا ہے۔ اس بیضوی دائرہ میں استحالہ پائی ہوئی تمام چیزیں درحقیقت آگے پیدا ہونے والی موجودات کا ہیولی یعنی بیج ہے۔ اس لئے اس انڈے کو ہرنیہ گربھ۔ مجموعہ عناصر لطیف یا ہیولی عناصر کثیف بھی کہتے ہیں۔

نظامِ شمسی:- اس طرح استحالہ پاتے ہوئے ہرنیہ گربھ پک کر جب ایک خاص درجہ پر پہنچ جاتا ہے۔ تو آگ کے ذرات ایک جگہ پانی کے دوسری جگہ۔ اسی طرح سے ہر ایک عنصر کے لطیف ذرات اپنی اپنی جگہ جمع ہونے شروع ہو جاتے ہیں۔ اور یہ سب کام با ترتیب اور سلسلہ وار ہوتے ہیں۔ پہلے آکاس پیدا ہوتا ہے۔ جو مختلف مادوں کو اپنی اپنی جگہ جمع ہونے کے لئے سہولیت بہم پہنچاتا ہے۔ اس کے بعد ہوا پیدا ہوکر ہر ایک قسم کے مادی ذرات کو اس کی مناسب جگہ پر پہنچا دیتی ہے۔ پانی ان کو گیلا کرتا اور آگ انہیں پکاتی ہے۔ یہ مختلف مادے جب اپنی اپنی جگہ جمع ہو جاتے ہیں۔ تو ان سے سورج۔ برہسپتی۔ بدھ۔ شکر۔ منگل۔ چاند۔ سینچر اور زمین کے کُرے بن جاتے ہیں۔ یہ سب ایک سیدھ میں ہوتے ہیں۔ چونکہ خلا میں کوئی چیز ٹھہر نہیں سکتی۔ اسلئے

جس طرح سے کسی کام کو شروع کرنے سے پہلے انسان کے دل میں اس کام کی خواہش یا بدھی پیدا ہوتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح سے پیدائش عالم سے بیشتر پرکرتی سے بدھی کی طاقت پیدا ہوئی۔

تحقیقات کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ انسان کی بدھی اور پرکرتی سے پیدا ہونے والی بدھی مادی طور پر دونوں ایک ہی ہیں۔ اور دونوں میں ایک ہی وصف ہے۔ دونوں غیر مدرک اور مادی چیزیں ہیں۔

(۲) اہنکار:- چونکہ پرکرتی ست رج اور تم ان تینوں گنوں کی ہموار حالت کا نام ہے۔ اس لئے اسکے اندر پیدا ہونے والی بدھی بھی تین گنوں سے علیحدہ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ علت کے اوصاف معلول میں ہمیشہ موجود رہتے ہیں۔ اس لئے بدھی اگرچہ احساس میں ایک ہے۔ لیکن گنوں کی ترکیب سے وہ کئی قسم کی ہو سکتی ہے۔ پرکرتی غیر محسوس تھی۔ لیکن بدھی کا احساس کیا جا سکتا ہے۔ پرکرتی کی طرح بدھی بھی ایک ہی رہی۔ اب اس کی وحدت ٹوٹنے کا وقت آیا۔ اب اس میں ایک اور طاقت کا ظہور ہوا جس کو اہنکار کہتے ہیں۔ یہ علیحدگی۔ ہنات اور کثرت کا نام ہے۔ ست رج اور تم ان گنوں کے اختلاف سے اس کی بے شمار قسمیں ہو جاتی ہے۔

بدھی اور اہنکار پرکرتی سے کوئی علیحدہ چیزیں نہیں۔ بلکہ اس کی ہی بدلی ہوئی صورتیں ہیں۔

(۳) **ذی حس اور غیر ذی حس** طاقتیں۔ مادہ کے اندر اہنکار کی طاقت پیدا ہو جانے سے اس میں نوع بنوع کی چیزیں پیدا کرنے کی قابلیت آ جاتی ہے۔ اور اس سے آگے پیدائش کائنات کا سلسلہ دو شاخوں میں منقسم ہو جاتا ہے۔ ایک طرف مادہ کا لطیف حصہ جمع ہو کر اس سے من کی محیط عالم طاقت اور اس طاقت سے حواس مدرکہ اور قوائے محرکہ کی عالمگیر

قسم میں تموگن کا غلبہ ہونے کی وجہ سے من۔ حواس مدرکہ اور قوائے محرکہ کی طاقتیں بالکل حالت بالقوہ میں ہوتی ہیں۔ لیکن پران کی تریتیں حالت بالفعل میں ہوتی ہیں۔ تموگن کے پانچ درجے ہیں۔ تم موہ۔ مہاموہ۔ تامسر اور اندھ تامسر۔ اسی نسبت سے نباتات کی بھی پانچ قسمیں ہیں۔ ترن۔ بیدودھ۔ گلم اور بدکش۔ آغاز آفرنیش میں اسی ترتیب سے انکی پیدائش وقوع میں آئی۔ اقسام نباتات کیلئے ہیولے پرتھوی کے اندر موجود تھے بیرونی سامان مہیا ہوئے پر انکی نشو ونما کی طاقت ظاہر ہوئی اور نباتات کی قسمیں پیدا ہوئیں

(۹) **پسینہ سے پیدا ہونیوالے کیڑے** :- نباتات کے بعد چھوٹے چھوٹے کیڑے پیدا ہوئے۔ جو پسینہ۔ بھاپ یا خمیر سے پیدا ہوتے ہیں۔ جیسا کہ موسم برسات میں اب بھی پیدا ہوتے ہیں

(۱۰) **انڈوں سے پیدا ہونیوالے کیڑے** :- اسکے بعد وہ کیڑے پیدا ہوئے۔ جو انڈوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ انکے جسم میں ریڑھ کی ہڈی نہیں ہوتی۔ انکو سنسکرت میں تریک۔ رونس کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ کیونکہ انکے حواس مدرکہ کے تو کام لئے ہوتے ہیں۔ مکمل نہیں ہوئے

(۱۱) **پرندے** :- اسکے بعد پرندوں کی پیدائش وقوع میں آئی۔ واضح رہے۔ کہ ان سب کے سب جو بیج یا ہیولی پرتھوی کے اندر موجود تھے اور درجہ بدرجہ پیدا ہوتے گئے

(۱۲) **چوپائے** :- اسکے بعد چوپائے پیدا ہونے لگے۔ تم پرندوں کی [illegible] ہے۔ اور حواس مدرکہ کے قوت بھی مکمل ہوتے ہیں۔ لیکن طاقتیں صاف نہیں ہوتیں۔ قوت گویائی بھی نہیں ہوتی

(۱۳) **انسان** :- بعد ازآن انسان پیدا ہوا۔ اس قسم میں من۔ حواس مدرکہ اور قوائے محرکہ کی طاقتیں خوب نشو ونما پائی ہوئی ہیں۔ قوت گویائی بھی بالکل مکمل ہوتی ہے۔ اپنے خیالات بھی دوسروں پر ظاہر کر سکتے ہیں۔ اور اپنے مستقبل کو اچھی طرح سے سمجھ سکتے ہیں

نباتات سے لیکر انسان تک کی پیدائش دو قسم پر منقسم ہے۔ ایک تو وہ ہے۔ جو ابتدا میں پرتھوی کے مدد قدرتی ہیولی سے پیدا ہوئی۔ اسکو امیتھنی سرشٹی کہتے ہیں۔ اور دوسری جو نر مادہ کے میل سے پیدائش کا سلسلہ شروع ہوا۔ اسکو میتھنی یا ونرہ سرشٹی کہتے ہیں۔ قیامت تک یہی دونرہ سرشٹی کا سلسلہ جاری رہیگا۔ یہاں ہم نے مختصر طور پر دنیا کی پیدائش کا ذکر کیا ہے۔ تواریخ قدیم آریہ ورت میں تفصیل اور وضاحت کیساتھ لکھا گیا ہے۔

پیدا ہوتے ہی ان کی گردش شروع ہو جاتی ہے۔ کشش کی وجہ سے نہ تو ان کا تعلق ٹوٹ سکتا ہے۔ اور نہ ہی بھاری ہونے کی وجہ سے یہ باہم مل سکتے ہیں۔ جب سب کرے بن جاتے ہیں۔ تو ان سب کو ملا کر نظام شمسی کہتے ہیں۔ اور سنسکرت میں اس کا نام وراٹ ہے۔ جس کے معنی مادہ کی زیادہ سے زیادہ ظاہر ہو گئی ہوئی صورت کے ہیں۔

(۷) **کرہ ارض** :- یہ کرہ ارض پہلے پانی ہی پانی تھا۔ پرتھوی کے ہیولی نے پانی کے اندر گھلے ہوئے ارضی مادوں کو کھا کر بڑھنا شروع کیا۔ پانی کے اندر اپنے مادہ غذائیت سے پرورش پاتا ہوا کچھ تو اپنی اندرونی حرارت سے اور کچھ سورج کی گرمی سے پک کر مٹی کا ایک بہت بڑا گولا سا بن گیا۔ بعدازاں اس کا تھوڑا سا حصہ پانی کے باہر نمودار ہوا۔ اس کی شکل کنول کے پھول کی مانند دکھائی دیتی تھی۔ جس کے درمیان میں سمیرو پربت اور گردو نواح میں ہمالیہ۔ نیل۔ نکھدھ۔ کیلاش۔ منج وان گندھ مادن۔ مندراچل اور ادیاچل نامی پہاڑ پھول کی پنکھڑیوں کی مانند معلوم ہوتے تھے۔ اسی نسبت سے اس علاقہ کا نام سنسکرت لٹریچر میں ناابھ کنول کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ یہ وہ علاقہ ہے جو تبت۔ ہندوستان اور کشمیر کے مابین واقعہ ہے۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ پانی خشک ہوتا گیا۔ اور زمین ظاہر ہو گئی۔ جو تھوڑا پانی رہ گیا۔ وہ سمندر بن گئے۔ اس طرح سے سات براعظم اور سات سمندر پیدا ہو گئے۔

دنیا کی پیدائش دو چار دن میں ہی نہیں ہوئی۔ بلکہ بدھی کی طاقت کے ظہور سے لے کر پانی سے ناابھ کنول کے نمودار ہونے تک ۴۳ لاکھ ۵۶ ہزار برس کا عرصہ لگا تھا۔

(۸) **نباتات** :- کرہ ارض کی پیدائش کے بعد نباتات پیدا ہوئی۔ اس

صرف یہی ہو سکتا ہے۔ کہ جب پانی کے اندر کرۂ ارض کا ڈھانچہ تیار ہو رہا تھا۔ تو ساتھ ہی ایک انسانی ہیولی ابھی نشوونما حاصل کر رہا تھا۔ اس کی حالت اس وقت اس طرح ہوگی۔ جس طرح سے حمل کے اندر بچہ کی ہوتی ہے اس پر سورچھا طاری ہوتی ہے۔ وہ سانس نہیں لیتا۔ نباتات کی مانند اس کے جسم اور جسمانی اعضا کی نشوونما ہُوا کرتی ہے۔ جب بچہ حمل سے باہر آتا ہے۔ تو اسکے حواس مدرکہ کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ سانس جاری ہو جاتا ہے۔ اور مورچھا دُور ہو کر ہوش و حواس آ جاتے ہیں۔ اسی طرح سے جب سمیرو پربت کا نواحی علاقہ پانی سے باہر نکلا۔ تو وہ انسانی وجود بھی ساتھ ہی ظاہر ہو گیا۔ اس مبارک ہستی کا نام پورانوں میں برہما جی بیان کیا ہے۔ چونکہ وہ خود بخود ظاہر ہُوا۔ اس لئے اس کا دوسرا نام سوئمبھو بھی ہے۔ جس کے معنی خود بخود ظاہر ہونے والے کے ہیں۔

بعد ازآں سری برہما جی نے اپنے سنکلپ (خیال) سے سنک۔ سنندن سناتن۔ سنت کمار۔ ان چار رشیوں کو پیدا کیا۔ اور انہیں انسانی نسلوں کا سلسلہ جاری کرنے کا ارشاد کیا۔ لیکن انہوں نے امورات خانہ داری میں پڑنے کی نسبت زہد و ریاضت کو افضل سمجھکر اس حکم کی تعمیل سے انکار کیا اس لئے برہما جی نے مریچی۔ اتری۔ انگرہ۔ پلہہ۔ کرتو۔ پلست اور وششٹ۔ ان سات رشیوں کو سنکلپ سے ہی پیدا کیا اس لئے سری برہما جی اور ان ا ارشیوں کو امیتھی سرشٹی میں شمار کیا گیا ہے۔ سری برہما جی کی مانند ان ا ارشیوں کو بھی پورانوں میں برہما کے نام سے ہی بیان کیا ہے۔ ان کی اولاد میں سے سات بڑے خاندانوں اور ان کی شاخوں سے تمام انسانی قوموں کی پیدائش وقوع میں آئی۔

سوامی دیانند سرسوتی سنکلپک سرشٹی کو نہیں مانتے۔ اور نہ ہی وہ سری برہما جی کی مذکورالصدر پیدائش کو درست تسلیم کرتے ہیں۔ ان کا

راج ہنس

پہلا باب

دیوتاؤں کا زمانہ

کومار سرشٹی

(وہ انسان جو آغاز آفرینش میں بغیر والدین کے پیدا ہوئے)

روئے زمین کی موجودہ قومیں آریہ قوم کی شاخیں ہیں۔ اس کا مختصر بیان اوراق گذشتہ میں کیا جا چکا ہے۔ اور آئندہ اسی کتاب میں مفصل طور پر ذکر کیا جائیگا۔ اس خیال کو مدنظر رکھتے ہوئے بنی نوع انسان کے مورثان اعلیٰ کے نام نامی اور اسمائے گرامی تلاش کرنے کے لئے ہم کو صرف آریہ قوم کے ہی قدیم علم ادب کی ورق گردانی کرنی چاہیئے۔

منو جی کے دھرم شاستر میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ ابتدائے آفرینش میں سری برہما جی پیدا ہوئے۔ انہوں نے اپنے سنکلپ سے ۱۱ رشیوں کو پیدا کیا۔ ان میں سے سات رشیوں کی اولاد پتر کے نام سے موسوم ہوئی۔ پتروں سے دیوتا اور دیوتاؤں سے انسان پیدا ہوئے۔ اس لئے دنیا کی ابتدا میں پیدا شدہ سری برہما جی اور ۱۱ رشیوں کو جو بغیر والدین کے پیدا ہوئے کومار سرشٹی کے نام سے نامزد کیا گیا ہے۔

پرانوں میں لکھا ہے۔ کہ جب پہلے پہل پانی سے سمیرو پربت کا نواحی علاقہ نمودار ہوا۔ تو ساتھ ہی سری برہما جی بھی ظاہر ہوئے۔ اس کا مفہوم

(۱) دیورشی :- ابتدائی سرشٹی میں پیدا شدہ سری برہما جی نے سمیرو پربت کی چوٹی پر اور مریچی وغیرہ سات رشیوں نے اس کے گرد و نواح کے علاقہ میں اپنے اپنے آشرم بنا لئے۔ ان کی اولاد ان آشرموں میں مقیم رہ کر نسلاً بعد نسلاً اور ربطاً بعد ربطاً وید اور اس کے متعلقہ علوم کی اشاعت کرتی رہی۔ ان آشرموں کے گدی نشین بھی اپنے مورثان اعلیٰ کے نام پر ہی شہرت پذیر رہے۔ مثلاً مریچی کے بعد اس کے جانشین بھی مریچی کے ہی نام سے موسوم ہوتے رہے۔ یہ آشرم درحقیقت تعلیم اور روحانیت کے سکول ہوتے تھے۔ اور ان کے گدی نشین اپنے پیروؤں اور مقلدوں کے روحانی بادشاہ تسلیم کئے جاتے تھے۔ انہیں آشرموں سے مختلف وقتوں میں دنیا کی بڑی بڑی قومیں پیدا ہوکر روئے زمین پر پھیل گئیں۔ لیکن سمیرو پربت کے نواحی علاقہ میں یہ خاندان دیورشی کے نام سے ہی شہرت پذیر رہے۔

(۲) دیوتا :- مریچی کی اولاد میں سے مہرشی کشیپ نے ایک علیحدہ آشرم کی بنیاد ڈالی۔ اس کے نام پر اس کے آشرم کے نواحی علاقہ کا نام کشیپ میر مشہور ہوگیا۔ جو آج کل کشمیر کے نام سے شہرت ہو رہا ہے۔ اسی کشیپ خاندان کے ایک گدی نشین کی عورت ادتی کے بطن سے بارہ بیٹے تولد ہوئے۔ جن کے نام یہ تھے۔ اندر۔ وشنو ارجما۔ دھاتا۔ توشٹا۔ پوکھا۔ دیوشوان۔ سوتا۔ مِتر۔ ورن انش۔ بھگ۔ یہ بارہ بھائی اور ان کی اولاد ادتی کی اولاد ہونے کی وجہ سے آدتیہ کہلائی۔ بعد کے زمانہ میں جب ان خاندانوں نے زہد و ریاضت اور علوم و فنون کی تحصیل کمالیت کے باعث بہت کچھ ترقی حاصل کی۔ تو یہ سب خاندان دیوتا کہلانے لگے اور یہ ایک علیحدہ ذات قرار دی گئی۔ کچھ مدت بعد ملک تبت کی سیاسی طاقت

خیال ہے۔ کہ آغاز آفرینش میں بہت سے انسان یوں ہی قدرتی طور پر زمین پر چلنے پھرنے لگے۔ اور ان کی تعداد سینکڑوں ہزاروں تک بیان کرتے ہیں۔ لیکن ان کی پیدائش کے سلسلہ اور ترتیب کے متعلق کچھ ذکر نہیں کرتے۔ برخلاف اسکے وشنو پوران میں لکھا ہے۔ کہ مخلوقات کی ہر ایک جنس کے پودے پرتھوی کے اندر موجود ہوتے ہیں۔ جب دنیا کی پیدائش کا وقت آتا ہے۔ تو وہی پودے بیرونی وسائل کے ملنے سے نشوونما حاصل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس لئے سوامی دیانند سرسوتی کے خیال کے مطابق اگر قصور سے پیدا ہونے کی بابت نہ بھی مانیں۔ تو اس امر کے تسلیم کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ کہ سری برہما جی اور ارشیوں کے بیج دیگر مخلوقات کی طرح پرتھوی کے اندر موجود ہونگے۔ اور مناسب وقت پر ان کی نشوونما ہونے پر وجود تیار ہو گئے ہونگے۔ لیکن اس امر میں ذرا بھی شبہ نہیں ہے۔ کہ پیدائش خواہ کسی طریق سے ہوئی ہو۔ سری برہما جی اور ارشی کو مار سرشٹی میں پیدا ہوتے تھے۔ اور اس کے خلاف سنسکرت لٹریچر میں کوئی شہادت موجود نہیں ہے۔

دنیا کی ابتدائی قومیں

بنی نوع انسان کے مورثان اعلیٰ کے نام نامی اور اسمائے گرامی ہم پچھلی فصل میں بیان کر چکے ہیں۔ آغاز آفرینش میں ان کی اولاد سے بہت سے نامور خاندانوں کی بنیاد پڑی۔ اور وہی خاندان رفتہ رفتہ طاقت پکڑ کر قوموں کے نام سے شہرت پذیر ہوئے۔ دنیا کی ابتدائی تواریخ میں ان کا بار بار ذکر آیا ہے۔ اس لئے مختصر طور پر یہاں ان سب کا تذکرہ کر دینا خالی از دلچسپی نہ ہوگا۔

اپراجیت - برکھو - پنگی - شمبھو ان میں سے رودر سب میں زبردست تھا۔ دیوتاؤں نے اسے سب سے اعلیٰ مرتبہ دیا۔ یعنی روئے زمین کے مالک سب سے بڑے تین دیوتاؤں میں اسے شامل کر لیا۔ اور وہ کیلاس پربت پر اپنی گدی قائم کر کے حکومت کرنے لگا۔ یہ ۱۱ خاندان بہت مشہور ہوئے۔ ان میں سے پنگی یا بانر خاندان سے مہاراجہ اکشواکو والی اجودھیا کے بعد ملک تبت سے نقل مکان کر کے جنوبی ہند میں کشکندھا کی ریاست قائم کر لی۔ سری رام چندر جی نے لنکا پر چڑھائی کی۔ تو بانر قوم کے بہادروں ہنومان - سگریو وغیرہ نے ان کا ساتھ دیا۔ اور راون کو شکست دیکر اس کی طاقت توڑ دی۔ سری کرشن جی کے بھائی بلرام نے طوفان نوح سے کچھ عرصہ پہلے اس خاندان کے افراد کو ہندوستان سے جلاوطن کر دیا۔ اور یہ لوگ خانائے سویز کے رستہ سے گذر کر مشرقی افریقہ میں جا بسے۔ چنانچہ اب تک وہاں علاقہ یوگنڈا میں بانا قوم کے نام سے یہ لوگ موجود ہیں۔ اور جنگلی وحشیانہ زندگی بسر کر رہے ہیں

(۶) کھس:- کشیپ آترم کے ایک گدی نشین کی عورت کھسا کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوئی - وہ کھس قوم کے نام سے شہرت پذیر ہوئی ان کی تعداد بہت بڑھ گئی۔ اور اپنی طاقت کے بھروسہ پر یہ لوگ دوسری قوموں کو دق کرنے لگے۔ منو دلی کے گدی نشین سری برہماجی ان کو اخلاق کا وعظ سنانے لگے۔ تاکہ یہ لوگ راہ راست پر آجائیں اور امن کی زندگی بسر کریں۔ لیکن ان میں سے بعض لوگ سری برہماجی کو ہی قتل کرنے کے متعلق باہم مشورہ کرنے لگے۔ اور بعض داناؤں نے انہیں اس کام سے منع کیا۔ بعد ازاں یہ قوم دو حصوں میں منقسم ہوگئی۔ جو لوگ سری برہماجی کو قتل کر دینے پر آمادہ ہوئے تھے ان کا نام یکشس رکھا۔ جس کے لفظی معنی مردم خور کھس کے ہیں۔ اور

دیوتا قوم کے ہاتھ میں آگئی - تو اس ملک کا نام ہی دیوک یا سُرلوک مشہور ہو گیا اور ماتحت اقوام بھی دیوتا ہی کہلانے لگیں - اس قوم کے کئی افراد تہذیب کے اصولوں کی عدم پیروی کے باعث ملک بدر کئے گئے اور بہت لوگ دوسری قوموں کے زہد و ریاضت میں ترقی کر کے دیوتاؤں میں ملتے رہے -

(۳) گندھرب - کشیپ آشرم کے ایک گدی نشین کی عورت ارشٹا کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوئی وہ گندھرب قوم کے نام سے شہرت پذیر ہوئی - اس قوم نے علم موسیقی میں وہ کمالیت حاصل کی - کہ اس علم کا نام ہی اس قوم کے نام پر گندھرب وِدیا مشہور ہُوا - یا گندھرب وِدیا میں کمالیت حاصل کرنے کی وجہ سے اس قوم کا نام گندھرب پڑ گیا - یہ قوم حسب ذیل ۱۱ خاندانوں پر مشتمل تھی -

ابھراج - انگار - ابھاری - سورج ورچا - گوبھو - ہست سُہست - موردھنواں - مہاتما - وشنواکبھو - کرسنانو

گندھرب قوم نے بعض مرتبہ میدان سیاست میں بھی ہاتھ پاؤں مارے - اور ہمالیہ کے دامن کوہ میں اپنی ریاستیں قائم کریں - لیکن ہر مرتبہ انہیں ناکامیابی کا منہ دیکھنا پڑا - اور یہ لوگ اپنے اصلی پیشہ کو قبول کرنے پر مجبور ہوتے رہے -

(۴) کِنّر - گندھربوں کی طرح کنّر قوم بھی علم موسیقی میں شہرہ آفاق تھی - یہ سورگ (تبت) کے مُغنّی کہلاتے تھے - اور حسب ذیل ۵ خاندانوں پر مشتمل تھے - کم پرش - ترنگ برن - جھ - بہر ترنگ - تنبرو

(۵) رُدر - کشیپ آشرم کے ایک گدی نشین کی عورت سربھی کے بطن سے ۱۱ بیٹے تولد ہوئے - جن کے نام یہ تھے -

اج کپاد - اہر بگھن - توشٹا - رودر - ہر - بہوروپ - تریمبک

آخرکار ناگوں نے ونیوں کو قید کر لیا۔ ان کے قدم وہاں جمنے نہ دئیے وشنوجی نے ونیوں کی مدد کی اور انہیں آزاد کر دیا۔ اسی طرح سے مہاراجہ جدو نے جزیرہ مڈگاسکر کے راجہ دھومرورن کو فتح کیا۔ وہ بھی ناگ قوم سے ہی تھا۔ امریکہ جنوبی میں شیش ناگ خاندان کی حکومت قائم تھی۔ اسی خاندان کے ایک شہزادہ چرنگو نے ہندوستان میں آکر فلسفہ طب کی ایک نادر کتاب تالیف کی۔ جو آج تک چرک سنگھتا کے نام سے مشہور ہے۔ مہشمتی واقعہ جنوبی ہند کے راجہ سہسرارجن نے کرکوٹک خاندان کے ناگوں کو کسی جزیرہ سے لاکر دکن میں آباد کیا۔ ناگ پور شہر اسی قوم کا بسایا ہوا ہے۔ اور اب تک ناگ قوم کے افراد اس علاقہ میں پائے جاتے ہیں۔ کال ہنڈی اور کھیراگڈھ کی دوریاستیں بھی اس قوم کی قدیم عظمت کی بتاتے یادگار موجود ہیں۔ کرکوٹک خاندان نے تاریخی زمانہ میں ملک کشمیر میں بھی حکومت کے ڈنکے بجائے۔ چندرا پیڑ۔ جیا پیڑ وغیرہ مشہور فرمانروایان کشمیر اسی قوم سے تھے۔ زمانہ قدیم میں ناگ قوم متعدد خاندانوں پر مشتمل تھی۔ ان میں سے حسب ذیل خاندان زیادہ مشہور ہوتے ہیں۔

۱۔	شیس	۹۔	شنکھ
۲۔	باسکی	۱۰۔	کرکوٹک
۳۔	تکشک	۱۱۔	دھننجے
۴۔	ایراوت	۱۲۔	مہانیل
۵۔	مہاپدم	۱۳۔	مہاکرن
۶۔	کنبل	۱۴۔	دھرتراشٹر
۷۔	اشوتر	۱۵۔	بلاہک
۸۔	ایلاپتہ	۱۶۔	گوسہر

جن لوگوں نے اپنے بھائی ہندوں کو اس کام سے منع کیا تھا۔ ان کا نام راکشس قرار دیا۔ جس کے معنی اکٹھا کرنے والے کھس کے ہیں۔ لیکن بعد ازاں یکش لوگ تہذیب اور شائستگی میں ترقی کر گئے۔ اور راکشس دائرہ تہذیب سے ساقط ہو گئے۔ ان کو ملک تبت سے جلا وطن کر کے بحر ہند میں واقعہ جزائر میں آباد کر دیا گیا۔

کھس قوم کی موجودگی کشمیر کی قدیم تواریخ راج ترنگنی سے بھی ثابت ہوئی ہے۔ کشمیر سے نکل کر اس قوم کے افراد ملک آسام میں جا بسے۔ وہ بھی تہذیب کو چھوڑ بیٹھے۔ آج کل کھسیا کے نام سے مشہور ہیں۔ دوسرا گروہ کشمیر سے نکل کر مغربی ایشیا میں سکونت پذیر ہوا۔ وہاں اس قوم نے بہت کچھ عروج و اقتدار حاصل کر لیا۔ جھیل کسپین کا نام اس قوم کے عروج و کمال کی ایک زندہ جاوید یادگار اب تک پائی جاتی ہے۔ کسپین یا کسپہ رپی ان کے معنی ہیں۔ کس قوم کا پانی مہاراجہ سگر کے زمانہ میں اس قوم نے ویدک تہذیب کو خیر باد کہا۔

(۷) **ناگ**:- کشیپ آشرم کے دو گدی نشینوں کی عورتوں سُرسا اور کدرو کے بطن سے پیدا شدہ اولاد ناگ قوم کے نام سے شہرت پذیر ہوئی۔ اس قوم نے پہلے پہل دریائے سندھ، پنچھ اور لیدری کے علاقہ تبت واقعہ ملک کشمیر میں سکونت اختیار کی۔ چنانچہ ویری ناگ نیل ناگ وغیرہ مقامات اب تک اس قوم کی تبا نئے یادگار موجود ہیں بعد ازاں یہ قوم سوائے نیل خاندان کے سب کی سب ملک کشمیر سے جلا وطن کی گئی۔ اور مہادیو نے اس قوم کو منطقہ معتدلہ جنوبیہ اور منطقہ بارودہ جنوبیہ کے ممالک میں آباد کر دیا۔ جب وشنو جی نے بابل کے فرمانروا مہاراجہ بلی کو ایشیاء سے خارج البلد کر کے جنوبی افریقہ میں جلا وطن کیا۔ تو اسے ناگوں سے بڑی بڑی لڑائیاں لڑنی پڑیں۔

دیوتاؤں کے مخالفوں میں دانو قوم کا سب سے اول نمبر ہے۔ امراوتی واقعہ تبت کے راجہ اندر سے یہ قوم ہمیشہ لڑتی بھڑتی رہی۔ اور اجودھیا کے سورج بنسی خاندان کے حکمرانوں کی بھی یہ قوم مخالف رہی۔ لیکن یہ بات حیرت خیز ہے۔ کہ پریاگ کے چندر بنسی راجاؤں کی بہت سی مہارانیاں دانو بادشاہوں کی شاہزادیاں تھیں۔ اور ان دونوں سلطنتوں میں تعلقات رشتہ داری قائم رہے۔ مثلاً مصر کے دانو بادشاہ سور بھانو کی بیٹی پربھا کے بطن سے پریاگ کا مشہور راجہ نہش پیدا ہوا برکھو پرجا کی بیٹی شرمشٹا راجہ ججاتی نے بیاہی۔ ویشوا نر کی بیٹی اپسرا(؟) لوسی کے بطن سے شکنتلا کا خاوند راجہ دشمنت پیدا ہوا۔ مصر کے دانو بادشاہ مے کی بیٹی مندودری لنکا کے راجہ راون نے بیاہی۔ اور سلطنت اجودھیا کو کمزور کرنے میں مے نے راون کو روپیہ اور آدمیوں سے امداد دی میر بھی رسیا ہو۔ تاڑکا وغیرہ مصر کے دانو تھے۔

(۱۱) دَیت :- کشیپ آشرم کے ایک گدی نشین کی عورت دِتی کے بطن سے دَیت قوم پیدا ہوئی۔ ان میں سے ہرنیہ کشیپ اور ہرنیاکش نے سلطنت بابل کی بنیاد ڈالی۔ اور اس قوم کے تاجدار ہمیشہ دیوتاؤں کے راجہ اندر سے برسر پیکار رہے۔ بعد ازاں وشنو پوری کے گدی نشین باون نے دیتوں کے راجہ بلی کو ایشیا سے خارج البلد کر کے جنوبی افریقہ میں آباد کر دیا۔ وہاں اُس نے شونت پور کی زبردست سلطنت کی بنیاد ڈالی طوفان نوح کے زمانہ تک اس سلطنت کے نشانات اور حالات ملتے ہیں۔ کنس نے راجسو یگیہ کیا تو شونت پور کے راجہ بان کو شکست دیکر اس سے خراج وصول کیا بعد ازاں سری کرشن کے پوتے انرودھ کی مدد کے لئے جادو بنسیوں نے وہاں جاکر بان کو شکست دے کر بھگا دیا۔ اور اس کے وزیر

١٧	سیشپ ونت	٢١-	کپل
١٨-	ورنکھ	٢٢-	بامن
١٩-	سرنکھ	٢٣-	ہنش
٢٠-	ششنکھ پال	٢٤-	ششنکھ روما
		٢٥-	منی

٨-٩- گرڑ- ارُن :- کشیپ آشرم کے ایک گدی نشین کی عورت نبتا کی بطن سے پیدا شدہ اولاد دو قوموں میں منقسم ہوگئی- ان میں سے گرڑ قوم نے وشنوجی کی حکومت میں اور ارن نے سورج کے مقبوضات میں سکونت اختیار کی- گرڑ قوم کے ہی دلاوروں نے ناگوں کو ایشیا سے خارج البلد کیا تھا- اور امریکہ میں پھر ان دونوں قوموں کی ریاستیں ملحق تھیں- دونوں میں ہمیشہ جنگ وجدل جاری رہے- گرڑ قوم نے قدیم زمانہ میں بڑے بڑے معرکے سر کئے- ارن قوم نے سیاست میں چنداں شہرت نہیں پائی- بلکہ علم جیوتش کی اشاعت کی وجہ سے اس اقوام کا نام زندہ جاوید بن گیا ہے-

١٠- دانو :- کشیپ آشرم کے ایک گدی نشین کی عورت دنو کے بطن سے پیدا شدہ اولاد دانو قوم کے نام سے مشہور ہوئی- اس قوم نے مصر کا ملک آباد کرکے وہاں اپنی زبردست حکومت کی بنیاد ڈالی طوفان نوح سے کچھ عرصہ پہلے سری کرشن جی کے فرزند پردومن نے اس قوم کی حکومت کا چراغ اقبال گل کرکے برندابن کے گوالوں کو مصر کی حکومت عطا کی- اور بنی اسرائیل کے زمانہ تک یہی قوم وہاں حکمران رہی-

مسلمانوں کی مذہبی روایات میں دانو قوم کا ذکر ایک ہوائی قوم کے طور پر کیا گیا ہے- لیکن ہندوؤں کے پرانوں میں تنت کے

مسیح سے قریباً سات ہزار برس پہلے کتنو خاندان نے پھر عروج پکڑا اور ہندوستان کے آریہ راجاؤں کو کمزور کرکے یہاں اپنی متعدد ریاستیں قائم کریں۔ اور ویدک دھرم کو یہاں بہت صدمہ پہنچایا۔ انہیں کیتو خاندان کے ہندوستانی حکمرانوں کو اس ملک سے نکالنے کے لئے اگنی کل راجپوتوں کی پیدائش وقوع میں آئی۔ پرمار چوہان۔ سولنکی اور پڑہار راجپوتوں کے مورثان اعلیٰ نے ملک بتت سے آکر کیتو خاندان کے حکمرانوں کے پنجہ سے ہندوستان کو نجات دلائی۔ یہ لڑائیاں مسیح سے ۶۶۲۳ برس پہلے ہوئیں۔ اسکے بعد معلوم نہیں۔ کینو خاندان کا کیا کچھ حشر ہوا

(۱۴۱) بسو :۔ دھرم کی عورت بسو کے بطن سے آٹھ بیٹے تولد ہوئے۔ جن کے نام یہ تھے۔ آپو۔ دھرو۔ سوم۔ دھر۔ انل۔ اگنی۔ پرتیوش پربھاس۔ یہ آٹھ بسو خاندان کہلاتے۔ ان میں سے دھرو کی اولاد میں سے کال ایک مشہور حکمران ہوا۔ جس کو یم بھی کہتے تھے۔ یہاں یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ یہ دھرو وہ نہیں ہے۔ جسکی زہد و ریاضت کی داستانیں ہندو قوم کے زبان زد خاص و عام ہیں۔ وہ ہستیتی واقعہ سنتری پنجاب کا راجہ تھا۔ انل اور اگنی راجہ اندر والی امرادتی کے سرداران نامدار میں شامل کئے گئے۔ پربھاس نے دیوتاؤں کے پروہت برہسپتی کی بہن سے شادی کی اس کے بطن سے بشوکرما پیدا ہوا۔ جس نے علم انجنیرنگ اور صنعت و حرفت کی بنیاد ڈالی بشوکرما نے اپنے نام پر جو شہر آباد کیا۔ اُن کا نام بشو استھلی رکھا۔ اور وہ آجکل دہلی کے نام سے شہرت پذیر ہے۔

ان کے علاوہ وشو سے دیوا۔ سادھ۔ بھانو۔ گھوش وغیرہ اور بھی بہت سی قومیں بتت میں پیدا ہوئیں۔ جہنوں نے میدان سیاست میں

کمبھانڈ کے ہاتھ میں عنان حکومت دیدی۔ جب سری کرشن جی مہادیو سے ملنے گئے۔ تو انکی سفارش سے بان کو پھر سونت پور . . . کی حکومت واپس دیدی۔ بان کی بیٹی اوکھا انرودھ سے بیاہی گئی۔
طوفان نوح کے بعد افریقہ اور ایشیا کے تعلقات بہت عرصہ تک منقطع رہے۔ اس لئے معلوم نہیں۔ بعد ازاں اس سلطنت کا حشر کیا ہوا۔
(۲۲) اسُر۔ ہرنیہ کشیپ نے بابل میں دیتوں کی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ تو اپنی حفاظت کی غرض سے مصر کے والوں کو سلطنت کی بادشاہ بیر جیت کے ساتھ اپنی بہن سنگلکا کی شادی کردی۔ جس کے بطن سے پیدا شدہ اولاد سنگھ کے خاندان کے نام سے شہرت پذیر ہوئی۔ بابل کے دیتوں کے ماتحت یہ قوم باجگذار کی حیثیت سے حکومت کرتی رہی۔ اور اسر قوم کہلائی جب دیت جلاوطن ہوکر جنوبی افریقہ میں چلے گئے۔ تو اسُر عراق عرب اور عرب کے ملکوں کے حکمران بن بیٹھے۔ اور بہت کچھ طاقت پکڑ کر تبت کے دیوتاؤں کے ساتھ جنگ آزمائیاں کرنے لگے۔ اور دیوتاؤں سے انہوں نے اتنا دق کر دیا۔ کہ وہ وشنو جی کی امداد لینے پر مجبور ہوگئے۔ وشنو جی نے اسروں کو شکست دیکر انہیں کمزور کر دیا۔ اور پولیٹیکل مصلحت سے ان کی سلطنت دو حصوں میں تقسیم کردی۔ ایشیا کوچک کا ملک راہو کو دیا۔ اور عرب کا ملک کیتو کے سپرد کر دیا۔ دونوں خاندان جداگانہ طور پر حکومت کرتے رہے بہت مدت بعد ہاشیمتی واقعہ جنوبی ہند کے فرمانروا ایک بیر نے کیتو خاندان کے بادشاہ کال کیتو کو شکست دیکر عرب سے اسروں کی حکومت اٹھادی۔ اور یہ ملک تال جنگھا خاندان کے ہاں جو توں کے سپرد کر دیا۔ طوفان نوح کے زمانہ تک عرب میں تان جنگھا خاندان حکومت کرتا رہا۔

اس سلطنت کی حفاظت کے واسطے دیوتاؤں نے دو حکومتیں قائم کیں۔ وہ دونوں مذہبی اور جنگی حکومتیں تھیں۔ ایک کا حکمران مہرشی کشیپ کے فرزند ارجمند وشنو جی کو منتخب کیا۔ اور اسکا فرض یہ قرار دیا۔ کہ مقلدان وید کی حفاظت کرے۔ ان کو جنگی علوم سے بہرہ یاب کرے۔ اور دوسری کا فرمانروا رُدر کو مقرر کیا۔ ان کا فرض یہ مقرر کیا۔ کہ منکران وید کو ضابطہ کے اندر رکھے۔ تاکہ وہ دیوتاؤں اور ان کی ماتحت اقوام کے امن عامہ میں خلل انداز نہ ہو سکیں۔ وشنو جی کی مذہبی اور جنگی تعلیم جو دکشن مارگ کے نام سے مشہور تھی۔ اس کے اسلحہ جات جنگ میں واقع زہر ادویات اور گیسوں سے کام لیا جاتا تھا اور رُدر یعنی مہادیو کی جنگی تعلیم کے اسلحہ جات جنگ میں زہریلی ادویات اور گیسیں استعمال کی جاتی تھیں اور وہ بام مارگ کے نام سے شہرت پذیر ہوئی۔

مقلدان وید کو منکران وید پر یہ فوقیت رہی گئی۔ کہ وہ وشنو کی اور شیوی دونوں قسم کی تعلیم سے بہرہ یاب ہو سکتے تھے۔ اور مہادیو دیوتاؤں۔ آریوں اور اسردں سب کو اپنی تعلیم سے یکساں فیضیاب کرتے تھے۔ لیکن وشنو جی محض مقلدان وید کو ہی تعلیم دیتے تھے۔ منکران وید کو نزدیک نہیں آنے دیتے تھے۔ بعد کے زمانہ میں جب وشنو اور شیو یہ دو دھرم یعنی مذہب بن گئے۔ تو تاریخ اس امر کی شاہد ہے۔ کہ شیومت کے ماننے والوں میں دیوتا اور اسر دونوں شامل تھے۔ لیکن وشنو دھرم میں محض مقلدان وید ہی شامل رہے۔ اسردں نے کبھی اس تعلیم سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ چونکہ دیوتا دونوں قسم کی تعلیم حاصل کر سکتے تھے۔ اس لئے منکران وید کی نسبت وہ زیادہ طاقت رکھتے تھے۔ اگر دیوتا ایسا انتظام نہ کرتے۔ تو

زیادہ ناموری حاصل نہیں کی۔ اس لئے بخوف طوالت ان کے حالات کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

دیوتاؤں کا نظام حکومت

جب ملک جنت میں آبادی بہت بڑھ گئی۔ تو اس کو ضبط میں رکھنے کے لئے اس امر کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ ایک نظام حکومت قائم کیا جائے تاکہ سب اقوام اپنے اپنے فرائض و حقوق کی نگہداشت کرتی ہوئی امن و امان کے ساتھ رہیں۔ اور ہر ایک شخص اپنی پیدا کردہ نعمتوں سے حظ اٹھا سکے۔ اور بنی نوع انسان کی جسمانی۔ اخلاقی اور روحانی ترقی میں کسی قسم کی رکاوٹ واقعہ نہ ہو۔ اس امر پر غور کرنے کے لئے تبت کی تمام اقوام کے سربراہ اور وہ اصحاب میرو پربت کی چوٹی پر جمع ہوئے۔ اور سب نے اتفاق رائے سے سری برہما جی کو بنی نوع انسان کا تعلیمی اور روحانی بادشاہ منتخب کیا۔ منووتی نامی دارالحکومت قرار دے کر وشوکرماں کی معرفت سری برہما جی کا راج دربار تعمیر کر دیا گیا۔ سری برہما جی کا یہ فرض قرار دیا۔ کہ وید اور اس کے متعلقہ علوم کی تحقیقات کر کے اس کے نتائج سے اہل عالم کو فیضیاب کرے۔ مریچی۔ اتری۔ انگرہ۔ پلہہ کرتو۔ پلست۔ اور وششٹ ان کی کونسل کے ممبر مقرر کئے گئے۔ یہ رشی اپنے اپنے آشرموں میں مقیم رہ کر مختلف علوم و فنون اور علم الروح کے مسائل کی تحقیقات میں مصروف رہتے اور وقت مقررہ پر منووتی میں جمع ہو کر دینی اور دنیوی مسائل کی عقدہ کشائی کرتے تھے۔ اس سلطنت سے بنی نوع انسان کو جو فوائد پہنچے۔ اور جو علوم و فنون ایجاد ہو کر دنیا میں اشاعت پذیر ہوئے۔ ان کا مفصل ذکر تواریخ آریہ ورت میں کیا گیا ہے۔

نام پر مشہور ہُوا۔ تیسرے پورانوں میں یہ بات کئی جگہ لکھی ہے۔ کہ
وشنو جی اکثر اوقات کشیر ساگر کے پار یوگ ابھیاس میں معروف
رہتے تھے۔ اور تبت کے دیوتاؤں کو جب کبھی اسروں نے دق کیا
تو کشیر ساگر سے وہ وشنو جی کو اپنی امداد کے لئے لائے۔ اور کشیر ساگر
بحر منجمد شمالی کا نام ہے۔ کیونکہ کشیر سنسکرت میں دودھ کو کہتے ہیں۔ اور
بحر منجمد شمالی کا پانی دودھ کی مانند سفید رنگ کا ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ
کہ وشنو جی بحر منجمد شمالی کے پار قطب شمالی میں یوگ سمادھی میں معروف
رہتے تھے۔ یہ بات کہ امریکہ شمالی وشنو جی کی قلمرو میں شامل تھا۔ ایک
تواریخی واقعہ سے ظاہر ہے۔ جب مہادیو نے تری پور اسر کے خاندان کو تباہ
کیا اور ایک بھی نوجوان زندہ نہ چھوڑا۔ تو اس خاندان کے ہزار ہا بچے۔
بوڑھے اور عورتیں برہما جی کی پناہ میں آئے۔ ان کی سفارش سے
وشنو جی نے اپنی قلمرو شمالی امریکہ میں اس شرط پر آباد کرنا منظور کیا۔ کہ وہ
وید کے احکام کو مانینگے۔ برہمن اور مرتاض کو تکلیف نہ دینگے۔ اور
اور گوشت کھانا اور شراب پینا قطعی طور پر ترک کردینگے۔ پورانوں کے مطالعہ
سے یہ امر تشریح ہوتا ہے۔ کہ دیتیہ۔ دانو۔ اسر۔ راکشس۔ ناگ
وغیرہ اقوام یورپ۔ افریقہ۔ جنوبی امریکہ اور ان جزائر میں آباد تھیں
جو سمندر میں پھیلے ہوئے ہیں۔ ان اقوام کے نوجوان تحصیل علم کے لئے
کیلاس پربت پر مہادیو کے پاس آیا کرتے تھے۔ اور وہ قومیں ان کو
ہی اپنا مذہبی پیشوا مانتی تھیں۔ ان اقوام کی خاندانی روایات جو پرانوں
میں مرقوم ہیں۔ ان کے مطالعہ سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ مذکورالصدر
ممالک مہادیو والی کیلاس پوری کے ہی تابع فرمان تھے۔ اور جو قومیں
ویدک تہذیب سے ساقط ہو جاتی تھیں۔ انکی تربیت مہادیو کے ہی سپرد تھی۔
زمانہ حال کے یورپین مورخ روئے زمین کے تمام باشندوں کو

ویدک دھرم ہمیشہ دوامی طور پر قائم نہ رہ سکتا تھا۔ تواریخ قدیم آریہ ورت میں ان تینوں ابتدائی حکومتوں کے حالات زیادہ تفصیل اور وضاحت کے ساتھ قلمبند کئے گئے ہیں۔ اس لئے یہاں مختصر ہی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ یہ تین حکومتیں قائم کرنے رو سے زمین کے جملہ ممالک تین حصوں میں منقسم کر دیئے گئے۔ بحر الکاہل سے لیکر بحرہ قلزم تک کے تمام ممالک جو جنوبی ایشیا میں واقعہ ہیں سری برہما جی کی قلمرو میں شامل کئے گئے۔ ان ممالک میں سری برہما جی کی اولاد اور انکی ماتحت اقوام سکونت پذیر ہوئیں۔ اسکا ثبوت یہ ہے۔ کہ سری برہما جی کے نام پر ہندوستان کا نام ابتدا برہماورت رکھا گیا تھا۔ اور ممکن ہے۔ کہ ملک برہما کی وجہ تسمیہ بھی یہی ہو۔ دوم ابتدائی ۶ منونتروں میں ان ممالک میں سری برہما جی کی اولاد کے تاجدار برسر اقتدار رہے۔ اور ویوسوت منونتر میں سری برہما جی کی ماتحت حکومت امرادتی کے سرداران نامدار کی اولاد نے حکومت کے ڈنکے بجائے۔ تیسرے ان ممالک میں رشیوں کے جتنے خاندان پھیل کر سکونت پذیر ہوئے۔ وہ سب انہیں سات رشیوں کی اولاد میں سے ہے۔ جو سری برہما جی کی کونسل کے رکن تھے چوتھے آریہ لفظ کا اطلاق صرف سری برہما جی کی ہی اولاد اور رعیت پر ہوتا رہا ہے۔ وشنو یا مہا دیو کی رعیت پر نہیں ہوا۔ شمالی ایشیا اور شمالی امریکہ وشنو جی کی قلمرو میں شامل کیا گیا۔ یہ بات چند کتبہ جات کی رو سے بھی پایۂ تصدیق کو پہنچ گئی ہے۔ جو پراگ جیوتش پور (چین) کے راجاؤں نے نصب کر دئے تھے۔ اور اب کوہ ہمالیہ کے اس حصہ سے جو آسام کے شمال میں ہے۔ دستیاب ہوئے ہیں۔ ان کتبہ جات سے ظاہر ہے۔ کہ سلطنت پراگ جیوتش پور کے تاجدار وشنو جی کے فرزند ارجمند منگل یا بھوم کی اولاد میں سے تھے۔ اور چینی تاتار کے ایک حصہ کا نام ہی منگولیا یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ اس ملک کا نام وشنو جی کے بیٹے منگل کے

کی کرنیں پڑتی ہیں۔ تو پیلے رنگ کے سنہری پتھروں سے ٹکر کھا کر معکوس ہوتی ہوئی اس متبرک سرزمین کو جو پہلے ہی کارکنان قضا و قدر نے بہشت کا نمونہ بنا رکھا ہے۔ اپنی منعکس شعاعوں سے زردی چھڑک کر اور بھی پاکیزہ بناتی ہیں۔ ایسے سمیرو پربت پہ وشوکرما نے سرخ رنگ کے صاف شفاف اور چمکدار پتھر تراش کر ان کی اینٹوں سے عالیشان عمارتیں تعمیر کیں۔ تو سبزی۔ زردی۔ سرخی اور سفیدی نے مل جل کر اس خطۂ بے نظیر کی خوبصورتی کو اور بھی چار چاند لگا دئے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ مقدس ترین راجہ معانی منو دتی کا تذکرہ اب تک بھی ہندوؤں کے دل میں مسرت اور پاکیزگی کا جذبہ پیدا کر دیتا ہے۔

اس منو دتی کو سری برہما جی نے جو آغاز آفرینش میں بنی نوع انسان کے روحانی بادشاہ منتخب کئے گئے۔ اپنی صدر گاہ بنایا۔ چونکہ ان کے جانشین بھی جو نسلاً بعد نسلاً اور بطناً بعد بطناً گدی نشین ہوتے رہے۔ اسی خطاب سے مخاطب کئے جاتے رہے۔ اس لئے ہر ایک جانشین کے واقعات عہد مسلسل طور پر پیش کرنے سے ہم معذور ہیں۔ اگرچہ سنسکرت لٹریچر میں ان واقعات کی کوئی کمی نہیں ہے۔ تاہم ان چند بڑے بڑے کارہائے نمایاں کا تذکرہ یہاں کیا جاتا ہے۔ جو اس روحانی بادشاہت کے فرمانرواؤں کی پاک ذات سے ظہور میں آئے۔

(۱) **وید کا ظہور:۔** یورپین مورخوں کا خیال ہے۔ کہ حضرت انسان جنگلی اور وحشیانہ حالت سے بتدریج ترقی کر کے موجودہ تہذیب تک پہنچا ہے۔ ابتدائی زمانہ کے انسان اور جانوروں میں کوئی فرق نہ تھا۔ نہ وہ رہنے کے لئے گھر بناتے تھے۔ اور نہ بدن پر کپڑا پہنتے تھے۔ پھر ان کو کچھ ہوش آئی۔ تو ستر پوشی کے لئے درختوں کی چھال اور پتوں سے کام لینے لگے اور ٹوٹی پھوٹی بولی بول کر اپنے دل کے خیالات دوسروں پر ظاہر کرنے لگے

تین نسلوں میں منقسم کرتے ہیں۔ ان کی یہ تقسیم دیوتاؤں کی قدیم تقسیم مملکت کے حسب حال ہے۔ سری برہما جی کی رعیت آریہ کہلاتی تھی اور جو لوگ وشنوجی کی قلمرو میں آباد تھے۔ وہ سب وشنوجی کے بیٹے سنگل کے نام پر منگولین کہلاتے تھے۔ اور جو اقوام افریقہ وغیرہ میں سکونت پذیر ہیں۔ ان کا نسلی تعلق براہ راست مہادیو کی ماتحت اقوام کے ساتھ ہے لیکن اس نسل کا نام حبشی زمانہ حال کی اختراع ہے۔ آریہ یا منگولین کی مانند قدیم نام نہیں ہے۔

(۱) منووتی

(دنیا کی سب سے پہلی تعلیمی اور روحانی بادشاہت)

سمیرو پربت کے محل وقوع کا ٹھیک ٹھیک پتہ ہم اوراق گذشتہ میں بیان کر چکے ہیں اسکی بلند ترین چوٹی پر سری برہما جی نے اپنی قیام گاہ کے لئے ایک شہر آباد کرکے اس کا نام منووتی رکھا۔ یہ شہر اگرچہ پہلے پہل کچھ ایسا خوبصورت نہ تھا۔ لیکن جب دیوتاؤں نے باہم مشورہ ہو کر سری برہما جی کو بنی نوع انسان کا روحانی بادشاہ منتخب کیا۔ اور وشوکرماں نے دیوتاؤں کے بادشاہوں کے واسطے سمیرو پربت اور اسکے نواحی علاقہ میں دارالحکومتیں تعمیر کیں۔ تو اس نے سب سے پہلے منووتی کی تعمیرات میں ہی اپنی قابلیت کے جوہر دکھلائے سری برہما جی کی سبھا یعنی دربار عالی کا جو خاکہ پورانوں میں کھینچا گیا ہے۔ اس سے منووتی کی خوبصورتی اور نفاست۔ پاکیزگی اور شان وشوکت کا بخوبی اظہار ہو جاتا ہے۔ پہاڑوں کے خوش منظر مرغزار اور دلکش سبزہ زار کے عین درمیان میں سمیرو کی برنائی چوٹیوں پر جب سورج

جوان الفاظ اور جملوں کو سنتی تھی ازبر کر لیتی تھی۔ اور بزرگوں کی دیکھا دیکھی اسی طرح منتر پڑھتی تھی۔ پشت بہ پشت اور صدی بہ صدی یہی سلسلہ جاری رہا جو منتر آریوں نے ہندوستان میں داخل ہونے سے پہلے بنائے تھے۔ ان میں سے بہتوں کا تو آج نشان بھی نہیں ہے۔ جو باقی ہیں۔ وہ سب رگ وید میں ملتے ہیں۔ رگ وید ہندوؤں کی سب سے پرانی کتاب ہے۔ اس وقت دیوتاؤں کی پوجا میں صرف اناج اور سوم رس چڑھتا تھا۔ چنانچہ رگ وید میں انہیں چیزوں کا ذکر ہے۔ پھر آریہ شمالی ہند میں پھیل گئے۔ قربانیاں ہونے لگیں۔ مذہب بھی آہستہ آہستہ بدل گیا۔ اب یجور اور سام دو نئے وید اور بن گئے۔ یجور وید آریوں کی قربانیوں کا وید ہے۔ اور سام وید دعاؤں کی کتاب ہے۔ پھر جب آریہ سارے ہندوستان میں پھیل گئے۔ تو بہت مدت بعد چوتھا اتھروید تصنیف کیا۔ یہ ہر قسم کی بلاؤں اور مصیبتوں کا دفعیہ کرنے والے منتروں کا مجموعہ ہے۔ چاروں وید دو ہزار برس قبل مسیح سے پندرہ سو برس قبل مسیح کے درمیانی زمانہ میں آریوں نے بنائے۔

وید کے متعلق یورپین مورخوں کے خیالات کا لب لباب مذکورہ بالا سطور میں ہم نے درج کر دیا۔ لیکن معاملہ فہم اصحاب جانتے ہیں۔ کہ ان میں کہاں تک صداقت کی بو پائی جاتی ہے۔ ان لوگوں نے ابتدائی زمانہ کے انسان کی اخلاقی اور مذہبی حالت کا اندازہ لگا کر یہ سب بے بنیاد خیالات ظاہر کئے ہیں۔ ورنہ کوئی شہادت ان کے پاس موجود نہیں ہے۔ اول تو دنیا کی قدامت کے متعلق ان کی رائے بالکل غلط ہے۔ دوسرے تہذیب اور شائستگی کی تواریخ کے بارے میں انکے خیالات بالکل ہی لغو اور بے بنیاد ہیں۔ تیسرے آریوں کا ترکستان سے آنا خلاف واقعات ہے۔ اس لئے وید کے متعلق بھی ان کے خیالات

اسکے بعد پیپل وغیرہ درختوں۔ سانپ وغیرہ موذی کیڑوں اور سانڈ وغیرہ زبردست چوپاؤں کی پرستش شروع کردی۔ بعدازآں تہذیب ذرا اور بڑھی۔ تو حضرت انسان نے خیال کیا۔ کہ ہم میں سے جو مرجاتے ہیں ان کی روحیں کرہ ہوائی میں گھومتی پھرتی ہیں۔ چونکہ ان کے جسم نہیں ہیں۔ اس لئے خوراک حاصل نہیں کرسکتیں۔ تاہم ان کو بھوک ضرور ستاتی ہے۔ اس لئے وہ اپنے پسماندگان کو تکلیف دیتی ہیں۔ اس خیال سے وہ لوگ مردہ روحوں اور بھوت پریتوں کو پوجنے لگے۔ اور ان کی خوشنودی مزاج حاصل کرنے کے لئے مرغ۔ بکرے۔ اور بھینسے کی قربانی دینے لگے۔ تاکہ ان کو من بھاتی خوراک خون کی بھینٹ دی جائے۔ اور وہ نہیں دق نہ کریں۔

اس کے بعد تہذیب نے ایک قدم اور بڑھایا۔ اور حضرت انسان بارش۔ بجلی۔ سورج۔ چاند۔ آگ اور دھرتی ماتا وغیرہ کو زندہ وجود مان کر ان کی پرستش کرنے لگا۔ ان کو وہ لوگ اپنی زبان میں دیوتا کہنے لگے اور دنیا کے مالک و منتظم خیال کرکے ان سے دعائیں مانگنے لگے۔ ان کا اعتقاد تھا۔ کہ دیوتا ہمارے روزانہ کاروبار میں امداد بھی کرسکتے ہیں چنانچہ مینہ برسانے۔ وبائی امراض کو دور کرنے اور دولت حشمت کی ترقی کے لئے وہ لوگ اپنے دیوتاؤں سے مدد کی التجا کیا کرتے تھے۔ جن لوگوں نے تہذیب کے اس دائرہ کے اندر قدم رکھا۔ وہ اپنے آپکو آریہ کہنے لگے۔ یہ لوگ ترکستان میں رہتے تھے۔ ان میں سے بعض لوگوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا۔ کہ ان دیوتاؤں سے بالاتر ایک طاقت اور بھی ہے جو ان سب کو چلاتی ہے۔ اسکو وہ ایشور کہنے لگے۔ چنانچہ آریہ لوگ دیوتاؤں اور ایشور سے دعائیں مانگتے تھے۔ جب کوئی آریہ بزرگ کسی دیوتا یا ایشور کی حمد و ثنا کرتا۔ تو ہمیشہ وہی کے وہی لفظ اور جملے استعمال کیا کرتا تھا۔ اسکی اولاد

علم کے مصنف نے اس کے موجود ہونے کا دعوےٰ نہیں کیا۔ بلکہ یہ بہ بیان کیا ہے۔ کہ اس مضمون کو وید سے اخذ کرکے ہم صرف اس کی تشریح کرتے ہیں۔

(۱) آنریبل الفنسٹن صاحب سابق گورنر بمبئی رقم طراز ہیں۔ کہ سنسکرت زبان یونانی سے زیادہ کامل لاطینی سے زیادہ وسیع اور دونوں سے زیادہ فصیح اور بلیغ ہے۔ اس زبان کی صرف ونحو ایسی کامل ہے۔ کہ انسان کی زبان کے اصول اگر تمام دنیا میں قائم بھی ہوتے ہیں تو اس سے زیادہ نہیں ہوئے۔

سنسکرت گرامر میں اشٹا دھیائی اعلیٰ پایہ کی کتاب ہے اور اس کا مصنف پاننی رشی وید اور اس کی سنسکرت کی تعظیم میں سر تسلیم خم کرتا ہے۔ اور گرامر کے قاعدہ کے مطابق وہ اس میں زیر زبر کی بھی غلطی نہیں دیکھتا۔ اس لئے یہ کہنا کہ وید ان وحشی انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ جو جنگلی جانوروں سے لڑنے۔ بھیڑ۔ بکری پالنے اور تھوڑی بہت کھیتی باڑی کرنے کے بغیر کچھ جانتے ہی نہ تھے سراسر واہیات اور جہالت پر مبنی ہے۔

(۲) ایک یونانی مورخ میلانوس لکھتا ہے۔ کہ یونان کے بڑے بڑے حکیم ہندوستان کے ایک چھوٹے حکیم کی بھی برابری نہیں کرسکتے۔ جس خوبی کے ساتھ ہندوستان کے حکیم آسمان کے حالات بتلاتے ہیں۔ اس خوبی سے یونان کے حکیم زمین کے حالات بھی نہیں بتلا سکتے۔ ہندوستان کا علم جیوتش بالکل مکمل اور واضح ہے۔ اور اس علم کے قدیم مصنف بیان کرتے ہیں۔ کہ اس کی بنیاد وید سے شروع ہوئی۔ جیوتش وید کا ایک انگ ہے۔

(۳) علم منطق کی دنیا بھر میں سب سے پہلی اور مکمل کتاب نیائے درشن ہے،

راستی پر بنی قرار نہیں دیئے جا سکتے۔ مندرجہ ذیل سطور میں چند دلائل پیش کی جاتی ہیں۔ جو اصلیت پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی ہونگی

یورپین مورخوں میں سے جن لوگوں نے سنسکرت علم ادب کا تعصب کو چھوڑ کر مطالعہ کیا ہے۔ انہوں نے بلا شک و شبہ اس امر کو تسلیم کر لیا ہے کہ دنیا میں جتنے علوم صحیحہ آج تک اشاعت پذیر ہوئے۔ ان سب کے موجد قدیم آریہ ہی تھے۔ جب دنیا کی دوسری قومیں ابھی تک خواب غفلت سے بیدار بھی نہیں ہوئی تھیں۔ ہندوستان کے آریہ ہر ایک علم و فن کو ایجاد کرکے درجہ تکمیل تک پہنچا چکے تھے۔ چنانچہ ڈاکٹر ہنٹر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ زمانہ حال میں بھی جتنے علوم ہندوستان یورپ کو سکھا سکتا ہے۔ اتنے علوم یورپ ہندوستان کو نہیں سکھا سکتا۔ آجکل ہندوستان یورپ سے محض فزیکل سائنس سیکھ رہا ہے۔ لیکن جب ہم سنسکرت لٹریچر کو دیکھتے ہیں۔ تو اس میں یہ علم مکمل طور پر لکھا ہوا پایا جاتا ہے۔ مگر اس کے جاننے والے بہت کم ہیں۔ اس لئے ہندوستان یورپ کا محتاج بنا ہوا ہے۔ الیکٹرسٹی۔ میٹریالوجی۔ ہائیڈرالوجی۔ کیمسٹری بوٹانی وغیرہ تمام علوم سنسکرت میں موجود ہیں۔ اور عمدہ طریق سے لکھے ہوئے ہیں۔ یورپ ابھی تک سائیکالوجی میں بہت پیچھے ہے۔ اور ہندوستان صدیوں تک اس کا سبق پڑھا سکتا ہے۔ اس لئے ہم امید کرتے ہیں۔ کہ اہل یورپ سنسکرت کا جتنا زیادہ مطالعہ کرتے جائینگے۔ اتنا ہی وہ ہندوستان سے بہت کچھ سیکھینگے وغیرہ

سنسکرت میں مختلف علوم کا بے شمار ذخیرہ اٹا پڑا ہے۔ اور ہر ایک علم کی اعلیٰ پایہ کی کتابوں میں ان کے مصنفوں نے تسلیم کیا ہے۔ کہ ان سب کی بنیاد وید سے شروع ہوئی ہے۔ وید میں جملہ علوم مادی اور روحانی کا بیج یعنی اصل اصول موجود ہے۔ اور ہر ایک

رائج کر دو۔ تو امراض کی تعداد اور شدت میں ۹۹ فیصدی کمی واقعہ ہوجائیگی یہ مغربی دنیا کے ایک فاضل ڈاکٹر کا خیال ہے۔ اور چرک علم طب میں چرک اعلیٰ پایہ کی کتاب ہے۔ لیکن اس کا مصنف مہرشی کرشن آترے وید کی عظمت کا اعتراف کرتا ہے۔ اور طبی پہلو سے اس میں کوئی نقص نہیں پاتا۔

(۹) یورپ کے مشہور سنسکرت داں پروفیسر میکس مولر صاحب رقم طراز ہیں۔ کہ یورپ کے سائنس داں صدیوں کی روز افزوں ترقی کے بعد اپنی تحقیقات کے جن نتائج پر پہنچے ہیں۔ ان میں سے بہت سے نتائج وید میں موجود ہیں۔ اور وید میں کوئی ایسی بات نہیں۔ جو سائنٹیفک پہلو سے قابل گرفت ہو۔

وید کے متعلق مختلف علوم کے قدیم و جدید فاضلوں کے خیالات کا لب لباب ہم نے مختصر الفاظ میں پیش کر دیا۔ اس سے ظاہر ہوجاتا ہے۔ کہ وید ابتدائی زمانہ کے جنگلی۔ وحشی اور خانہ بدوش لوگوں نے بنائے ہوئے نہیں ہیں۔ بلکہ کسی عالم کل ہستی کی تصنیف قرار دیئے جاسکتے ہیں زمانہ حال میں بعض علوم اپنے پورے عروج و کمال پر پہنچے ہوئے ہیں لیکن پھر بھی ان کے فاضلوں کی تھیوریاں آئے دن بدلتی رہتی ہیں۔ اور زمانہ حال کا کوئی فاضل کسی ایک علم میں بھی ماہر کامل ہونے کا دعوےٰ نہیں کر سکتا۔ تو اس صورت میں وید کا مصنف تمام علوم مادی و روحانی کا فاضل اکمل کیسے ہوسکتا تھا۔ اور خاص کر اس حالت میں جب کہ بیج سے دو ہزار برس پہلے حضرت انسان نے وحشیانہ زندگی سے نکل کر تہذیب کی طرف ابھی پہلا قدم ہی اٹھایا ہو۔ اس وقت نہ کوئی علم تھا۔ نہ فن نہ کوئی کالج تھا نہ یونیورسٹی۔ بلکہ حضرت انسان اپنے مویشیوں کے گھاس چارہ کی تلاش کے لئے بستر ا بوریا کندھوں پر اٹھائے۔ زرخیز میدانوں

جس میں علم استدلال پر بحث کی گئی ہے۔ اس کا مصنف گوتم رشی وید کی عظمت کا قائل ہے۔ اور منطقی پہلو سے اس کے کسی ایک منتر میں بھی وہ نقص نہیں دیکھتا۔

(۴) علم اشراق کی سب سے پرانی اور اعلیٰ کتاب یوگ درشن ہے اس کا مصنف پاتنجل رشی وید کی تقدیس کرتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ کہ اس علم کی ابتدا وید سے ہوئی ہے۔

(۵) فلسفہ ارتقا (ایولیوشن تھیوری) کی سب سے پہلی اور مکمل کتاب سانکھیہ درشن کا مصنف کپل منی وید کی عظمت کا معترف ہے۔ اور اس کی تعلیم میں صدق عقیدت سے سر جھکاتا ہے۔

(۶) علم الروح یعنی سائیکالوجی کی سب سے قدیم اور واضح کتابیں ویدانت درشن اور اپنشدیں ہیں۔ ان سب کے مصنف وید کی تقدیس کے قائل ہیں۔ بلکہ ان کی تصنیفات کا دار و مدار ہی وید پر ہے۔ ویدانت کے معنی ہی وید کا خلاصہ ہے۔ اور اس علم کے فاضل وید منتروں میں کوئی بھی ایسی بات نہیں دیکھتے۔ جو سائیکالوجی کے سدھانتوں کے خلاف ہو۔

(۷) دھرم شاستر کی کتابوں کے مصنف منو اور یاگو لک وغیرہ رشی وید میں کوئی ایسا منتر نہیں دیکھتے۔ جو تہذیب اور شائستگی کے خلاف ہو۔ بلکہ وہ کہتے ہیں۔ کہ ہماری کتابوں میں اگر کوئی بات وید کے خلاف ہو۔ تو وہ قابل تسلیم نہیں ہے۔

(۸) ایک امریکن ڈاکٹر لکھتا ہے۔ کہ علم طب کے متعلق جتنا لٹریچر اور ادویات روئے زمین پر موجود ہے۔ سب اٹھا کر سمندر میں پھینک دو کیونکہ اس سے دنیا میں امراض کی روک تھام نہیں ہوئی۔ بلکہ ان کی تعداد اور شدت میں روز افزوں ترقی ہو رہی ہے۔ اور اس کی بجائے جو کہ سنگھتا میں بیان کئے ہوئے علاج کے طریقوں کو دنیا میں

اشارہ تک بھی کہیں پایا نہیں جاتا۔ جس سے کسی رشی کو وید کا مصنف سمجھا جا سکے۔ دوسرے ہندوستان کی تواریخ کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ مذکورہ الصدر رشیوں کی پیدائش سے بہت عرصہ پہلے وید موجود تھے۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں ہے۔ کہ واقعات کے خلاف محض قیاس سے کام لے کر ان ہم رشیوں کو وید منتروں کا مصنف تسلیم کیا جائے۔

پیشتر ازیں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ وید میں تمام علوم مادی و روحانی کے اصل اصول موجود ہیں۔ زمانہ حال میں جب تحصیل علوم کے کافی ذرائع و وسائل مہیا ہیں۔ اور ان کے موجود ہوتے ہوئے بھی کوئی شخص کسی ایک علم میں ماہر کامل ہونے کا دعوےٰ نہیں کر سکتا۔ تو آج سے چار ہزار برس پہلے جب تحصیل علم کا کوئی ذریعہ ابھی پیدا ہی نہیں ہوا تھا۔ اس وقت ایک یا چند اشخاص تمام علوم ظاہری و باطنی پر کس طرح سے حاوی ہو سکتے تھے۔ یہ بات حیرت خیز ہے۔ کہ ابتدائی زمانہ میں خانہ بدوش وحشی انسانوں میں ایسے فاضل پیدا ہو گئے ہوں۔ جنہوں نے جملہ علوم کے انتہائی اصول ایک ہی کتاب میں قلمبند کر دئے ہوں۔ اس لئے یورپین مورخ سخت غلطیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ جو وید کے متعلق اس قسم کے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ یہ کہنا۔ کہ تہذیب اور شائستگی نے بتدریج ترقی کی ہے۔ سراسر غلط ہے۔ تجربہ اور مشاہدہ سے پیدا شدہ عقل محدود ہے۔ وہ اپنا آئیڈل یا معراج کیسے مقرر کر سکتی ہے۔ اور بغیر دیکھی ہی چیزوں کا تصور کیسے باندھ سکتی ہے۔ یہ بات انسان کی طاقت سے باہر ہے۔ کہ وہ ایسا دھرم ایجاد کرے۔ جس میں اُن پدارتھوں کا ذکر کیا گیا ہو۔ جو کبھی دیکھے سنے نہ ہوں۔ اس لئے وید کسی عالم کل ہستی کا گیان تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ اور عالم کل ہستی سوائے پرماتما کے دوسری ہو نہیں سکتی۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آریہ لوگ قدیم الایام سے ہی وید کو دوامی

کو ڈھونڈتا پھرتا تھا۔ اور جنگلی جانوروں سے لڑنے۔ بھیڑ۔ بکری پالنے اور تھوڑی بہت کھیتی باڑی کرنے کے بغیر کچھ جانتا ہی نہ تھا۔ اس لئے ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں۔ کہ وید کے متعلق یورپین مورخوں نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے۔ وہ سب خیالات۔ واہیات۔ لغو اور سر تا پا بے بنیاد ہیں۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ وید کس نے بنائے۔ وید کے ہر ایک منتر کے ساتھ اس کے رشی کا نام دیا گیا ہے۔ اور یہ سب رشی تعداد میں ۲۴ ہیں۔ جن کے نام نامی اور اسمائے گرامی حسب ذیل ہیں۔

۱۔ وششٹ	۱۳۔ نارائن
۲۔ انتری	۱۴۔ پاراشر
۳۔ کشیپ	۱۵۔ گوتم
۴۔ نارد	۱۶۔ وشوامتر
۵۔ اگست	۱۷۔ ببہو
۶۔ بھوگو	۱۸۔ ججائی
۷۔ منو	۱۹۔ ہنش
۸۔ یم	۲۰۔ کرشن
۹۔ وشوکرماں	۲۱۔ گرگ
۱۰۔ وشنو	۲۲۔ ورون
۱۱۔ وھرو	۲۳۔ جمدگنی
۱۲۔ دھرم	۲۴۔ ششنہ شیپ

یورپین مورخ بیان کرتے ہیں۔ کہ یہی رشی ان منتروں کے بنانے والے تھے۔ لیکن جب ہم سنسکرت لٹریچر میں ان رشیوں کی سوانح عمریاں پڑھتے ہیں۔ تو معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ انہوں نے کہیں بھی وید منتروں

وید کے ہر ایک منتر کے ساتھ جس رشی کا نام آیا ہے۔ اسی رشی نے سب
سے پہلے اس منتر کے معنی دنیا میں ظاہر کئے۔ پہلے کسی کو معلوم نہ تھے۔ لیکن
اس بات کا انہوں نے کوئی ثبوت نہیں دیا ہے۔ کہ منتر ورشٹا کے معنی منتر
بنانے والے کے نہیں۔ بلکہ اس کی تفسیر کرنے والے کے ہیں۔ یا یہ
رشی وید کے مفسر تھے۔
اس امر کا ثبوت نہ دیتے ہوئے سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ اگنی
وایو۔ آدتیہ۔ انگرہ ان چار رشیوں کے ذریعہ سے وید کا پرکاش ہوا۔
اس کے ثبوت میں انہوں نے درشٹا دتیں پیش کی ہیں۔ ایک شت پتھ برہمن
کی ... ہے۔ اور دوسری ... تینوں اور تینوں وید کے
نام آئے ہیں۔ اتھرووید اور انگرہ رشی کا نام ان میں نہیں ہے محض
تفسیر کرتے ہوئے یہ نام بڑھائے ہیں۔ سوامی جی نے منوسمرتی کے جس
شلوک کا حوالہ دیا ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ اگنی۔ وایو۔ سورج۔
ان تینوں سے رگ یجر اور سام کہتنوں والے سناتن (ددائمی)
وید یگیہ کی سدھی کے لئے دوہا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اس سے پہلے وید
موجود تھا۔ اگنی۔ وایو اور سورج نے یگیہ کی سدھی کے لئے وید کے تین
حصے کر دئے۔ رچائیں ایک جلد میں درج کر کے اس کا نام رگ وید
رکھا۔ اور یگیہ کے متعلقہ منتر دوسری جلد میں لکھ کر اس کا نام یجر وید
رکھ دیا۔ اپاسنا کے منتر تیسری جلد میں جمع کر کے اس کا نام سام وید
رکھا۔ اس لئے وید اگنی وایو۔ آدتیہ کے ذریعہ سے ظاہر نہیں ہوئے
بلکہ ان سے بہت عرصہ پہلے موجود تھے۔ انہوں نے اس کے تین
حصے کر دئے۔
سنسکرت لٹریچر میں اس امر کا کہیں ذکر پایا نہیں جاتا۔ کہ اگنی
وایو۔ اور آدتیہ ابتدائی ایتھی سرشٹی میں پیدا ہوئے۔ بلکہ پورانوں

مانتے چلے آئے ہیں۔ کیونکہ پرماتما کے ازلی و ابدی ہونے کی وجہ سے اس کا گیان بھی دوامی ہو سکتا ہے۔ اور صرف قدیم آریہ ہی نہیں۔ بلکہ دیگر مذاہب کے ہادی اور سب سے پہلے معلم بھی وید کو دوامی مانتے ہے ہیں۔ مثلاً انجیل میں لکھا ہے۔ کہ ابتدا میں کلام تھا۔ کلام خدا کے ساتھ تھا۔ اور کلام خدا تھا۔ یہی عقیدہ ہندوؤں کا ہے۔ قدیم آریہ پرماتما کو عین علم مانتے تھے۔ ویدانت درشن میں پرماتما کی تعریف یہ کی گئی ہے۔ کہ وہ ہستی مطلق عین علم اور لامحدود ہے۔ پس وید ایشور کا گیان ہے۔ اور یہ گیان ازلی و ابدی اور دوامی ہے۔ یہی وید ہے۔ اور یہ کسی کا بنایا ہوا نہیں ہے بلکہ جس طرح سے دنیا اور مافیہا کی تمام اشیاء پرکرتی کے اندر حالت بالقوہ میں موجود ہوتی ہیں۔ اور جب دنیا کی پیدائش کا وقت آتا ہے تو وہ سب اشیاء بالترتیب اور سلسلہ وار ظہور پذیر ہوتی چلی جاتی ہیں اسی طرح سے آغاز آفرنیش میں وید کا بھی ظہور ہوتا ہے۔ چونکہ گیان ایک لطیف شے ہے۔ اس لئے ابتدائی سرشٹی میں پیدا شدہ رشیوں کے ہردیہ میں ہی اس کا پرکاش ہو سکتا ہے۔ ان رشیوں نے سمادھی ارتھا یعنی عالم مراقبہ میں وید منتروں کو پرتیکش طور پر دیکھا۔ جس طرح سے انسان ظاہری آنکھوں سے اشیار کائنات کو دیکھتا ہے۔ رشیوں میں سے جن کی چشم باطن کھلی۔ قدرت نے اپنے سارے بھید اسکے سامنے کھول کر رکھ دئیے۔ اور عالم مراقبہ میں وید منتران کو دکھائی دئے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ سنسکرت لٹریچر میں مذکورہ بالا ۲۲ رشیوں کو ویدوں کے منتر درشٹا کی حیثیت سے بیان کیا گیا ہے۔ نہ کہ منتر کرتا کی حیثیت سے

سوامی دیانند سرسوتی مذکورہ بالا ۲۲ رشیوں کو منتر دیکھنے والے نہیں۔ بلکہ ان کے معنی ظاہر کرنے والے بیان کرتے ہیں۔ ان کا خیال ہے

میں اس علم کی اشاعت کرنے والے رشیوں کے جو شجرات حسب نسب بیان کئے گئے ہیں۔ ان سب کی ابتداسری برہما جی سے ہی ہوئی ہے انہوں نے پہلے پہل پرسیشٹی کو یہ علم پڑھایا۔ اور اس کے شاگرد نسلاً بعد نسلاً اس علم کی اشاعت کرتے رہے۔ اس لئے ویدانت کی تعلیم منو ؤں کے گدی نشین سری برہما جی نے ہی پہلے پہل دنیا میں جاری کی۔

(۳) مذہب :- چھاندوگیہ اپ نشد کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ مادی اور روحانی دونوں قسم کے مذاہب کی ابتدا بھی یہیں سے ہوئی۔ بیان کیا گیا ہے کہ جب پہلے پہل علم الروح کو قلمبند کرکے اس کی اشاعت کے واسطے سری برہما جی نے روئے زمین کے تمام ممالک میں منادی کر دی۔ تو دیوتاؤں کا راجہ اندر وراثی امداد لی پوری اور اسروں کا راجہ بروچن فرزند پرہلاد والی سلطنت بابل علم الروح کی تحصیل کی غرض سے منو ؤں میں پہونچے۔ دونوں نے ایک ساتھ تعلیم پائی۔ اور یہ خیال کرکے کہ سری برہما جی کی تعلیم کا ماحصل ہم نے سمجھ لیا ہے۔ اپنے اپنے وطن کی طرف روانہ ہوگئے۔ لیکن درحقیقت وہ دونوں ہی نہیں سمجھے تھے۔ بروچن غلطی سے یہ سمجھ بیٹھا۔ کہ یہ جسم ہی روح ہے۔ جسم سے الگ روح کوئی چیز نہیں۔ اس لئے انسان کو واجب ہے۔ کہ اپنے جسم کی پرورش اور خود پرداخت کو ہی اپنی زندگی کا ماحصل سمجھے۔ اور مرنے کے بعد اس کو خوشبویات اوراد و ادویات وغیرہ سے بالکل محفوظ رکھنا چاہئے۔ اور صندوق میں بند کرکے اچھے اچھے مقبرے بنانے چاہییں۔ اور کوشش کرنی چاہئے کہ قبر کے اندر یہ جسم اتنا محفوظ رہے۔ کہ قیامت تک بدستور قائم رہ سکے۔ چنانچہ بروچن نے اپنی دارالحکومت میں واپس جاکر محض تن پروری کی تعلیم دی۔ اور اس تعلیم کی اشاعت کا مناسب بندوبست اپنی تمام مملکت میں کر دیا۔ اس تعلیم کا تھوڑا بہت اثر اب تک بھی مغربی ممالک کے

میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ اگنی اور بایو دھرم کی عورت بسو کے بطن سے
پیدا ہوئے۔ اور سورج کشیپ رشی کا فرزند ارجمند تھا۔ یہ [illegible]ی کے بطن
سے پیدا ہوا تھا۔ اور سوامی جی نے لکھا ہے۔ کہ وید ان رشیوں پر ظاہر ہوئے
جو امیتھنی سرشٹی میں بغیر والدین کے پیدا ہوئے تھے۔ تمام سنسکرت لٹریچر
اس امر پر متفق الرائے ہے۔ کہ وید پہلے پہل سری برہما جی پر ظاہر ہوئے۔
جن کی پیدائش کو مارسرشٹی میں وقوع میں آئی تھی۔ ہندوؤں کا قدیم الایام
سے ہی یہ اعتقاد چلا آتا ہے۔ اور شویتاشتر اپنشد میں اس کی شہادت
موجود ہے۔ وہاں لکھا ہے۔ کہ وید سب سے پہلے سری برہما جی کے ہردیہ
ظاہر ہوئے۔ اور انہوں نے ہی پہلے پہل اس کو جانا۔ انہوں نے ہی عالم مراقبہ
میں ان منتروں کو دیکھا۔ سنسکرت علم ادب میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ کہ سری برہما جی
نے اگنی بایو آدتیہ اور انگرہ سے وید پڑھے۔ اس لئے مذکور الصدر شہادتوں
سے صاف طور پر ظاہر ہو جاتا ہے۔ کہ وید پہلے پہل سرشٹی کی آد میں سری برہما جی
پر ظاہر ہوئے۔ اس وقت وید ایک تھا۔ بعد کے زمانہ میں اگنی۔ بایو اور سورج
نے اس کی ایک جلد کی تین جلدیں بنا دیں۔ رگ۔ یجور اور سام الگ
الگ کر دئیے۔ بہت مدت بعد مذکورہ الصدر ۲۴ رشیوں نے جن کے
نام اوپر بتلائے جا چکے ہیں۔ جداگانہ منتروں کو عالم مراقبہ میں دیکھا اور
مختلف وقتوں میں جب کوئی رشی کسی منتر کو سمادھی اوستھا میں پرتکش
طور پر دیکھتا چلا گیا۔ اس کا نام اس منتر کے ساتھ درج ہوتا گیا۔ اس لئے
بلا خوف تردید تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ وید کا گیان پہلے پہل سری برہما جی
کو ہوا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ تمام دیوتاؤں نے انہیں اپنا روحانی بادشاہ تسلیم
کیا۔ اور منو دیو نامی روحانی بادشاہت قائم کرکے وید کی اشاعت کا کام
اس کے سپرد کیا۔

۱۲ **علم الروح** :- علم الروح یا سائیکالوجی کی متبرک کتب اب نشٹ ہو

جو بالخاصیت مفید اور جادو اثر تھیں طوفان نوح کے بعد اس علم کے فاضل نہ رہے۔ اور زمانہ حال میں تو اس سائنس کو سمجھنے والا دنیا میں نظر نہیں آتا۔ اس فلسفہ کے متعلق جو کتابیں سنسکرت میں موجود ہیں۔ وہ بھی ناممکل ہیں۔ اور لوگ ان سے کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔

(۵) **طبی سائنس**:- اس علم کی بنیاد بھی دنیا میں سب سے پہلے منو ولی کے گدی نشینوں نے ہی ڈالی اور ایک لاکھ شلوک کی آیور وید سنگھتا تصنیف کر کے دکش پرجاپتی کو پڑھا لی۔ دکش سے اشونی کماروں نے اور ان سے امراوتی کے راجہ اندر نے پڑھ کر دنیا میں اس کی اشاعت کی۔

(۶) **نجوم** یا جیوتش کا علم بھی سری برہما جی نے ہی جاری کیا۔ پہلے پہل نیجو وتی کا راجہ سورج کو اسکی تعلیم دی۔ اور وششٹ وغیرہ رشیوں نے سورج سے سیکھ کر دنیا میں اس علم کی اشاعت کی۔ علم نجوم میں حساب۔ مساحت۔ الجبرا۔ اقلیدس۔ علم مثلث۔ فن تعمیر علم نباتات وغیرہ کئی علوم شامل تھے۔ قدیم سنسکرت کتابوں میں ان سب کا اکٹھا ہی بیان کیا گیا ہے۔

(۷) **علم قیافہ**:- مہادیو کے بیٹے سوام کارتک نے سری برہما جی سے یہ علم پڑھ کر دنیا میں پھیلایا۔

(۸) **علم تواریخ**:- اسی کتاب کے دیباچہ میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ کہ اس علم کی بنیاد سب سے پہلے سری برہما جی نے ڈالی۔

(۹) **دھرم شاستر**:- سوشل قوانین اور پولیٹکل ضابطے اس میں شامل ہیں۔ بنی نوع انسان کی جسمانی۔ اخلاقی اور ذہنی طاقتوں کو نشوونما دینے کے خیال سے یہ علم ایجاد کر کے سری برہما جی نے پہلے پہل سوئمبھو منو کو پڑھایا۔ اس نے اپنے نام پر منوسمرتی کتاب تصنیف کی۔ بعد ازآں

مذاہب میں بدستور موجود چلا آتا ہے۔

دیوتاؤں کا راجہ اندر غلطی سے سایہ یا عکس کو روح سمجھ بیٹھا لیکن راستہ میں ہی اسے شک پیدا ہوگیا۔ وہ پھر منو دی کو واپس لوٹا اور سری برہما جی کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے دل کے شکوک و شبہات پیش کیئے۔ بعد ازاں کامل تسلی حاصل کرکے امراوتی میں آیا۔ اور اپنی مملکت میں اس نے اس کی اشاعت کی۔ چنانچہ دیوتاؤں اور آریوں میں آج تک جتنے مذاہب اشاعت پذیر ہوئے۔ ان سب میں روح کو جسم سے الگ ازلی و ابدی اور دوامی مانا گیا ہے۔ ان کی مذہبی تعلیم میں روحانیت کا عنصر ہمیشہ غالب رہا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ دنیا میں آج تک جتنے روحانیت یا مادہ پرستی کے مذاہب جاری ہو چکے ہیں۔ ان سب کی ابتدا اندر اور ویروچن کی اس تعلیم سے ہوئی۔ جو انہوں نے سری برہما جی سے حاصل کی تھی۔

(۴) **سنسکار فلاسفی**:۔ یعنی مکمل انسان پیدا کرنے کی سائنس۔ یہ علم بھی دنیا میں سب سے پہلے سلطنت منو دی کے گدی نشیں نے ہی جاری کیا۔ اور پرجاپتی رشی کو اس کی تعلیم دی۔ پرجاپتی رشی نے تر کا دیہ تھے کو یہ علم پڑھایا۔ اور اس نے اپنے شاگردوں کی معرفت روئے زمین پر اس کی اشاعت کی۔ ایک زمانہ تھا۔ کہ آریہ ورت کے رشی اس سائنس میں شہرہ آفاق تھے۔ اور حسب دلخواہ اولاد پیدا کرنے پر قادر تھے۔ ان کا اختیار تھا۔ کہ دنیاوی اور روحانی علوم کا عالم عدیم المثال یا بہادری اور شجاعت میں بے نظیر جیسا چاہیں لڑکا پیدا کریں۔ یا بانجھ پن کر دور کرنا حمل کے اندر نر کو مادہ میں اور مادہ کو نر میں بدل دینا ان کے لئے معمولی بات تھی۔ اور یہ کام وہ ادویات سے لیتے تھے۔ انہوں نے بہت سی ایسی جڑی بوٹیاں دریافت کرلی تھیں

کہ آغاز آفرینش سے ہی سری برہما جی کا نام مبارک تقدس اور پاکیزگی کا مترادف خیال کیا جاتا رہا ہے۔ اس مبارک نام کے زبان پر آتے ہی ہر ایک ہندو کے دل میں روحانیت اور پاکیزگی کے جذبات پیدا ہو جاتے ہیں ہندوستان کی تواریخ سے ظاہر ہے۔ کہ طوفان نوح کے زمانہ تک یہ روحانی بادشاہت برقرار رہی۔ بعد ازاں اس کا نام و نشان حرف غلط کی طرح مٹ گیا۔ اور ہم نہیں کہہ سکتے۔ کہ اس کا انجام کیا ہوا۔

(۲) وشنو پوری

(دیوتاؤں کی روحانی اور جنگی سلطنت)

دیوتاؤں نے ہم مشورہ ہو کر منو جی کی تعلیم اور روحانی سلطنت کی حفاظت کے واسطے ایک روحانی اور جنگی بادشاہت قائم کی اور اس کا سب سے پہلا فرمانروا کشیپ رشی کے فرزند ارجمند شری وشنو جی کو منتخب کیا جو اوصاف حمیدہ۔ خصائل پسندیدہ۔ دھرم۔ اخلاق۔ کشف و کرامات جنگی اور حکمرانی کی قابلیتوں کے لحاظ سے تمام دیوتاؤں کا سرتاج سمجھا گیا انہوں نے سمیرو پربت پر جانب شمال مشرق اپنی صدر گاہ بنا لی۔ روحانیت اور علم جنگ کی ایجاد و اشاعت کے کام پر مامور کئے گئے۔ یہ بادشاہت بھی درحقیقت ایک سکول تھا۔ جہاں دیوتاؤں اور آریوں کو علم الروح اور فن جنگ کی تعلیم دی جاتی تھی۔ ہندو قوم کی ابتدائی تواریخ سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ دیوتا اور آریہ اپنی جنگی تعلیم کی تکمیل کے لئے وشنو پوری میں ہی جایا کرتے تھے۔ اس درسگاہ کی تعلیم اور اسلحہ جات جنگ دافع زہر ادویات اور گیسوں سے تیار کئے جاتے تھے۔ پورانوں میں صرف دو قسم کے ہی اسلحہ جات جنگ کا بار بار ذکر آیا ہے۔ ایک وشنو شستر

دنیا میں مجلسی اور سیاسی قوانین پر جتنی کتابیں لکھی گئیں۔ ان سب کا ماخذ یہی منو سمرتی کی کتاب ہے۔

(۱۰) **فن تحریر:**۔ سنسکرت لٹریچر میں اس قسم کی بے شمار شہادتیں پائی جاتی ہیں۔ کہ ابتدائے آفرینش میں سری برہما جی کی مہارانی سرسوتی نے لکھنے کا فن ایجاد کیا۔ سنسکرت حروف تہجی کی صورتیں اسی کے دماغ کی اختراع ہے۔ انسان کی زبان کی جتنی آوازیں پیدا ہونی ممکن ہو سکتی ہیں۔ ان سب کی شکلیں انہوں نے جدا جدا فرض کر کے حروف تہجی کو بنایا۔ اور ان حروف میں وید پہلے وید لکھے گئے۔ زمانہ حال میں دنیا بھر کی تمام زبانوں کے حروف تعداد میں سنسکرت حروف تہجی سے کم ہیں۔ بہت سی آوازیں ان میں ادا نہیں کی جا سکتیں۔ لیکن سنسکرت حروف میں تمام آوازیں لکھی جا سکتی ہیں۔ دیوتاؤں کی کاملیت کا یہ بین ثبوت ہے۔

ایسے ہی اور بھی بہت سے علوم وفنون منو جی کے گدی نشینوں نے ویدسے اخذ کر کے دنیا میں ان کی اشاعت کی۔ جن کا مفصل ذکر ہم نے قدیم تواریخ آریہ ورت میں زیب قلم کر دیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اس مقدس بادشاہت سے بنی نوع انسان کو جو فوائد پہنچے۔ انسانی نسلیں ان کے بار احسان سے تاقیامت بھی سبکدوش نہ ہو سکینگی۔ یہی وجہ ہے کہ ویدک دھرم کے پیروکار تو تھی ہیں۔ بلکہ روئے زمین کی وہ قومیں بھی جو دیوتاؤں کی جانی دشمن تھیں۔ سلطنت منو جی کے پیشواؤں کی تقدیس میں ہمیشہ سر جھکاتی رہی ہیں۔ دنیا کے بڑے بڑے شہنشاہ جو اپنی طاقت کے بھروسہ پر کسی کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ ان کے سامنے ادب سے پیش آتے تھے۔ دنیا کی طول طویل تواریخ میں ہم ایک آدھ دفعہ بھی ایسا نہیں دیکھتے ہیں۔ جب کسی دیوتا۔ آریہ۔ ویش یا دانوں نے فرمانروایان منو جی کی تعظیم وتکریم سے روگردانی کی ہو۔ یہی وجہ ہے۔

زورو قوموں (منگولین) آباد ہیں۔ اور شمالی امریکہ وشنوجی کی قلمرو میں شامل تھے۔ لیکن وشنو پوری کے گدی نشین زیادہ تر قطب شمالی میں سکونت رکھتے تھے۔ زور والے لوگ انہیاس میں ہی مصروف رہتے تھے۔ دیوتاؤں اور آریوں کو جب کبھی منکروں وید نے دق کیا۔ تو ان کے سربرآوردہ کشیپ ساگر (بحر منجمد شمالی) کو عبور کرکے ان کو مدد کے لئے لایا کرتے تھے۔ انہیں ملک سے ان کی نقل مکانی کی ضرورت پوری کرنے کے لئے وشنوجی کے فرزند ارجمند منگل یا بدھ نے اپنی سلطنت منگولیا میں قائم کر لی تھی۔

کیلاس پوری

وشنو پوری کی سلطنت جو روحانی اور جنگی تعلیم کی سب سے بڑی درسگاہ تھی محض دیوتاؤں اور آریوں کے لئے ہی مخصوص تھی۔ منکران وید کو ضابطہ کے اندر رکھنے کے لئے دیوتاؤں نے ایک اور سلطنت قائم کی۔ جس کا نام کیلاس پوری یا شو پوری رکھا گیا۔ اور کشیپ رشی کے بیٹے رودر (مہادیو) جی سب سے بڑا دیوتا کا خطاب دیکر اس کا حکمران تفویض کیا۔ اس درسگاہ کی جنگی تعلیم اور اس کے اسلحہ جات جنگ ہر بھی اور بان اور تیر ان سے تیار کئے جاتے تھے۔ اس سلطنت کے پیشواؤں کا یہ فرض قرار دیا۔ کہ منکران وید کو جنگی تعلیم کے ساتھ ہی دھرم اور اخلاق کی بھی تعلیم دیویں۔ چنانچہ آریوں کی طول طویل تواریخ میں ہم دیکھتے ہیں۔ کہ دیت۔ دانو۔ اسر اور راکشس وغیرہ اقوام کے نوجوان اپنی جنگی تعلیم کی تکمیل کے لئے کیلاس پوری میں ہی آیا کرتے تھے۔ اور یہاں کے فرمانرواؤں کو اپنا مذہبی پیشوا تسلیم کرتے تھے۔ اس درسگاہ کی

اور دوسرے شیو۔ اسی طرح سے ابتدائی زمانہ میں روحانی تعلیم بھی دو قسم
پر ہی منقسم تھی۔ اور رفتہ رفتہ یہ دو مذہب بن گئے۔ وشنو مت اور شیو مت
بعد کے زمانہ میں دیوتا اور آریہ قوم کے بادشاہ جب کبھی اپنے دشمنوں
سے دکھ اٹھاتے تھے۔ تو وہ وشنو پوری کے ہی گدی نشینوں کی پناہ میں
جاتے۔ اور ان کی مدد سے اپنی کھوئی ہوئی عظمت دوبارہ حاصل کر لیتے تھے
وشنو پوری کے فرمانرواؤں نے حکمران ویدک کی بھی مدد نہیں کی۔ اس سے
ریت اور دانو وغیرہ قومیں انہیں ہمیشہ اپنا جانی دشمن خیال کرتی تھیں
اور وشنو دھرم کی روحانی اور مذہبی تعلیم کو سخت نفرت اور حقارت کی
نظر سے دیکھتی تھیں۔ پرہلاد بھگت کا واقعہ اس امر کا شاہد ہے۔ کہ وشنو دھرم
کی تعلیم کا پیرو کار ہونے کی وجہ سے اسے اپنے والد بزرگوار کے ہاتھوں
کیسی کیسی تکلیفیں برداشت کرنی پڑیں۔ اس سلطنت کے گدی نشینوں
میں سے ہنس، اتر، کشیپ، باراہ، نرسنگھ اور باون بہت
ہی مشہور شخصیتیں ہوئی ہیں۔ جنہوں نے اپنے اپنے زمانہ میں ویدک
دھرم کی ڈگمگاتی ہوئی کشتی کو مادہ پرستی کے تلاطم خیز کی لہروں سے
بچا کر صحیح سلامت کنارے پر لگایا۔ اس سلطنت کے گدی نشینوں کے کارہائے
نمایاں وشنو دھرم کے متعلقہ پرانوں میں وضاحت کے ساتھ معرض تحریر
میں لائے گئے ہیں۔ اور ان کا اقتباس ہم نے تواریخ قدیم آریہ ورت
میں زیب قلم کر دیا ہے۔ دیوتوں، دانوؤں اور اسوروں کے ساتھ انہوں
نے جو جنگ کئے تھے ان کا مفصل ذکر پرانوں میں مندرج ہے
وہ سب تواریخی واقعات ہیں۔ لیکن زمانہ حال کے نافہم انہیں فرضی
کہانیاں قرار دے کر ان سے کچھ فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ ہم نے تواریخ
آریہ ورت میں ان واقعات پر کافی روشنی ڈال دی ہے۔ پیشتر ازیں
بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ ایشیا کے شمالی مشرقی ممالک جہاں آج کل

ہاتھ میں دیدی۔ اس انتظام سے یہ فائدہ ہوا۔ کہ سلطنت منوون کے پیشواؤں کو قومی اور ملکی جھگڑوں اور جنگ وجدل سے ہمیشہ کے لئے نجات مل گئی۔ وشنوجی اور مہادیو ہمیشہ اسروں سے لڑتے رہے۔ لیکن برہماجی کو کبھی جنگ آزمائی کے لئے موقعہ نہیں آیا۔ ان کی بجائے یہ کام اندر کے ذمہ قرار دیا گیا۔ اور منوون کے پیشوا ہمیشہ جگت گرو (استاد عالم) ہی بنے رہے

راجہ اندر کی دارالحکومت دیولوک (تبت) کے جنوب میں بدری نارائن سے تھوڑی ہی دور سمیرو پربت پر واقعہ تھی۔ یہ شہر اپنی خوبصورتی اور شان وشوکت کے لحاظ سے روئے زمین پر ہمیشہ بے نظیر رہا۔ دشوار گذار پہاڑوں کے عین درمیان میں ہر قسم کے خوف وخطر سے بالکل محفوظ تھا۔ اور یہاں کا فرمانروا بڑی آسانی کے ساتھ اپنی ماتحت حکومتوں کا بندوبست رکھ سکتا تھا۔

مسئلہ خلافت:۔ یہ بات کہ سلطنت امراون کے فرمانروا راجہ اندر کو مذہبی اور پولیٹکل دونوں قسم کے اختیارات حاصل تھے۔ اب تک ملک تبت میں پائی جاتی ہے۔ اور اس ملک میں قدیم الایام سے ہی یہ رواج چلا آیا ہے۔ قریباً اڑھائی ہزار برس کا عرصہ گذرا۔ کہ اہل تبت نے ویدک دھرم کو چھوڑ کر بدھ دھرم قبول کر لیا۔ لیکن یہ رواج اب تک بدستور برقرار ہے۔ تبت کا لاما گرو اس ملک کا مذہبی پیشوا بھی ہے۔ اور پولیٹکل اختیارات بھی اسے حاصل ہیں۔ یہ اصول یہاں تک ہی محدود نہیں رہا۔ بلکہ تمام قوموں نے جو بعد کے زمانہ میں برسر اقتدار ہوئیں۔ اس کی پیروی کی ہے۔ عیسائیوں کی تواریخ میں یہ اصول مدت تک مروج رہا۔ اور جب پادریوں نے اپنے ان اختیارات کو ناجائز طریق پر استعمال کر کے ظلم وستم پر کمر باندھی۔ تو عیسائیوں نے بڑی جدوجہد کر کے مذہبی اور پولیٹکل اختیارات کو علیحدہ علیحدہ کیا۔ مسلمانوں میں ابھی تک یہی

تعلیم سے دیوتا اور آریہ بھی فیضیاب ہوتے تھے۔ قدیم زمانہ کے بہت سے رشی اور تاجدار شیومت کے پیرو کار تھے۔ کیلاس پوری کے گدی نشین نسلاً بعد نسلاً مہادیو کے ہی خطاب سے مخاطب کئے جاتے رہے۔ ان کے واقعات عہد اور کارنامے شیومت کے پورانوں میں وضاحت کے ساتھ مندرج ہیں اور وہاں سے اخذ کرکے ہم نے تواریخ قدیم آریہ ورت میں قلمبند کر دئے ہیں۔ یورپ۔ افریقہ اور جزائر کی تمام قومیں مہادیو کے ماتحت تھیں۔ اور ان کو اپنا دنیاوی و روحانی بادشاہ تسلیم کرتی تھیں۔ طوفان نوح کے زمانہ تک یہ سلطنت قائم رہی۔ بعد ازاں نہ معلوم اس کا کیا حشر ہوا۔ علم کیمیا۔ علم تنفس۔ ہٹ یوگ۔ علم تناسل۔ تنتر ودیا اور دھنر وید وغیرہ ایسے کئی ایک علوم کیلاس پوری کے گدی نشینوں نے ایجاد کئے۔

(۴) امراوتی

(دیوتاؤں کی مذہبی اور سیاسی سلطنت)

اوراق گذشتہ میں دیوتاؤں کی سب سے بڑی تین بادشاہتوں کا ذکر کیا جا چکا ہے۔ اور یہ بھی بتلایا گیا ہے۔ سری برہما جی کو بحر الکاہل سے لیکر بحرہ قلزم تک کے تمام جنوبی اور مغربی ایشیائی ممالک ملے تھے۔ سلطنت منووتی کے پیشواؤں نے اس خیال سے کہ انہیں ملکی انتظام کے کاروبار سے ہمیشہ فرصت رہے۔ اور محض تعلیم و روحانیت کی تحقیق و تدقیق میں مشغول رہیں۔ اپنے ماتحت ایک اور حکومت کی بنیاد ڈالی اور کشیپ رشی کے فرزند ارجمند اندر کو اس کا سب سے پہلا فرمانروا مقرر کیا۔ اور سری برہما جی نے اپنی تمام ماتحت اقوام کے مذہبی اور پولیٹیکل انتظام کی باگ ڈور اس کے

خاندان کو نیست و نابود کر کے دیوتاؤں کی حفاظت کی تھی۔ پارسیوں کی مذہبی کتاب زند اوستھا میں برترویت کا نام برتھر اور اندر کا نام برتھر گن لکھا ہے جو سنسکرت لفظ بدتر گھن (قاتل برتر) کی بگڑی ہوئی صورت ہے۔ اور یونان کے قدیم لٹریچر میں برتر کو آرتھر اور اندر کو آرتھروپن کے نام سے نامزد کیا گیا ہے۔ پرانوں میں اندر کے رتھ کے گھوڑے ہرت ورن یعنی سبز رنگ کے بیان کئے ہیں۔ اور یونانی دیوتاؤں کے گھوڑوں کا نام ہی چیریٹیس لکھا ہے۔ پرانوں میں لکھا ہے۔ کہ اندر نے اپنے باپ کو قتل کیا۔ ایسا ہی یونانی کتابوں میں جوپیٹر اور اس کے باپ کی خونریز جنگ کا ذکر آیا ہے۔ ایسی ہی اور بہت بھی مشابہتیں ہیں سے یہ امر بات صاف عیاں ہو جاتا ہے۔ کہ ویدک دھرم کے پیشوا دیوراج کی تنظیم و تکریم اور واقعات عہد سے ہر ایک قدیم قوم کے علم ادب کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔ اور روئے زمین کی تمام قومیں جو ویدک دھرم کی پیرو کار تھیں۔ امراوتی کے راجہ اندر کو نہ صرف مذہبی پیشوا بلکہ دنیاوی بادشاہ بھی مانتی تھیں۔ دنیا میں جب تک ویدک دھرم پورے عروج و کمال پر رہا۔ تب تک اس مذہب کے ماننے والے امراوتی کے راجہ اندر کو ہی اپنی مذہبی اور پولیٹیکل کاموں کا مرکز تسلیم کرتے رہے۔

وسعت سلطنت :۔ امراوتی کی حکومت پہلے پہل تو تبت کے پہاڑوں تک ہی محدود تھی۔ لیکن بعد کے زمانہ میں جب آریہ لوگ تمام دنیا میں پھیل گئے۔ اور مختلف براعظموں میں انہوں نے اپنی حکومتیں قائم کر لیں۔ تو ان سب کے تاجدار امراوتی کے راجہ اندر کو اپنا مذہبی پیشوا اور پولیٹیکل شہنشاہ تسلیم کرتے رہے۔ اس لئے جہاں جہاں آریہ گئے۔ وہاں وہاں ہی راجہ اندر کی حکومت پھیلتی چلی گئی اس کے ماتحت جتنی آریہ سلطنتیں تھیں۔ وہ سب بعض امورات میں

رواج چلا آتا ہے۔ لیکن درحقیقت یہ اصول دیوتاؤں کی ایجاد ہے۔ اس اصول کو جاری کرنے کی غرض صرف یہ تھی۔ کہ قوم کی تمام طاقتیں ایک مرکز پر جمع رہیں۔ اور قومی انسٹیٹیوشن ہمیشہ قائم رہے۔

اس قاعدہ کے مطابق امراولی کے راجہ اندر کو جب ویدک دھرم کے مقلدوں کی کامناؤں کا مرکز قرار دیا گیا۔ تو آریہ قوم ایک متحدہ طاقت بن گئی۔ مدت مدید اور عرصہ بعید تک ہندوؤں میں یہ قاعدہ جاری رہا۔ حتیٰ کہ دلی کے راجہ بھیشم نے اندر سے بغاوت کرکے اس انتظام کو درہم برہم کر دیا۔ اس غلطی سے آریہ قوم کے قدم ایسے اکھڑے۔ کہ پھر سنبھل نہ سکی۔ اور ابھی تک تحت الثریٰ کی طرف چلی جا رہی ہے ساری کرامات جماعت کی ہوتی ہے۔ جماعت میں طاقت ضبط سے آتی ہے۔ ضبط کے نہ رہنے سے قومی طاقتوں کا شیرازہ بکھر جایا کرتا ہے۔ اور اس قوم کے افراد منتشر ہوکر دوسری قوموں میں جذب ہو جایا کرتے ہیں۔ اخلاقی دنیا میں یہ اصول ہمیشہ سے ہی کام کرتا چلا آیا ہے۔

سلطنت امراولی کا تقدس:۔ صرف سنسکرت علم ادب سے ہی نہیں بلکہ دوسری ولایات کے قدیم لٹریچر سے بھی دیوتاؤں کے راجہ اندر کی تعظیم و تکریم کا ثبوت ملتا ہے۔ یونان کی قدیم تواریخ میں زیس کی جو کچھ شکل و شباہت بیان کی گئی ہے۔ اور اسکے واقعات عہد کا جو خاکہ کھینچا گیا ہے۔ وہ لفظ بہ لفظ پورانوں میں بیان کردہ اندر سے ملتا ہے۔ زیس کا دوسرا نام جوپیٹر بھی ہے۔ پورانوں میں لکھا ہے۔ کہ جب دیوتاؤں اور دیتوں میں لڑائیاں ہوتی رہتی تھیں۔ تو ایک موقعہ پر وشوکرما نے دوجیچی کی ہڈی سے بجر بنا کر راجہ اندر کو دیا تھا۔ تاکہ وہ اس کو استعمال میں لاکر دیتوں کا خاتمہ کر دے ایسا ہی یونان کے قدیم علم ادب میں بھی ہفیسٹس کا زیس کے واسطے ایک جنگی ہتھیار تیار کرنا لکھا ہے۔ جس کے ساتھ زیس نے ٹائیٹس کے

اور سلطنت کی باگ ڈور اپنے بیٹے کے سپرد کر کے امراوتی کے تخت پر جلوہ افروز ہو جاتا تھا۔

علاوہ ازیں اگر راجہ اندر سے کوئی ایسا قصور سرزد ہو جائے۔ جو دیوتاؤں کے قانون کے خلاف ہو۔ یا اس کی شان کے شایاں نہ ہو۔ تب بھی اسے تخت و تاج سے محروم کیا جاتا تھا۔ یہ کام سپت رشیوں کے اختیار میں تھا جو سلطنت منو و تی کے رکن اور سری برہا جی کی کونسل کے ممبر ہوتے تھے۔ پہلے اندر کو تخت و تاج سے بیدخل کرنا اور اس کی جگہ پر کسی لائق آریہ راجہ کا انتخاب ان کے ہاتھ میں تھا۔ اس لئے سلطنت امراوتی کے تاجداروں کو یہ بیماری لگ گئی۔ کہ وہ کسی آریہ راجہ کے سوا اشومیدھ یگیہ پورے نہیں ہونے دیتے تھے۔ جا و بیجا طریق سے وہ یگیوں میں رکاوٹ ڈالنے کے عادی ہو گئے۔ ہندوستان کی قدیم تواریخ میں آریہ راجاؤں کے ہٹ سے ایسے یگیوں کا ذکر آیا ہے۔ جو امراوتی کے راجہ اندر نے درجہ تکمیل تک پہنچنے نہیں دئے۔ نیز راجہ اندر کو یہ بھی فکر دامنگیر رہنے لگی۔ کہ کوئی آریہ راجہ اخلاق حمیدہ اور خصائل پسندیدہ میں عالمگیر شہرت حاصل نہ کرے۔ تاکہ اگر اس سے کوئی ایسا جرم سرزد ہو جائے۔ جو دیو لوک کے قانون کے خلاف ہو۔ تو سپت رشیوں کو کوئی ایسا راجہ نہ مل سکے۔ جو اندر کی جگہ پر انتخاب کئے جانے قابل سمجھا جائے۔

امراوتی کا نظام حکومت۔ یہاں کا فرمانروا نسلاً بعد نسلاً اندر کے ہی خطاب سے مخاطب کیا جاتا تھا۔ اسی طرح سے اس کا ولیعہد سلطنت جے انت کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ اس سلطنت کا وزیر اعظم برہسپتی کہلاتا تھا۔ پروہت کے فرائض کی ادائیگی بھی اسی کے ذمہ ہوتی تھی اور ہر قسم کے مذہبی اور پولیٹیکل کاروبار اس کی نگرانی میں انجام پاتے تھے

تو راجہ اندر کی ہدایات کے مطابق چلتی تھیں۔ لیکن کئی ایک معاملات میں انہیں آزادی بھی حاصل تھی۔

سنسکرت لٹریچر میں اس امر کی بہت سی شہادتیں ملتی ہیں۔ کہ جب آریہ لوگ تمام دنیا میں پھیل گئے۔ تو وشنو پوری اور کیلاس پوری کے گدی نشینوں نے اپنے پولیٹکل اختیارات راجہ اندر کے ہی سپرد کر دئے۔ اور وہ خود مذہبی پیشوا اور فن جنگ کے معلم ہی رہ گئے۔ راجہ اندر ہی دنیا کا پولیٹکل بادشاہ تسلیم کیا گیا۔ منکران وید کے ساتھ جو لڑائیاں ہوئیں۔ ان سب کا بوجھ راجہ اندر کی ہی گردن پر ڈالا گیا۔ اور وشنوجی و مہادیو سلطنت امراوتی کے محافظ کی حیثیت میں شمار کئے جانے لگے۔ لیکن اس امر میں ذرا بھی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ کہ راجہ اندر کو جب کبھی منکران وید سے شکست نصیب ہوئی تھی۔ تو وشنو اور مہادیو اسکی امداد کے لئے آتے۔ اور اپنی پوری کوشش کے ساتھ اسے اسکے عہدہ پر بحال کر دیا کرتے تھے۔ اس سے ظاہر ہے کہ ویدک دھرم کے ماننے والوں کی تمام سیاسی طاقت امراوتی کے راجہ اندر کو مل گئی تھی۔

دیوتاؤں کا پولیٹکل ضابطہ :- پورانوں کے کوائف سے اس امر کی بخوبی تصدیق ہوتی ہے کہ ہر ایک ملک میں بہت سی ریاستیں ہوتی تھیں۔ جو راجہ ان سب میں طاقتور ہوتا تھا۔ وہ اس ملک کا مہاراجہ ادھراج تسلیم کیا جاتا تھا۔ جو راجہ ایک اشومیدھ یگیہ یا راجسو یگیہ کرکے دنیا بھر کے تمام حکمرانوں سے خراج وصول کرے وہ چکرورتی راجہ مانا جاتا تھا۔ اسی طرح سے جو چکرورتی راجہ سو اشومیدھ یگیہ پورے کرے۔ تو پہلے اندر کو سلطنت امراوتی کا تاج وتخت اس کے لئے چھوڑنا پڑتا تھا۔ اور وہ راجہ اپنی آبائی دارالحکومت

کہ مغربی افریقہ میں سینیٹی پوری کے راجہ ورن کے مقبوضات ہیں۔ وہاں عمدہ نسل کی گائیں ہوتی ہیں۔ چند گائیں آپ ہندوستان کو لے جائیں۔ یہ بات ہری ونش میں مرقوم ہے۔ ایسا ہی مصر کی قدیم تواریخ میں لکھا ہے۔ کہ وہاں کے وصول شدہ خراج کا ۱/۴ حصہ تیجوولی کے راجہ سورج کو بھیجا جاتا تھا۔ جس کو اہل مصر اپنا دیوتا مانتے تھے۔ اسی طرح سے عرب اور مشرقی روم کے تاجدار البشرونی کے راجہ چندرمان کے ماتحت سمجھے جاتے تھے۔ وغیرہ

فرائض:۔ پورانوں کے کوائف سے یہ امر مترشح ہوتا ہے۔ کہ برہما۔ وشنو اور مہادیو کی طرف سے راجہ اندر کو سخت ہدایت تھی۔ کہ دنیا کے کسی شخص کو بھی پروانہ راہداری کے بغیر تبت کی سرزمین میں داخل نہ ہونے دے۔ تاکہ لوگوں کی بھیڑ بھاڑ سے علمی تحقیقات میں ہرج واقعہ نہ ہو۔ پروانہ راہداری کو ان ایام میں پراتی سمرتی ودیا کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا۔ یہ ایک جملہ تھا۔ جو تین بڑے دیوتاؤں کی طرف سے خاص خاص رشیوں کو ملتا تھا۔ اور وہ رشی خاص آدمیوں کو بتاتے تھے۔ جن کو ملک تبت میں کسی خاص غرض کے لئے بھیجنا مطلوب ہوتا تھا۔

دیوتاؤں نے ایسا انتظام کر رکھا تھا۔ کہ منکران وید آریوں میں اور آریہ دیوتاؤں میں خلط ملط نہ ہونے پاویں۔ تاکہ بنی نوع انسان کی اخلاقی اور روحانی ترقی میں روکاوٹ واقعہ نہ ہو۔ لیکن جب کوئی شخص اخلاق اور روحانیت کے لحاظ سے ترقی حاصل کر لیتا تھا۔ تو رشیوں کے اختیارات سے ایسے اپنے سے اعلیٰ درجہ میں ترقی مل جاتی۔ اور شہریت کے حقوق حاصل کر لیتا تھا۔ اور یہ حقوق محض ریاضت کرنے سے ہی ملتے تھے۔

پورانوں کے مطالعہ سے دیوتاؤں کی مجلسی اور سیاسی حالتوں کے بہت سے رموز کا انکشاف ہوجاتا ہے۔ لیکن بخوف طوالت ہم صرف اسی قدر حالات پورا اکتفا کرتے ہیں۔

سورج - چندرماں - ورن - بھم - کبیر - اگنی - بایو یہ سات اسکی کونسل عالیہ کے ممبر تھے۔ ان کے ہی صلاح ومشورہ سے نظام حکومت چلتا تھا۔

ماتحت ریاستیں:- سلطنت امراوتی کی کونسل کے مذکورہ صدر ممبر درحقیقت اس کے جرنیل بھی تھے۔ اور ان کی جداگانہ سات ریاستیں بھی امراوتی کے ماتحت تھیں جن کے نام یہ ہیں۔

۱	سورج	پنچوولی
۲	چندراں	پنچوولی
۳	ورن	سنیانی پوری
۴	بھم	ایشنا گنا
۵	کبیر	النکاپوری
۶	بایو	گندھ وتی

یہ ساتوں سردار اپنی اپنی ریاستوں کے مالک اور سلطنت امراوتی کی کونسل کے ممبر ہوتے تھے۔ البتہ ایک محکمہ کے انچارج بھی تھے۔ مثلاً ورن امیرالبحر تھا۔ بھم حاکم فوجداری۔ کبیر خزانچی تھا وغیرہ وغیرہ

جب کسی دشمن سے مقابلہ ہوتا۔ تو ان سرداروں کو اپنی اپنی سپاہ لے کر اندر کی امداد کے لئے حاضر ہونا پڑتا تھا۔ قدیم تواریخ دنیا سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ روئے زمین کے تمام ممالک جو سلطنت امراوتی کے ماتحت ہوتے تھے۔ وہ انتظامی طور پر ان سات سرداروں میں تقسیم تھے۔ یعنی غیر ممالک بھی ان کے قبضہ اقتدار میں تھے۔ مثلاً سری کرشن جی نے جب جنوبی افریقہ کی ریاست شونت پور پر حملہ کیا۔ وہاں کے راجہ کو شکست دے کر بھگا دیا۔ اور اس کی جگہ وزیر کمبھانڈ کے ہاتھوں عنان حکومت دے کر دوارکا کو واپس آنے لگے۔ تو وزیر کمبھانڈ نے بتلایا

ذیل لڑائیاں زیادہ مشہور ہیں۔

مدھو کیٹب کا منو وتی پر حملہ دیوتاؤں کے نظام حکومت کے خلاف سب سے پہلے دانوؤں نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ یہ قوم کشمیر میں سکونت پذیر تھی۔ اس نے اپنے سرداروں نامدار مدھو اور کیٹب کے جھنڈے تلے جمع ہو کر سلطنت منو وتی پر حملہ کیا اور سری برہما جی کی دار الحکومت کا محاصرہ کر کے ان کو کہلا بھیجا۔ کہ منو وتی کی عظیم الشان حکومت کے آپ کسی صورت میں بھی قابل نہیں ہیں۔ کیونکہ آپ بہادرانہ اوصاف سے بالکل خالی ہو۔ اس لئے تخت و تاج کو چھوڑ کر الگ ہو جاؤ۔ اور دار الحکومت خالی کر دو۔ یا ہمارے ساتھ لڑائی کرو۔ سری برہما جی نے تنگ آکر وشنو جی کی پناہ لی۔ اور انہیں اپنی مدد کے لئے بلایا۔ وشنو جی نے مدھو اور کیٹب کو میدان جنگ میں قتل کر کے دانوؤں کو مالک بتت سے جلاوطن کر دیا۔ اور انہوں نے مصر میں جا کر ایک زبردست سلطنت کی بنیاد رکھی۔

سنکھ کا منو وتی پر حملہ۔ اس کے بعد ناگوں نے سر اٹھایا۔ لیکن دیوتاؤں نے پیش بندی کے طور پر ناگوں کو ملک کشمیر سے جلاوطن کر دیا۔ اور یہ لوگ جنوبی امریکہ میں جا کر آباد ہو گئے۔ وہاں انہوں نے بہت کچھ طاقت حاصل کر لی اور باہم مشورہ کر کے تجویز کی۔ کہ دیوتاؤں کے نظام حکومت کی طرح ہم بھی یہاں بندوبست کر لیویں۔ لیکن ان کے پاس وید نہ تھا۔ اس لئے وید کے حصول کی خاطر ناگوں نے اپنے فرمانروا سنکھ کی زیر سرکردگی بہت بڑی جمعیت کے ساتھ منو وتی پر دھاوا بول دیا۔ اور سری برہما جی کو شکست دے کر ان سے وید کی کتاب چھین لی۔ اپنے ملک میں جا کر دیوتاؤں کی مانند ایک نظام حکومت قائم کر لیا۔ وشنو پوری کی گدی پر ان ایام میں متسن حکمران تھے۔ سری برہما جی کی درخواست پر انہوں نے جنوبی امریکہ میں جا کر سمندر بشن چکر سے سنکھ کا سر کاٹ دیا۔ اور وید کی

دیواسُر سنگرام

پیشتر ازیں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ تبت میں بہت سی اقوام پیدا ہو چکی تھیں۔ لیکن دیوتاؤں کے سیاسی نظام میں بہت ہی کم قوموں کو حق ملا۔ جن قوموں کو اس انتظام میں اختیارات حاصل نہ ہو سکے۔ ان میں سے جنہوں نے بعد کے زمانہ میں کسی قدر طاقت حاصل کر لی۔ ان کو ہوس پیدا ہوئی۔ کہ اپنی طاقت کے بھروسہ پر اس انتظام کو درہم برہم کر کے کچھ اقتدار حاصل کر لیویں۔ چنانچہ مختلف قوموں نے اس انتظام کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ لیکن دیوتاؤں نے انہیں شکست فاش دیکر ملک تبت سے جلاوطن کر دیا۔ ان جلاوطن شدہ قوموں نے بعد کے زمانہ میں بھی بڑی بڑی جمعیتیں فراہم کر کے ملک تبت کی حکومت حاصل کر لینے کی غرض سے اس ملک پر حملے کئے اور بڑی بڑی خونریز لڑائیاں ہوئیں۔ ان لڑائیوں کو سنسکرت لٹریچر میں دیواسر سنگرام کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ اور پرانوں کے مصنفوں نے ان معرکہ آرائیوں کے حالات بڑی تفصیل اور وضاحت کے ساتھ زیب قلم کئے ہیں۔

دیوتاؤں اور اسروں کی معرکہ آرائیوں کا سلسلہ مدت مدید اور عرصہ بعید جاری رہا۔ ان لڑائیوں میں بعض اوقات اسر لوگ دیوتاؤں کو شکست دیکر ملک تبت پر قبضہ حاصل کر لیتے تھے۔ اور دیوتاؤں کو پہاڑوں کی تنگ و تاریک غاروں اور گھنے جنگلوں میں چھپنا پڑتا تھا۔ اور بعض اوقات دیوتا غالب آکر نہ صرف اپنے ملک پر قبضہ کر لیتے تھے۔ بلکہ اسروں کو مار مار کر پاتال تک میں بھگا دیتے تھے۔ ان لڑائیوں کا سلسلہ اگرچہ آغاز آفرینش سے لیکر طوفان نوح کے زمانہ تک جاری رہا۔ لیکن ان سب میں حسب

حکمراں بنایا۔ یہ شہر آجکل بٹھور کے نام سے مشہور ہے۔ سوئمبھو منو کی اولاد یہاں قیام پذیر ہو کر مدت مدید تک حکومت کے ڈنکے بجاتی رہی۔

ہرنیاکش کی جنگ:- ہرنیہ کشیپ کے مرنے کے بعد اس کا بھائی ہرنیاکش ویتوں کا فرمانروا بنا۔ اس نے اپنے بھائی کے قتل کا بدلہ لینے کی غرض سے ہندوستان پر حملہ کیا۔ دریائے سوبھدرا کے کنارے پر سوئمبھو منو سے شکست کھاکر بابل کو بھاگ گیا۔ کچھ عرصہ بعد وشنو پوری کے گدی نشین نرسنگھ جی نے حملہ کرکے ہرنیاکش کو قتل کیا۔ اور اس کی بجائے سلطنت بابل کی عنان حکومت پرہلاد کے ہاتھ میں دیدی۔

ہرنیاکش کے قتل کے بعد جو لڑائیاں دیوتاؤں اور اسروں میں واقع ہوئیں۔ انمیں مندرجہ ذیل معرکہ آرائیاں زیادہ مشہور ہیں۔ پرہلاد کی لڑائی۔ (۲) راجہ بل کی ایشیائے جاودھنی (۳) باشکلی کی جنگ (۴) جنگ آڑی بک (۵) جنگ ترپر (۶) تل اندھک (۷) برتر کی معرکہ آرائیاں (۸) دھوج کا قتل (۹) کولاہل کا قتل (۱۰) کول کی جنگ (۱۱) شنبر کا حملہ (۱۲) راون کی فتوحات تہت انکے علاوہ جو اور چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوئیں۔ انکی تعداد بہت زیادہ ہے۔

امراولی کے فرمانروا دیوراج اندر کے جانشین بھی اسی خطاب سے مخاطب کئے جاتے رہے۔ اسلئے اس سلطنت کے واقعات اور حالات کا سلسلہ وار بیان کرنا ایک مشکل امر ہے۔ لیکن ساتھ ہی اس امر کی مسرت بھی ہے۔ کہ پورانوں کے مصنفوں نے اسروں کی مختلف حکومتوں کے شجرات حسب ونسب ٹھیک ٹھیک قلمبند کردئے ہیں۔ اور انکے واقعات تواریخی کو سلسلہ اور ترتیب کے ساتھ بیان کر دیا ہے۔ اسلئے دیوتاؤں اور اسروں کی معرکہ آرائیوں اور جنگ آزمائیوں کے مفصل حالات سلسلہ وار ہم نے تواریخ قدیم آریہ ورت میں قلمبند کردے ہیں۔ بخوف طوالت یہاں اسی قدر حالات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

کتاب چھین کر برہما جی کے حوالے کی۔ پورانوں میں مرقوم ہے۔ کہ وشنو جی بہت مدت تک جنوبی امریکہ میں رہے۔ اس عرصہ میں انہوں نے ناگوں کو جو پہلے شیومت کے پیرو کار تھے۔ وشنو دھرم کی تعلیم سے بہرہ یاب کر کے اپنے مذہب میں شامل کیا۔ شیش ناگ کو ناگوں کا راجہ بنایا۔

اس کوشش جی نے وید معہ ہالگ اپانگ کے پڑھایا۔ اور ناگوں کا ہر طرح سے انتظام درست کر کے وشنو پوری کو واپس آئے۔ پورانوں کے مکاشفات سے یہ امر مترشح ہوتا ہے۔ کہ اس لڑائی کے بعد سری برہما جی نے سلطنت منووتی کی حفاظت کے لئے امراوتی کی حکومت قائم کی تھی۔ کیونکہ اسکے بعد منکران وید کے جتنے حملے ہوئے۔ سب کے سب امراوتی پر ہی ہوتے رہے۔ منووتی پر کسی نے حملہ نہیں کیا۔

ہرنیہ کشیپ کا امراوتی پر حملہ:۔ ناگوں کے بعد دیتیوں نے شورش کی۔ اس لئے وہ بھی کشمیر سے نکالے گئے۔ انہوں نے ایشیا کوچک میں سلطنت بابل کی بنیاد ڈالی۔ اور کچھ عرصہ بعد ان کے فرمانروا ہرنیہ کشیپ نے سلطنت امراوتی پر قبضہ حاصل کرنے کی غرض سے دھاوا بول دیا۔ اس لئے اندر اور اس کے سرداروں کو شکست دے کر ملک تبت پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اندر اور اس کے سرداروں کو قید کر کے ان کی جگہ اپنے عہدہ دار مقرر کئے۔ اور بابل کو واپس لوٹا۔ ان ایام میں وشنو پوری کی گدی پر بھگوان باراہ جلوہ افروز تھے۔ انہوں نے شمالی ہند سے شمالی ہند میں ہرنیہ کشیپ کے ساتھ لڑائی کی۔ اس کو قتل کر کے دیتیوں کو مغربی ایشیا کی طرف بھگا دیا۔ اور اندر و اس کے سرداروں کو دیتوں کی قید سے چھوڑا کر ان کے عہدوں پر بحال کر دیا۔ یہ لڑائی شمالی ہند میں کانپور کے قریب ہوئی۔ سری برہما جی نے اس واقعہ کی یادگار میں وہاں ایک شہر برہمنی پوری آباد کر کے اپنے بیٹے سوئمبھو منو کو وہاں کا

پورانوں میں ان خاندانوں کے صرف نام ہی بتلائے ہیں۔ ان کے شجرات حسب ونسب اور تاجداروں کے واقعات عہد کا تذکرہ نہیں کیا صرف دو مشہور دارالحکومتوں برہشمتی اور ہشمتی کے تاجداروں کا مختصر ساکرسی نامہ اور چند ایک واقعات کا بیان پایا جاتا ہے۔ استعداد زمانہ کے باعث اس عہد کے واقعات تاریخی مورخوں کی یاد سے فراموش ہوگئے۔ برہم یگ میں جن حکمران خاندانوں نے روئے زمین پر حکومت کے ڈنکے بجائے۔ ان کی تفصیل اس طرح پر ہے۔

(۱) سوئمبھو منونتر۔ برہمن خاندان میریچی۔ اتری۔ رانگرہ۔ پلستہ۔ کرتو۔ پلست۔ وششٹا

کشتری " اگنی دھر۔ یگیہ باہو۔ میدھا تھی ہرنیہ رتن۔ دھرتی پرشٹا۔ بیت ہوتر۔ ادھم جیو

(۲) سواروچش منونتر برہمن " اورب۔ سمنت۔ کاشپ۔ پران برہشتی۔ دکش۔ نیچیوان

کشتری " ہیوگمن۔ سکرتی۔ جیوتی۔ آپ مورتی۔ چیتر۔ ایپ مے پرتشتا۔ نبھیہ۔ نبھ۔ ارج

(۳) اتم منونتر برہمن " کاک بھنڈی۔ کندم۔ داگبھ شنکھ۔ پرواہت۔ مِتی سمتی

کشتری " اکھ۔ ارج۔ تنترج۔ مدھو مادھو۔ شچی۔ شکر۔ بھالو

(۴) تامس منونتر برہمن " کاویہ۔ پرتھو۔ اگنی۔ جینو۔ دھاماں۔ پی وان

دوسرا باب

برہم یگ کے تواریخی واقعات

اوراق گذشتہ میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ بھگوان بار راہ نے شمالی ہند میں ہرنیہ کشیپ کو قتل کرکے اندر اور اس کے سرداروں کو اس کی قید سے چھوڑا کر ان کو اپنے اپنے عہدوں پر بحال کر دیا تھا۔ اس واقعہ کے بعد سری برہما جی نے ارادہ کیا۔ کہ ملک تبت کے گرد و نواح کے ممالک کو آباد کر دیا جاوے۔ تاکہ سلطنت اندر وغیرہ کی حفاظت بھی ہو سکے۔ دوسرے ملک تبت میں آبادی بہت گنجان ہو چکی تھی۔ اور اس امر کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کہ ناکشت اقوام کو دوسرے ملکوں میں آباد کرایا جاوے۔ اس خیال کو مد نظر رکھ کر سری برہما جی نے عین اس مقام پر جہاں آج کل [illegible] ہے برہشمتی شہر آباد کیا۔ اور اپنے بیٹے سوئمبھو منو کو وہاں کا حکمران بنایا۔ سوئمبھو کی اولاد بہت بڑھی۔ اور آہستہ آہستہ تمام ملکوں میں پھیل کر آباد ہو گئی۔ سلطنت برہشمتی سے بعد کے زمانہ میں بڑی بڑی قومیں پیدا ہو کر مختلف براعظموں میں زبردست سلطنتوں کی بانی مبانی ہوئیں

برہشمتی کی سلطنت سرشٹی سمت کے دس ہزار برس گذرنے پر قائم ہوئی۔ اور سوئمبھو منو کی اولاد دیوسوت منونتر کے آغاز تک دنیا میں حکومت کرتی رہی۔ اس عرصہ میں روئے زمین پر جو واقعات رونما ہوئے پورانوں میں ان کا بہت ہی کم تذکرہ پایا جاتا ہے۔ اس عرصہ میں جن خاندانوں نے روئے زمین کے مختلف ملکوں میں پھیل کر حکومت کی

حالات گم ہو چکے ہیں۔

پرہماشتی

(روئے زمین کی سب سے پہلی آریہ سلطنت)

نسب نامہ

(۱) سوئمبھو منو — (۱۵) پرتھو
(۲) پریہ ورت — (۱۶) نکر
(۳) اگنی دھر — (۱۷) گئے
(۴) نابھ — (۱۸) نر
(۵) رکھب دیو — (۱۹) وراٹ
(۶) بھرت — (۲۰) مہا بیریہ
(۷) سومتی — (۲۱) دھی ان
(۸) اندر دیومن — (۲۲) مہان
(۹) پرمیشٹھی — (۲۳) منستھو
(۱۰) پرتی ہار — (۲۴) توشٹا
(۱۱) پرتی ہرتا — (۲۵) ورج
(۱۲) بھُو — (۲۶) رج
(۱۳) ادگیتھ — (۲۷) وشوک جیوتی
(۱۴) پرستار

کشتری خاندان — دیوتی[1] - پتسیہ[2] - سوتپا[3] - پتوبول[4]
پتوشنی[5] - پتورلی[6] - اکلماکھ[7]
دھنوتی[8] - تنوتی[9] - پرنیپ[10]

(۵) ریونت منونتر - برہمن ،، دیوباہو[1] - پدھودھو[2] - ویدشرا[3]
ہرنیہ روما[4] - پرجنیہ[5] - اوردھوباہو[6]
ست باوی آترے[7]

کشتری ،، دھرتیمان[1] - ابیہ[2] - یکت[3]
تتوورشی[4] - نرانسک[5] - اربنیہ[6]
پرکاش[7] - نرموہ[8] - ست ورن[9]
کرتی[10]

(۶) چاکشش منونتر برہمن ،، بھرگو[1] - نبھ[2] - دیوسوان[3] -
سدھامان[4] - ورجا[5] - اتی ناما[6]
سہشنو[7]

راجپوت ،، ارو[1] - پرو[2] - شت دیومن[3] تپسوی[4]
ست واک[5] - کوی[6] - اگنی[7] -
اتی رار[8] - سدیومن[9] - ابھیمنیر[10]

برہمنوں اور راجپوتوں کے مذکورہ الصدر بڑے بڑے خاندان برہم یگ میں روئے زمین پر حکومت کر چکے ہیں۔ ان میں سے برہمنوں نے اپنی گدیاں قائم کر کے وید اور اس کے متعلقہ علوم کی دنیا میں اشاعت کی اور راجپوتوں نے حکومت کے ڈنکے بجائے یہ سب خاندان اپنی شاخ در شاخ تقسیم کے ذریعہ دنیا میں پھیل گئے تھے۔ ان میں سے مہاراجہ سوئمبھو منو کے خاندان کی صرف دو سلطنتوں برہمنی اور ہنشیمتی کے حالات پورانوں میں ملتے ہیں۔ باقی خاندانوں کے

پھیر دکار بن چکا تھا۔ اور آریوں کا کوئی بھی زبردست مخالف نہ رہا۔ اسلئے تمام دنیا پر سوئمبھو منو کی حکومت کا جھنڈا لہرانے لگا۔ اسکے بیٹے پریہ ورت نے روئے زمین کے سات حصے کرکے ایک ایک براعظم کی حکومت پر اپنے ایک ایک بیٹے کو تفویض کیا۔ سب سے بڑے بیٹے اگنی دھر کو جمبودیپ یعنی براعظم ایشیا کا راج ملا۔ اور وہ اپنی آبائی دارالحکومت برہمشتی پوری میں رہ کر حکومت کرنے لگا۔

دوسرے بیٹے ادھم جیو کو پلکش دیپ کی حکومت ملی۔ اس کے سات لخت جگر تھے۔ شیو۔ یوس۔ سبھدر۔ شانت۔ کشیم۔ امرت۔ ابھے انہوں نے پلکش دیپ کو سات حصوں میں تقسیم کرکے اپنی اپنی جداگانہ ریاستوں کی بنیاد ڈالی

تیسرے بیٹے یگیہ باہو کے حصے میں شالمل دیپ آیا۔ اسکے سات بیٹوں نے اپنی مملکت کو سات حصوں میں تقسیم کرلیا۔ جن کے نام یہ تھے۔ سرروچن۔ سومنس۔ رمن۔ دیودرکو۔ پاربھدر۔ اپیاین اور وگیان۔

چوتھے ہرنیہ رون کو کش دیپ کا حکمران بنایا۔ اس کے بھی حسب ذیل سات بیٹے ہوئے۔ وسو۔ وسودان۔ درڑھ رچی۔ نابھو گپت۔ ستیہ برت بیکت۔ نام دیو۔ انہوں نے بھی اپنے باپ کی حکومت سات حصوں میں تقسیم کرلی۔

پانچویں دھرتی پرشٹ کو کرونچ دیپ کا علاقہ ملا۔ اس کے سات بیٹے تھے۔ آم۔ مدھورہ۔ میگھ پرشٹ۔ سدھامک۔ بھدر جسٹ۔ لوہتارن اور ونس پتی۔ انہوں نے بھی اپنے براعظم کو سات حصوں میں منقسم کرکے جداگانہ حکومتوں کی بنیاد ڈالی۔

چھٹے میدھا تتھی کے حصے میں شاک دیپ آیا۔ اسکے سات بیٹوں

تواریخی حالات

پیشتر ازیں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ وشنو پوری کے گدی نشین بھگوان بادشاہ نے شمالی ہندوستان بسا ہرنیہ کشیپ کو قتل کر کے دیوتاؤں کے راجہ اندر اور اس کے سرداروں کو دیتیوں کی قید سے چھڑایا تھا۔ سری برہما جی نے وہاں پشپتی پوری نامی ایک شہر آباد کر کے سب سے پہلے ہندوستان میں ایک آریہ سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اور اپنے فرزند ارجمند سوئمبھو منو کو سب سے پہلا آریہ راجہ منتخب کر کے وہاں کا حکمران بنایا۔ سوئمبھو منو نے اپنی تخت نشینی سے جو سرشٹی سمت کے نیس عرب برس گذرے پر شروع ہوا تھا دس سال بعد اپنے نام پر قانون کی ایک کتاب تصنیف کی۔ جو آج تک منوسمرتی کے نام سے مشہور ہے۔ سوئمبھو منو کے عہد فرمانروائی میں بابل کے راجہ ہرنیہ اکش نے اس آریہ سلطنت کو تباہ کرنے کی غرض سے ہندوستان پر فوج کشی کر دی۔ دریائے سوبھدرا کے کنارے پر سوئمبھو منو نے اسے شکست دی۔ اور ہندوستان کی سرزمین سے دیتیوں کو مار مار کر باہر نکال دیا۔ سوئمبھو منو کی لڑکی دیوہوتی کے بطن سے جو کردم رشی کے ساتھ بیاہی گئی تھی۔ بھگوان کپل دیو پیدا ہوئے جنہوں نے سانکھیہ درشن نامی ایک نظام فلسفہ کی بنیاد ڈالی۔ اس کتاب میں ایوولیوشن تھیوری کو نہایت ہی واضح پیرایہ میں حل کیا گیا ہے۔ جس کی طرف یورپین فاضلوں کی توجہ اٹھارہویں صدی میں ہوئی ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ ابتدائی زمانہ کے آریہ ہر ایک علم میں کیسے فاضل اکمل اور یکتائے زمانہ تھے۔

وشنو پوری کے گدی نشین بھگوان نرسنگھ جی نے ہرنیا کش کو قتل کر کے دیتیوں کی طاقت توڑ دی تھی۔ اس کا بیٹا پرہلاد وشنو دھرم کا

اس تقسیم مملکت سے تمام روئے زمین پر آریوں کی ۶۴ بادشاہتیں قائم ہوگئیں۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں ملک آباد اور سرسبز و شاداب بن گئے

ہندوستان کے فرمانروا نابھ کے بیٹے رکھب دیو نے پہلے پہل دنیا میں ایک نئے نظام فلسفہ کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بیٹے جین دیو نے اس کے اصول اور ضابطے باندھے۔ اس لئے اس کا مذہب جین دھرم کے نام سے شہرت پذیر ہوگیا۔ جو آجتک ہندوستان میں موجود ہے۔

اس رکھب دیو کو ہندو وشنو کا اوتار مانتے ہیں۔ اور جینی لوگ اسے اپنا سب سے پہلا تیرتھنکر تسلیم کرتے ہیں۔ اس کے بیٹے بھرت کے نام پر ہندوستان کا نام بھرت کھنڈ مشہور ہوا۔ اس کے بعد جسقدر راجگان اس خاندان کے برہشمتی کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوئے سب کے سب جین دھرم کے پیرو کار تھے۔ مدت مدید اور عرصہ بعید تک اس خاندان کی حکومت برقرار رہی۔

(۱۳)

نسب نامہ

(۱)	اتان پاد	(۷)	رلو
(۲)	دھرو	(۸)	چکشش
(۳)	اتکل	(۹)	منو
(۴)	وتس	(۱۰)	ارو
(۵)	ششٹی	(۱۱)	انگ
(۶)	نندی	(۱۲)	بین

پرو جو۔ منو جو۔ پلوبان۔ دھومرانیک۔ چتررتھ۔ بہو روپ۔ اور وشنو وھرک نے اپنا ملک تقسیم کرلیا۔

ساتویں بیٹ ہونز کو کپسکر ویپ کی بادشاہت ملی۔ اس کے دو بیٹوں دھاتک اور رمن نے وہاں دو جدا گانہ حکومتوں کی بنیاد ڈالی

مہاراجہ اگنی وھر فرمانروائے براعظم ایشیا کے نو بیٹے ہوئے جنکے نام یہ تھے۔۔۔۔

ناتھو۔ سم پرش۔ ہرپرش۔ ایل۔ رمیہ۔ ہرنیہ منی۔ کرو۔ بھدر اور کینو۔ انہوں نے بھی ایشیا کو نو حصوں میں تقسیم کرکے اپنی اپنی جداگانہ حکومتیں قائم کیں۔ ان کے نام پر بھی ملکوں کے نام مشہور ہوئے۔

(۱) ناتھو کو ہندوستان کی حکومت ملی۔ اور اسکے نام پر اس ملک کا نام ناتھو کھنڈ مشہور ہوا۔

(۲) دوسرے بیٹے کیم پرش کو جزیرہ نما ہندچینی کا ملک دیا۔ اسلیئے یہ ملک کیم پرش کھنڈ کہلایا۔

(۳) ہر پرش کو جو ملک ملا اس کا نام ہری ورش رکھا۔ اور آجکل چینی تاتار کہلاتا ہے۔

(۴) ایل کو وسط ایشیا ملا۔ اس لیئے اس کا نام ایلاورت پڑ گیا

(۵)(۶)(۷) ایشیائی روس کا علاقہ تین حصوں میں تقسیم کرکے رمیہ ہرنیہ منی اور کرو کو دیا گیا۔ ان کے ممالک کا نام رمیک ورش ہرنیہ ورش اور کرو ورش مشہور ہوئے۔ اس کا دوسرا نام اترکرو بھی پڑ گیا۔

(۸) بھدر کو مشرقی ایشیا کا علاقہ ملا۔ اس کا نام بھدر اشو ورش پڑ گیا آجکل اسے چین کہتے ہیں۔

(۹) کینو کو مغربی ایشیا کا قبضہ ملا۔ اسکا نام کینومال ورش پڑ گیا۔

دارالحکومت واپس حاصل کر لی۔

چاکشش منو منتری میں اس خاندان کا راجہ بہت مشہور ہوا ہے ایام طفولیت میں اس نے اپنے نانا ونیوں کے راجہ کال کے ہاں پرورش پائی تھی۔ اور ونیت قوم کے فاضلوں سے ہی تعلیم و تربیت حاصل کی تھی۔ اس لئے ویدک دھرم کی اہمیت اور حقیقت سے یہ بالکل نا آشنا تھا۔ جوان ہو کر اپنے گھر آیا۔ تو جھوٹ بولنے کے جرم کی پاداش میں اس کے باپ مہاراجہ انگ نے اسے گھر سے نکال دیا۔ لیکن جب انگ سلطنت چھوڑ کر بان پرست آشرم میں داخل ہو گیا۔ اور وارث تخت و تاج کوئی نہ رہا۔ تو ارکان سلطنت نے بین کو منتخب کر کے عنان حکومت اسکے ہاتھ میں دے دی۔ کچھ عرصہ تک تو اچھی طرح سے حکومت کرتا رہا۔ بعد ازاں ایک جینی سادھو نے آکر اسے آریہ دھرم سے منحرف کر دیا۔ اور اس نے خود جینی بن کر تمام آریہ رعایا کو اپنے مذہب میں داخل کرنا چاہا۔ ارکان سلطنت نے اس بات کو تسلیم نہ کیا۔ اور اس نے تمام آریہ اہلکار موقوف کر کے انکی جگہ ونیت قوم کے لوگوں کو بلا کر بھرتی کر لیا۔ یہاں تک کہ کاروبار سلطنت میں ایک بھی آریہ باقی نہ رہا۔ ونیت قوم کے اہلکار فیصلہ جات مقدمات میں آریہ دھرم کی توہین کرنے لگے۔ حکومت کے علاوہ تجارت اور تمام پیشے بھی آہستہ آہستہ ونیت قوم کے ہی ہاتھوں میں آگئے۔ اور وہ لوگ جا و بیجا وسائل سے روپیہ جمع کر کے اپنے وطن کو بھیجتے تھے۔ آریہ رعایا قحط سالی اور افلاس۔ بیماریاں اور کمزوریوں سے نوع بنوع کی تکلیفیں اٹھانے لگی۔ اور بہت بڑی مصیبت میں مبتلا ہو گئی۔ برہمن اور اس کے ارکان سلطنت نے جب دیکھا۔ کہ اب آریہ قوم میں جدوجہد کی ذرا بھی طاقت نہیں ہے۔ تو انہوں نے باہم مشورہ کر کے تمام پرانے آئین و قوانین

(۱۳) پرتھو (۱۷) پراچین برہشی
(۱۴) بجتاشو (۱۸) پرچیتا
(۱۵) انتردھان (۱۹) دکش
(۱۶) ہوردھان

تواریخی واقعات

ریاست برہشمتی کے سب سے پہلے فرمانروا سوایمبھو منو کے دوسرے بیٹے اتان پاد کو اندری [illegible] ایک بیٹا پا لیا۔ اس نے کروکشیتر کی سرزمین میں دریائے سرسوتی کے کنارے برہشمتی نامی شہر آباد کر کے اسے اپنی صدر گاہ بنایا۔ اور تمام پنجاب پر حکمرانی کرنے لگا۔
اس کا بیٹا دھرو ایک عالیقدر شہنشاہ ہوا۔ جس کے زہد و ریاضت کی داستانیں اب تک ہندوؤں کے زبان زد خاص و عام چلی آتی ہیں اس کے بھائی اتم کو جب وہ ہمالیہ کے پہاڑوں میں شکار کھیل رہا تھا۔ ایک یکش نے مار ڈالا۔ اسکے قتل کا بدلہ لینے کی غرض سے مہاراجہ دھرو نے الکاپوری پر چڑھائی کر دی۔ یکشوں کا راجہ کبیر مقابلہ کے لئے نکلا۔ اور ایک خونریز جنگ شروع ہوئی۔ دھرو نے ایک لاکھ بیس ہزار یکش میدان جنگ میں تہ تیغ کر دئے۔ اور کبیر نے صلح کی درخواست کی۔ فتح یابی کے بعد دھرو کی آریہ فوج فتح و نصرت کے پھریرے اڑاتی برہشمتی کی طرف واپس آئی۔ دھرو کی اولاد میں بہت مدت بعد مشہور راجہ نندی ہوا۔ اس نے ریاست کولا پر چڑھائی کر دی۔ وہاں چینیر خاندان کا راجہ سرتھ حکومت کر رہا تھا۔ وہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اور کولا پر نندی کا جھنڈا لہرانے لگا۔ چار سال بعد سرتھ نے کچھ طاقت پکڑ کر اپنی

حرکات کا مرتکب پایا گیا۔ اسکو حبس بعبور دریائے شور کی سزا دی جائیگی

(۳) وید کی غلط تعلیم سے گمراہ ہو کر تمام لوگ گھی وغیرہ مقویات اور چندن وغیرہ ادویات کو آگ میں جلا کر راکھ کر دیتے ہیں۔ جس کا کچھ فائدہ نظر نہیں آتا۔ پیسہ اور وقت ضائع ہوتا ہے۔ اس لئے اس سلطنت کی حدود کے اندر ہون اور یگیہ کرنا بند کیا جاتا ہے۔ جو شخص ان فضول حرکات کا مرتکب پایا گیا۔ اس کی تمام جائداد منقولہ وغیر منقولہ بحق سرکار دولتمدار ضبط کی جائیگی۔

(۴) ورن بیوستھا اور قوم بندی ویدک دھرم کا ایک فضول ڈھکوسلہ ہے اور اس سے سوسائٹی میں نامناسب منافرت اور منافرت کے خیالات پیدا ہو کر بلا وجہ رنجش اور کدورت بڑھتی ہے۔ ہمارے اور ہماری کونسل عالیہ کے خیال میں سب انسان ایک ہیں۔ اور سب کے ساتھ ایک جیسا سلوک ہونا چاہیے۔ اس لئے ورن بیوستھا اور قوم بندی کو ہم اپنی سلطنت میں حکماً بند کرتے ہیں۔

(۵) آریوں کی اعلیٰ اقوام میں بدھوا بیاہ کی ممانعت ہے۔ جس کی وجہ سے بے شمار مستورات اپنی نفسانی خواہشات اور فطرتی جذبات کو روک کر جوگی کی زندگی بسر کر رہی ہیں۔ ان کی دردناک آہ و زاری سے سوسائٹی اور حکومت کے قلب میں بے قراری پیدا ہوتی ہے۔ لہذا حکم صادر کیا جاتا ہے۔ کہ سلطنت ہیتھینی کی حدود کے اندر کوئی عورت ایک دن بھی بیوہ نہ رہے

(۶) آریہ دھرم کی متعلقہ سمرتیوں میں اولاد کی اقسام الگ الگ مقرر کر کے ان کے جداگانہ حقوق مقرر کر رکھے ہیں۔ اس سے انسان کے تقدس اور اہمیت کی توہین ہوتی ہے۔ اس لئے ہم حکم نافذ کرتے ہیں کہ یہ قانون میں جائز ناجائز اولاد کے عذر کی ہرگز سماعت نہ ہوگی۔ ورن اور قومیت کا شادی کے معاملہ میں ہرگز لحاظ نہ رکھا جائیگا۔ بنی نوع انسان کی دو قومیں ہیں۔ ایک مرد دوسری عورت۔

جو وید کی متعلقہ سمرتیوں کی بنا پر جاری تھے۔ یکدم منسوخ کر دے۔ اور نئی تعزیرات مرتب کر کے ملک میں جاری کی۔ جس کے تمام قوانین اور ضابطے آریوں کے مذہب کے خلاف تھے۔ ان قوانین کے جاری ہو جانے کے بعد رعیت پر بہت بڑی مصیبت آئی۔ لیکن قہر درویش بر جان درویش سمجھکر آریوں نے یہ سب ظلم و ستم اپنے سر پر سہے۔ اس کے بعد بین نے بالکل بے خوف ہوکر آریہ دھرم کو قطعاً نیست و نابود کرنے کی غرض سے ایک اعلان عام کر دیا۔ جسکا ماحصل یہ تھا۔

اے میری عزیز رعایا!

سلطنت کے استحکام اور تمہاری بہتری و بہبودی کی خاطر باطل اور پرانے توہمات تمام پرانے قوانین منسوخ کر کے نئے آئین مرتب کئے گئے ہیں جن میں ان خیالات باطلہ کا مطلق دخل نہیں ہے۔ جن میں تم لوگ اب تک مبتلا چلے آتے تھے۔

(۱) چونکہ یہ توہمات باطلہ کی مرض دنیا میں محض ویدوں نے پھیلائی ہے جو دنیاوی عیش و آرام کو ناچیز بتلاتے اور فرضی عاقبت کے آرام کے حصول کی تلقین کرتے ہیں۔ اس غلط تعلیم سے گمراہ ہوکر بے شمار مخلوقات مصائب و آلام کی زندگی بسر کر رہی ہے۔ رعایا کی ان تکلیفات سے متاثر ہوکر وید کا پڑھنا پڑھانا اور سننا سنانا ہم اپنی قلمرو میں ممنوع قرار دیتے ہیں جس شخص کے قبضہ میں وید کی کتاب پائی گئی۔ اس کو اندھے کنوئیں میں گرا کر سنگسار کر دیا جائیگا۔

(۲) وید کی غلط تعلیم سے گمراہ ہو کر بہت لوگ سوسائٹی سے الگ تھلگ رہ کر مختلف قسم کی ریاضتوں میں اپنی عمر عزیز کو برباد کرتے ہیں۔ اس سے ملک کی تمدنی ترقی میں سخت ہرج واقعہ ہو رہا ہے۔ اس لئے اس قسم کی تمام ریاضتوں کو ہم اپنی قلمرو میں بند کرتے ہیں۔ جو شخص ان فضول

رشی فنون جنگ میں کشتریوں سے بڑھ کر ہوتے تھے۔ پہلے تو انہوں نے
بین کو زبانی سمجھایا۔ جب وہ راہ راست پر نہ آیا۔ تو اعلان جنگ کر کے اسے
شکست دی۔ اور تخت و تاج سے بیدخل کر کے اس کے بیٹے پرتھو کو
جو بعد میں ایک قابل حکمران ثابت ہوا۔ تخت نشین کر دیا۔

مہاراجہ پرتھو نے عنان حکومت ہاتھ میں لیتے ہی ملک کا خاطر خواہ
انتظام کیا۔ اس نے تمام پرانے آئین و قوانین جو بین نے منسوخ کر دئے
تھے۔ اہل ملک کی صلاح و مشورہ سے پھر جاری کئے۔ ورن ہوتھا اور قوم
بندی کو رواج دیا۔ بین کے غلط طرز حکومت سے جو ورن سنکر لوگ پیدا
ہو گئے تھے۔ ان کو علیحدہ علیحدہ ذاتوں میں تقسیم کر کے ان کے لئے پیشے اور
ذرائع معاشرت مخصوص کر دئے۔ زمین کو ہموار کر کے دیہات اور قصبے آباد
کئے۔ نہریں۔ سڑکیں۔ پل۔ سرائے اور ایسے ہی اور بھی رفاہ عام
کے کام جاری کئے۔ ہر ایک گاؤں میں تمام پیشہ وروں کو آباد کیا۔ تاکہ اگر
کسی وقت نظام حکومت کی تبدیلیوں کے باعث ملک میں شورش پیدا
ہو جائے تو ہر ایک گاؤں کے باشندے ضروریات زندگی کے نہ ملنے کی
وجہ سے تکلیف نہ پائیں۔ اس نے زراعت کو بہت ترقی دی۔ تعلیم کی
ترقی کی غرض سے اس نے ایسا کامل بندوبست کیا۔ کہ آج تک کسی دوسرے
حکمران سے نہیں ہو سکا۔ اس نے دنیا کے دوسرے ممالک سے ہر ایک علم
و فن کے چوٹی کے استاد بلا کر اپنی دارالحکومت میں ایک تعلیمی انجمن بنائی
اس کے ماتحت مختلف علوم کی تحقیقات اور اشاعت کے لئے ۱۵ صیغے قائم
کئے اور ہر ایک صیغہ شاخ در شاخ تقسیم کے ذریعہ ملک کے گوشہ گوشہ میں
پھیلایا گیا۔ جیسے جیسے تعلیم کی اشاعت ہوتی گئی۔ مختلف پیشے اور ذرائع
معاشرت از خود پیدا ہوتے چلے گئے۔ ہر ایک شخص کو اپنی قابلیت اور
مذاق کے مطابق کام مل گیا۔ اور یہ ملک اس انتظام کی وجہ سے دنیا میں

(۷) اگر خاوند بیمار ہو۔ پردیس گیا ہو۔ یا اولاد پیدا کرنے کے ناقابل ہو۔ تو عورت کو اختیار حاصل ہے۔ کہ دوسرے مرد سے اولاد لیوے۔ اور ایسا ہی مرد بھی مذکورہ الصدر صورتوں میں دوسری عورت میں اپنے لئے اولاد پیدا کر سکتا ہے۔ ایسی اولاد ہر حالت میں ورثہ کی مالک سمجھی جائے گی۔

(۸) تمام گوروکل یکدم بند کئے جاتے ہیں۔ جہاں بچوں کو گمراہی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ ان کی بجائے مناسب مقامات پر پاٹھ شالائیں اور دوبالے جاری کرکے ان میں غیر ممالک کے عالمان عدیم المثال اور فاضلان بے بدل پروفیسر مقرر کئے جائینگے۔ جو علوم صحیحہ کی تعلیم دینگے۔ اور ملک کی تمدنی و اقتصادی ترقی ہو۔

(۹) ایشور اور دیوتا کے الفاظ مفروضہ اور بے معنی ہیں۔ حقیقت میں بادشاہ ہی دیوتا ہے۔ اس لئے اپنے بادشاہ وقت کے بت نصب کرکے ان کی تعظیم و تکریم کرنا واجب ہے۔

(۱۰) ان اصولوں کو مد نظر رکھکر ہماری کونسل واضع قوانین نے نئی تعزیرات مرتب کی ہے۔ رعیت کو واجب ہے۔ کہ اپنی زندگی کو اسکے مطابق سانچہ میں ڈھال دے۔ جو شخص ان احکام اور قوانین کی خلاف ورزی کریگا اسپر قہر سلطانی نازل ہوگا۔ فقط

شہنشاہ عالم و عالمیاں

پرجا پتی بین

اس اعلان کے مشتہر ہوتے ہی ناراضگی کی ایک زبردست لہر پیدا ہوئی اور ملک کے ایک سرے سے دوسرے تک بڑی سرعت کے ساتھ پھیل گئی۔ جب رشیوں کو معلوم ہوا۔ کہ ان کا ریاضت کرنا ملک کے آئین کے خلاف ہے۔ تو وہ سب جمع ہو کر دارالحکومت میں آئے۔ اس زمانہ کی

بیٹے پیدا ہوئے۔ سب سے بڑے کا نام پرچینیا تھا۔ ان میں ایسی محبت تھی۔ کہ کسی کو دم بھر کی جدائی منظور نہ تھی۔ اس لئے لوگ ان کو پرچینیاگن کہتے تھے۔ جس کے معنی پرچینیا بر اور بس کئے جا سکتے ہیں۔ وہ سب کسی نامعلوم جگہ پر ریاضت کرنے لگے۔ مہاراجہ سلطنت ترک کرکے بان پرست آشرم میں داخل ہوگیا۔ اور وارث تخت و تاج کوئی نہ رہا۔ کچھ مدت تک کونسل حکومت کرتی رہی۔ بعد ازاں تمام اہلکار یکے بعد دیگرے ترک وطن کرکے دوسری ولایات کو چلے گئے۔ تجار اور کاشتکار بھی دوسرے ملکوں میں جا رہے۔ اور یہ ملک بالکل جنگل بن گیا۔ دیار و امصار خالی رہ گئے۔ سڑکوں پر جھاڑیاں پیدا ہوگئیں۔ تازہ کی زبانی پرچینیاگن کو اپنے ملک کی اس حالت کا علم ہوا۔ انہوں نے ریاضت چھوڑ کر اسلحہ جات جنگ ہاتھ میں لئے اور اپنے ملک کو پھر از سر نو آباد اور سر سبز و شاداب بنا دیا اور اس کی حالت پہلے سے بھی بہتر بن گئی۔

پرچینیا اور اس کے بھائیوں کی جوانمردی اور شجاعت۔ دانشمندی اور حسن اخلاق سے سلطنت بہشتینی کو روئے زمین کی مرکزی حکومت کا اعزاز حاصل ہوگیا۔ ان کے بعد اس کا بیٹا دکش پرجاپتی روئے زمین کے چکر درتی مہاراجہ کی حیثیت سے بہشتینی کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس کی بیٹی ستی مہادیو والی کیلاس پوری سے بیاہی گئی۔ اور دکش نے ایک ذرا سی غلط فہمی سے اپنے داماد سے ناراضگی پیدا کرلی۔ ایک یگیہ رچایا۔ تاکہ مہادیو کی توہین کی جائے۔ سب راجاؤں رشیوں اور دیوتاؤں کو مدعو کیا۔ لیکن اپنی لڑکی اور داماد کو خبر تک نہ کی۔ ستی کو جب معلوم ہوا۔ کہ باپ کے گھر عظیم الشان یگیہ ہے۔ اس نے سمجھا۔ شاید پیغامبروں کی غلطی سے ہم کو خبر نہیں دی گئی۔ اپنے خاوند سے اجازت لیکر باپ کے گھر آئی۔ مہادیو نے چلتی دفعہ ستی سے کہدیا۔ کہ

قابل رشک بن گیا۔ دوسرے بادشاہوں نے اس ملک کی ترقی کے اسباب معلوم کرنے کی غرض سے یہاں مخبر بھیجے۔ پرتھو نے اعلان کر دیا کہ غیر ملک کے لوگوں سے کوئی بھید چھپایا نہ جاوے۔ ان مدبروں نے اپنے اپنے ملکوں میں جاکر وہی طریقے جاری کئے۔ اور دوسرے بادشاہ از خود پرتھو کے مطیع ہوتے چلے گئے۔ ایک چیونٹی کا خون گرائے کے بغیر پرتھو ایک چکروائی (بلا شرکت غیرے) مہاراجہ بن گیا۔ دوسرے بادشاہوں اور رشیوں کی تحریک سے ہستناپور میں وسیع پیمانہ پر ایک یگیہ کیا۔ اور یہاں جمع ہوکر سب نے اتفاق رائے سے پرتھو کو راجہ کا خطاب دیا۔ اس سے پہلے دنیا کے فرمانروا پرجاپتی کہلاتے تھے۔ راجہ کا لفظ پرتھو سے ہی شروع ہوا ہے۔ رشیوں نے اپنی طرف سے روئے زمین کا سنگار کرنے والا کا اسے خطاب دیا۔ کرہ ارض اسکے نام سے پرتھوی کہلانے لگا۔ اپنے نام کی یادگار میں اس راجہ نے دریائے نربدا کے کنارے پر پرتھو پور شہر آباد کیا۔ اپنی دارالحکومت کے نزدیک دریائے سرسوتی کے کنارے پر سیڑھیاں بنوائیں۔ ان ایام میں دریائے گنگا کی ابھی پیدائش نہ ہوئی تھی۔ اس لئے پرتھو کی بنوائی ہوئی سیڑھیاں پرتھودک تیرتھ کے نام سے مشہور ہوگئیں۔ یہ تیرتھ طوفان نوح کے زمانہ تک مشہور رہا مورخ بیان کرتے ہیں۔ کہ ایسا بادشاہ آجتک روئے زمین پر پیدا نہیں ہوا پرتھو کے بعد اس خاندان میں مشہور راجہ بحت اشو ہوا۔ اس نے چاروں طرف فتح حاصل کی اور اطراف عالم کی حکومتیں اپنے چاروں بھائیوں کو عطا کیں۔ اس کی بہت پشتوں کے بعد مہاراجہ پراچین برہشی ایک جلیل القدر شہنشاہ ہوا۔ پورانوں میں لکھا ہے۔ کہ اس نے اپنے عہد فرمانروائی میں اتنے یگیہ کئے۔ کہ بھرت کھنڈ کی سرزمین کشا سے بھر گئی۔ پراچین برہشی کے ہاں ایک ہی شکل وصورت اور ایک جیسی قابلیتوں والے دس

تیسرا باب

کشتر یگ

یعنی

زمانہ شجاعت کے تواریخی واقعات

اب ہم تواریخ دنیا کے اس حصہ میں پہنچے ہیں۔ جہاں سے زمانہ شجاعت کے حالات اور واقعات تواریخی کے سلسلہ کا آغاز ہوتا ہے۔ سرشٹی سنہ ۱۲۵۴۱۴۴۰۱ سے دیوسوت منونتر کا آغاز ہوا۔ جسکو شروع ہوئے آج بارہ کروڑ پانچ لاکھ تینتیس ہزار چوبیس برس کا عرصہ ہوتا ہے۔ اوراق گذشتہ میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ مہادیو اور دکش پرجاپتی کی مسلسل اور متواتر معرکہ آرائیوں سے مخلوقات پر بہت بڑی تباہی آئی۔ روئے زمین پر صرف گنتی کے ہی آدمی رہ گئے۔ تبت کے دیوتاؤں کو فکر ہوئی کہ جملہ ممالک عالم کو از سر آباد کیا جائے۔ انہوں نے ہم مشورہ ہو کر سلطنت امرادتی کے ایک ماتحت سردار سورج والی تیجول واقعہ ملک تبت کے فرزند ارجمند منو کو آریوں کا راجہ منتخب کر کے ہندوستان کی سرزمین میں ایک زبردست نئی آریہ سلطنت قائم کرنے کا حکم دیا۔ اُس نے ہمالیہ پربت کو عبور کر کے شمالی ہند میں شہر اجودھیا کی بنیاد ڈالی۔ سنسکرت لٹریچر میں سورج کو دیوسوان بھی کہتے ہیں۔ اس لئے منو کو سورج کا بیٹا ہونے کی وجہ سے دیوسوت منو کہتے تھے۔ اس کے بعد مختلف زمانوں میں

معاملہ نازک نظر آتا ہے۔ ذرا سنبھل کر رہنا۔ اور نندی کو اس کے ہمراہ کر دیا۔ ستی باپ کے پاس آئی۔ کسی نے التفات نہ کی۔ بلکہ دکش نے یہاں تک کہہ دیا۔ کہ جب تم کو بلایا نہیں۔ کیوں یہاں چلی آئی۔ اور مہادیو کی شان میں بھی گستاخانہ الفاظ کہے۔ ستی سے برداشت نہ ہوسکا۔ وہ شاپ دے کر ہون کنڈ میں گر کر بھسم ہوگئی۔ مہادیو جیسے مردِ مرتاض سے یہ صدمہ برداشت نہ ہوسکا۔ وہ کیلاس سے اترا اور ہیشتیپی پر دھاوا بول دیا۔ مہادیو۔ دیتوں۔ اسروں۔ راکششوں والوں اور ناگوں وغیرہ کا روحانی بادشاہ تھا۔ ادھر دکش بھی چکرورتی فرمانروا تھا۔

دونوں طرف سے فوجیں آگئیں اور کورو کشیتر کے میدان میں قتل ہوتی چلی گئیں۔ مدت دراز تک یہ لڑائی بدستور جاری رہی اور ایک بھی نوجوان روئے زمین پر ایسا نہ رہا۔ جو کسی ایک طرف سے لڑ کر شہید نہ ہوا ہو۔ دکش قتل کیا گیا۔ سلطنت ہیشتیپی برباد کر دی گئی اس لڑائی میں اتنے نوجوان قتل ہوئے۔ کہ پنجاب کی سرزمین مقتولوں کی لاشوں سے بھر گئی۔ خون کی ندیاں بہہ گئیں۔ اور زمین سرخ ہوگئی لاشوں کی سڑاند سے عالمگیر وبائی امراض کی لہریں پیدا ہونی شروع ہوئیں سنسکرت لٹریچر میں بیان کیا گیا ہے کہ اس لڑائی کے اثرات سے عالمگیر وبائی امراض کی ۲۹ لہریں پیدا ہوئیں۔ جو یکے بعد دیگرے دنیا میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک پھیل کر مخلوقات کا ستیاناس کرتی گئیں۔ یہاں تک کہ سوائے ملک تبت کے انسان تو درکنار روئے زمین پر کوئی درخت۔ سبزی وغیرہ زندہ نہ رہے۔ تبت کی آب و ہوا چونکہ نہایت ہی زیادہ سرد خشک ہے۔ اسلئے وبائی امراض کا اس ملک میں دخل نہیں ہوسکتا۔ اس لڑائی کیساتھ ہی برہم یگ یعنی پہلے چھ منوستروں کا زمانہ ختم ہوگیا۔ اور تھوڑی ہی مدت بعد کشتر یگ یعنی زمانہ شجاعت کا آغاز ہوا۔ اب ہم اس دور میں اپنے توسن خامہ کا قدم رکھتے ہیں۔

نکل کر آریوں نے روئے زمین کے باقی ملک آباد کئے۔ کون کون سی سلطنتیں انہوں نے مختلف براعظموں میں قائم کیں۔ ان سلطنتوں نے کیا کچھ اقتدار اور عروج و کمال حاصل کیا۔ کس زمانہ میں ان حکومتوں کا کیا کچھ حشر ہوا۔ روئے زمین کی ہر ایک قوم کا اس کی ہمسایہ قوم کے ساتھ کیا کچھ تعلق تھا۔ ہر ایک ملک کی مجلسی۔ سیاسی اور مذہبی حالتوں میں کیا کیا تبدیلیاں رونما ہوتی چلی گئیں۔ ان تبدیلیوں کے اسباب کیا تھے۔ ہر ایک قوم کے اس کی ہم عہد اقوام کے ساتھ کیا کچھ تعلقات جانبین تھے۔ ایسی ایسی اور بھی بہت سی باتوں کا انکشاف ہو جاتا ہے۔ جنہیں علم تواریخ کی جان کہنا چاہئے۔

پوران اپنے زمانہ تصنیف کے رواج کے مطابق مذہبی رنگ میں لکھے گئے ہیں۔ اور ہندوؤں کی متبرک کتابوں میں ان کا شمار کیا جاتا ہے ان میں ہندوؤں کے رسم و رواج۔ اوضاع و اطوار۔ خوارق عادات مذہب اور اخلاق پر بڑی وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے۔ کہ جو لوگ ہندو دھرم کی ماہیت سے کما حقہ واقف نہیں ہیں وہ اس قیمتی ذخیرہ سے کچھ فائدہ حاصل نہیں کر سکتے۔ پورانوں میں ان اقوام کے حالات اور واقعات کو وضاحت کے ساتھ زیب قلم کیا گیا ہے۔ جو طوفان نوح سے پہلے روئے زمین پر پھیلی ہوئی تھیں۔ ان میں سے کئی قومیں نیست و نابود ہو گئیں۔ بہتوں کے نام بدل گئے۔ سکونت بھی منتقل ہوتی رہی۔ اور پورانوں میں ان سب اقوام کے حالات منتشر شدہ صورت میں پائے جاتے ہیں۔ ہماری کوشش یہ ہے۔ کہ ان سب واقعات کو چن کر اور ایک لڑی میں پرو کر اہل عالم کے روبرو پیش کریں۔

مذکورہ بالا سطور میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ پورانوں میں سوت منونتر کے آغاز سے حضرت نوح کے طوفان تک جو مسیح سے ۳۱۰۲ سال پہلے

اجودھیا سے نکل کر مختلف قوموں نے روئے زمین پر بڑی بڑی زبردست
بادشاہتوں کی بنیاد ڈالی۔ پورانوں کی تحریرات کے مطابق روئے زمین
کی موجودہ قوموں کا منبع و مخزن اور سرچشمہ اجودھیا کو سمجھنا چاہئے۔ اسلئے
دنیا بھر کے تمام شہروں میں سے اجودھیا کو راج تیرتھ یعنی حکومتوں کی
زیارت گاہ ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔ شہر اجودھیا ہندوؤں کے مشہور
اوتار سری رام چندر جی کی ولادت گاہ ہونے کے سبب سے ایک متبرک
تیرتھ مانا جاتا ہے۔ اور شمالی ہند میں ہمالیہ کے دامن کوہ میں آباد ہے

یورپین محققوں کی کوشش سے آج سے اڑھائی ہزار برس پیشتر
تک کے واقعات تواریخی پر کسی قدر روشنی پڑ گئی ہے۔ لیکن اس
کوشش سے دنیا کی قدیم تواریخ کے متعلق ایسی واقفیت بہم پہنچنے کا
ابھی تک کوئی ذریعہ پیدا نہیں ہوا۔ جس سے بیوسوت منونتر کے آغاز
سے لے کر اب تک کے ہر ایک زمانہ کے حالات اور واقعات تواریخی
مسلسل طور پر معلوم ہوسکیں۔ برخلاف اسکے جب ہم پورانوں کی تحریرات
کا بنظر غور مطالعہ کرتے ہیں۔ تو معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ ان کے مصنفوں
نے سلطنت اجودھیا اور اس کی تمام شاخوں کے تواریخی حالات نہایت
ہی قابلیت کے ساتھ ترتیب دے رکھے ہیں۔ شجرات حسب و نسب
اور تاجداروں کے واقعات عہد ایسی عمدگی کے ساتھ زیب قلم کئے ہیں
کہ جن سے نہ صرف ہندوستان بلکہ دنیا بھر کے ہر ایک ملک اور روئے
زمین کی ہر ایک قوم کے حالات اور بنی نوع انسان کی ہر ایک زمانہ
کی تہذیب۔ تمدن۔ تعلیم اور سیاست وغیرہ وغیرہ کا حال بڑی خوش اسلوبی
کے ساتھ منکشف ہو جاتا ہے۔

پورانوں میں اس امر کے متعلق کافی روشنی ڈالی گئی ہے۔ کہ زمانہ شجاعت
کی ابتدا سے لیکر آج تک کس کس وقت اور کس طرح سے اجودھیا سے

کہ ہندؤوں کی تواریخ سے ہر ایک زمانہ کے حالات اچھی طرح سے معلوم ہو جاتے ہیں۔ اور دنیا کی کسی قوم کی تواریخ اتنے پورانے زمانہ کی خبر نہیں دیتی۔ ہندو قوم کی قریباً آٹھ نو ہزار برس کی تواریخ بالکل مکمل ہے۔ اس سے پہلے بارہ کروڑ برس کی تواریخ مختصر طور پر پائی جاتی ہے۔ اور اس سے پیشتر پونے دو ارب سال کی آریہ قوم کی قومی سرگذشت عملی طور پر ملتی ہے اس لئے کسی شخص کو یہ کہنے کا حق حاصل نہیں ہے۔ کہ قدیم ہندو فن تواریخ سے محض ناآشنا تھے۔ اور ان کو تاجداروں کے واقعات عہد قلمبند کرنے نہیں آتے تھے۔

آئندہ اوراق میں ہم روئے زمین کی تمام بڑی بڑی سلطنتوں اور قوموں کے واقعات تواریخی مسلسل طور پر بیان کرینگے۔ جو اپنی مرکزی حکومت اجودھیا سے مختلف وقتوں میں نکل کر دنیا میں پھیلیں۔ مدت مدید اور عرصہ بعید تک برسر اقتدار رہ کر آخر کار نیست و نابود ہوگئیں۔ اور جو قومیں زمانہ حال میں برسر حکومت ہیں۔ ان کی اصلیت اور حقیقت پر روشنی ڈالی جائیگی۔

اجودھیا

[سورج بنسی خاندان کا نسب نامہ جس کا دور حکومت مسیح سے ۱۰۰ لم برس پہلے ختم ہوتا ہے۔]

(۱) دیوسورت منو (۵) بلکشی
(۲) اکشواکو (۴) پر بجے
(۳) ککشی (۵) بانڈ

واقعہ ہُوا۔ دنیا کی حکومتوں کے شجرات حسب ونسب درج کئے ہیں۔ لیکن وہ نسب نامے مکمل نہیں ہیں۔ صرف مشہور تاجداروں کے نام دیئے ہیں۔ مثال کے طور پر ہم ایک واقعہ کو پیش کرتے ہیں۔ ہستناپور کے فرمانروا مہاراجہ دلیپ نے اپنے نام پر شہر دلی آباد کیا۔ اور یہ شہر مسیح سے ۶۷۰۰ برس پہلے آباد ہُوا۔ ۶۶۴۳ برس قبل مسیح میں چوہان قوم کے مورث اعلیٰ چندر بھیج نے اس شہر کو اپنی صدر گاہ بنایا اس کی ۴۸ پشتوں نے مسلسل طور پر یہاں حکومت کے ڈنکے بجائے اور اس عرصہ میں ہستناپور کے کورد اور متھرا کے جادو دہلی کے چوہانوں کے باجگزار کی حیثیت سے حکومت کرتے رہے۔ بعد ازاں ہستناپور کے راجہ پرنتپ نے دِلی کے آخری چوہان حکمران سہدیو کو شکست دے کر دکن کی طرف بھگا دیا۔ اور دِلی کا علاقہ سلطنت ہستناپور کے ساتھ ملحق کر لیا۔ چونکہ دِلی میں چوہان قوم کی ۴۸ پشتوں نے حکومت کی اس لئے چندر بھیج کے ہمعصر یا کچھ عرصے پہلے گزرے۔ مہاراجہ دلیپ سے لے کر سہدیو چوہان کے ہمعصر پرنتپ تک کورد خاندان کے بھی تقریباً اتنے ہی تاجدار ہونے چاہئیں۔ لیکن پرانوں میں دلیپ کا بیٹا پرنتپ بیان کیا گیا ہے۔ اسلئے ظاہر ہے۔ کہ پرانوں میں بیان کردہ نسب نامے مکمل نہیں ہیں۔ صرف مشہور بادشاہوں کے نام اور واقعات درج کئے ہیں۔ جو لوگ ان نسب ناموں کی بنا پر فی پشت تیس چالیس سال فرض کر کے کسی تاجدار کے عہد حکومت کا زمانہ قائم کرتے ہیں۔ یہ ان کی بڑی غلطی ہے۔ ایسے مورخوں کی تحریرات کو صحیح واقعات کی بنا پر قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ان کا زمانہ وہی درست کہا جا سکتا ہے۔ جو سنسکرت لٹریچر میں بیان کیا گیا ہے۔

ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہم بلا خوف تردید کہہ سکتے ہیں۔

(۵۳)	انجس	(۷۶)	چندرشری
(۵۴)	انشومان	(۷۷)	کھٹوانگ
(۵۵)	دلیپ	(۷۸)	دیرگھ باہو
(۵۶)	بھاگیرتھ	(۷۹)	پرتھوشروا
(۵۷)	شرت	(۸۰)	پرجاپال
(۵۸)	نابھاگ	(۸۱)	و بیپ
(۵۹)	امبریکھ	(۸۲)	رگھو
(۶۰)	سندھودیپ	(۸۳)	اج
(۶۱)	ایوتا جت	(۸۴)	دسرتھ
(۶۲)	رتوپرن	(۸۵)	رام چندر
(۶۳)	آرت پرن	(۸۶)	کش
(۶۴)	سداس	(۸۷)	اتتھی
(۶۵)	سوداس	(۸۸)	ننده
(۶۶)	سروکرم	(۸۹)	نل
(۶۷)	انبه رن	(۹۰)	نابھ
(۶۸)	نگھن	(۹۱)	پنڈریک
(۶۹)	ان منتر	(۹۲)	کشیم دھنوا
(۷۰)	اری ناش	(۹۳)	بیر
(۷۱)	دل دوه	(۹۴)	دیوانیک
(۷۲)	اشک	(۹۵)	ربیانک
(۷۳)	مولک	(۹۶)	سہسراشو
(۷۴)	وشرتھ	(۹۷)	چندراوک
(۷۵)	ایل بل	(۹۸)	تارو پیڑ

(۶)	بجودھن	(۲۹)	ماندساتا
(۷)	ارن	(۳۰)	پروکتس
(۸)	اینیا	(۳۱)	دس سلہ
(۹)	پرتھو	(۳۲)	اینہ رن
(۱۰)	برندھو	(۳۴)	سم بھوت
(۱۱)	بشنوڑاشو	(۳۵)	ہریشو
(۱۲)	چیندر	(۳۶)	سدھنوا
(۱۳)	آرور	(۳۷)	تزدھنوا
(۱۴)	یوناشو	(۳۸)	ارن
(۱۵)	شراو	(۳۹)	تربارنیہ
(۱۶)	شراوسرت	(۴۰)	ست برت
(۱۷)	بدبداشو	(۴۱)	ست رتھ
(۱۸)	کوبیاشو	(۴۲)	ہریشچندر
(۱۹)	ورڑھاشو	(۴۳)	روہت
(۲۰)	پرمود	(۴۴)	ہرت
(۲۱)	ہریشو	(۴۵)	چنپک
(۲۲)	نکنبھو	(۴۶)	سدیو
(۲۳)	برگھتاشو	(۴۷)	بجے
(۲۴)	سنگھتاشو	(۴۸)	رُودک
(۲۵)	اکرشاشو	(۴۹)	برک
(۲۶)	پرسین جت	(۵۰)	باہو
(۲۷)	رن اشو	(۵۱)	است
(۲۸)	یوناشو	(۵۲)	سگر

راجگان کے نام اور دریافت کرکے درج کئے ہیں۔ ابھی تحقیقات جاری ہے۔ امید ہے۔ اور بھی بہت نام مل جائینگے۔ اس امر کی بحث کہ یہ نام کیوں اور کہاں سے لئے ہیں۔ بہت طویل ہے۔ اور اس مختصر تواریخ میں اس بحث کی گنجائش نہیں ہے۔ تواریخ اجودھیا میں مفصل طور پر روشنی ڈالنے کی کوشش کی جائیگی۔

تواریخی حالات :۔ وکش نگبیہ کے قیامت خیز واقعہ سے مخلوقات پر عموماً اور بنی نوع انسان پر خاص کر جو تباہی آئی۔ اسکے حالات سے سنسکرت لٹریچر بھرا پڑا ہے۔ آریہ سلطنتیں تباہ ہو گئیں۔ تو دیوتاؤں نے مشورہ کرکے نیجوولی واقعہ ملک تبت کے فرمانروا سورج کے بیٹے منو کو روئے زمین کا چکرورتی راجہ منتخب کرکے حکم دیا۔ کہ ہندوستان میں اپنی دارالحکومت بناکر دنیا کے ممالک پر حکمرانی کرے۔ چنانچہ اس نے ہمالیہ کے دامن کوہ میں دریائے سرجو کے کنارے پر اجودھیا نامی شہر تعمیر کیا۔ اور جہانبانی کرنے لگا۔ مدت تک اس کے ہاں کوئی اولاد نرینہ پیدا نہ ہوئی اس لئے مہرشی وشسشٹ کے مشورہ سے اپنی لڑکی ایلا کو مردانہ لباس زیب تن کرکے اجودھیا کا حکمران بنایا۔ اور کچھ عرصہ کے لئے اولاد نرینہ کی خاطر ریاضت کرنے چلا گیا۔ شاہزادی ایلا ایام فرمانروائی میں کوہ ہمالیہ کو عبور کرکے سیر و سیاحت کو گئی۔ سینورلی کے راجہ چندر ماں کے بیٹے بدھ سے شادی کرلی۔ وہاں پروردا نامی ایک لڑکا تولد ہوا۔ اور ایلا لڑکے کو وہیں چھوڑ کر اجودھیا میں واپس چلی آئی۔ اس عرصہ میں ویوسوت منو بھی ریاضت سے فارغ ہوکر واپس آیا۔ اور حکومت کرنے لگا۔ اب اس کے نو بیٹے پیدا ہوئے۔ بان پرست آشرم میں داخل ہونے کا وقت آیا۔ تو تقسیم مملکت کا کام وشسشٹ کے سپرد کرکے جنگل کو چلا گیا۔

(۹۹)	چندر تری	(۱۱۱)	بیارھرت
(۱۰۰)	چیندر	(۱۱۲)	شنکھو
(۱۰۱)	شرتابو	(۱۱۳)	اگھنت انشو
(۱۰۲)	زدوھو	(۱۱۴)	بیوشنت اشو
(۱۰۳)	پارپانز	(۱۱۵)	زشو سہہ
(۱۰۴)	سدھنوا	(۱۱۶)	ہرنیہ نابھو
(۱۰۵)	بل	(۱۱۷)	پشپ
(۱۰۶)	شل		ارتھ سندھ
(۱۰۷)	نل		دھرو سندھ
(۱۰۸)	اکنھو		شترو جت
(۱۰۹)	بجرناجو		سدرشن
(۱۱۰)	سوگن		اگنی برن

نسب نامہ کی صحت :- پیشتر ازیں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ طوفان نوح سے پہلے زمانہ کے شجرات حسب و نسب جو پورانوں میں مرقوم ہیں۔ وہ مکمل نہیں ہیں۔ صرف مشہور تاجداروں کے نام دئے گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ ایک پوران میں بیان کردہ نسب نامہ دوسرے پوران سے نہیں ملتا۔ پانچ سات ناموں کی تبدیلی ضرور پائی جاتی ہے۔ زمانہ حال کے مورخ اصلیت کو نہ سمجھتے ہوئے پشتوں کو تعداد کو قائم رکھتے ہیں۔ مناسب تو یہ ہے۔ کہ تمام پورانوں سے اقتباس کر کے حتی الوسع مکمل نسب نامہ تیار کرنے کی کوشش کی جاوے۔ ہم نے ایسے مورخوں کی اندھا دھند پیروی نہیں کی۔ چنانچہ تمام مورخ سری رام چندر کو مہاراجہ اکشواکو کی ۷۵ ویں پشت میں بیان کرتے ہیں۔ لیکن ہم نے انہیں ۸۰ ویں پشت میں لکھا ہے۔ ہم نے مختلف پورانوں سے ۲۷

پہاڑی سرزمین کی حکومت ملی۔ جہاں آجکل نیپال۔ بھوٹان اور سکم کی ریاستیں واقعہ ہیں۔ مہاراجہ کرودھ کے نام پر پہلے اس علاقہ کا نام کرودھ دیش مشہور ہوا۔ اور اس کی اولاد مدت مدید اور عرصہ بعید تک یہاں حکومت کرتی رہی۔

اکشواکو کے چھٹے بھائی دھرشٹ سے سورج بنسی راجپوتوں کے دھارشٹ خاندان کی بنیاد پڑی۔ پرکھ دھر کو افغانستان اور بلوچستان کے ملک دیئے گئے۔ اس نے وہاں اپنی حکومت کی بنیاد ڈال کر وسیع پیمانہ پر ایک یگیہ کیا۔ پہلے یہ رواج تھا۔ کہ یگیہ منڈپ میں پشوؤں کو کھڑا کر دیا کرتے تھے۔ اور قربانی کی رسم آریوں میں ہرگز نہ تھی۔ وکش یگیہ کی لڑائیوں کے اثر سے پیدا شدہ وبائی امراض سے دنیا کے مویشی بھی مارے گئے۔ اس لئے اکشواکو اور اس کے بھائیوں نے جتنے یگیہ کئے۔ پشو نہ ملنے کی وجہ سے ان میں پشوؤں کو کھڑا کرنے کا رواج بھی متروک ہو گیا۔ لیکن پرکھ دھر نے ویدمنتروں کا ارتھ غلط سمجھکر پشوؤں کی قربانی جاری کر دی۔ جب اور پشو ملنے بند ہو گئے۔ تو اس نے گائے کی قربانی شروع کر دی۔ اس سے ایشیائی ممالک میں ہی نہیں۔ بلکہ روئے زمین کے تمام آریوں میں بہت بڑی کھلبلی مچ گئی۔ رشیوں نے جمع ہو کر پرکھ دھر کا یگیہ بند کر دیا۔ اس کا یگیوپوت اتار کر شودروں میں داخل کر دیا۔ اور اس کی اولاد شودر بن گئی۔ حکومت سے بھی برطرف کر دی گئی۔

اکشواکو کے دو بھائیوں کش ناجھ اور ارشٹ کی اولاد کا پتہ نہیں مل سکا۔ ان کے حالات مورخوں کی یاد سے فراموش ہو گئے۔

مہاراجہ اکشواکو والئی اجودھیا کی رانی کا نام سدیوا تھا۔ جو کاشی کے راجہ بیدراج بیر کی بیٹی تھی۔ اس کے علاوہ اور بھی کئی رانیاں تھیں

چونکہ شاہزادی ایلا ابھی تک مردانہ بباس ہی زیب تن کرتی تھی اور لوگوں میں ایل یا سدیومن نامی شاہزادہ کے نام سے مشہور تھی اس لئے مہرشی وشسشٹ نے اس خیال سے کہ یہ بھید کسی پر ظاہر نہ ہو۔ کہا کہ سدیومن کم پرشس ہے۔ یعنی مردانہ اوصاف سے عاری ہے۔ اسلئے سلطنت اجودھیا کے تاج و تخت کے قابل نہیں ہے۔ اس نے اکشواکو کو اجودھیا کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز کیا۔ اور ہندوستان کی حکومت اس کے ہاتھوں میں دیدی۔

دوسرے بیٹے نرکھینت کو ملک ایران کی حکومت دی۔ اس کے بیٹے شک کے نام پر یہ ملک شاکادیپ کہلانے لگا۔ اور شک کی اولاد کے کشتری شک خاندان کے نام سے شہرت پذیر ہوئے۔ شک قوم کی عظمت و شوکت کے حالات سے نہ صرف سنسکرت لیٹریچر ہی بھرا پڑا ہے۔ بلکہ وسطی اور مغربی ایشیائی ممالک کی تواریخ میں اس کا بار بار ذکر آیا ہے سن عیسوی سے بہت عرصہ پہلے اس قوم نے یورپ کو فتح کر لیا۔ اور اٹلی کی عظیم الشان سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ جولیس اور گسٹس وغیرہ شاہان روم اسی خاندان سے ہوئے ہیں۔ چھٹی صدی عیسوی تک ایران کی شک قوم ہندوستان پر حملے کرتی رہی اس لئے اس قوم کے متعلق مورخین زمانہ حال کو زیادہ تعارف کرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ بعد ازاں یہ قوم مسلمان ہوگئی۔ اور اب مغلوں۔ افغانوں اور ترکوں میں نام تبدیل کردہ بہت سے خاندان باقی ہیں۔ شریاتی نے گجرات کاٹھیاواڑ میں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اور اس کی اولاد میں سے انرت ایک مشہور تاجدار ہوا۔ جس کے نام پر اس ملک کا نام انرت دیش کہلایا مہاراجہ جگاتی والی پریاگ سے کچھ عرصہ پہلے مغربی حملہ آوروں نے اس خاندان کی حکومت کا چراغ اقبال گل کردیا۔ کردکھو کو ہمالیہ کی

بلاشی کے بعد راجہ پرنجے جس کا دوسرا نام گکستھ بھی تھا۔ اجودھیا کے تخت پر جلوہ افروز ہُوا۔ اس نے راجہ اندر والی امرادتی کی امداد میں دیتیوں کو شکست دی۔ اس کی کئی پشت بعد راجہ شاوست ہُوا۔ اس نے اپنے نام کی یادگار میں بنگال میں شاوتی پوری شہر آباد کیا۔ اس کے بہت مدت بعد مشہور فرمانروا برہداشو اجودھیا کا حکمران ہُوا۔ مدت تک حکومت کرنے کے بعد جب وہ تاج و تخت اپنے بیٹے کو بیاشو کے سپرد کر کے جنگل کی طرف روانہ ہونے لگے۔ تو اتنگ رشی نے اطلاع دی۔ کہ علاقہ مردھنوا کے صحرائے اُجاتک میں مادھو راکششں کے بیٹے دھند نے ایک زمین دوز قلعہ تعمیر کر کے سکونت اختیار کر لی ہے۔ وہ گرد و نواح کے علاقہ کو لوٹ کر زر و مال اپنے باپ کے پاس بھیجتا ہے۔ اور اس کی غارت گری سے سارا علاقہ تباہ ہو گیا ہے۔ اسر راجاؤں کے ساتھ اس کا نامہ و پیام جاری ہے جب سلطنت اجودھیا کے فرمانروا کو کسی دوسری طرف مصروف دیکھیگا تو اسروں کی جمعیت سے کر اس سلطنت کو برباد کر دے گا۔ اس کا تدارک کرو۔ اس پر مہاراجہ کو بیاشو بہت سی سپاہ لے کر حملہ آور ہُوا۔ اور قلعہ شکن توپوں سے اس کا قلعہ تباہ کر کے راکششوں کا قلع قمع کر دیا۔ اس لڑائی میں کو بیاشو کی اکیس ہزار سپاہ میدان جنگ میں ماری گئی۔ بعد فتح یابی کے اس کا نام دھندمار مشہور ہُوا۔

کو بیاشو کے کئی پشت بعد مشہور راجہ یووناشو ہُوا۔ اس کے عہد میں افغانستان کے راجہ انگار نے بغاوت کی۔ یووناشو نے حملہ کیا۔ اور ۱۴ ماہ کی خونریز جنگ کے بعد انگار کو فتح کیا۔ اس کے بعد ماندھاتا زبردست حکمران ہُوا۔ اس کی تعمیر کرائی ہوئی عمارات کے کھنڈرات اب تک آسام میں پائے جاتے ہیں۔ اس کے عہد میں لنکا کے راجہ

پورانوں میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ اکشواکو کے ایک سو ایک بیٹے تولد ہوئے۔ ان میں سے شکنی وغیرہ پچاس بیٹے ہمالیہ پربت کو عبور کر کے چین چینی تاتار اور روس تک میں پھیل کر جداگانہ حکومتیں قائم کر کے جہانبانی کرنے لگے۔ اور پچاس راجکمار سمندروں سے گذر کر دوسرے براعظموں اور جزائر میں پھیل کر آباد ہوگئے۔ اور وہاں حکومت کرنے لگے۔ اور ککشی اجودھیا کے تخت پر جلوہ افروز ہوا۔

ککشی کے بکلکشی۔ نمی اور ونڈ تین بیٹے تولد ہوئے۔ بکلکشی اجودھیا کے تخت پر بیٹھا۔ اور نمی نے ترہت ویش میں جے انت پور نامی شہر آباد کر کے جداگانہ حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بیٹے متھل نے متھلا پوری شہر بسایا۔ اور اسے اپنی صدر گاہ بنا کر حکومت کرنے لگا۔ متھل کے بیٹے جنک نے علم الروح کی اشاعت میں بہت بڑا نام پایا۔ اور اس کے نام پر متھلا پوری شہر جنک پوری کہلایا۔ اور اس کا خاندان جنک بنش کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ خاندان طوفان نوح کے زمانہ تک وہاں حکومت کرتا رہا۔

ونڈ کو اس کے باپ نے بندھیاچل اور نیل گری کے درمیان کا علاقہ دیا۔ اور اس نے رمبیہ پربت پر مدھو پوری شہر آباد کر کے حکمرانی شروع کی۔ یہ راجہ کئی ایک علوم میں ماہر کامل اور علم جنگ کا فاضل بے بدل تھا۔ اسکی جود و سخا کی شہرت سنکر بہت رشیوں نے وہاں رہائش اختیار کی۔ نجار اور کاشتکار بھی دوسرے ملکوں سے جا کر وہاں آباد ہوگئے۔ اور دکن کا علاقہ تھوڑے ہی عرصہ میں سرسبز شاداب ہوگیا۔ لیکن بدقسمتی سے راجہ ونڈ نے بھرگو کی بیٹی کو زبردستی عقد مناکحت میں لانا چاہا۔ اسپر رشی نے راجہ کو قتل کر دیا۔ اور یہ ملک برباد کر دیا۔ اور راجہ ونڈ کے نام پر ونڈک بن مشہور ہوا۔

(۳) تال جنگھا۔ یہ بھی ب ہے خاندان کی ایک شاخ تھی۔ اور اس کی حکومت وسط ہند میں تھی۔

(۴) ہہلکو اور (۵) سرب یہ قومیں ہمالیہ کے پہاڑوں میں برسر اقتدار تھیں۔

جنوبی ہند میں کوشل۔ چول۔ کیبول۔ کوتنن۔ کوشل۔ کونکن اور کشکندھک یا باز یہ قومیں حکومت کرتی تھیں۔ ان میں سے باز کشمیر سے جلا وطن ہوکر یہاں حکومت کرتے تھے۔ اور باقی سب قومیں پنند نمبی کی شاخیں تھیں۔

(۱۳) بنگال میں ان ایام میں بنگ قوم برسر اقتدار تھی۔ جو ترکستان (باختر) کے انگ خاندان کی ایک شاخ تھی۔

(۱۴) پنجاب۔ ان دنوں مدر قوم کے قبضہ اقتدار میں تھا۔ یہ قوم بھی باختر کے انگ خاندان کی شاخ تھی۔ اور اس کے نام پر یہ ملک ان دنوں مدرو دیش کے نام سے شہرت پذیر تھا۔

(۱۵) افغانستان۔ کمبوج یہاں حکمران تھی۔ یہ بھی باختر کے انگ خاندان کی شاخ تھی۔ اور اس کے نام پر افغانستان ان دنوں کمبوج دیش کہلاتا تھا۔

(۱۶) بلوچستان۔ یہاں بھی انگ خاندان کی ایک شاخ وارب حکمران تھی۔ اور اسکے نام پر یہ ملک وارب دیش کہلاتا تھا۔ شک پارد اور پلہو یہ تین قومیں ایران میں برسر اقتدار تھیں۔

(۲۰) ترکستان۔ توکھار قوم کے قبضہ اقتدار میں تھا۔ اور اس کے ہی نام پر توکھار استھان کہلاتا تھا۔

(۲۱) کھس۔ بحیرہ کیسپین کے گرد و نواح میں کھس قوم حکمران تھی اور کشمیر سے نقل مکان کر کے وہاں آباد تھی۔

راؤن نے اجودھیا پر فوج کشی کی۔ لیکن شکست کھا کر واپس لوٹ گیا۔ کئی پشت بعد مہاراجہ انیہ ان اجودھیا کا حکمراں ہوا۔ اس کے عہد میں لنکا کے راجہ راؤن نے اجودھیا پر فوج کشی کی۔ انیہ ان دس ہزار ہاتھی چالیس ہزار اسپ سوار ساٹھ ہزار رتھ اور بہت سی پیدل سپاہ لے کر مقابلہ کے لئے نکلا۔ لیکن میدان جنگ میں زخمی ہو کر مارا گیا اور راؤن فتح و نصرت کے پھریرے اڑاتا لنکا کو واپس گیا۔ پھر کئی پشت کے بعد مشہور فرمانروا ستیہ برت اجودھیا کے تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس کی مضبوط قوت ارادی کی بہت سی داستانیں پورانوں میں مرقوم ہیں۔ اس کا دوسرا نام ترشنکو بھی تھا۔ اسکے بہت مدت بعد ہرشچند تخت نشین ہوا۔ جسکی جودوسخا کی داستانیں ہر ایک ہندو کے زبان زد چلی آتی ہیں۔ مہاراجہ باہو کے عہد تک اجودھیا کی سلطنت کا عروج و اقبال آفتاب و ماہتاب کی مانند چمکتا رہا۔ لیکن اسکے بیٹے است کی نالائقی کی وجہ سے یہ حکومت کمزور ہو گئی۔ تمام ماتحت ریاستیں خودسر ہو گئیں۔ ہندوستان اور ایشیا میں بہت بڑی بے چینی پھیل گئی۔ اس وقت ہندوستان اور مغربی ایشیا میں حسب ذیل قومیں برسر اقتدار تھیں۔ انہوں نے خودسر ہو کر اپنی اپنی طاقت بڑھانے اور دوسروں پر غلبہ پانے کے لئے جدوجہد شروع کر دی۔ اور تمام راجگان کوشش کرنے لگے۔ کہ دوسروں کو مطیع کر کے اپنی سلطنت کو ایشیائی ممالک کی مرکزی حکومت کے رتبہ تک پہنچائے۔

(۱) اجودھیا۔ یہاں سورج بنسی خاندان حکمراں تھا۔ اور اس کو ایشیا کی مرکزی حکومت کا اعزاز حاصل تھا۔

(۲) ہستینی۔ یہاں ہے ہے خاندان کا حکومت کرتا تھا۔ جو چندر بنس کی ایک شاخ تھا

شمالی ہند کی سرزمین کو آباد اور سرسبز و شاداب بنانے کے کام میں معروف رہے۔ مہاراجہ سداس سے عہد مودلت عہد تک اجودھیا کے سورج بنسی خاندان کا ستارہ اقبال ترقی پر رہا۔ بعد ازآں اس میں کمزوری کے آثار پیدا ہو گئے۔ ہیشتینی کے بے بے خاندان نے پھر طاقت پکڑی اور خلیج بنگالہ سے بحر قلزم تک تمام ایشیائی ممالک کے قابض بن گئے لیکن پرسرام فرزند جمدگنی رشی نے اہیشتینی کے راجہ سہسرارجن کو قتل کر کے ہیشتینی خاندان کی ساری طاقت توڑ دی۔ مدت مدید اور عرصہ بعید تک ایشیا و یورپ [illegible] طوائف الملوکی کا بازار گرم رہا اجودھیا ایک گمنام سی ریاست رہ گئی۔ بعد ازاں مہاراجہ اجودھیا کے تخت سلطنت پر مہاراجہ کھٹوانگ جلوہ افروز ہوا۔ اس نے اس سلطنت کی مردہ رگوں میں از سر نو جان ڈال دی۔ اور بحر الکاہل سے لے کر بحر روم تک تمام ایشیائی ممالک کو فتح کر کے یورپ اور افریقہ کے بادشاہوں کو بھی اپنا باجگذار بنا لیا۔ اس کے بعد اس کا پوتا مہاراجہ رگھو اجودھیا کے تخت پر بیٹھا۔ اس نے [illegible] ہوتے ہی زبردست سپاہ لے کر مشرق کی طرف روانہ ہوا۔ تمام ملکوں کو زیر کرتا ہوا بحر الکاہل تک جا پہنچا۔ اور سمندر کے ساحل پر اپنی فتح کی یادگار میں ایک مینار نصب کر دیا۔ پھر جزیرہ نما ہند چینی۔ جنوبی جزائر بنگال۔ سوہم۔ اتکل۔ کلنگ اور پانڈیہ دیش کو فتح کر کے راس کماری پر دوسرا مینار نصب کرایا۔ بعد ازآں کیرل دیش۔ بلوچستان۔ ایران۔ عرب۔ روم کو فتح کر کے ایشیا کوچک کے مغربی ساحل پر تیسرا مینار نصب ہوا دیا۔ بعد ازآں ہون (تاتار قندھار) افغانستان۔ ہرات (مشرقی ترکستان) اور تمام شمالی ممالک ایشیا کو تسخیر کرتا ہوا اجودھیا میں واپس آیا۔

رگھو کے پوتے مہاراجہ دسرتھ کے عہد میں مصر کے بادشاہ شمبر نے

(۲۲) ایشیا کوچک :- یہاں شالب قوم کے حکمران جہانبانی کرتے تھے ان کا صدر مقام شالب شہر تھا۔ جو آج کل حلب کے نام سے شہرت پذیر ہے۔

(۲۳) عرب :- اس ملک میں یون قوم کی حکومت تھی۔ جو ہندوستان کے تال جنگھا خاندان کی ایک شاخ تھی۔

یہ سب قومیں مہاراجہ است والی اجودھیا کی نا قابلیت کی وجہ سے بغاوت کا جھنڈا بلند کر کے اپنی اپنی طاقت بڑھانے کے لئے ایک دوسری سے لڑنے لگیں۔ اس کشمکس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ ہیہئیتی کے ہیہئے خاندان نے ہندوستان کے تمام راجاؤں کو مطیع کر کے اپنا باجگذار بنا لیا۔ افغانستان کی کمبوج قوم نے پنجاب اور بلوچستان کو فتح کر لیا۔ ایران کے پاردوں نے پلہو اور شک قوم کو اپنا باجگذار بنا لیا۔ اور یونوں نے مغربی ایشیا کی تمام قوموں کو فتح کر لیا۔ اب جنوبی مغربی ایشیا میں ہیہئے۔ کمبوج۔ پارد۔ یون یہ قومیں سب پر غالب آئیں۔ اور ان میں لڑائیاں ہونے لگیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ ہیہئے خاندان کی طاقت سب پر غالب آ گئی اور خلیج بنگالہ سے لے کر بحرہ قلزم تک اسی قوم کا جھنڈا لہرانے لگا۔ راجہ مہشیتی نے تمام ماتحت اقوام کو ہمراہ لے کر اجودھیا پر حملہ کر دیا۔ راجہ است مقابلہ کی تاب نہ لا کر بھاگ نکلا اور اجودھیا بھی سلطنت مہشیتی کے ماتحت قرار دی گئی۔

است کے بیٹے مہاراجہ سگر نے اپنی خاندانی عظمت بحال کر دی اس نے سب سے پہلے اپنی دارالحکومت اجودھیا ہیہئے خاندان سے آزاد کرائی۔ اور پھر آہستہ آہستہ تمام خودسر راجاؤں کو یکے بعد دیگرے فتح کر کے اجودھیا کا باجگذار بنا یا۔ اور سورج بنس کی حکومت پہلے سے بھی زیادہ مستحکم بنیادوں پر قائم کر دی۔ سگر کے بعد انشومان۔ دلیپ اور بھاگیرتھ یہ تینوں تاجدار کوہ ہمالیہ کو چیر کر گنگا کو لانے اور اس کے ذریعہ سے

(۵) تکشش فرزند بھرت تکشلا مغربی پنجاب
(۶) پشکل " " پشکلاوتی
(۷) انگد " لچھمن کاراپتھ حصہ اول
(۸) چندرکیتو " " حصہ دوم

سری رام چندرجی کے بعد کش نے کچھ عرصہ تو گجرات میں ہی اپنی دارالحکومت رکھی ۔ لیکن بعد ازاں اجودھیا کو از سر نو آباد کر کے اپنی صدر گاہ بنایا ۔ اس کے آخری ایام حکومت میں دانودمن نے امراوتی پر حملہ کیا ۔ راجہ اندر نے کش کو اپنی امداد کے لئے بلایا ۔ چنانچہ اسی لڑائی میں اسکے ایسا کاری زخم لگا ۔ کہ امراوتی میں ہی راہی ملک عدم ہوا ۔ اس کی کئی پشت بعد راجہ نل جودھیا کے تخت پر جلوہ افروز ہوا ۔ اس نے اپنے نام کی یادگار میں نرور شہر آباد کر کے اپنے چھوٹے بیٹے کو وہاں کا حکمران بنایا ۔ اسکے بہت مدت بعد راجہ وید دسندھ کے مرنے پر اُس کے دو بیٹوں سدرشن اور شترو جت میں جھگڑا پیدا ہوگیا ۔ دونوں ابھی نا بالغ تھے ۔ ان کی امداد کے لئے ہیرسین والی کلنگ ویش اور جودھاجت والی اجین اپنی اپنی سپاہ لے کر اجودھیا میں چلے آئے ۔ اور لڑائی شروع ہوگئی ۔ اس لڑائی میں ہیرسین مارا گیا ۔ اس کا نواسہ سدرشن بھاگ گیا ۔ اور جودھاجت والی اجین نے اپنے نواسہ شترو جت کو اجودھیا کا راجہ بنایا ۔ بہت مدت بعد کاشی کے راجہ سباہو کی لڑکی ششی کلا کے سوئمبر میں سدرشن نے اپنے دشمنوں شترو جت والی اجودھیا اور جودھاجت والی اجین کو قتل کر کے اجودھیا کے تخت سلطنت پر قبضہ کیا ۔ سدرشن کی کئی پشت بعد مہاراجہ اگنی ورن تخت نشین ہوا ۔ لیکن وہ عیش و عشرت میں پڑ گیا ۔ اور آخر کار دق کی

امراوتی پر حملہ کر دیا۔ راجہ اندر نے دسرتھ کو اپنی امداد کے لئے بلایا۔ چنانچہ دسرتھ نے شنبر کو میدان جنگ میں شکست دے کر دانوں کو بھگا دیا۔ اور وہ لوگ سلطنت اجودھیا کے جانی دشمن بن گئے۔ اس کو تباہ کرنے کی غرض سے شنبر کے بیٹے مے نے اپنی بیٹی مندودھی کی شادی راون سے کر کے شاہان لنکا سے دوستی پیدا کر لی۔ اور اہل مصر کی امداد سے راون نے سارا جنوبی ہند اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اور لنکا و مصر کے بادشاہ مل کر سلطنت اجودھیا کو برباد کرنے کی تاک میں لگے تھے۔ کہ سری رام چندر جی نے لنکا پر حملہ کر کے راون کو قتل کر دیا۔ اور اس کی ساری طاقت توڑ دی۔ اس کے بعد رام چندر جی نے اشومیدھ یگیہ کیا۔ ان کا بھائی شتروگھن فتوحات ملکی کے لئے روانہ ہوا۔ مشرقی ایشیا کی ریاستوں امی چھتر پور رتن تٹ۔ چکر انکا۔ تیج پور کو فتح کر کے اسٹریلیا کو گیا۔ وہاں کے بادشاہ ودن مالی کو شکست دے کر امریکہ میں گیا۔ وہاں دیو پور وغیرہ کئی ریاستوں کو فتح کر کے ھاکناٹے بیرنگ کے راستہ سے ایشیا میں وارد ہوا۔ اور شمالی و وسطی ایشیا کی کنڈل پور وغیرہ بہت سی ریاستوں کو فتح کرتا ہوا اجودھیا میں واپس آیا۔

سری رام چندر جی کے آخری ایام حکومت میں ہندوستان کے بہت سے حصوں میں بغاوت کے آثار پیدا ہو گئے۔ انہوں نے بغاوت کو فرو کر کے اس ملک کو آٹھ صوبوں میں منقسم کر دیا۔ اور اپنے بیٹوں و بھتیجوں کو وہاں کا گورنر مقرر کیا۔ جس کی تفصیل اس طرح پر ہے۔

(۱)	کشن	فرزند رام چندر	کشن استھلی یعنی گجرات کاٹھیاوار
(۲)	لو	″	شراوتی یعنی دکن شوار شٹر
(۳)	چسترکنتو	″ شتروگھن	متھرا
(۴)	سباہو	″ ″	ودشا پوری

(۵)	جحاتی	(۲۸)	ہستی
(۶)	پرو	(۲۹)	اجمبرڈھ
(۷)	جھنیچ	(۳۰)	رکش
(۸)	پرچن دان	(۳۱)	سنرن
(۹)	پرشیر	(۳۲)	کرد
(۱۰)	سنیو	(۳۳)	پریکشت
(۱۱)	اجبید	(۳۴)	جھنیچے
(۱۲)	سدیومن	(۳۵)	سرتھو
(۱۳)	بہوگو	(۳۶)	بدورتھو
(۱۴)	سنجاتی	(۳۷)	سردھوم
(۱۵)	اہم جاتی	(۳۸)	بجے سین
(۱۶)	رودراشو	(۳۹)	آنوی
(۱۷)	رچیئو	(۴۰)	ایوتایو
(۱۸)	متی نار	(۴۱)	اکرودھن
(۱۹)	تنسو	(۴۲)	دیوانتھی
(۲۰)	انل	(۴۳)	رکش
(۲۱)	سردھ	(۴۴)	بھیم سین
(۲۲)	دشمنت	(۴۵)	دلیپ
(۲۳)	بھرت	(۴۶)	پرتیپ
(۲۴)	بتھ	(۴۷)	شانتن
(۲۵)	اجمینو	(۴۸)	چترانگد
(۲۶)	برہت کشتر	(۴۹)	بچترسیریہ
(۲۷)	سہوتر	(۵۰)	پنڈو

بیماری سے مر گیا۔ اس کی رانی لیشووتی اپنے بیٹے سنگیگھ کی نابالغی کی وجہ سے حکومت کرنے لگی۔ لیکن گردو نواح کے دشمنوں نے مل کر اجودھیا پر حملہ کر دیا۔ اور لیشووتی اپنے کمسن بیٹے سنگیگھر کو ہمراہ لیکر بھاگ گئی۔ اجودھیا میں کسی اور خاندان کا قبضہ ہوگیا۔ اور سنگیگھر نے جوان ہوکر اپنا ملک واپس لینے کے لئے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے۔ مگر اسے کامیابی نہ ہوئی۔ آخر وہ ہمالیہ کی ترائی میں بھدرا نامی ریاست قائم کرکے حکومت کرنے لگا۔ جنگ مہا بھارت میں سنگیگھر کی اولاد میں سے برہدبل وید ودھن کی امداد کرتا ہوا مارا گیا۔ وہ بھدرا میں حکومت کرتا تھا۔ اور اجودھیا میں ان ایام میں راجہ نگن جیت برسر حکومت تھا۔ یہ اس خاندان میں سے تھا۔ جس نے رانی لیشووتی کو شکست دی تھی۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اجودھیا سے سورج بنسی خاندان کل یگ کے آغاز سے ۹۰۰ برس پہلے یعنی ۱۰۰۴ برس قبل از مسیح بیدخل ہو چکا تھا۔ یہ بات ریاست جموں کی قدیم تواریخ سے ظاہر ہوتی ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ اگنی برن کا بیٹا اگنی گربھ کل یگ سے ۹۰۰ برس پہلے اجودھیا سے نکلا۔ اور اس کی اولاد نے جموں۔ کشمیر۔ یارقند۔ خیوا وغیرہ علاقہ جات ترکستان کو اپنے قبضہ میں کرکے بہت سی بڑی بڑی حکومتوں کی بنیاد ڈالی۔

(۱۵) ہستناپور

(چندر بنسی خاندان۔ ویوسوت منونتر کے آغاز سے ۱۷۶ء قبل مسیح تک)

(۱) مہاراجہ ایلا (۳) آیو

(۲) پروروا (۴) نہش

جگہ واقعہ تھا۔ جہاں آجکل دریائے گنگا کے کنارے پر جھونسی آباد ہے
یہ بھی ذکر کیا جا چکا ہے۔ کہ ملکہ ایلا کی شادی پشوورتی واقعہ ملک تبت کے حکمران
چندرماں کے بیٹے بدھ سے ہو چکی تھی۔ پرتشٹھان پور کی حکومت پر سرافراز
ہو کر ملکہ ایلا ایک ماہ اپنی دارالحکومت میں مردانہ لباس پہن کر حکومت کرتی
اور ایک مہینہ زنانہ لباس زیب تن کرکے اپنے خاوند کے گھر چلی جاتی
ایک لڑکا پرورواا سکے بطن سے پہلے پیدا ہو چکا تھا۔ تین لڑکے انگل۔
گے اور ہرتاشواب پیدا ہوئے۔ مدت تک حکومت کرنے کے بعد ایلا
نے اپنا ملک چاروں بیٹوں میں منقسم کر دیا۔ پرورواکو پرتشٹھان پور
کی حکومت دی۔ انگل نے اپنے نام پر انگلاپوری شہر آباد کرکے
اپنی صدرگاہ بنایا۔ یہ شہر اس جگہ واقعہ تھا۔ جہاں آجکل ہندوؤں کا
مشہور تیرتھ جگنناتھ پوری ہے۔ گے نے اپنے نام پر گیا شہر آباد کیا۔
اور اسے اپنی دارالحکومت قرار دیا۔ یہ شہر آج تک اسی نام سے مشہور
ہے۔ ہندوؤں اور بودھوں کا تیرتھ مانا جاتا ہے۔ ہرتاشو نے مغربی ہند
میں وگیامیاپوری شہر آباد کرکے حکمرانی شروع کی۔ اس کا دوسرا نام
وگ پسچھابھی پورانوں میں لکھا ہے۔ جس کے معنی مغربی سمت میں واقعہ
شہر کے ہیں۔

پرورواکے بہت عرصہ بعد مہاراجہ آئیو پرتشٹھان پور کے تخت
سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس نے ایشیا۔ یورپ اور افریقہ کے
تمام تاجداروں کو فتح کرکے اپنا باجگزار بنایا۔ اور مصر کے بادشاہ
سورابھانو کو شکست دے کر اس کی بیٹی پربھا کے ساتھ شادی کی جسکے
بطن سے سات بیٹے تولد ہوئے۔ ان میں سے ہنش پرتشٹھان پور
کے تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ اور دوسرے بیٹے رجی نے امراوتی کے
راجہ اندر کو دیتوں کے خلاف جنگ میں اس شرط پر مدد دی۔ کہ امراوتی

(۵۱) دھرتاشٹر (۵۲) دریودھن

صحت نسب نامہ:- یہ نسب نامہ مکمل نہیں ہے۔ صرف مشہور تاجداروں کے نام بیان کئے گئے ہیں۔ اوراق گذشتہ میں بیان کیا گیا ہے کہ صرف دلیپ اور پرتیپ کے درمیان ۸۰ کے قریب راجاؤں نے ہستناپور میں حکومت کی۔ چونکہ وہ سب فرمانروا دلی کے چوہانوں کے باجگذار رہے تھے۔ اس لئے پورانوں کے مصنفوں نے ان کے نام چھوڑ دیئے ہیں۔ اسی طرح سے نہ معلوم چندر بنس کی کتنے لاکھ پیڑھیوں نے ہستناپور میں جہانبانی کی۔ لیکن امتداد زمانہ کے باعث ان کے نام اور واقعات عہد موجودہ کے مورخوں کی یاد سے فراموش ہوگئے۔ اس لئے پشتوں کی بنا پر راجاؤں کے عہد حکومت کا زمانہ قائم کرنا خلاف واقعات ہے۔

تواریخی واقعات:- سلطنت اجودھیا کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ مہاراجہ ویوسوت منو کے ترک سلطنت کرنے پر مہرشی وششٹ نے جب اس کے بیٹوں میں مملکت تقسیم کی۔ تو اکشواکو کو اجودھیا کا راجہ بنایا۔ اس کی بہن ایلا مردانہ لباس زیب تن کرکے ایل یا سدیومن کے نام سے اپنے باپ کی غیر حاضری میں حکومت کر چکی تھی۔ اور ابھی تک وہ لڑکا ہی مشہور تھا۔ مہرشی وششٹ نے اس خیال سے کہ بھید ظاہر نہ ہو۔ اور لوگ یہ نہ سمجھیں۔ کہ ایل بڑا ہونے کی وجہ سے سلطنت کا اصلی وارث ہے۔ اس کی کیوں حق تلفی کی جا رہی ہے یہ کہہ کر ٹال دیا۔ کہ سدیومن کم پرش ہے۔ یعنی مردانہ اوصاف سے عاری ہے۔ اس لئے اس حکومت کے قابل نہیں۔ اکشواکو کو راج دے دیا۔ ایلا نے مہرشی وششٹ کے مشورہ سے پرتشٹھان پور نامی شہر آباد کرکے اپنی جداگانہ حکومت کی بنیاد ڈالی۔ یہ شہر اس

اسکے ساتھ دوستی پیدا کرنی اور تحفہ کے طور پر ایک بوان یعنی ہوائی جہاز لے دیا۔ اس پر سوار ہوکر جالی نے روئے زمین کے تمام تاجداروں کو فتح کر کے اپنا باجگزار بنایا۔ مصر کے بادشاہ ہرکھ پربا اور اس کے وزیر شکر آچاریہ کی بیٹیوں سرشٹا اور دیوجانی کے ساتھ شادی کی ان دونوں کے بطن سے یدو۔ ترلسو۔ درد ہیو۔ انو اور پرو پانچ بیٹے تولد ہوئے۔ راجہ نے بڑے چاروں بیٹوں کو جلاوطن کر کے پرو کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ ان پانچوں بیٹوں سے چندربنسی خاندان کی کئی ایک زبردست شاخوں کی بنیاد پڑی۔ اور وہ بڑی بڑی عظیم الشان آریہ سلطنتوں کی بانی مبانی ہوئیں۔ جن کا ذکر آئندہ آئیگا۔

مہاراجہ پرو نے بھی فتوحات عالم کے بعد وسیع پیمانہ پر ایک یگیہ کیا۔ اور جس مقام پر یہ یگیہ کیا گیا تھا۔ ایک شہر آباد کر کے اپنی دارالحکومت وہاں منتقل کر لی۔ پرویگیہ کا تلفظ بگڑ کر یہ شہر پریاگ کے نام سے شہرت پذیر ہُوا۔ جسے الہ آباد بھی کہتے ہیں۔ یہ شہر گنگا جمنا کے سنگم پر آباد ہے۔ اور ہندوؤں کا ایک مشہور تیرتھ مانا جاتا ہے۔ پرو کے بعد مشہور راجہ پرجن وہاں پریاگ کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہُوا اس نے بحرالکاہل تک مشرقی ممالک کے تمام تاجداروں کو فتح کر کے اپنا باجگذار بنایا۔ اس کے بہت مدت بعد رود راشو نامی ایک مشہور فرمانروا ہُوا۔ اس نے گندھربوں کے راجہ کی بیٹی دھرتاچی کے ساتھ شادی کی۔ جسکے بطن سے دس لڑکے اور دس لڑکیاں تولد ہوئے اور یہ دس لڑکیاں اس نے اتری خاندان کے ایک برہمن پربھاکر کے ساتھ بیاہ دیں۔ جن کے بطن سے سوتی آترے نامی برہمنوں کے کئی ایک خاندانوں کے مورثان اعلیٰ رشی پیدا ہوئے۔ سب سے بڑی شاہزادی روِدرا کے بطن سے سوم پیدا ہُوا۔ جو اپنے زمانہ میں

کا تاج و تخت ہمارے لئے خالی کر دینا ہوگا۔ چنانچہ بعد نہیا بی کے رجی امراوتی کا راجہ بن گیا۔ اور اس کی اولاد کچھ عرصہ تک حکومت کرتی رہی۔ بعد ازاں راجہ اندر کی سازش سے وزیر برہسپتی نے رجی کے بیٹے کو بیبوں میں ڈال دیا۔ اور سپت رشیوں نے اسے بمعہ اہل خانداں کے بنت کی سرزمین سے باہر کر دیا۔ اندر امراوتی میں حکومت کرنے لگا۔ اور رجی کی اولاد چین میں آباد ہو کر حکومت کرنے لگی۔ اہل چین تسلیم کرتے ہیں۔ کہ ان کے قدیم شاہی خاندان مہاراجہ ایلو کی اولاد میں سے تھے۔
مہاراجہ ہنش نے بسپرچت شاہ مصر کے بیٹے ہنڈ کو قتل کیا۔ اس کے فرزند ہنڈ نے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینے کی غرض سے پرتشتھان پور پر حملہ کر دیا۔ لیکن وہ بھی شکست کھا کر مقتول ہوا۔ مہاراجہ ہنش کے عہد میں توسشٹا قوم کے فرمانروا ابرتر کو اندر والی امراوتی نے فریب سے قتل کر دیا۔ اس جرم کی پاداشں میں سپت رشیوں نے اسے تخت و تاج سے بیدخل کر دیا۔ اور اس کی جگہ ہنش کو منتخب کیا۔ چنانچہ یہ راجہ اپنی آبائی حکومت بیٹے کے سپرد کر کے امراوتی میں دیوتاؤں پر حکومت کرنے لگا۔ یہ فخر بہت ہی کم آریہ راجاؤں کو نصیب ہوا ہوگا۔ اسلئے ہنش غرور میں آکر مہارانی شچی پر بھی استحقاق جتلانے لگا۔ اور اسے اپنی ملکہ بنانے کی کوشش میں مصروف ہوا۔ سپت رشیوں نے اسے تخت و تاج سے محروم کر کے ناگوں کے ملک میں جلاوطن کر دیا۔ وہاں بھی اس نے بہت کچھ طاقت حاصل کر لی۔ چنانچہ ناگوں کے ۸۰ مشہور خاندانوں میں ہنش خاندان کا ذکر پورانوں میں پایا جاتا ہے۔

اسکے بعد مشہور راجہ ججالی پرتشتھان پور کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اجودھیا کا راجہ پردکتس اس کا ہمعصر تھا۔ اس کی علمی قابلیت۔ بہادری اور تدبر سے خوش ہو کر امراوتی کے راجہ اندر نے

پذیر ہو گئی۔ کروکشیتر کی سرزمین میں بعد کے زمانہ میں ہندوستان
کی قسمت کو پلٹا دینے والی بہت سی لڑائیاں ہوئیں۔ کرو کے
نام پر اس کا خاندان کورو مشہور ہوا۔ اس کے کئی پشت بعد اس
خاندان میں مشہور راجہ دلیپ نے ہستنا پور کے تاج و تخت کو
زینت دی۔ اس نے دنیا کے بہت سے حکمرانوں کو فتح کیا۔ اور
اپنے نام کی یادگار میں دریائے جمنا کے کنارے پر دلیپ پوری
شہر بسایا۔ جو بعد میں دلی کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ راجہ مسیح سے
قریباً ۵۷۰۰ برس پہلے گزرا ہے۔ اس کے بعد قریباً ۸۰ راجے
دلی کے چوہانوں کے باجگزار کی حیثیت سے راج کرتے رہے۔ اور
ہستنا پور ایک گمنام سی ریاست رہ گئی۔ ۳۹ ویں جانشین پرتیپ
نے متھرا کے جادو بنسی راجاؤں سے ملکر دلی کے چوہان راجہ سہدیو
کے برخلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ اسے شکست دے کر بھگا دیا
اور دلی کا علاقہ سلطنت ہستنا پور کے ساتھ ملحق کر لیا۔ پرتیپ نے شوراج
کی بیٹی سے شادی کی۔ جس کے بطن سے دیوا پی۔ شانتن اور باہیک
تین بیٹے پیدا ہوئے۔ دیوا پی ریاضت میں مشغول ہو گیا۔ شانتن
ہستنا پور کے تخت پر بیٹھا۔ اور باہیک نے وسط ایشیا میں اپنے
نام پر باہیک پوری شہر آباد کر کے وہاں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی
یہ شہر بعد میں بلخ کے نام سے مشہور ہوا۔ مہاراجہ شانتن علم طب
کا ایک لاثانی فاضل گزرا ہے۔ اس نے ہستنا پور میں ایک عجیب و
غریب شفا خانہ جاری کیا۔ جہاں صرف بڑھاپے کا علاج کیا جاتا تھا
دور دور سے بوڑھے آتے اور دولت جوانی سے مالا مال ہو کر واپس
جاتے تھے۔ شانتن کا بیٹا بھیشم ہندوستان کا ایک لاثانی جرنیل تھا
صرف ایشیا بلکہ یورپ اور افریقہ کے بڑے بڑے جنگجو اس کے نام

علاوہ اور بہت سے علوم کے علم جیوتش کا ایک لاثانی فاضل گذرا ہے۔

رودراشو کے دس بیٹوں نے مختلف ممالک میں پھیل کر اپنی اپنی جداگانہ حکومتوں کی بنیاد ڈالی۔ جن کا ذکر آئندہ اسی کتاب میں حسب موقعہ آئیگا۔

رودراشو کے بعد اس کا بیٹا رچیشو پریاگ کے تخت پر بیٹھا۔ اس کی اولاد میں سے بہت مدت بعد مشہور راجہ متی نار ہُوا۔ جس نے روئے زمین کے تاجداروں کو فتح کر کے پریاگ میں وسیع پیمانہ پر ایک یگیہ کیا۔ اور ہمالیہ پربت سے ایک نہر کھدوا کر گنگا جمنا کے سنگم میں ملادی۔ متی نار کی رانی کا نام سرسوتی تھا۔ اس کے نام پر نہر کا نام بھی سرسوتی رکھا گیا۔ اور اس وقت سے اس سنگم کو تربینی کہنے لگے۔ متی نار کی بیٹی گوری اجودھیا کے راجہ یوونا شو کے بیاہی گئی۔ جسکے بطن سے ہندوستان کا ایک فتحمند شہنشاہ ماندھاتا پیدا ہُوا۔ متی نار کے بہت عرصہ بعد مہاراجہ سرودھ نے پریاگ کے تخت وتاج کو زینت دی۔ اس نے روئے زمین کے تمام تاجداروں کو فتح کر کے مصر کے بادشاہ پلوم کی بیٹی سے شادی کی جس کے بطن سے مہاراجہ دشمنت پیدا ہُوا۔ دشمنت اور اس کی رانی شکنتلا کا قصہ ایک ناٹک کی صورت میں سنسکرت لٹریچر میں بہت کچھ شہرت رکھتا ہے۔ دشمنت کے بیٹے بھرت نے کئی یگیہ کئے۔ اور روئے زمین کے تاجداروں سے خراج وصول کیا۔ اس کے نام مبارک کی یادگار میں یہ ملک جو پہلے بھرت کھنڈ کہلاتا تھا۔ بھارت ورش کے نام سے مشہور ہو گیا۔

بہت مدت بعد اس خاندان میں مشہور راجہ ہستی ہُوا۔ اس نے ہستناپور شہر آباد کر کے اپنی صدرگاہ وہاں منتقل کر لی۔ اس کے بعد مہاراجہ کرو نے فتوحات عالم کے بعد دریائے جمنا کے مغرب کیطرف وسیع پیمانہ پر ایک یگیہ کیا۔ وہ سرزمین کروکشیتر کے نام سے شہرت

شہروں سے سبقت لے گیا۔ مصر کے تے نامی انجینئر نے بڑی بڑی عالیشان عمارتیں تعمیر کر دیں۔ کہ جن کا ثانی روئے زمین پر نہ تھا۔
جب مہاراجہ یدھشٹر کے خزانے زر و مال سے مالا مال ہو گئے۔ تو اس نے راجسو یگیہ کرنے کی تیاری کی۔ اپنے چاروں بھائیوں کو اطراف عالم میں فتوحات ملکی کے لئے روانہ کیا۔ اور وہ دنیا کے بادشاہوں کو فتح کر کے اور ان سے خراج وصول کرتے ہوئے دلی میں واپس آئے۔ بعد ازاں ان سب کو باجگزار راجاؤں کی حیثیت سے یگیہ میں مدعو کیا۔ یہ یگیہ ۱۹۰ ۳ برس قبل مسیح میں ہوا۔ دریودھن کو اپنے چچا زاد بھائیوں کا یہ عروج و کمال ناگوار گزرا۔ اس نے قندھار کے راجہ شکنی کی مدد سے جوئے میں یدھشٹر سے دلی کی سلطنت جیت لی۔ اور انہیں تیرہ برس کے لئے جلا وطن کر دیا۔ میعاد ختم ہونے کے بعد ۳۱۷۶ قبل مسیح میں سلطنت واپس کرنے کے لئے دریودھن سے کہا گیا۔ جب اس نے انکار کیا۔ تو کوروکشیتر کے میدان میں مہابھارت کی لڑائی قرار پائی۔ کہتے ہیں۔ کہ دنیا کا کوئی حکمران ایسا نہ رہا۔ جو کسی ایک طرف ہو کر اس لڑائی میں شامل نہ ہوا ہو۔ اس جنگ کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ دریودھن اور اس کے مددگار سب میدان جنگ میں کام آئے۔ اور یدھشٹر سلطنت ہستناپور کا مالک بن گیا۔ یدھشٹر بعد از جنگ مہابھارت کل یگ سے ۷۵ برس پہلے چیت شدی ایکم کو دلی کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس نے دلی کو ہی اپنی صدر گاہ رکھا۔ اس لئے اسکے خاندان کا تذکرہ سلطنت دلی کے ضمن میں کیا جائیگا۔ اسکو تخت نشین ہوئے ۲۶ سال گذرے تھے۔ کہ مغربی ایشیا میں ایک تباہ کن طوفان آیا۔ جسے مسلمانوں اور عیسائیوں کی کتابوں میں طوفان نوح کے نام سے نامزد کیا گیا۔

ہی کاپنتے تھے۔ اس نے اپنے باپ کے عیش و آرام کی خاطر سلطنت
ہستناپور کا استحقاق چھوڑ دیا۔ اور ساری عمر برہم چاری رہنے کا عہد کیا۔
اس کے واقعات زندگی نہایت ہی سبق آموز اور معنی خیز ہیں شانتن
کے بعد اس کا بیٹیا چتر انگد ہستناپور کے تخت پر بیٹھا۔ لیکن صرف ایک
سال حکومت کرنے کے بعد اپنے ہم نام ایک گندھرب کے ساتھ لڑتا
ہوا مارا گیا۔ اس کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اس لئے اس کا چھوٹا بھائی بچتر بیریہ
تخت نشین کیا گیا۔ بچتر بیریہ کے دھرت راشٹر۔ پنڈو اور بدر تین
بیٹے پیدا ہوئے۔ دھرت راشٹر آنکھوں سے نابینا تھا۔ اس لئے
پنڈو تخت پر بیٹھا۔ اس نے بہت سے راجاؤں کو فتح کر کے ان سے
خراج وصول کیا۔ اور کئی یگیہ کئے۔ آخر سلطنت اپنے بڑے بھائی کے
سپرد کر کے کوہ ہمالیہ کی طرف ریاضت کرنے چلا گیا۔ اور وہاں ہی راہی
ملک بقا ہوا۔ چھوٹی رانی مادری اس کے ساتھ ستی ہو گئی۔ اور بڑی
کنتی پانچ بیٹوں کو لے کر ہستناپور چلی آئی۔ بھیشم نے ان کی تعلیم و
تربیت کے لئے بہت کوشش کی۔ دروناچارج نامی ایک برہمن کو
ان کا اتالیق بنایا۔ تعلیم حاصل کرتے ہوئے دھرت راشٹر کے بیٹوں
دریودھن وغیرہ اور پنڈو کے بیٹوں یدھشٹر وغیرہ میں نزاع پیدا ہو گئی
اور تخت و تاج کے استحقاق کی نسبت جھگڑا پیدا ہو گیا۔ بہت سی رد
و کد کے بعد دھرت راشٹر نے اپنے ملک کے دو حصے کر دئے ہستناپور
کا راج دریودھن کو دے دیا۔ اور دلی کا اجڑا ہوا علاقہ یدھشٹر کے حوالہ
کیا۔ یدھشٹر نے سری کرشن جی کی مدد سے جنگل وغیرہ کٹوا کر اس علاقہ
کو خوب آباد اور سرسبز بنا دیا۔ اس کی نیک شہرت سنکر دنیا بھر کے عالم
بہادر اور تجار اس ملک میں آکر آباد ہو گئے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں
دلی اپنی خوبصورتی اور دولت کے لحاظ سے ہندوستان کے تمام

(۲۷) گرنجھ (۳۲) گردنبس

(۲۸) دیوراشٹ (۳۳) انورتھ

(۲۹) دیوچھتر (۳۴) پروہوتر

(۳۰) دھو (۳۵) انش

(۳۱) انورتھ (۳۶) ستاونت

سورج بنش

(۱) مہاراجہ کش

جادو بنش

(۱) مہاراجہ اگریتس

---

(۱) کنشکا ــ والی کشمیر

شاہ خاندان

(۱) نرپال ۱۲۹۲ ق م (۹) سنگھ برمن

(۲) چستن (۱۰) پرتھوی برمن

(۳) جے ورمن (۱۱) بام سین

(۴) رُدر ورمن (۱۲) بام جے شری

(۵) جدو برمن (۱۳) بیر برمن

(۶) جیو برمن (۱۴) بسو برمن

(۷) رودر سنگھ (۱۵) بجے سین

(۸) رُدر سین (۱۶) ایشور وت

گجرات کاٹھیاواڑ

شریاتی کا خاندان

(۱) شریاتی (۴) رپو
(۲) انرت (۵) گلدمی
(۳) آنرت (۶) ریوت

جادوبنسی خاندان

(۱) جدو (۱۴) بدربھو
(۲) مادھو (۱۵) کرتھو
(۳) کروشٹو (۱۶) کرنی
(۴) برجنی ورن (۱۷) برکھنی
(۵) سواتی (۱۸) نورتی
(۶) کشتکو (۱۹) وشارہ
(۷) ششش بندو (۲۰) بلومرا
(۸) پرتھوشروا (۲۱) جیموت
(۹) اوشنا (۲۲) وکرتی
(۱۰) شنیشو (۲۳) بھیمرتھ
(۱۱) رکم کیچ (۲۴) نورتھ
(۱۲) پرابرت (۲۵) وشرتھو
(۱۳) جیامگھ (۲۶) ششکنی

منپرک خاندان

(۱) جھارک سنہ ۵۲۳ء (۱۲) دھرسین سوم

(۲) گوہ سین (۱۳) دھرسین دوم

(۳) دھرسین (۱۴) بالاوت عرف شیلاوت دوم

(۴) درون سنگہ (۱۵) دھرسین چہارم

(۵) دھروسین (۱۶) دھروسین سوم

(۶) دھرپٹ (۱۷) کھرگرہ دوم

(۷) گوہ سین دوم (۱۸) شیلاوت سوم

(۸) دھرسین دوم (۱۹) شیلاوت چہارم

(۹) دھراوت (۲۰) شیلاوت پنجم

(۱۰) شیلاوت (۲۱) شیلاوت ششم

(۱۱) کھرگرہ (۲۲) دھرپٹ عرف شیلاوت ہفتم

چاوڑا خاندان

(۱) بن راج سنہ ۷۴۲ (۵) بھدر سنگہ سنہ ۸۷۴

(۲) جوگ راج سنہ ۷۹۲ (۶) رتن آدتیہ سنہ ۸۹۹

(۳) کھیم راج سنہ ۸۱۹ (۷) سامنت سنگہ سنہ ۹۲۲

(۴) بھاور راج سنہ ۸۴۶ (۸) چانڈ راج سنہ ۹۵۱

چالوکیہ خاندان

(۱) سول راج سنہ ۹۹۳ (۳) بلبھ راج

(۲) چامنڈ راج (۴) دربھ راج

(۱۷) بام جے تری (۲۳) رودر سین

(۱۸) رودر سین (۲۴) بشو ورمن

(۱۹) بھرتری برمن (۲۵) سنگھ سین

(۲۰) بسو سنگھ (۲۶) رودر سین

(۲۱) رودر سنگھ (۲۷) رودر سنگھ

(۲۲) دشنو سین (۲۸) پالک ۵۲۷ ق م

متفرق خاندان

(۱) نند خاندان مگدھ ۴۶۷ ق م

(۲) موریا خاندان ،،

(۳) پشپ متر ۲۰۴ ق م

(۴) بال متر

(۵) نرباہن

(۶) راجگان اجین ۶۱ ق م

گوتمیل خاندان

(۱) کنڈ بہیر بستہ ۳۵ (۸) میواوت

(۲) مہا سین (۹) ہردت

(۳) انگ رکھی (۱۰) اشباوت

(۴) شورودت (۱۱) سورکرت

(۵) نبھے سین (۱۲) سوغلناوت

(۶) ابجے سین (۱۳) بھوم وشنہ

(۷) یدماوت (۱۴) سشیلاوت

اور واقعات عہد امتداد زمانہ کے باعث مورخوں کی یاد سے فراموش ہو گئے
پورانوں میں لکھا ہے۔ کہ آخر کار مغربی ممالک کے حملہ آوروں نے اس
خاندان کی حکومت کا چراغ اقبال گل کر دیا۔ بہت مدت بعد اجودھیا کے
راجہ ہریشچو کو اس کے بھائیوں نے تخت و تاج چھین کر جلاوطن کر دیا۔ تو
اس نے گجرات میں سکونت اختیار کی۔ اس کے بیٹوں نے کچھ عرصہ بعد
اجودھیا واپس لے لی۔ لیکن ہریشچو یہیں حکومت کرتا رہا۔ انہیں دنوں
میں پریاگ کے راجہ ججا لی نے اپنے ولیعہد سلطنت جدو کو جلاوطن کر دیا۔ تو
وہ ہریشچو کے پاس چلا آیا۔ اس نے جدو کو بہادر اور ہونہار دیکھکر گجرات کی
عنان حکومت اس کے ہاتھ میں دیدی۔ جدو نے بندھیاچل کے جنوب
میں خلیج بنگالہ تک سارا ملک اپنے قبضہ اقتدار میں لے لیا۔ بحر ہند میں پھیلے
ہوئے تمام جزیروں کو بھی فتح کر لیا۔ مڈگاسکر کے ناگ بنسی راجہ دھومروان
کی پانچ بیٹیوں کے ساتھ شادی کی۔ جن کے بطن سے مادھو۔ مچکند۔
پدم ورن۔ سارس اور ہرت نامی پانچ بیٹے تولد ہوئے۔ جدو نے اپنا
ملک پانچوں بیٹوں میں تقسیم کر دیا۔ مدھو کو گجرات۔ مچکند کو بندھیاچل اور
رکش ونت کا درمیانی علاقہ۔ پدم ورن کو سلہم پربت کا مغربی ملک۔ سارس کو
کانتت ولیش۔ اور ہرت کو مڈگاسکر کی حکومت دی۔ ہرت نے جہازرانی
کو خوب ترقی دی۔ مونگا۔ موتی اور مچھلیوں کی تجارت کو فروغ دیا۔
یہ جزیرہ دولت سے مالا مال ہو گیا۔ اور دوسری ولایت کے لوگ اسے
رتن دیپ یعنی بر اعظم جواہرات کہنے لگے۔ ہرت کے جہازران مُدگ قوم
سے تھے۔ اور وہ انہیں بلوچستان و سندھ کے ساحل سے لے گیا تھا۔
ان کی قوم کے نام پر اس جزیرہ کا نام مُدگ گڈھ پڑ گیا۔ یہی لفظ بگڑ کر آجکل
مڈگاسکر کہلاتا ہے۔
ادھو کی اولاد کے جادو بنسی مدت مدید اور عرصہ بعید تک گجرات میں حکومت کے

(۵) بھیم (۱۲) سدھوراج
(۶) کرن (۱۳) تربھون پال
(۷) جے سنگھ (۱۴) سارنگ دیو
(۸) کمار پال (۱۵) ارجن دیو
(۹) اجے پال (۱۶) برہردھول سنہ ۱۲۴۱
(۱۰) مول راج (۱۷) کرن دیو سنہ ۱۳۰۳
(۱۱) بھیم

مسلمان شاہان گجرات

(۱) مظفر شاہ سنہ ۱۳۹۶ (۸) سکندر شاہ سنہ ۱۵۲۵
(۲) احمد شاہ سنہ ۱۴۱۱ (۹) نصر خاں سنہ ۱۵۲۵
(۳) کریم شاہ سنہ ۱۴۴۳ (۱۰) بہادر شاہ سنہ ۱۵۲۶
(۴) قطب الدین سنہ ۱۴۵۱ (۱۱) میراں محمد شاہ سنہ ۱۵۳۶
(۵) داؤد شاہ سنہ ۱۴۵۸ (۱۲) محمود شاہ سنہ ۱۵۳۷
(۶) محمود شاہ سنہ ۱۴۵۸ (۱۳) احمد شاہ سنہ ۱۵۶۱
(۷) مظفر شاہ سنہ ۱۵۱۱ (۱۴) مظفر شاہ سنہ ۱۵۶۱

جانشین مغلیہ شاہان دہلی

مہاراجہ اکشواکو والی اجودھیا کے بھائی شریال نے پہلے پہل گجرات کاٹھیاواڑ میں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اسکی اولاد میں سے انرت ایک مشہور راجہ ہوا۔ جس کے نام پر اس ملک کا نام انرت دیش مشہور ہوا۔ اسی راجہ نے کشستھلی شہر آباد کر کے اپنی صدر گاہ بنایا۔ سینکڑوں پشت تک اس خاندان کے تاجدار نسلاً بعد نسلاً یہاں حکومت کے ڈنکے بجاتے رہے۔ جن کے نام

ملحق ہے۔ اس لئے یہاں بھی ان کی حکومت رہی ہوگی۔
مسیح سے ۱۲۹۶ برس پہلے کشمیر کے راجہ کنشک نے گجرات فتح کرکے چار سال تک اپنا صوبہ بنائے رکھا۔ اس کے بعد قندھار کے شاہی خاندان کے دو شہزادوں نے دو حکومتیں قائم کریں۔ ایک نے افغانستان میں ویہند کی سلطنت قائم کی۔ جسے سلطان محمود غزنوی نے تباہ کیا۔ اور دوسرے نے جس کا نام نہان تھا۔ گجرات کاٹھیاوار پر اپنا قبضہ جمایا ۲۷ پشت تک اسکی اولاد گجرات میں سلطنت کرتی رہی۔ آخری راجہ رُدورسنگھ کے بعد پالک نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ جس رات جینیوں کے چوبیسویں تیرتھنکر مہا بیر سوامی نے نروان حاصل کیا۔ اسی رات یعنی مسیح سے ۵۲۷ برس پہلے پالک تخت نشین ہوا۔ اس نے ۶۰ سال حکومت کی۔ اسکے مرنے کے بعد مگدھ کے راجہ نند نے مسیح سے ۴۶۷ برس پہلے گجرات پر قبضہ کرکے اسے اپنا صوبہ بنایا۔ پھر مگدھ کی حکومت موریا خاندان کے ہاتھ آئی۔ تو گجرات پر بھی قبضہ رہا۔ مسیح سے ۲۰۴ برس پہلے مگدھ کی عنان حکومت نشپ متر کے ہاتھ آئی۔ تو گجرات بھی اس کی قلمرو میں شامل رہا۔ لیکن پشپ متر کے بعد اسکا بیٹا بال متر جو مگدھ کیطرف سے گجرات کا صوبہ دار تھا۔ اپنے بھائی اگنی متر سے خودسر ہوگیا۔ اس کے بیٹے نروا ہن کے مرنے پر ۷۴ برس قبل مسیح بن گردھل حکمران بن بیٹھا اور ۱۳ سال حکومت کرنے کے بعد شاما چاریہ کی سازش سے وہ بھی بیدخل ہوگیا۔ پھر مسیح ۶۱ برس پہلے بیر بکرماجیت والی اجین نے گجرات کا سلطنت اجین کے ساتھ الحاق کرلیا۔ اور ۷۸ء تک سلطنت اجین کی ایک صوبہ رہا۔ پھر شالباہن نے اسپر قبضہ کیا۔ اسکے مرنے پر ۳۱۹ء میں گوہیل خاندان کے راجہ کنک سین نے گجرات پر قبضہ کیا۔ دلبھی پور کو اپنی صدرگاہ قرار دیکر حکومت کرنے لگا۔ اس کی چودہ پشتوں نے ۵۲۳ء تک

ڈنکے بجاتے رہے۔ ان میں سے مشہور تاجداروں کے نام ہم نے نسب نامہ
میں درج کر دئیے ہیں۔ آخری راجہ ست دت کا بیٹا بھیم اپنے ماموں لون
پسر مدھو کے پاس برندابن میں رہتا تھا۔ ست دت کے مرنے پر سری رام چندرجی
والی اجودھیا نے اپنے بیٹے کش کو گجرات کا صوبہ دار بنایا۔ اس پر ناراض
ہوکر لون اور بھیم نے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ رام کے بھائی شتروگھن نے
برندابن میں جاکر لون کو نہ تیغ کرکے اس شورش کو دبا دیا۔ اور مدھوپوری
(متھرا) کا راج اپنے بیٹے چترکیتو کو دے دیا۔ بھیم دونوں طرف سے
خالی رہ کر آوارہ زندگی بسر کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد رام نے اس کی حالت پر ترس
کھاکر متھرا کی حکومت دے دی۔ جب رام نے اس جہان فانی کو چھوڑا
اس وقت بھیم کا بیٹا اندھک متھرا میں حکومت کرتا تھا۔ اور اس وقت سے
گجرات سلطنت اجودھیا کا ایک صوبہ بن گیا۔
راجہ اگرسین والی متھرا کے عہد میں جادوبنسیوں نے پھر گجرات پر قبضہ کیا
اور جراسندھ والی مگدھ کے خوف سے گجرات میں اپنی دارالحکومت منتقل
کرلی۔ شہر دوارکا آباد کرکے اسے اپنی صدر گاہ بنایا۔ اس وقت
جادوبنسیوں کو وہ عروج حاصل ہوا۔ کہ نہ صرف ایشیا بلکہ افریقہ۔ یورپ
اور امریکہ تک میں ان کی حکومت کا جھنڈا لہرانے لگا۔ مسیح سے ۱۴۰۰ برس
پہلے جادوبنسی آپس میں لڑکر کٹ مرے۔ دوارکا سمندر میں غرق ہو گئی۔
اور سری کرشن کے پڑپوتے بجر ناتھ نے متھرا کو پھر اپنی دارالحکومت بنایا
اس کے بعد ۱۸۰۹ برس کی تواریخ گجرات کا کچھ پتہ نہیں چلتا۔ بعض
مورخوں کا خیال ہے۔ کہ اتنا عرصہ یہ ملک سلطنت متھرا کا صوبہ رہا۔ اور بعض
یہ کہتے ہیں۔ کہ راٹھوڑوں نے یہاں حکومت کی۔ لیکن پہلا خیال درست
معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ان ایام میں پنجاب۔ سندھ۔ بلوچستان کے ملک
متھرا کے جادوبنسیوں کے ماتحت رہے۔ اور گجرات سندھ کے ساتھ

محمود شاہ اول نے جوناگڈھ اور چمپاپور کو فتح کرکے اپنے قبضہ میں کیا۔ اس نے جہازوں کا ایک زبردست بیڑا بنایا۔ بہادر شاہ فاتح مالوہ نے پرتگیزوں کو ڈیو میں کوٹھی بنانے کی اجازت دی۔ اور پھر خود ہی برباد کردی۔ اس خاندان کے آخری دنوں میں امرا کی مخالفانہ سازشوں کی وجہ سے سلطنت بہت کمزور ہوگئی۔ اور یہاں کے بادشاہ امرا کے ہاتھ کٹھ پتلی بن گئے۔ حتیٰ کہ مغلیہ خاندان کے بادشاہ اکبر نے گجرات فتح کرکے ۱۵۷۲ء میں سلطنت دہلی کے ساتھ اس کا الحاق کیا۔ مغلیہ سلطنت کے کمزور ہونے پر مرہٹوں نے اپنا اقتدار جمایا۔ اور کچھ عرصہ تک ان کا ستارۂ اقبال عروج پر رہا۔ بعدازاں مرہٹہ سرداروں کے نفاق کی وجہ سے ان کی حکومت کمزور ہوگئی۔ اور یہاں کے راجاؤں نے گورنمنٹ انگریزی کی عظمت کو تسلیم کرلیا۔

(۱۷) متھلاپوری

نسب نامہ

(۱)	نیمی	(۸)	برہدرتھ
(۲)	متھل	(۹)	مہاہیر
(۳)	جنک	(۱۰)	سدعرتی مان
(۴)	اودابسو	(۱۱)	دھرشٹ کیتو
(۵)	نندبردھن	(۱۲)	ہریشو
(۶)	سوکیتو	(۱۳)	مرت
(۷)	دیورتھ	(۱۴)	پرتیپ

یہاں حکومت کی۔ اس خاندان کے دوران حکومت میں قنوج کے گپت خاندان کے راجہ چندر گپت نے ولبھی پور کو تاخت و تاراج کر کے چیت شدی ایکم اتوار کے دن سمت ۳۷۵ بکرمی میں گپت سمت چلایا۔ اسے ولبھی سمت بھی کہتے ہیں۔ اس وقت سے ولبھی پور کے راجگان قنوج کے گپت خاندان کے باجگذار رہے۔ حتیٰ کہ سنہ ۵۲۴ء میں خراسان کے بادشاہ نوشیرواں نے ولبھی پور پر حملہ کر کے سورج بنش کی حکومت کا چراغ اقبال گل کر دیا۔ راجہ شیلادت کی اولاد چتوڑ میں حکومت کرنے لگی۔ اور گجرات پر تیسرے خاندان کے راجہ بھٹارک نے قبضہ کر لیا جو شیلادت کی فوج کا سپہ سالار تھا۔ ۲۱۱ برس تک اس کی اولاد حکومت کرتی رہی۔ اس خاندان کے آخری راجہ شیلادت ہفتم کے عہد کا ایک کتبہ سنہ ۷۶۶ء کا لکھا ہوا ملا ہے۔ لیکن سنہ ۷۴۶ء میں گجرات کاٹھیاواڑ میں بن راج چاوڑا کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ اور اس نے ولبھی پور کے راجگان کو اپنا باجگذار بنا لیا تھا۔ سنہ ۷۴۵ء میں بن راج نے پاٹن شہر آباد کر کے اپنی صدر گاہ بنایا۔ جسکو انہل پور پاٹن بھی کہتے تھے۔

چاوڑا خاندان کے ۸ راجاؤں کے بعد مول راج چالوکیہ نے گجرات پر قبضہ کیا۔ سنہ ۹۴۲ء میں اس خاندان کا راجہ کمار پال تخت پر بیٹھا۔ یہ بہت مشہور فرمانروا ہوا۔ اسکے ہوشیار وزیر واہر نے پھر گوپور میں جینیا پتی کا مندر بنوایا۔ سنہ ۱۳۱۱ء میں علاؤالدین خلجی نے گجرات فتح کیا۔ لیکن اسی صدی کے اختتام پر یہ پھر آزاد ہو گیا۔ ظفر خاں ایک نو مسلم راجپوت کا بیٹا گجرات کا صوبہ دار مقرر ہوا۔ دو سال بعد وہ خود مختار بن بیٹھا۔ اس نے ایدر اور دیو کی فتوحات سے سلطنت کو وسعت دی۔ چمپا پور کو تخت و تاراج کیا۔ اور کچھ عرصہ تک مالوہ پر بھی قابض رہا۔ اسکے جانشین احمد شاہ نے احمد آباد کی بنیاد ڈالی۔ اور وہاں اپنی صدر گاہ تبدیل کی۔

(۶۱) بجے (۶۶) دردمک
(۶۲) نبجے (۶۸) دھرتی
(۶۳) آرود (۶۹) برہداغو
(۶۴) شرت (۷۰) کیسرتی
(۶۵) سفے (۷۱) بھولاشو
(۶۶) بیتہبیہ

اجودھیا کے راجہ بلکشی کے بھائی یمی نے شمالی ہند کے اس علاقہ میں جسے آج کل ترہت کہتے ہیں۔ اپنی جداگانہ ریاست کی بنیاد ڈالی۔ اور جے انت پور شہر آباد کر کے اسے اپنی صدر گاہ بنایا۔ اس کی اولاد میں سے متھل نے اپنے نام پر متھلا پوری شہر آباد کیا۔ اور اپنا دارالحکومت وہاں منتقل کر لی۔ اس کے خاندان میں سب سے مشہور راجہ جنک ہوا جس نے علم الروح کی اشاعت میں سب سے بڑھکر نام پایا۔ اس کے نام مبارک نے ایسی شہرت حاصل کی۔ کہ متھلا پوری شہر جنک پوری کے نام سے مشہور ہو گیا۔ اور اس کا خاندان بھی جنک بنس کہلانے لگا۔ لفظ جنک راجگان متھلا پوری کے لئے ایک اعزازی خطاب بن گیا۔ جسطرح سے سنو دتی واقعہ ملک تبت کے گدی نشین سری برہما جی اور ان کے جانشین تعلیم اور دھرم کی اشاعت کرنے کے سبب سے بنی نوع انسان کے لئے واجب التعظیم سمجھے جاتے تھے۔ اسی طرح جنک خاندان کے تاجدار بھی علم الروح اور علم اشراق کی اشاعت میں روئے زمین کے تمام آریوں سے سبقت لے گئے۔ اور یہ ریاست زمانہ قدیم میں یوگ اور ویدانت کی یونیورسٹی سمجھی جاتی تھی۔
جنک خاندان کے تاجداروں نے ملک گیری میں کوئی نمایاں کام نہیں کیا۔ مرنجاں ومرنج ان کی سلطنت آرائی کا ہمیشہ مزاج رہا۔ صرف آریہ ورت کے

(۱۵) پرتیندھرک (۳۸) کُنتی

(۱۶) کیرتاتھو (۳۹) انجن

(۱۷) دیویسٹرھ (۴۰) رتوجت

(۱۸) بدرھ (۴۱) ارشٹ نیمی

(۱۹) ہیی دھرک (۴۲) سرتایو

(۲۰) کیرت رتھو (۴۳) سپارشو

(۲۱) مہاروما (۴۴) سنج

(۲۲) سورن روما (۴۵) کشیم آری

(۲۳) ہرشوروما (۴۶) اینا

(۲۴) کشیردھوج (۴۷) بھیم رتھو

(۲۵) کشن ھوج (۴۸) سنت رتھو

(۲۶) لکشمی ندھی (۴۹) شت رتھی

(۲۷) بھانومان (۵۰) اپ گو

(۲۸) شترودمن (۵۱) اپ گپت

(۲۹) ارشٹ نیمی (۵۲) رن گپت

(۳۰) سرتایو (۵۳) ہودھنی

(۳۱) سوبرس (۵۴) شرت

(۳۲) وسرتھو (۵۵) شاشوت

(۳۳) کشیدی (۵۶) سدھنوا

(۳۴) شوچی رتھ (۵۷) سوبھان

(۳۵) اُرج بہ (۵۸) سشرت

(۳۶) سوبرت (۵۹) سربھین

(۳۷) ستت رتھو (۶۰) ہنس پتی

کل ریت پر چلے یا آپ کی ہدایات پر عمل کرے۔ ہمارے سامنے ذرا تشریح کرائیں۔

رام نے مسکرا کر فرمایا۔ لکشمی ندھی۔ تمہارا خاندان ابتدا سے ہی یوگ اور دیانت کی اشاعت کرتا رہا ہے۔ اس لئے تم شہوت۔ غضب۔ حرص۔ جہالت اور تکبر وغیرہ اندرونی دشمنوں کو مغلوب کرنے کی ترکیبیں تو خوب جانتے ہو۔ لیکن مخلوقات کو تکلیف دینے والے بیرونی دشمنوں کو سزا دینے کے طریقوں سے ناواقف ہو۔ وغیرہ۔

اسی طرح سے دوارکا کے راجہ اگرسین نے راجسو یگیہ کیا۔ سری کرشن جی کا فرزند ارجمند پردومن ہندوستان کے تاجداروں سے خراج وصول کرتا ہوا جنک پوری کی سرحد پر جا پہنچا۔ اس کے جنگی مشیر اودہو نے بتلایا کہ یہاں جنک خاندان کا راجہ بہولاشو حکومت کر رہا ہے۔ راجہ اس کے ارکان سلطنت اور رعایا کے تمام لوگ عابد اور مرتاض ہیں۔ ایشور کی یاد میں ہمیشہ مشغول رہتے۔ نیک کمائی سے گذر اوقات کرتے۔ اور علم الروح کے سدھانتوں کی تحقیق و تدقیق میں ہمیشہ معروف رہتے ہیں۔ یہاں کے تاجداروں نے ملک گیری کی کبھی ہوس نہیں کی۔ اور نہ ہی دوسرے ناتھوں نے اس ریاست پر حملہ کیا ہے۔ اس لئے تم بھی یہاں سے چپ چاپ آگے چلے چلو۔ مرتاضوں کو چھیڑنا شرافت سے بعید ہے۔ ان کی تقدیس ہی کرنی چاہیے۔

پردومن نے سپاہ کو وہیں سرحد پر ٹھہرنے کا حکم دیا۔ اودہو کو ہمراہ لیا اور بھیس بدل کر ریاست کے حالات دریافت کرنے کے لئے چلا۔ کئی ایک دیہات اور شہروں سے اس کا گذر ہوا۔ اور سب جگہ راست گو۔ قانع نیک دل اور شریف لوگوں کو دیکھا۔ راج دربار میں پہنچا۔ تو راجہ اور سب اہلکار سری کرشن جی کی روحانی طاقتوں کے متعلق بحث کرتے ہوئے پائے۔ پردومن بہت خوش ہوا۔ اور راجہ بہولاشو کی تعظیم بجا لا کر آگے

فرمانروا ہی نہیں۔ بلکہ روئے زمین کے بڑے بڑے نامور رشی منی بھی ہر ایک زمانہ میں جنک خاندان کے تاجداروں کی فضیلت کے سامنے ہمیشہ سر جھکاتے رہے ہیں۔ ویدانت اور یوگ کے مضامین پر دنیا کے کسی حصہ میں بحث ہو۔ اور فریقین کی دلائل زبردست ہوں۔ تو جنک خاندان کے راجاؤں کا فیصلہ ناطق سمجھا جاتا تھا۔ اور ان کا قول سند تصور کی جاتی تھی۔ بہت سے رشیوں نے ان کی شاگردی کا فخر حاصل کیا۔ مہاراجہ جنک کے عہد سے لیکر طوفان نوح کے زمانہ تک شہر جنک پوری یوگ اور ویدانت کے علمی مناظروں کا ہمیشہ دنگل بنا رہا۔ ویدانت کی مشہور کتب اپنشدوں میں جنک خاندان کے راجاؤں کا عزت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

اجودھیا کے فرمانروا سری رام چندر جی نے اشومیدھ یگیہ کیا۔ فتوحات ملکی کی مہم کا انچارج شترو گھن تھا۔ جنک پوری کا راجہ لکشمی ندھی اس کے بڑے جرنیلوں میں شامل تھا۔ رام نے شترو گھن اور اسکے سپہ سالاروں کو بلا کر فرمایا۔ تم سب بہادر دنیا کے حکمرانوں کو فتح کرنے کے لئے جا رہے ہو۔ دیکھنا کسی برہمن کو تکلیف نہ دینا۔ بے ہتھیار میدان سے بھاگے ہوئے بچے۔ بوڑھے اور عورت پر وار نہ کرنا۔ وغیرہ رام کی تقریر سن کر لکشمی ندھی نے مذاق کے طور پر کہا۔ مہاراج۔ آپ شترو گھن کو جو ہدایات دے رہے ہیں۔ ذرا واضح کر دینا۔ کیونکہ یہ ہدایات آپ کی کل ریت (خاندانی روایات) کے بالکل برعکس ہیں۔ بڑے مہاراج دسرتھ نے سرون نامی ایک بے ہتھیار برہمن کو تیر اجل کا نشانہ بنایا۔ آپ نے تاڑکا نامی ایک عورت کو قتل کیا۔ سروپ نکھا کی ناک کاٹ دی بالی کو چھپ کر مار دیا۔ راون برہمن کا خاندان ہی صفحہ ہستی سے نابود کر دیا یہ تو ہوئی آپ کی کل ریت۔ لیکن جو جو آپ ہدایات دے رہے ہیں۔ وہ سب اس کے برعکس ہیں۔ شترو گھن بیچارہ تذبذب میں پڑ جائیگا۔ وہ

سدھنوا کا خاندان

(۱۷۰۷ ق م تک)

(۱) سدھنوا (۱۹) نرمنتر

(۲) سہوتر (۲۰) سوکشتر

(۳) چیون (۲۱) برہت کرما

(۴) کرت یگیہ (۲۲) ریونت کرما

(۵) بسو (۲۳) بسیر

(۶) برہدرتھ (۲۴) شُچی

(۷) کشاز (۲۵) کشیم

(۸) برکھب (۲۶) شوروت

(۹) پشپاون (۲۷) دھرم

(۱۰) ستاجت (۲۸) سشرم

(۱۱) اُرج (۲۹) برہدسین

(۱۲) جراسندھ (۳۰) ورزھین

(۱۳) سہدیو (۳۱) سومتی

(۱۴) سوماپی (۳۲) سوبل

(۱۵) اودلیو (۳۳) سونیتھ

(۱۶) شرت شروا (۳۴) ست جت

(۱۷) کشت وان (۳۵) وشوجت

(۱۸) ایوتایو (۳۶) رپونجے

آگے روانہ ہوگیا۔

بیاس نے اپنے بیٹے شکدیو کو علم الروح کی تکمیل کے لئے راجہ جنک کے پاس بھیجا تھا۔ سنسکرت لٹریچر میں ایسی بے شمار شہادتیں پائی جاتی ہیں جن سے جنک پوری کے راجاؤں کی فضیلت اور اعلیٰ اخلاق کی بخوبی تصدیق ہو جاتی ہے۔ زمانہ حال میں بھی مہاراجہ دربھنگہ جو جنک خاندان کا جانشین ہے ویدک دھرم کی اشاعت اور حفاظت کے متعلق نمایاں خدمات انجام دے رہا ہے۔ اس کو سناتن دھرم مہامنڈل کی پریزیڈنٹی کا اعزاز حاصل رہا ہے روئے زمین کے تمام ہندو ان کی نیکدلی اور شرافت۔ قابلیت اور فضیلت اور ویدک دھرم کی حفاظت کے متعلق دلی جذبات کی وجہ سے ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں۔

---

(۱۸) مگدھ

نسب نامہ

اماوسو کا خاندان

(۱) الموہو (۸) بلاکاشو

(۲) بھیم (۹) کشن

(۳) پچھن پربھ (۱۰) کرشک

(۴) سبھوتر (۱۱) گادھ

(۵) جنہو (۱۲) وشورتھ

(۶) سنہا (۱۳) سمشرت

(۷) مگھ (۱۴) سبندھیپ

---

(۱۵) بیرسین ۵۲۱ ق م (۱۶) آدتیہ سین ۴۸۶ ق م

نند خاندان - ۱۰۰ برس

۴۶۲ ق م سے ۳۶۲ ق م تک

نند اور اسکے آٹھ بیٹے یکے بعد دیگرے

(۱) چندر گپت ۳۶۲ ق م (۶) سسنگت

(۲) بندو سار ۳۳۸ ق م (۷) شالی شوک

(۳) اشوک (۸) سوم سشرما

(۴) سویش (۹) شت دھنوا

(۵) دسرتھ (۱۰) انو بر ہدرتھ

سنگ خاندان - ۱۱۰ برس

۲۲۵ ق م سے ۱۱۵ ق م تک

(۱) پشپ متر (۶) پلندک

(۲) اگنی متر (۷) گھوشو بسو

(۳) سوجیشٹ (۸) بجبر متر

(۴) بسو متر (۹) بھاگوت

(۵) آردرک (۱۰) دیو بھوت

کنو خاندان - ۴۵ برس

۱۱۵ ق م سے ۷۰ ق م تک

(۱) بسو متر (۲) جھو متر

پردیوت خاندان - ۱۳۸ برس

۱۷۰۷ ق م سے ۱۵۶۹ ق م تک

(۱) پردیوت (۴) جنک

(۲) پالک (۵) نندبردھن

(۳) بساکھ یوپ

ششیش ناگ خاندان - ۶۶۲ برس

۱۵۶۹ ق م سے ۹۰۷ ق م تک

(۱) ششیش ناگ (۶) اجات شترو

(۲) کاک برن (۷) دربھک

(۳) کشیم دھرما (۸) اودین

(۴) کشترو ج (۹) نندبردھن

(۵) بندوسار (۱۰) مہانندی

بیرمہا کا خاندان - ۵۴۴ برس

۹۰۷ ق م سے ۳۶۳ ق م تک

(۱) بیرمہا	۹۰۷ ق م	(۸) سنگھ راج	۷۱۲ ق م
(۲) ابجت سنگھ	۸۷۱ ق م	(۹) تیج پال	۶۹۵ ق م
(۳) سربدت	۸۴۴ ق م	(۱۰) مانک چند	۶۶۶ ق م
(۴) بھون پتی	۸۱۷ ق م	(۱۱) کام سین	۶۲۸ ق م
(۵) پرسین	۸۰۰ ق م	(۱۲) شترو مرون	۵۸۶ ق م
(۶) مہی پال	۷۷۹ ق م	(۱۳) جیون لوک	۵۷۷ ق م
(۷) شترو سال	۷۳۸ ق م	(۱۴) ہری راؤ	۵۴۸ ق م

گنگا کا نام جاہنوی مشہور ہوا۔ گادہ کی بیٹی ست وتی بھرگو خاندان کے رشی رچیک سے بیاہی گئی۔ جسکے بطن سے جمدگنی ایک نامور رشی پیدا ہوا اور اس نے اپنے نام پر ہندوستان میں ایک نئے آشرم کی بنیاد رکھی۔ گادہ کا بیٹا وشورتھ علم جنگ کا ایک لاثانی فاضل گذرا ہے۔ اس نے اپنے بیٹے سشرت کو تاج وتخت دے کر ریاضت شروع کی۔ اور زہد وریاضت کے ذریعہ روحانی ترقی کر کے کشتری سے برہمن بن گیا۔ برہمن بن کر وہ وشوامتر کے نام سے مشہور ہوا۔ اور ہندوستان میں اس نے ایک نئے آشرم کی بنیاد ڈالی۔ برہمنوں میں شامل ہونے کے بعد دیو۔ شروا اور کتی یہ تین بیٹے اس کے ہاں پیدا ہوئے۔ ان میں سے کتی نے کاتیاین گوتر کی بنیاد ڈالی۔ اور دیو کے پانی وغیرہ بارہ بیٹے پیدا ہوئے جنکے نام پر برہمنوں کے کئی خاندان شروع ہوئے۔ پانی نے دیاکرن کی مشہور کتاب اشٹادھیائی تصنیف کی۔ یورپین مورخ بیان کرتے ہیں کہ اس کتاب کے مقابلہ کی گرامر دنیا کی کسی اور زبان میں آج تک تصنیف نہیں ہوئی۔ وشورتھ کے بیٹے سشرت نے کاشی کے راجہ دھنونتری سے علم طب کو سیکھا اور اپنے نام پر سشرت سنگھتا ایک مشہور کتاب تصنیف کی۔ سنسکرت علم طب میں یہ کتاب بہترین میں شمار کی جاتی ہے۔ اس میں علم جراحی کو واضح طور پر بیان کیا گیا ہے۔ اور کاسٹک سوڈا او کاسٹک پوٹاش بنانے کی نہایت اعلیٰ ترکیبیں بیان کی ہیں۔ جس کو یورپین کیمیاوان اپنی ایجاد بتلا کر فخر کرتے ہیں۔ غرض کہ امادسو کا خاندان شجاعت۔ فضیلت۔ علمیت اور ریاضت ہر ایک پہلو سے قدیم زمانہ میں آریوں میں نہایت ہی مشہور رہا ہے۔ پورانوں میں سندھو این کے نام پر اس خاندان کا نسب نامہ بند کر دیا گیا ہے۔ اور یہ ظاہر نہیں کیا گیا کہ اس کا کیا کچھ حشر ہوا۔ لیکن جب ہم یونان کی قدیم تواریخ کا مطالعہ

(۱۳) نارائن (۱۴) سوشرمن

اندھر خاندان ۴۵۶ برس
۷۰ ق م سے ۳۸۶ء تک

(۱) کشیپر (۱۳) پربل ین
(۲) کرشن (۱۴) سندرشانت کرن
(۳) سری شانت کرن (۱۵) چکور شانت کرن
(۴) پورن اتنگ (۱۶) شوسواتی
(۵) شانت کرن (۱۷) گومتی
(۶) لمبودر (۱۸) بل مان
(۷) ردی لک (۱۹) شانت کرن شوشری
(۸) میگھ سواتی (۲۰) شوسکندھ
(۹) پٹو مام (۲۱) یگیہ شری
(۱۰) ارشٹ کرماں (۲۲) بجے
(۱۱) ہال (۲۳) چندر شری
(۱۲) پٹ لک (۲۴) پلوما رچ

قدیم زمانہ میں پریاگ کے مشہور فرمانروا ایُو کے بھائی اماوسو نے پریاگ سے اٹھ کر مگدھ میں اپنی علیحدہ سلطنت کی بنیاد رکھی۔ اس خاندان کی دارالحکومت پہلے گربرج پور میں تھی۔ جو بعد میں مہاراجہ گادھ کے نام پر گادھ پور مشہور ہوئی۔ سن عیسوی سے چند صدی پیشتر مگدھ کے تاجداراں نے پشپ پور کو اپنی صدر گاہ بنایا۔ جو بعد میں پاٹلی پتر کہلایا اور آج کل شہر پٹنہ کے نام سے شہرت پذیر ہے۔

اماوسو کے خاندان میں سب سے مشہور راجہ جہنو ہوا۔ جس کے نام پر

اوس کے آٹھ بیٹوں نے یکے بعد دیگرے ۱۰۰ برس حکومت کی۔ اس خاندان کے وارالحکومت میں مگدھ نے بہت عروج پکڑا۔ اس کی دولت کا شہرہ سُنکر سکندر نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ لیکن دریائے ستلج پر آ کر اس کی فوج نے حوصلہ چھوڑ دیا اور سکندر کو واپس لوٹنا پڑا۔ ۳۲۲ برس قبل مسیح میں چانک برہمن کی مدد سے چندر گپت نے مگدھ کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اس نے سلطنت کو بہت کچھ وسعت دی۔ سلیوکس نے مگدھ پر حملہ کیا۔ لیکن شکست کھاکر صلح کرنے پر مجبور ہُوا۔ اور اپنی بیٹی چندر گپت سے بیاہ دی اس کا سفیر میگاستھنیز یونانی بہت مدت تک سفیر بن کر چندر گپت کے دربار میں رہا۔ چندر گپت کا پوتا اشوک ایک زبردست حکمران ہُوا۔ اس نے خود بدھ دھرم قبول کرکے لنکا۔ برہما اور مغربی ایشیاء میں اس مذہب کی اشاعت کے لئے مشنری بھیجے۔ موریا خاندان کے دس راجاؤں نے ۱۳۷ برس حکومت کی پھر شُنگ خاندان کے دس راجاؤں نے ۱۱۰ برس راج کیا۔ بعد ازاں کنو خاندان نے مگدھ پر قبضہ کیا۔ اور اس خاندان کے چار راجہ ۴۵ برس حکومت کرتے رہے۔ کنو خاندان کے بعد مسیح سے ۷۰ برس پہلے اندھر خاندان نے مگدھ پر قبضہ کیا۔ اور اس خاندان کے ۳۲ تاجدار ۴۵۶ برس تک حکومت کے ڈنکے بجاتے رہے۔ ۳۸۶ء میں اس خاندان کی حکومت کا چراغ اقبال گل ہو گیا۔ تو مگدھ سورج بنسیوں کے قبضہ میں آیا۔ کئی پشت حکومت کرنے کے بعد سورج بنسی خاندان کے آخری راجہ چُدل کو مار کر سانبھر کے راجہ سگر لو کے بھائی سنومان کے مگدھ پر قبضہ حاصل کیا۔ آخری دو نو خاندانوں کے شجرات حسب و نسب دستیاب نہیں ہو سکے۔
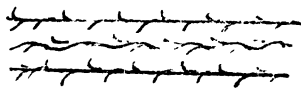
کرتے ہیں۔ تو معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ اس خاندان کے تاجدار کسی وجہ سے
ہندوستان سے نقل مکان کر کے یونان میں آباد ہو گئے۔ اُس ملک کا
نام گریس مگدھ کے دارالخلافہ گرمی برج پور کا مخفف ہے۔ اور یونان
میں ایک صوبہ کا نام مقدونیہ صوبہ بہار کے قدیم نام مگدھ کا بدلا ہوُا تلفظ ہے
مگدھونیہ سے مقدونیہ مشہور ہوُا۔ اسی طرح سے انڈیا ان گریس نامی
کتاب کے مطالعہ سے ایسی ایسی اور بہت سی باتوں کا انکشاف ہوتا ہے
اور ان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ یہ خاندان یونان پر قابض ہو کر حکومت
کرنے لگا۔ اماوسو کا خاندان مگدھ سے چلا گیا۔ تو ہستنا پور کے فرمانروا کرو کے
بیٹے سدھنوا نے مگدھ پر قبضہ کر لیا۔ اس کی اولاد میں سب سے مشہور راجہ
جراسندھ طوفان نوح سے کچھ عرصہ پہلے گذرا ہے۔ اس زمانہ میں خلیج بنگالہ
سے لے کر ملک عرب تک اس کی ہی طاقت اور شجاعت کا ڈنکہ بج رہا تھا
مسیح سے ۳۱۹۰ برس پہلے سری کرشن جی نے بھیم سین کے ہاتھ سے
اسکو قتل کروا کر مگدھ والوں کی ساری طاقت توڑ دی جراسندھ
کے بیٹے سہدیو کی تخت نشینی سے لے کر ۷۰۰ قبل مسیح تک اس خاندان
کے ۲۲ راجاؤں نے مگدھ میں حکومت کی۔ آخری راجہ رپونجے کو اس کے
وزیر پردیوت نے قتل کر کے مگدھ کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی
اور اس کی اولاد کے پانچ راجاؤں نے ۱۳۸ برس حکومت کی۔ آخری
راجہ نندبردھن کو اس کے سپہ سالار ششیش ناگ نے قتل کر کے تخت
تاج پر قبضہ کر لیا۔ اور اس خاندان کے دس راجاؤں نے ۳۶۲ برس
حکومت کی۔ ششیش ناگ خاندان کے آخری راجہ مہانندی کو قتل کر کے
مہاپدما نے حکومت شروع کی۔ اور اس خاندان کے ۱۶ راجاؤں نے
۵۴۴ برس ۵ ماہ اور ۳ دن سلطنت کی۔ آخری راجہ آدتیہ سین کو اس
کے راجہ دھن دھو نے قتل کر دیا۔ تو مگدھ پر نند نے قبضہ کر لیا۔ نند اور

بیٹی سدیوا اکشوا کو سے بیاہی گئی تھی۔ لیکن ہیدراج ہیر کے خاندان کا نسب نامہ کہیں نظر سے نہیں گزرا۔ جس سے ریاست کاشی کے قدیم حالات معلوم ہو سکیں۔

پریاگ کے راجہ نہش کے بھائی کشتر برید نے جسکو برید شرما بھی کہتے تھے۔ کاشی پر قبضہ کیا۔ اور اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اس کی اولاد کو آریہ ورت کے قدیم وقائع نگاروں نے کاشیپ خاندان کے نام سے بیان کیا ہے۔ اس خاندان میں سب سے مشہور راجہ دھنونتری ہوا ہے۔ جس نے فلسفہ طب کی اشاعت میں سب سے بڑھ کر نام پایا۔ اور دھنونتری سنگھتا نامی کتاب تصنیف کی۔ جو اب تک بھی نہایت قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے۔ مگدھ کا راجہ سشرت اسی دھنونتری کا شاگرد تھا۔ اور بھی بہت سے رشیوں نے دھنونتری سے علم طب پڑھ کر دنیا میں پھیلایا۔

دھنونتری سے بہت مدت بعد اس خاندان میں راجہ دِوداس ہوا۔ اس کے عہد حکمرانی میں ریاست میں وشنو دھرم کی اشاعت ہو رہی تھی۔ اور وشنو دھرم کو کوئی نہ جانتا تھا۔ دِوداس کے عہد فرمانروائی میں نکنبھ نامی ایک رشی نے آکر یہاں شنو دھرم کی اشاعت شروع کی لیکن بہت عرصہ تک سے کامیابی نہ ہوئی۔ بعد ازاں اس نے بڑی جدوجہد کے بعد کنڈک نامی ایک حجام کو شیو دھرم میں داخل کیا۔ اور اس کا گھر مسمار کر کے وہاں مندر کی تعمیر شروع کرا لی۔ راجہ دِوداس نے مندر روک دیا۔ اور جو بن چکا تھا۔ اسے مسمار کرا دیا۔ اس پر نکنبھ نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ اور شیو مت کے زہریلے اسلحہ جات جنگ کو کام میں لا کر لوگوں کی سکونت ناممکن کر دی۔ راجہ نے جب اس کے مقابلہ کی طاقت نہ دیکھی۔ تو کاشی سے اپنا دفتر حکومت اٹھا لیا۔ اور شہر کو بالکل خالی کر دینے کا حکم دیا۔ بعد ازاں ہیہئیہ واقعہ دکن میں جا کر راجہ بھدر شرین کے بیٹوں کو قتل کر کے وہاں اپنا قبضہ جمایا۔ اور حکومت شروع

(۱۹) کاشی

نسب نامہ

(۱) برہد شرما	(۱۶) کبلیاشو
(۲) سن ہوتر	(۱۷) الرک
(۳) شل	(۱۸) سنتتی
(۴) آرشٹی سین	(۱۹) سنیتھو
(۵) کاشس	(۲۰) کشیم
(۶) کاشب	(۲۱) کیتومان
(۷) دیرگھ تپا	(۲۲) سوکیتو
(۸) دھنو	(۲۳) دھرم کیتو
(۹) سدیو	(۲۴) ست کیتو
(۱۰) دھنونتری	(۲۵) وبھو
(۱۱) کیتومان	(۲۶) سودبھو
(۱۲) بھیم رتھ	(۲۷) سوکمار
(۱۳) دوودواس	(۲۸) درشٹ کیتو
(۱۴) پرتردن	(۲۹) بیت ہوتر
(۱۵) بنس	(۳۰) بھرگ

پورانوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ شہر کاشی مہاراجہ ویوسوت منو والی اجودھیا کے عہد سے بھی بہت عرصہ پہلے کا آباد چلا آتا ہے اکشواکو کے عہد میں یہاں راجہ بیدراج بید حکومت کرتا تھا۔ اور اسکی

پال خاندان

(۱) وشنو	(۹) نارائن پال
(۲) بپٹ	(۱۰) راج پال
(۳) گوپال	(۱۱) گوپال
(۴) دھرم پال	(۱۲) وگرہ پال
(۵) واک پال	(۱۳) مہی پال
(۶) جے پال	(۱۴) نین پال
(۷) دیوپال	(۱۵) وگرہ پال
(۸) وگرہ پال	(۱۶) رام پال
	(۱۷) کمارا پال

سین خاندان

(۱) سامنت سین	(۹) بھیم سین
(۲) ہمنت سین	(۱۰) بلیال سین
(۳) بجے سین	(۱۱) ہری سین
(۴) اودے سین	(۱۲) کھیم سین
(۵) بلالی سین	(۱۳) نارائن سین
(۶) کنور سین	(۱۴) لچھمن سین
(۷) مادھو سین	(۱۵) وشوروپ سین
(۸) شور سین	(۱۶) دامودر سین

مسلمان فرمانروایان بنگال

(۱) محمد بختیار خلجی سنہ ۱۲۰۲ (۲) عزالدین محمد شیران سنہ ۱۲۰۵

کردی۔ دودوا اس نے بعد رشربن کے خاندان کو بالکل تباہ کرایا۔ صرف ایک لڑکا دُردم نامی نابالغ سمجھ کر چھوڑ دیا۔ وہ دُردم کاشی میں چلا آیا۔ اور نلنبھو رشی کی پناہ میں آکر کاشی میں حکومت کرنے لگا۔ ایک ہزار برس تک یہ دونوں خاندان ایک دوسرے کے ملک میں حکومت کرتے رہے۔ لیکن اپنا اپنا آبائی ملک واپس لینے کی غرض سے دونوں خاندان آپس میں لڑتے رہے۔ یہ لڑائی ایک ہزار برس تک مسلسل طور پر جاری رہی۔ دردم کی اولاد پر ایک دفعہ پھر تباہی آئی۔ اور کاشپ خاندان کے راجہ پرترون نے اس خاندان کے افراد کو چن چن کر تلوار کے گھاٹ اتارا۔ بہت مدت بعد گنگ نے کچھ طاقت حاصل کی۔ اور پرترون کے خاندان کو شکست دے کر ہستنی سے نکال دیا اور خود حکومت کرنے لگا۔ کاشپ خاندان کے راجہ متس نے پھر کاشی کو اپنی صدرگاہ بنایا۔ اور اس خاندان کے تاجدار مدت مدید اور عرصہ بعید تک کاشی میں حکومت کے ڈنکے بجاتے رہے۔ لیکن بعد کے واقعات تاحال دستیاب نہیں ہو سکے ہیں

(۳۰) بنگال

بنشال خاندان

(۱)	نابھاگ	(۶)	سربنجے
(۲)	بنشال	(۷)	سہدیو
(۳)	ہیم چندر	(۸)	کشاش
(۴)	سوچندر	(۹)	سومدت
(۵)	دھومراکش	(۱۰)	سومتی

(۴۹) فیروز شاہ ۱۵۳۲ء — (۵۴) خلف جلال شاہ ۱۵۶۳ء
(۵۰) محمود شاہ ۱۵۳۳ء — (۵۵) سلیمان خاں ۱۵۶۳ء
(۵۱) غازی شاہ ۱۵۵۲ء — (۵۶) بایزید شاہ ۱۵۷۲ء
(۵۲) بہادر شاہ ۱۵۵۳ء — (۵۷) داؤد شاہ ۱۵۷۶ء
(۵۳) جلال شاہ ۱۵۶۰ء

بنگال کی تواریخ پر بہت کچھ تاریکی کا پردہ پڑا ہُوا ہے۔ حالانکہ اس ملک میں بہت سے خاندانوں نے مسلسل طور حکومت کی۔ پورانوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مہاراجہ اکشوا کو والی اجودھیا کے بھائی ناھگ نے اس ملک میں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اس کی اولاد میں سب سے مشہور راجہ بشال ہُوا۔ جس نے بشالا پوری شہر آباد کرکے اسے اپنی صدر گاہ قرار دیا۔ اور اس کے نام پر ملک کا نام بشال دیش مشہور ہُوا۔ مہاراجہ دسرتھ والی اجودھیا کے عہد میں راجہ سومتی بشالا پوری میں حکومت کر رہا تھا۔ لیکن رامائن کے زمانہ سے بہت عرصہ پہلے ہاخنر سے مشہور حکمران مہاراجہ بلی نے بشال خاندان کو مغلوب کرکے اپنے بیٹے بنگ کو اس ملک کا حکمران بنایا۔ بنگ کے نام پر بنگ دیش کہلایا۔ اور آج کل وہی نام بدل کر بنگال مشہور ہے۔

بنگ خاندان مدت مدید اور عرصہ بعید تک یہاں حکومت کرتا رہا۔ طوفان نوح سے کچھ عرصہ پہلے راجہ بیرودھوا اس ملک پر حکمران تھا۔ اگرچہ ڈالی دوارکا کے راجسو یگیہ میں جب پردومن کی فوج ظفر موج فتوحات عالم کے لئے گشت لگا رہی تھی۔ اور بنگال سے اس کا گذر ہُوا۔ تو بیردھنوا نے بڑی جوانمردی کے ساتھ جادو بنسیوں کا مقابلہ کیا۔ اس کے بعد ہندوستان کی تواریخ میں راجہ بھوو یو کا ذکر آتا ہے۔ جس کی شادی بھوج کنش کے راجہ دیوجی کی

(۴) علاء الدین مردان ۱۲۰۸ء — (۲۶) عز الدین ۱۳۳۹ء
(۴) غیاث الدین ۱۲۱۱ء — (۲۷) فخر الدین ۱۳۳۹ء
(۵) ناصر الدین محمود ۱۲۲۷ء — (۲۸) اختیار الدین ۱۳۴۹ء
(۶) علاء الدین جانی ۱۲۲۹ء — (۲۹) علاء الدین
(۷) سیف الدین ایبک ۱۲۲۹ء — (۳۰) شمس الدین الیاس
(۸) اعز الدین طغرل ۱۲۳۳ء — (۳۱) سکندر شاہ ۱۳۵۸ء
(۹) قمر الدین ممتاز خاں ۱۲۴۴ء — (۳۲) اعظم شاہ ۱۳۷۰ء
(۱۰) اختیار الدین ازبک ۱۲۴۶ء — (۳۳) حمزہ شاہ ۱۳۹۶ء
(۱۱) جلال الدین مسعود ۱۲۵۸ء — (۳۴) شمس الدین ۱۴۰۶ء
(۱۲) اعز الدین بلبن ۱۲۵۵ء — (۳۵) شہاب الدین ۱۴۱۹ء
(۱۳) محمد ارسلان تاتار خاں ۱۲۶۰ء — (۳۶) جلال محمد شاہ ۱۴۱۴ء
(۱۴) شیر خاں — (۳۷) احمد شاہ ۱۴۳۱ء
(۱۵) امین خاں — (۳۸) محمود شاہ ۱۴۳۶ء
(۱۶) مغیث الدین طغرل ۱۲۷۸ء — (۳۹) باربک شاہ ۱۴۵۹ء
(۱۷) ناصر الدین بغرا خاں ۱۲۸۲ء — (۴۰) یوسف شاہ ۱۴۷۴ء
(۱۸) رکن الدین کیکاؤس ۱۲۹۱ء — (۴۱) سکندر شاہ ۱۴۸۱ء
(۱۹) شمس الدین فیروز شاہ ۱۳۰۱ء — (۴۲) فتح شاہ ۱۴۸۱ء
(۲۰) شہاب الدین بغرا شاہ ۱۳۱۸ء — (۴۳) سلطان شاہ ۱۴۸۶ء
(۲۱) غیاث الدین بہادر شاہ ۱۳۱۰ء — (۴۴) فیروز شاہ
(۲۲) ناصر الدین ۱۳۲۳ء — (۴۵) محمود شاہ ۱۴۸۹ء
(۲۳) بہادر شاہ ۱۳۲۱ء — (۴۶) مظفر شاہ ۱۴۹۰ء
(۲۴) ابراہیم شاہ ۱۳۳۰ء — (۴۷) حسین شاہ ۱۴۹۳ء
(۲۵) قدر خاں ۱۳۳۵ء — (۴۸) نصرت شاہ ۱۵۱۸ء

تیرھویں صدی عیسوی کی ابتدا میں لکھنوتی کے ساتھ سنار گاؤں اور ستگاؤں بھی مسلمانوں کے صدر مقام رہے۔ ان تینوں صوبوں کا مرکز فیروز آباد یعنی پانڈوہ تھا۔ ۱۲۲۶ء میں بنگال کا صدر مقام پھر لکھنوتی میں تبدیل ہو گیا۔ اور اسے گور کے نام سے موسوم کیا گیا۔ ۱۵۶۴ء میں ٹانڈہ کو یہ اعزاز نصیب ہوا۔ صوبہ داران بنگال بعض اوقات بہار اور کبھی کبھی چاٹگانگ اور اڑیسہ پر بھی قابض ہو جاتے تھے۔ سلطنت دہلی کے کمزور ہو جانے پر صوبہ داران بنگال خود مختار ہو کر متعدد شاہی خاندانوں کے بانی مبانی ہوئے۔ ہمایوں شاہ دہلی نے ۱۵۲۶ء میں بنگال پر قبضہ کیا۔ لیکن ۱۵۳۹ء میں ہمایوں کو شکست دے کر جب شیر شاہ ہندوستان کا فرمانروا بن گیا۔ تو بنگال میں صوبہ دار مقرر ہونے لگے ۱۵۵۶ء میں یہاں آزاد سلطنتیں قائم ہوئیں ۱۵۷۶ء میں اکبر نے بنگال فتح کر کے اسے اپنی قلمرو میں شامل کیا۔

مغلیہ سلطنت کے کمزور ہونے پر صوبہ داران بنگال نے پھر بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ لیکن انہیں دنوں میں اس ملک کی تجارت انگریزوں کے ہاتھ میں آ گئی اور رفتہ رفتہ انہوں نے سیاست کے میدان میں بھی اپنا ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے ۱۷۵۷ء میں لارڈ کلایو نے پلاسی کی لڑائی فتح کر کے نوابوں کو یہاں تک کمزور کر دیا۔ کہ جس کو چاہتے۔ حکومت پر [illegible] کرتے اور جس کو چاہتے بے دخل کر دیتے تھے۔ تاہم بنگال میں دو عملی جاری رہی۔ انگریزوں کا حکم بھی چلتا تھا۔ اور نواب بھی حکومت کرتے۔ سرکار کمپنی نے وارن ہیسٹنگز کو گورنر بنا کر بھیجا۔ اس نے دو عملی کو دور کیا اور آہستہ آہستہ نوابوں کی حکومت کا خاتمہ ہوا اور انگریز ملک بنگال کے فرمانروا تسلیم کرنے گئے۔

بیٹی سے ہوئی۔ اس کی دوسری لڑکی بھیم والی بہکاولی سے بیاہی گئی تھی وہ بوجہ نہ ہونے اولاد نرینہ کے اپنی ریاست گوگا فرزند بھیم کے سپرد کردی۔ اور بھودبو کا بیٹا ارجن اس سے نصف حصہ اپنا حق طلب کرنے لگا۔ بصورت انکار لڑائی شروع ہوئی۔ ارجن نے شکست کھاکر ابوالفرح والی ایران کو اپنی اولاد کے لئے بلایا۔ ایک خونریز لڑائی کے بعد ابوالفرح شکست کھاکر بھاگا۔ گوگا نے اس کا تعاقب کیا اور ضلع حصار واقعہ پنجاب میں پھر لڑائی ہوئی۔ جس میں ابوالفرح اور گوگا دونوں مارے گئے۔ اور ایرانی فوج پنجاب سے بھاگ نکلی۔

موجودہ تحقیقات سے ظاہر ہوا ہے۔ کہ طوفان نوح کے زمانہ سے لیکر مسلمانوں کے بنگال فتح کرنے کے زمانہ تک راجپوتوں کے چار خاندانوں نے بنگال میں مسلسل طور پر حکمرانی کی۔ جن کے نام پونڈر۔ بیند۔ پال اور سین تھے۔ ان میں سے آخری دو خاندانوں کے نامکمل نسب نامہ چند کتبہ جات سے دستیاب ہوئے۔ جن سے ظاہر ہے۔ کہ پال خاندان سورج بنس سے تعلق رکھتا تھا۔ اور سین چندربنس سے

راجہ دھرم پال ایک زبردست حکمران ہوا۔ اس نے قنوج تک سارا شرقی ہند فتح کرڈالا۔ اور قنوج کی حکومت چکر دھر کے سپرد کی۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ بنگال کا راجہ دھرم پال قنوج کے گپت خاندان سے بہت عرصہ پہلے گزرا ہے۔ پانچویں صدی عیسوی تک بنگال میں بودھ دھرم کا بہت زور رہا۔ ادے سین نے ویدک دھرم کی از سر نو اشاعت کی۔ اس نے قنوج سے برہمن اور کائستھ بلاکر بنگال میں آباد کئے۔ ادے سین کی حکومت دو حصوں پر مشتمل تھی۔ ایک راہری دوسری برندھا

مسلمانوں میں سے سب سے پہلے محمد بختیار خلجی نے بنگال کا تھوڑا سا حصہ فتح کیا۔ جو اسکے صدر مقام لکھنوتی کے گردو نواح میں واقعہ تھا۔

نام اور افعال عہد مورخوں کی یاد سے فراموش ہو گئے۔ ان میں سے سوکھین کا ذکر کالی داس نے رگھوبنس میں کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ بدربھ دیش کی راجکماری اندرمتی کے سوئمبر میں جو اجودھیا کے راجہ رگھو کے بیٹے اج نے جیتا۔ راجہ سوکھین بھی شامل تھا۔ اور یہ بھی بتلایا ہے۔ کہ وہ شورسین کے سب سے مشہور تاجدار مہاراجہ نیپ کی اولاد میں سے تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہندوستان کی قدیم تواریخ میں مہاراجہ نیپ کا نام بہت کچھ شہرت حاصل کئے ہوئے تھا۔ اور یہ راجہ سری رام چندر جی کے زمانہ سے بہت عرصے گذرا ہے۔ اس کی نیک شہرت ہزاروں سال تک قائم رہی۔ اس کے نام مبارک پر ہی اس کا خاندان نیپ بنش کہلاتا تھا۔ اور ریاست شورسین کے نام پر اسے شورسینک یا شورسینی بھی کہتے تھے۔

راجہ دھراج کے بیٹے انوہ کی شادی سکھدیو کی بیٹی کرتوی کے ساتھ ساتھ ہوئی۔ جسکے بطن سے علم اشراق کا ایک لاثانی فاضل راجہ برہم دت پیدا ہوا۔ اسکے دو وزیر پانچال اور کنڈریک بھی ایسے ہی عالم تھے۔ مدت تک حکومت کرنے کے بعد راجہ برہم دت سلطنت ترک کر کے اپنے دونوں وزیروں کے ہمراہ جنگل میں جاکر ریاضت کرنے لگا۔ اور وشوک سین اس کی جگہ گدی نشین ہوا۔

وشوک سین کے پوتے دربدھی پر ہی چھتر پور کے راجہ اگرابدھ نے حملہ کر دیا۔ راجہ بہادری سے لڑتا ہوا میدان جنگ میں مارا گیا۔ اگرابدھ نے شورسینی راجپوتوں کو چن چن کر تلوار کے گھاٹ اتارا۔ بہت لوگ جان کے خوف سے ادھر اُدھر بھاگ گئے۔ اگرابدھ نے ریاست شورسین پر قبضہ کیا اس کا قرار واقعی انتظام کر کے وہ ہستناپور کی طرف بڑھا اور کوروں کو جنگ کا الٹی میٹم دیا۔ راجہ شانتن کو انتقال کئے صرف دو دن ہوئے تھے۔ بھیشم پتامہ کریا کرم کر رہے تھے۔ برہمنوں کے مشورہ سے انہوں نے بارہ دن تک

(۱) برہداشو	(۱۶) دبھراج
(۲) برہدھنوا	(۱۷) انوہ
(۳) برہدھرما	(۱۸) برہم دت
(۴) ست جت	(۱۹) بشوک سین
(۵) وشوجت	(۲۰) ونڈسین
(۶) سین جت	(۲۱) عبلاط
(۷) رُچر	(۲۲) ورُیدھی
(۸) پرتھوکھین	(۲۳) چھک
(۹) پار	(۲۴) کول بھٹ
(۱۰) نیپ	(۲۵) اجت
(۱۱) سوکھین	(۲۶) درگ بھٹ
(۱۲) سمر	(۲۷) وُرگ سوامن
(۱۳) پار	(۲۸) ویدراج
(۱۴) پرتھو	(۲۹) تبس ودن
(۱۵) شوکرت	

ریاست شورسین کی بنیاد ہستنا پور کے مہاراجہ ہسی کے پوتے اور اجمیڈھ کے بیٹے برہداشو نے ڈالی۔ مہابھارت کے زمانہ تک یہ ریاست قائم رہی۔ ہری ونش کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ مہاراجہ نیپ اور سمر کے درمیان سینکڑوں تاجداروں نے نسلاً بعد نسلاً حکومت کے ڈنکے بجائے۔ جنکے

(۲۱) جے دھوج (۲۷) تانڈکبر

(۲۲) مال جنگھو (۲۸) بھرت

(۲۳) بیت ہوتر (۲۹) سوجات

(۲۴) سوجات (۳۰) پرتیپ

(۲۵) بھوج (۳۱) انرودنیل

(۲۶) ادنتی

جادو بنسی راجپوتوں کے مورث اعلیٰ مہاراجہ جدو والی گجرات کاٹھیاواڑ کے پانچ بیٹوں کی تقسیم مملکت کا ذکر سلطنت کاٹھیاواڑ میں کیا جا چکا ہے۔ اسکے بڑے بیٹے مدھو کی اولاد میں سے بہت مدت کے بعد مہاراجہ کرد شٹو گجرات کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ کرد شٹو کا بھائی ہسر جت جنوب کی طرف بڑھا اور دریائے گوداوری کے نواحی علاقہ پر قبضہ کر کے حکومت کرنے لگا۔ اسکی اولاد میں سے ہے ہے۔ سہے اور تال جنگھا تین بھائی پیدا ہوئے۔ جو بہادری شجاعت میں ایک دوسرے سے بڑھکر تھے۔ سب سے بڑا ہے ہے جس کا دوسرا نام ایک بیر بھی تھا۔ اپنے باپ کے بعد ریاست کا حکمران بنا۔ اور دوسرے بھائی اس کے سپہ سالار قرار دئیے گئے۔

انہیں ایام میں عرب کے بادشاہ کال کیتو نے ترکستان کے راجہ رمیہ کی دارالحکومت پر حملہ کیا۔ اور اسے شکست دے کر اس کی لڑکی ایکاولی کو اٹھا لے گیا۔ عرب میں پہنچکر اس سے شادی کی التجا کی۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اور جیلخانہ میں ڈال دی گئی۔ ایکاولی نے راجہ ایک بیر کو اپنی مدد کے واسطے بلایا اور اس نے عرب پر حملہ کر کے کال کیتو کو میدان جنگ میں تہ تیغ کیا اور کیتو خاندان کے افراد کو عرب کی سرزمین سے جلاوطن کر دیا۔ عرب کی حکومت اپنے بھائی تال جنگھا کے سپرد کی۔ اور طوفان نوح کے

لڑائی ملتوی رکھی۔ اور بعد ازاں کریاکرم سے فارغ ہوکر بھیشم جی میدان میں نکلے اور اگرابدھ کو قتل کرکے اس کی سپاہ کو مار مار کر بھگا دیا۔ بھیشم پتامہ نے اہی چھترپور اور شورسین دونوں ریاستیں پانچال کے راجہ پربھنت کے حوالے کر دیں۔ پربھنت کے بعد راجہ دروپد اس کا فرزند قابض رہا۔

شورسینی راجپوت کچھ عرصہ تک اِدھر اُدھر پھرتے رہے۔ بہت مدت بعد انہوں نے کچھ علاقہ پر قبضہ کیا۔ اور کام بن میں ایک ریاست قائم کرلی۔ بہت عرصہ تک کام بن میں ان کی حکومت رہی۔ لیکن مسلسل نسب نامہ مورخوں کی یاد سے فراموش ہوگیا ہے۔ ان میں سے صرف سات تاجداروں کے نام ایک کتبہ سے دستیاب ہوئے ہیں۔ جو راجہ ہنس برمن نے کام بن (بھرت پور) کے علاقہ میں نصب کرایا تھا۔

(۲۲) مہیشمتی

(۱)	سہسرجت	(۱۱)	وِدُم
(۲)	شت جت	(۱۲)	کنک
(۳)	ہے ہے	(۱۳)	بھیم
(۴)	دھرم نیتر	(۱۴)	دھنک
(۵)	کنت	(۱۵)	کرت بیریہ
(۶)	کارتت	(۱۶)	سہسرارجن
(۷)	بھارج	(۱۷)	شورسین
(۸)	سنگاکت	(۱۸)	شور
(۹)	مہیشمان	(۱۹)	دھرشن
(۱۰)	بھدرشریں	(۲۰)	کرشن

ناگ بنس کو کسی جزیرہ سے لاکر ہندوستان میں آباد کیا۔ ناگوں نے ناگ پور شہر آباد کر کے اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ ناگ خاندان اب بھی اس علاقہ میں آباد ہے۔ کھیرا گڑھ اور کالی ہنڈی کے راجے اسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔

سہسرارجن نے مدت تک حکومت کی۔ لیکن اپنے آخری عہد حکومت میں وہ خود ہی اپنی بربادی کا باعث بن گیا۔ اس نے غرور میں آکر جمد گنی رشی کو قتل کر دیا۔ اس پر اس کے بیٹے پرسرام نے ہتیار اٹھائے۔ اور کشتریوں کی تباہی پر کمر باندھی۔ پرسرام نے نہ صرف ارجن کو ہی قتل کیا۔ بلکہ اس کے جانشین راجپوتوں کی تباہی بدستور کرتے رہے برہمنوں اور راجپوں کی ان معرکہ آرائیوں کا سلسلہ سری رام چندر جی کے عہد تک جاری رہا۔

ہے ہے خاندان کے راجپوت مہشمتی میں حکومت کرتے رہے۔ اور آہستہ آہستہ پھر انہوں نے طاقت پکڑی لیکن بعد کے زمانہ میں ان پر پھر ایک دفعہ تباہی آئی۔ ان کے کسی راجہ کو روپیہ کی ضرورت پڑی اور بھرگو خاندان کے برہمنوں سے جو ان کے پروہت تھے۔ روپیہ طلب کیا۔ انہوں نے انکار کیا۔ راجہ نے قتل اور غارت گری شروع کر دی۔ ایک بھی برہمن زندہ نہ چھوڑا۔ ان کی عورتیں بھاگ کر شمالی ہند میں چلی آئیں۔ ایک حاملہ برہمنی کے بطن سے اورب رشی پیدا ہوا۔ جس نے ہے ہے خاندان کے ہوش و حواس درست کر دئے۔

بہت مدت بعد اس خاندان کے راجہ سوجات نے پھر کچھ طاقت پکڑ لی اور ہے ہے خاندان کا اقبال چمکا۔ راجہ اونتی نے اپنے نام پر اونتی پوری شہر تعمیر کروایا۔ جو بعد کے زمانہ میں اجین کے نام سے شہرت پذیر ہوا۔ ہے ہے خاندان کی ایک شاخ وہاں بھی حکومت کرتی رہی۔ بعد ازاں تسیخ سے

زمانہ تک یہ خاندان عرب میں حکومت کرتا رہا۔
اس کے بعد ایک بیر نے ایشیا کوچک کو فتح کیا۔ اور راہو خاندان کو نیست و نابود کر کے ان کا ملک عرب کے ساتھ ملحق کر دیا۔ اس کے بعد وہ یونان کی طرف بڑھا اور اسے فتح کر کے اپنے بھائی بہے کو وہاں کا حکمران بنایا۔
بہے بہے کی اولاد دکن میں حکومت کرتی رہی۔ ان میں سے مہاراجہ ساہنج نے اپنے بیٹے پرساہنی پوری شہر آباد کر کے اسے اپنی صدر گاہ بنایا۔ پھر بہت عرصہ بعد ہیشمان نے ہیشتی شہر آباد کر کے اسے اپنی دارالحکومت قرار دیا۔ جن ایام میں بکنھ رشی نے کاشی میں قیام پذیر ہو کر شیو دھرم کی اشاعت شروع کی۔ اس زمانہ میں ہیشتی میں راجہ بھدر شرین حکومت کرتا تھا۔ بکنھ نے کاشی کے راجہ دو دواس کو نکال دیا۔ تو وہ دکن میں چلا آیا۔ اور بھدر شرین کے بیٹوں کو تخت و تاج سے محروم کر کے وہاں حکومت کرنے لگا۔ بھدر شرین کی اولاد نے بکنھ رشی کی پناہ لی۔ اور یہ خاندان ایک ہزار برس تک کاشی میں حکومت کرتا رہا۔ لیکن ایک ہزار برس تک دونوں خاندانوں میں اپنی اپنی دارالحکومت واپس لینے کے لئے معرکہ آرائیاں جاری رہیں ایک ہزار برس بعد دونوں خاندان کامیاب ہوئے۔ اور اپنی اپنی جگہ حکومت کرنے لگے بہے بہے خاندان کا راجہ وردم پہلا حکمران تھا۔ جس نے اپنی آبائی دارالحکومت کا قبضہ حاصل کیا مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد اس خاندان میں سب سے مشہور راجہ سہسرارجن ہوا۔ جس نے بہے بہے خاندان کی عظمت کو عرش معلی تک پہنچا دیا۔ اس نے نہ صرف ایشیا۔ بلکہ روئے زمین کے تمام ملکوں کو فتح کر کے سلطنت ہیشتی کو روئے زمین کی مرکزی حکومت کے مرتبہ تک پہنچا دیا۔ لنکا کا راجہ راون مدت تک اس کی قید میں رہا۔
مہاراجہ سہسرارجن فتوحات ملکی۔ جود و سخا اور انتظامی قابلیت کے باعث اس زمانہ میں ایک بے نظیر حکمران ہوا ہے۔ اس نے کرکوٹک خاندان سے

بنشی راجاؤں میں سب سے مشہور حکمران کوکل ہوا ہے۔ اس سے بعد کے راجاؤں نے جب کبھی کوئی کتبہ نصب کیا۔ تو اس میں اپنا خاندان کوکل سے ہی شروع کیا گیا ہے۔ اس لئے خیال کیا جا سکتا ہے۔ کہ کوکل نے ہی ترپری کو اپنی صدر گاہ بنایا ہوگا۔ ترپری کے راجاؤں میں سے بعض ناموں کے سامنے ہم نے جو سن درج کئے ہیں۔ یہ تخت نشینی کے سن نہیں ہے۔ بلکہ انہوں نے اپنے عہد حکومت میں جو کتبے نصب کئے ان کے سن ہیں۔

(۲۴) رتن پور

(۱) کلنگ دیو
(۲) کنول دیو
(۳) رتن دیو
(۴) پرتھوی دیو اول
(۵) جاجل دیو اول سنہ ۱۱۱۶
(۶) رتن دیو دوم
(۷) پرتھوی دیو دوم سنہ ۱۱۶۰
(۸) جاجل دیو دوم سنہ ۱۱۶۹
(۹) رتن دیو سوم
(۱۰) ہری گن
(۱۱) بلبھ راج
(۱۲) جے سنگھ
(۱۳) پرتھوی دیو سوم سنہ ۱۱۹۰

ترپری کے سب سے مشہور راجہ کوکل کے اٹھارہ بیٹوں میں سے پرسدھ دھول ترپری کی گدی پر بیٹھا۔ اس کے بھتیجے کلنگ دیو نے دکھنی کوشل کو فتح کیا۔ اور رتن پور کو اپنی صدر گاہ بنا کر حکومت کرنے لگا۔ اس کے خاندان کا یہ نسب نامہ چند کتبات کی مدد سے تیار کیا گیا ہے۔

۲۲۰۰ برس پہلے پرمار راجپوتوں کے مورث اعلیٰ پدم راشٹ نے اجین کو اپنی صدرگاہ بنایا۔

مہاراجہ راج والی اجودھیا کے زمانہ میں ہیشمتی میں ہیہے ہیہے خاندان کا راجہ پرتیپ حکمران تھا۔ اس کی اولاد عرصہ دراز تک یہاں حکمران رہی طوفان نوح سے کچھ عرصہ پہلے ہیشمی میں راجہ اندنیل جہانبانی کر رہا تھا جنگ مہابھارت سے بہت عرصہ بعد ہیہے ہیہے خاندان نے ہیشمتی کو چھوڑ کر ترپری کو اپنی صدرگاہ بنایا۔

(۲۳) ترپری

(۱) کوکل — (۹) گنگے سنہ ۱۰۳۶

(۲) پرشردھول — (۱۰) کرن سنہ ۱۰۴۳

(۳) بال ہرش — (۱۱) یش کرن سنہ ۱۱۲۲

(۴) یوراج اول — (۱۲) جے کرن

(۵) لکشمن راج — (۱۳) نرسنگھ سنہ ۱۱۵۹

(۶) شنکر گن — (۱۴) جے سنگھ

(۷) یوراج دوم — (۱۵) بجے سنگھ سنہ ۱۱۸۲

(۸) کوکل دوم — (۱۶) اجے سنگھ

اوراق گزشتہ میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ مہابھارت کی لڑائی سے بہت عرصہ بعد ہیہے خاندان کے راجاؤں نے ہیشمی کو چھوڑ کر ترپری کو اپنی صدرگاہ بنا لیا تھا۔ چونکہ اس خاندان کا نسب نامہ مکمل دستیاب نہیں ہوا اس لئے دار الحکومت کی تبدیلی کا زمانہ تعین کرنا مشکل ہے۔ ترپری سے ہیہے

یہ چاروں ریاستیں اپنے اپنے بانی کے نام پر ہی شہرت پذیر ہوئیں۔ اسکے بعد ریاست کلنگ کا ذکر ہر ایک زمانہ کی تواریخ ہند میں آیا ہے۔ مہاراجہ رگھو والی اجودھیا کے عہد میں یہ ریاست بہت کچھ اقتدار حاصل کر چکی تھی۔ مہاراجہ راج والی اجودھیا کے عہد میں یہاں راجہ ہیم انگر حکومت کرتا رہا۔ دھو وسندھ والی اجودھیا کے عہد میں کلنگ میں بیرسین کی حکومت تھی۔ مہابھارت کے زمانہ میں یہ ریاست عروج پر تھی۔ آٹھویں صدی عیسوی کے آغاز میں یہاں راجہ بلی آدینہ حکمران تھا۔ کولاہل پور کے راجہ کامارنیہ نے اسے قتل کرکے کلنگ دیش پر قبضہ کیا۔ اور جنتاپور کو اپنی صدر گاہ قرار دے کر حکومت کرنے لگا۔ یہ اسکے خاندان کا نسب نامہ ہے

اڑیسہ

کیسری خاندان

(۱) ججاتی ۔ (۱۰) کج
(۲) سورج (۱۱) بسنت
(۳) اننت (۱۲) گندھرب
(۴) الالیو (۱۳) جنمیجے
(۵) گنگ (۱۴) بھرت
(۶) بیر (۱۵) کالی
(۷) پدم (۱۶) کنول
(۸) برہم (۱۷) کنڈل
(۹) بٹ (۱۸) چندر

(۲۵) کلنگ

(۱) کامارنیہ سنہ ۷۳۳	(۱۷) بجر ہست سنہ ۱۰۳۲
(۲) دانارنیہ سنہ ۷۵۹	(۱۸) راج راج سنہ ۱۰۶۳
(۳) کامارنیہ سنہ ۷۹۹	(۱۹) اننت برمن چوڑگنگ سنہ ۱۰۷۲
(۴) رنارنیہ سنہ ۸۰۹	(۲۰) کامارنیہ سنہ ۱۱۴۲
(۵) بجر ہست سنہ ۸۵۲	(۲۱) راگھو سنہ ۱۱۵۲
(۶) کامارنیہ سنہ ۸۶۹	(۲۲) راج راج سنہ ۱۱۶۷
(۷) گنارنیہ سنہ ۸۸۸	(۲۳) اننگ بھیم سنہ ۱۱۹۲
(۸) جتانکس سنہ ۹۱۵	(۲۴) راج راج سنہ ۱۲۰۲
(۹) کلنگ لانکس سنہ ۹۳۰	(۲۵) اننگ بھیم سنہ ۱۲۱۹
(۱۰) گن دھام سنہ ۹۴۳	(۲۶) نرسنگھ سنہ ۱۲۵۲
(۱۱) کامارنیہ سنہ ۹۵۴	(۲۷) بھانوراج سنہ ۱۲۹۶
(۱۲) بنے دت سنہ ۹۵۴	(۲۸) نرسنگھ سنہ ۱۳۰۳
(۱۳) بجر ہست سنہ ۹۷۷	(۲۹) بھانوراج سنہ ۱۳۳۸
(۱۴) کامارنیہ سنہ ۱۰۱۲	(۳۰) نرسنگھ سنہ ۱۳۶۲
(۱۵) گن دھام سنہ ۱۰۱۲	(۳۱) بھانوراج سنہ ۱۳۸۶
(۱۶) مدھو کامارنیہ سنہ ۱۰۲۵	(۳۲) نرسنگھ سنہ ۱۴۱۲

مہاراجہ سگر والی اجودھیا سے بہت عرصہ پہلے باختر کے مشہور فتح مند راجہ بلی نے ایشیائی ممالک کو فتح کرکے ہندوستان کی طرف رخ کیا۔ تمام حکمرانوں کو زیر کرتا ہوا وہ خلیج بنگالہ تک جا پہنچا۔ اور مشرقی ہند میں اپنے چار چھوٹے بیٹوں بنگ۔ سوہم۔ پنڈر اور کلنگ کو جداگانہ ریاستوں کا حکمران بنایا

(۱۵) بیر (۲۰) پرشوتم دیو

(۱۶) کال (۲۱) پرتاپ رودر دیو

(۱۷) نرسنگھ متت (۲۲) کلنگ دیو

(۱۸) نیتر دیو (۲۳) کاکرگ دیو

(۱۹) کپلیندر دیو

مسیح سے چھ سو برس پہلے کیسری خاندان کے راجہ ججاتی نے اڑیسہ میں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اس خاندان کی دارالحکومت پہلے جاج پور میں تھی پھر کٹک میں منتقل کرلی۔ اس کے بعد گنگا بنسی خاندان حکمراں ہوا۔ اس خاندان کے راجہ کپلیندر گج پتی کے عہد کا ایک کتبہ ملا ہے۔ جو ۱۲۹۹ء میں نصب کیا گیا تھا اڑیسہ کے راجاؤں کا لقب ہمیشہ گج پتی رہا ہے۔ جس کے معنی صاحب فیل کے ہیں

(۲۷) راج مندری

(۱) وشنو بردھن (۱۰) وشنو بردھن

(۲) جے سنگھ (۱۱) نریندر راوگ راج

(۳) اندر راج (۱۲) وشنو بردھن

(۴) وشنو بردھن (۱۳) اجے رت

(۵) منگی یوراج (۱۴) چالوکیہ بھیم

(۶) جے سنگھ (۱۵) وجے دت

(۷) کوکل (۱۶) اودے راج

(۸) وشنو بردھن (۱۷) نپٹ ونت

(۹) بجے دت (۱۸) تیلپ

(۱۹)	بیر	(۳۲)	نرسنگھ
(۲۰)	امرت	(۳۳)	کورم
(۲۱)	بنجے	(۳۴)	متس
(۲۲)	چندرپال	(۳۵)	باراہ
(۲۳)	مدھوسودن	(۳۶)	باون
(۲۴)	دھرم	(۳۷)	پارسس
(۲۵)	جن	(۳۸)	چندر
(۲۶)	نرپ	(۳۹)	سجن
(۲۷)	سگر	(۴۰)	سامن
(۲۸)	ترپہ	(۴۱)	پرندر
(۲۹)	مادھو	(۴۲)	وشنو
(۳۰)	گو بند	(۴۳)	اندر
(۳۱)	نرت	(۴۴)	سورن

گنگابنسی خاندان

(۱)	چوڑگنگ	(۸)	کیسری
(۲)	گنگیشور	(۹)	پرتاب
(۳)	اک جنگم دیو	(۱۰)	گھٹی کنٹھ
(۴)	مدن مہادیو	(۱۱)	کپاپندرگج پتی
(۵)	اننگ بھیم دیو	(۱۲)	سانکھ جسور
(۶)	راج راجیشور دیو	(۱۳)	سانکھ باسدیو
(۷)	لنگو باترسوا	(۱۴)	بلی

(۲۱) بجے وت (۲۶) سومیشر
(۲۲) بکرم وت (۲۷) بکرم وت
(۲۳) ستاسروپ (۲۸) جگت سنگھ
(۲۴) بکرم وت (۲۹) تیلپ
(۲۵) جاہ سنگھ (۳۰) سومیشر

جس زمانہ میں وشنو بردھن نے راج مسندری میں سولنکی خاندان کی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ انہیں دنوں میں ایک اور سولنکی راجپوت نے جس کا نام جے سنگھ تھا۔ کلیان میں اپنی ریاست قائم کی۔ چونکہ راج مندری اور کلیان دونوں ایک ہی خاندان کے قبضہ اقتدار میں تھیں۔ اس لئے دونوں ایک ہی درخت کی شاخیں سمجھی جاتی تھیں۔ چنانچہ راج مندری کو مشرقی شاخ اور کلیان کو مغربی شاخ کے نام سے بیان کیا گیا ہے۔ دونوں ایک ہی وقت میں قائم ہوئیں۔ ایک ہی زمانہ میں دونوں ختم ہوئیں۔

۲۹ متھرا

(۱) بھیم (۹) دندھبی
(۲) اندھک (۱۰) ابھی جیت
(۳) بھوج (۱۱) پندر بسو
(۴) ککر (۱۲) آہک
(۵) دھرشٹ (۱۳) اگرسین
(۶) کپوت راما (۱۴) کنس
(۷) بلوما (۱۵) اگرسین دوسری دفعہ
(۸) بجو (۱۶) بجر ناتھ

(۱۹) ابجے وٹ (۲۵) بل وت

(۲۰) بدھ مل (۲۶) راج نرانور

(۲۱) وجے بھیم (۲۷) راج اندر

(۲۲) رام راج (۲۸) بکرم دیو

(۲۳) دھنا رتھو (۲۹) راج دیو

(۲۴) کیرت برمن (۳۰) بیر دیو

سن عیسوی سے بہت عرصہ پہلے سو تنکی خاندان کے راجہ وشنو بردھن نے دریائے گوداوری و کرشنا کے درمیان اس ریاست کی بنیاد ڈالی۔ اس کی اولاد نے تیس پشت تک یہاں حکومت کی۔ مزید حالات دریافت نہیں ہوئے

(۲۸) کلیان

(۱) جے سنگھ (۱۱) آدیتہ

(۲) بجے وت (۱۲) بکرا دیتہ

(۳) راج سنگھ (۱۳) سبنے دت

(۴) وشنو بردھن (۱۴) بجے وت

(۵) اجے دت (۱۵) بکرم وت

(۶) بالک سین (۱۶) کیرت برما

(۷) کیرت برمنا (۱۷) کرت برا

(۸) منگلیش (۱۸) نیلپ

(۹) ست سروپ (۱۹) بھیم راج

(۱۰) امر (۲۰) کیرت برما

(۶۳) جگ سویات (۷۲) پرت سین

(۶۴) بین (۷۳) موہن

(۶۵) دیوجس (۷۴) باسدیو

(۶۶) سول راج (۷۵) آل ہان

(۶۷) تتو راؤ (۷۶) بیرسین

(۶۸) دیونند (۷۷) سبھو

(۶۹) جگ بھوپ (۷۸) سرت سین

(۷۰) بُدھ (۷۹) گن بیوہ

(۷۱) روہتاس (۸۰) جگ مال

گجرات کاٹھیاواڑ کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ سری رام چندر جی کے عہد میں جادو بنسیوں کا راجہ ست وت وہاں حکومت کرتا تھا۔ اور اس کا بیٹا بھیم برندابن میں اپنے ماموں لون پسر مدھو کے پاس رہتا تھا۔ ست وت مر گیا۔ تو رام نے اپنے بیٹے کش کو گجرات کا حاکم مقرر کیا۔ اس بات سے ناراض ہو کر لون نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ لیکن رام کے حکم سے شترو گھن نے اسے قتل کر دیا۔ اور متھرا میں اپنے بیٹے چتر کیتو کو راجہ بنایا۔ بھیم آوارہ زندگی بسر کرنے لگا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد رام نے اس کی حالت پر ترس کھا کر متھرا کی حکومت اسے بخش دی۔ ہری بنش میں لکھا ہے۔ کہ جب رام نے اس فانی دنیا کو چھوڑا تو بھیم کا بیٹا اندھک متھرا میں حکومت کرتا رہا تھا۔ اس کی اولاد میں سے بھوج ایک عقلمند فرمانروا ہوا۔ اس نے متھرا کو وہ رونق بخشی۔ کہ یہ شہر اپنی خوبصورتی کے لحاظ سے روئے زمین کے تمام شہروں سے سبقت لے گیا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ متھرا کے ساتھ بھوج کا نام بھی لاثانی ہو گیا ہے۔ اس کے بعد مشہور راجہ ککر ہوا۔ جس کے نام پر یہ خاندان ککر بنش کہلایا۔ اس وقت جادو بنس کی بہت سی شاخیں پیدا ہو چکی تھیں۔ ان میں سے متھرا کے

(۱۷) پرتی پاہ (۴۰) مدھوان جیت
(۱۸) اگرسین (۴۱) کیرتی سین
(۱۹) شورسین (۴۲) بھگوان سین
(۲۰) سکھسین (۴۳) بدورتھ
(۲۱) ناجو (۴۴) بکرم سین
(۲۲) سبا ہو (۴۵) کمدسین
(۲۳) راج کمار (۴۶) بیربہ پال
(۲۴) گج (۴۷) بجیت
(۲۵) راج سین (۴۸) شرت پال
(۲۶) پرتاپ باہو (۴۹) رکم سین
(۲۷) آدتیہ باہو (۵۰) کنک سین
(۲۸) پاہوتی (۵۱) اترسین
(۲۹) سبھاٹے (۵۲) سرپنتاسین
(۳۰) دیوراو (۵۳) پرمتاسین
(۳۱) پرتھوی راج (۵۴) رام سین
(۳۲) مہی پتی (۵۵) مہیدیو
(۳۳) مریادپتی (۵۶) دیو سہائے
(۳۴) سپرت سین (۵۷) شنکر دیو
(۳۵) سوسین (۵۸) سورج دیو
(۳۶) روپ سین (۵۹) پرتاپ سین
(۳۷) اپراجیت (۶۰) اودن جیت
(۳۸) تنگ سین (۶۱) بھیم سین
(۳۹) سنگن سین (۶۲) چندسین

تمام سامان حرب وضرب چھین لیا۔

اگرسین نے اپنی دارالحکومت متھرا سے دوارکا میں منتقل کر لی۔ اس دن سے جادو بنسیوں کا اقبال ماہ نو کی طرح بڑھنا شروع ہوا۔ اور ۲۴ سال کے قلیل عرصہ میں روئے زمین کے تمام ملکوں پر ان کا ہی جھنڈا لہرانے لگا سب سے پہلے ریاست کربیرپور کو فتح کیا۔ پھر کندن پور کو باجگزار بنایا۔ اس کے بعد مصر کے بادشاہ ششیر کو قتل کر کے اس ملک کی عنان حکومت برندا بن کے گوالوں کے ہاتھوں میں دیدی۔ بعد ازآں سری کرشن جی نے چین کے راجہ جگ دت کو اپنا باجگذار بنایا۔ پھر جنوبی افریقہ کے راجہ بان کو شکست دے کر بھگا دیا۔ اور اس کا ملک وزیر کنبھانڈ کے حوالے کیا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد مہادیو والی کیلاس پوری کی سفارش سے بان کو اسکی حکومت پھر واپس دیدی۔ راجہ اگرسین نے راجسو یگیہ کیا۔ تو سری کرشن جی کے بیٹے پردومن نے مندرجہ ذیل ریاستوں کے تاجداروں کو فتح کر کے ان سے خراج وصول کیا۔

کچھ۔ کلنگ۔ مرودھوا۔ اجین۔ ہستنی۔ گجرات۔ چیدی۔ کونکن۔ کیرل۔ تیلنگ۔ مہاراشٹر۔ کرناٹک۔ کروکو۔ کندن پور راج پور۔ لنکا۔ اڑیسہ۔ بنگال۔ آسیم پور۔ کامروپ۔ کیکے۔ پنجاب۔ پونڈ مگدھ۔ اودھ۔ نیپال۔ کانتت۔ کنپل نگر۔ چندپور۔ ٹھاکرپور۔ جلدرا ترگرت۔ وراٹ۔ کوشامبی۔ سوبیر۔ ابھیر۔ سندھ۔ لاکھیشور۔ قندھار عرب۔ مراکو۔ الکاپوری۔ پراگ جیوتش پور۔ گوپور۔ جزیرہ نما ہند چینی چینی تاتار۔ کوریا۔ روس۔ یورپی روس۔ طرابلس۔ روم۔ ترکستان

اس کے بعد امریکہ کے بادشاہ ببجرناجھ کو قتل کر کے تمام امریکہ پر قبضہ کیا۔ اور پردومن۔ چندر پربھ۔ جے انت اور سنجے نے امریکہ آپس میں تقسیم کر کے وہاں اپنی اپنی جداگانہ حکومتوں کی بنیاد ڈالی۔ شمالی ایشیا کو

اصلی مالک تو بدھنی تھے۔ لیکن گکروں نے انہیں معزول کر کے تخت و تاج پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ اور جادو بنس کی دوسری شاخوں کی طرح بدھنی بھی جاگیرداروں کی حیثیت سے رہنے لگے۔

گکر خاندان میں سب سے مشہور راجہ کنس ہوا۔ جس نے اپنے باپ اگرسین کو قید کر کے متھرا کی عنان حکومت اپنے ہاتھوں میں لے لی۔ اس نے جراسندھ والی مگدھ کو شکست دے کر اس کی دو بیٹیوں کے ساتھ شادی کی۔ جراسندھ ان دنوں میں ایک طاقتور حکمران تھا۔ اس کو شکست دینے سے کنس کا رعب ہندوستان کے تمام راجاؤں کے دل پر بیٹھ گیا۔

کنس نے راجسو یگیہ کیا۔ فتوحات ملکی کے لئے ایک زبردست فوج لے کر روانہ ہوا۔ اور بینشمتی۔ کشکندھا۔ نوم پد۔ چین۔ مصر۔ طرابلس جنوبی افریقہ۔ مغربی افریقہ۔ عرب اور تبت وغیرہ کے حکمرانوں کو زیر کر کے ان سے خراج وصول کیا۔ کنس نے بہت زیادہ طاقت حاصل کر لی لیکن سری کرشن جی نے جو بدھنی خاندان کے جادو تھے۔ اور جن کے ماں باپ کو اس نے عرصہ ۲۴ سال سے قید کر رکھا تھا۔ کنس کو قتل کر کے اس کے بوڑھے باپ اگرسین کو قید سے رہا کر کے متھرا کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز کیا۔ اس پر جراسندھ والی مگدھ نے ہندوستان کے قریباً تمام راجاؤں کو جمع کر کے متھرا پر حملے کرنے شروع کئے۔ پورانوں میں لکھا ہے۔ کہ ۲۴ سال کے عرصہ میں اس نے ۱۸ حملے کئے۔ اور جادو بنسیوں کو آرام لینے نہیں دیا جب جراسندھ متھرا کو فتح نہ کر سکا۔ تو اس نے عرب کے بادشاہ کال یون کو متھرا پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ وہ ٹڈی دل سپاہ لے کر ہندوستان پر چڑھ آیا۔ لیکن سری کرشن جی نے مچکند رشی کے ہاتھ سے اسے قتل کروا کر عربیوں کو ہندوستان کی سرزمین سے مار مار کر باہر نکال دیا۔ اور ان کا

قبضہ میں کبھی نہیں آیا۔

(۳۰) نرور

(۱) مہاکورم	(۲۱) دیوتے
(۲) ہنس پاد	(۲۲) رگھوتے
(۳) بدھ سین	(۲۳) کشیم تے
(۴) دھرم سین	(۲۴) سنگھوتے
(۵) جے سین	(۲۵) نرسنگھ تے
(۶) لوک سین	(۲۶) شام تے
(۷) لکشمی سین	(۲۷) مہاتے
(۸) راج سین	
(۹) کام سین	(۲۸) دھرم تے
(۱۰) ردر سین	(۲۹) کرم تے
(۱۱) جسونت سین	(۳۰) رام تے
(۱۲) مہاسین	(۳۱) شترتاتے
(۱۳) پدم سین	(۳۲) شیل تے
(۱۴) امر سین	(۳۵) کشل تے
(۱۵) اجے سین	(۳۴) یش تے
(۱۶) امرت سین	(۳۶) گوتم تے
(۱۷) اندر سین	(۳۸) نل
(۱۸) راج سین	(۳۹) شری بن راٹے
(۱۹) بجے سین	(۴۰) بوجن راٹے
(۲۰) شوتے	(۴۱) راج بھانے

فتح کرکے سری کرشن جی نے برہم دت برہمن کو وہاں کا راجہ بنایا۔ اور
... کو فتح کرکے اس کی عنان حکومت جمنار ودھن برہمن کے ہاتھ میں دی
... سے ۱۰۴۱ برس پہلے پربھاس تیرتھ پر جادو بنسی آپس میں ہی
خانہ جنگی کرکے ایک دوسرے کے ہاتھ سے مرگئے۔ اور طوفان نوح سے
دوارکا شہر سمندر میں غرق ہوگیا۔ اسی سال یدھشٹر نے سری کرشن کے
پڑپوتے بجر ناتھ کو متھرا کی حکومت پر تفویض کیا۔ اور پنجاب۔ سندھ۔ افغانستان
کے ... اس کے سپرد کر دیئے۔ بجر ناتھ کی نویں پشت نے مہاراجہ گج
نے اپنے نام پر افغانستان میں گجنی شہر بسایا۔ جو بعد میں غزنی کے نام
سے مشہور ہوا۔ مدت تک پنجاب و افغانستان جادو بنسیوں کے قبضہ میں
رہے۔ لیکن بعد کے زمانہ میں یہ دونوں ملک ان کے ہاتھ سے نکل گئے۔ اور
... متھرا کا علاقہ ان کے قبضہ میں رہ گیا۔

مہاراجہ مریادو پتی نے پھر قندھار تک تمام ملک فتح کرکے اپنی قلمرو
میں شامل کئے۔ مریادو پتی کے بعد ۸۴ راجے متھرا کے تخت پر جلوہ افروز ہوئے
لیکن یہ سب اپنے پڑوسیوں اور زیادہ تر ترکستان و ایران کے فرمانرواؤں
کے ساتھ ہمیشہ لڑتے بھڑتے رہے۔ اس عرصہ میں قلعہ غزنی تین مرتبہ انکے
ہاتھ سے نکلا۔ اور ہر دفعہ انہوں نے واپس لے لیا۔ راجہ مولراج نے اپنے
نام پر پنجاب میں ملتان شہر آباد کیا۔ ان تاجداروں کے عہد میں متھرا
لاہور۔ رو ہتاس۔ ملتان اور غزنی یہ شہر و قلعے جادو بنسیوں کے قبضہ میں
تھے۔ متھرا کا آخری جادو بنسی راجہ جگ مال لاہور گیا ہوا تھا۔ پیچھے سے
... کے راجہ نے بھارت سین کو جو قلعہ کا محافظ تھا۔ قتل کرکے متھرا چھین لی
جگ مال نے اسے واپس لینے کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ لاہور۔ ملتان
اور غزنی میں مقیم رہ کر پنجاب اور افغانستان کی حکومت پر ہی قناعت
کرکے وہاں رہائش اختیار کی۔ اس کے بعد متھرا پھر جادو بنسیوں کے

(۸۸) بجے پال (۱۱۱) سکھ پال

(۸۹) اینہ پال (۱۱۲) پرتاب پال

(۹۰) بھرگو پال (۱۱۳) دھرم پال

(۹۱) سہائے پال (۱۱۴) بھو پال

(۹۲) دیو پال (۱۱۵) دیش پال

(۹۳) برچن پال (۱۱۶) پرم پال

(۹۴) نین پال (۱۱۷) اندر پال

(۹۵) رشنک پال (۱۱۸) گوری پال

(۹۶) شو پال (۱۱۹) مہی پال

(۹۷) سرت پال (۱۲۰) کرم پال

(۹۸) سومتی پال (۱۲۱) سگر پال

(۹۹) ارتھ پال (۱۲۲) اگر پال

(۲۰۰) گجے پال (۱۲۳) سرشٹ پال

(۱۰۱) جوگ پال (۱۲۴) مان پال

(۱۰۲) موکش پال (۱۲۵) پرم پال

(۱۰۳) رتن پال (۱۲۶) پرم پال

(۱۰۴) شام پال (۱۲۷) گن پال

(۱۰۵) ہری پال (۱۲۸) کشور پال

(۱۰۶) شنکر پال (۱۲۹) گمبھیر پال

(۱۰۷) بیر پال (۱۳۰) سد پال

(۱۰۸) ترلوک پال (۱۳۱) ملن پال

(۱۰۹) گجمیہ پال (۱۳۲) گنگھ دیو

(۱۱۰) مہی پال (۱۳۳) بیکل دیو

(۴۲) برج بھان (۶۵) اشوپال

(۴۳) مکھ برہم (۶۶) شام پال

(۴۴) منگل اٹے (۶۷) انگ پال

(۴۵) وکرم اٹے (۶۸) شوپال

(۴۶) انگ پال (۶۹) بسنت پال

(۴۷) شری منتن پال (۷۰) ہنس پال

(۴۸) بھیم پال (۷۱) کام پال

(۴۹) گنگ پال (۷۲) چندر پال

(۵۰) ہنس پال (۷۳) گوبند پال

(۵۱) مہیش پال (۷۴) اٹے پال

(۵۲) درج پال (۷۵) لنگ پال

(۵۳) مدن پال (۷۶) انگ پال

(۵۴) انند پال (۷۷) پشپ پال

(۵۵) بسنت پال (۷۸) ہری پال

(۵۶) بجے پال (۷۹) امر پال

(۵۷) کام پال (۸۰) چھتر پال

(۵۸) برہم پال (۸۱) مہی پال

(۵۹) وشنو پال (۸۲) سوم پال

(۶۰) پرن پال (۸۳) دھیر پال

(۶۱) کرم پال (۸۴) سکندھ پال

(۶۲) سہلے پال (۸۵) مدپال

(۶۳) بھیم پال (۸۶) کش پال

(۶۴) اجے پال (۸۷) وشنو پال

کہ " راجپوتوں کی ۳۶ راج کلوں میں سے ایک کچھواہا ہے۔ رام چندر جی سے ۱۹۴ ویں پشت میں کورم نامی ایک راجہ ہوئے۔ جنہوں نے مندسور میں سکونت اختیار کی اس کی اولاد میں سے سنگھ نامی ایک راجہ کچھ میں جا رہا۔ اس لئے اس کی اولاد کچھواہا کہلائی۔ بعد ازاں اسی خاندان میں راجہ نل ہوا جس نے نرور کو اپنی صدر گاہ بنایا۔ نل سے گیارہویں پشت میں راجہ شرت پال نے گوالیار آباد کیا۔ لیکن ظاہر ہے۔ کہ یہ سب قیاسی باتیں ہیں کسی نے اپنی رائے کی تائید میں کوئی تواریخی شہادت پیش نہیں کی۔ اصل واقعات اس طرح پر ہیں۔ کہ اجودھیا کے راجہ نل نے جو سری رام چندر جی سے کچھ عرصہ بعد تخت نشین ہوا۔ اپنے نام کی یادگار میں نرور شہر آباد کیا۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ ایک ناجو جو اجودھیا کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اور دوسرے نے نرور میں اپنی جداگانہ حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اس کی اولا نسلاً بعد نسلاً نرور میں حکومت کرتی رہی۔ مورخ بیان کرتے ہیں۔ کہ راجہ نل کی انیسویں پشت میں مہاراجہ مہاکورم نرور کا حکمران ہوا۔ جو مہابھارت کے زمانہ میں موجود تھا۔ راجہ نل اور کورم کے درمیان کا نسب نامہ غیر متحقق ہے۔ اس لئے ہم نے درج نہیں کیا۔ لیکن اس میں شک نہیں ہے۔ کہ راجہ مہاکورم جنگ مہابھارت کے زمانہ میں نرور میں حکمرانی کر رہا تھا۔ ہری بنش اور دیگر پورانوں میں اس کا بار بار ذکر آیا ہے۔ چنانچہ کندن پور کی راجکماری رکمنی کے سوئمبر میں ہندوستان کے جو راجے جمع ہوئے تھے۔ ان میں نرور کا راجہ مہاکورم بھی شامل تھا۔ علاوہ ازیں جرا سندھ والی مگدھ نے متھرا پر متواتر حملے کئے۔ اس کے مددگار راجاؤں کی فہرست میں نرور کے راجہ مہاکورم کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس لئے جب کہ ۳۲۰۰ برس قبل مسیح میں شہر نرور کی موجودگی مہابھارت اور پورانوں سے ثابت ہوتی ہے۔ تو

(۱۲۲) ایشوری سنگھ

تاجداران نرور کے نسب نامہ کے متعلق زمانہ حال کے مورخ بہت بڑی غلطیوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ایک کی رائے دوسرے سے بالکل مختلف ہے۔ لیکن اس امر کو سب تسلیم کرتے ہیں۔ کہ نرور کے حکمران کچھواہا راجپوت تھے۔ اور سری رامچندر جی کے بڑے بیٹے کش کی اولاد میں سے تھے۔ جے پور اور الور کی مشہور ریاستوں کے فرمانروا اور رام پور گوپال پورہ۔ لہار۔ مچھند۔ سیکری۔ بوہاری وغیرہ واقعہ علاقہ کچھواہا گھار ملک بندھیل کھنڈ کے رئیس جو کچھواہا راجپوتوں کے سرتاج سمجھے جاتے ہیں۔ ان خاندانوں کے مورثان اعلیٰ مختلف وقتوں میں نرور سے ہی نقل مکان کرکے مذکورہ الصدر خاندانوں کے بانی مبانی ہوئے تھے۔ اور اس امر پر بھی تمام مورخ متفق الرائے ہیں۔ کہ شہر نرور کچھواہا قوم کے ہی راجہ نل نے آباد کیا تھا۔ لیکن نرور کے آباد ہونے اور کچھواہا لفظ کے شہرت پذیر ہونے کے زمانہ کے متعلق مورخوں کی آرا میں بہت کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔

چارن رام ناتھو رتن مصنف اتہاس راجستھان رقم طراز ہیں۔ کہ یہ بات عام طور پر مشہور ہے۔ کہ اجودھیا سے اٹھ کر پہلے یہ لوگ لوہتاس میں رہے۔ پھر بہت عرصہ بعد مہاراجہ نل نے سمت ۳۵۱ بکرمی میں نرور شہر آباد کیا۔ نل کی اولاد کے راجاؤں نے اپنے نام کے ساتھ عموماً لفظ پال استعمال کیا ہے۔ لفظ کچھواہا راجہ بنس پال کے عہد سے مشہور ہوا۔ کیونکہ ان کے باپ کا نام کورم تھا۔ کورم کا دوسرا ہم معنی لفظ سنسکرت میں کچھوا ہے۔ اس لئے مہاراجہ کورم کی اولاد کورمی یا کچھواہا کہلائی۔"

رائے بہادر ٹھاکر مہاراج سنگھ صاحب اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں۔

اس کو شک تھا۔ کہ سوڑھ دیو ریاست واپس چھین لیگا۔ حالانکہ اس کے دل میں ہرگز یہ ارادہ نہ تھا۔ چنانچہ وہ نرر اباڑی کو چھوڑ کر بریلی میں چلا آیا۔ اور بعد ازاں اپنی کوشش سے ایک نئی ریاست کا بانی مبانی ہُوا۔ جسے آجکل جے پور کہتے ہیں۔

(۳۱) پانچال

(۱) سوشانتی	(۸) سومک
(۲) پروجانی	(۹) جنتو
(۳) باہیاشو	(۱۰) پرکھت
(۴) سرنجے	(۱۱) دردپد
(۵) پنچے جن	(۱۲) درشٹ دیومن
(۶) سوم دتا	(۱۳) درشٹا کیتو
(۷) سہدیو	

ہستنا پور کے راجہ اجمیڑھ کے دوسرے بیٹے سوشانتی کو گزارہ کے لئے ریاست کی طرف سے کچھ علاقہ ملا۔ اس کی اولاد میں سے باہیاشو نے اپنے علاقہ کو وسعت دے کر ایک ریاست قائم کر لی۔ باہیاشو کے سرنجے ملوگل۔ برہدانشو۔ پوی نر اور کرملاشو یہ پانچ بیٹے تھے۔ انہوں نے ریاست کو پانچ مساوی حصوں میں تقسیم کر کے علیحدہ علیحدہ حکومتیں قائم کریں لیکن وہ سب کے سب کنپل نگر کے راجگان کو اپنا سرتاج تسلیم کرتے تھے۔

اس لئے اندرونی طور پر یہ پانچ ریاستیں تھیں۔ لیکن بیرونی طور پر ایک ہی ملک سمجھا جاتا تھا۔ اور پانچ ریاستوں کا مجموعہ ہونے کی وجہ سے اس کو پانچال کے نام سے نامزد کیا جاتا تھا۔

اس کو سمت ۳۵ بکرمی میں آباد کیا جانا صحیح واقعات کی بنا پر قرار نہیں دیا جاسکتا۔

راجہ مہا کرم کی دسویں پشت میں راجہ روی سین ہُوا۔ کشمیر کی قدیم تواریخ رتناکر میں اس کا ذکر موجود ہے۔ لکھا ہے۔ کہ کشمیر کے راجہ رام دیو نے جو ۳۰۶۲ برس قبل مسیح میں حکمران ہُوا۔ نرور پر حملہ کیا اور شہر کی اینٹ سے اینٹ بجادی۔ رتناکر نامی کتاب میں کشمیر کے راجگان رام دیو اور ویاس دیو کے حالات میں جنہوں نے ۳۰۶۲ قبل مسیح سے ۲۹۵۱ قبل مسیح تک حکومت کی۔ نرور کے راجگان روی سین اور اس کے بیٹے جسونت سین کا بطور ہمعصر راجگان کے بیان کیا گیا ہے۔ اور لکھا ہے۔ کہ یہ کچھوا ہا تھے۔ اسکے بعد نرور کے کچھواہا راجہ دیوپال کا ذکر بھاٹی راجپوتوں کی تواریخ میں آتا ہے بھٹنیر کا راجہ بھیم اس کا ہمعصر تھا۔ جس نے سمت ۲۹۵ سے سمت ۳۱۱ تک حکومت کی۔ اس لئے جب کہ مہا بھارت۔ کشمیر کی تواریخ رتناکر اور تواریخ قوم بھاٹی سے اس کی بخوبی تصدیق ہوجاتی ہے۔ تو مذکورہ الصدر نسب نامہ کی صحت میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔

راجہ بیکل دیو کے بھائی اکل دیو نے کچھواہا دھار واقعہ بندیل کھنڈ پر قبضہ کرکے وہاں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اُس کی اولاد میں سے بہت سے جاگیر دار اب بھی اس علاقہ میں موجود ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ راجہ بیکل دیو سے بہت عرصہ پہلے کچھواہوں نے گوالیار کو اپنی صدر گاہ بنا لیا تھا۔ بعض سمجھتے ہیں کہ یہ خاندان نرور اور گوالیار دو شاخوں میں منقسم ہوگیا تھا۔ اور نرور میں بھی ایک شاخ حکومت کرتی رہی۔ بیکل دیو کے بیٹے ایشوری سنگھ نے گوالیار کا راج اپنے نواسے جیبا تود کو دان دے دیا۔ اور خود دارالحکومت سے کچھ دور ندرا باڑی میں رہنے لگا۔ ایشوری سنگھ کے مرنے پر اس کے بیٹے سوڈھ دیو کو جیبا جی نے کہلا بھیجا۔ کہ یا تو اپنا وراثن واپس لے لو۔ یا اس علاقہ کی حدود سے باہر چلے جاؤ

(۹) کنول سین (۳۲) بابل

(۱۰) پریم (۳۳) وگراج

(۱۱) چھترکش (۳۴) ننگ بل

(۱۲) بھوم (۳۵) کبیرت راج

(۱۳) پرشوتم (۳۶) دھرکھن

(۱۴) پارکھ (۳۷) سوکشن

(۱۵) پربھاو (۳۸) اندرسیت

(۱۶) دھورہر (۳۹) سجے سین

(۱۷) سہدیت (۴۰) بھند

(۱۸) اجے پتی (۴۱) اندرکیتو

(۱۹) گریشن (۴۲) ششنکر

(۲۰) امبہ (۴۳) بہدر

(۲۱) دھماہر (۴۴) نرہی کیتو

(۲۲) ترور (۴۵) اگرسین

(۲۳) دھابرودھ (۴۶) آریہ سین

(۲۴) شورسین (۴۷) راج سین

(۲۵) دھمرادھار (۴۸) پران سین

(۲۶) راشٹر راج (۴۹) بھیم سین

(۲۷) دھیرسین (۵۰) رام سین

(۲۸) دھورن (۵۱) تیج سین

(۲۹) بھانوراج (۵۲) رجاجیتا

(۳۰) گرتخل (۵۳) بھوم

(۳۱) شنکوانک (۵۴) پشپ سین

کمپل نگر کے راجاؤں میں سب سے مشہور فرمانروا دروپد ہوا۔ جس کی بیٹی دروپدی یدھشٹر والی دلی کے بھائی ارجن نے سویمبر میں بیاہی۔ اس کے حالات مہابھارت میں مرقوم ہیں۔ دروپد کا بیٹا درشٹ دیومن مہابھارت کی مشہور لڑائی میں پانڈووں کی فوج کا سپہ سالار بنایا گیا تھا۔ اسکی بہادری اور شجاعت کا ثبوت یہ ہے۔ کہ مخالف فریق کوروؤں کی فوج کے سپہ سالار ۱۸ دن میں ۴ بندیل ہوئے۔ اور درشٹ دیومن اکیلا ہی کمان کرتا رہا

فلسفہ طب کی سب سے مشہور کتاب چرک سنگھتا میں بیان کیا گیا ہے کہ مہرشی کرشن آترے زیادہ تر کمپل نگر میں ہی رہا کرتے تھے۔ اس لئے مہرشی کرشن آترے اور اس کے شاگردوں کی بنائی ہوئی کتب اگنی ویش بھیڈ۔ جاتو کرن۔ پاراشر۔ ہاریت اور کشیر پانی سنگھتاؤں کی تصنیف کا زمانہ تعین کیا جا سکتا ہے۔ یعنی یہ کتابیں جنگ مہابھارت سے بہت عرصہ پہلے کمپل نگر کے راجاؤں کے عہد حکومت میں تصنیف ہوئی تھیں۔ ناگ خاندان کے ایک راجہ رشی چرک نے اگنی ویش سنگھتا کی اصلاح اور ترمیم وتجدید کرکے اس کا نام چرک سنگھتا رکھا۔ چرک بھی طوفان نوح سے بہت مدت پہلے ہندوستان میں آیا تھا۔ اور سیالک خاندان کے تاجدار علم و ہنر کی اشاعت میں سب سے زیادہ کوشش کرتے رہے ہیں۔

(۴۲) اُجین

(۱) پدمراشٹ (۵) دھومر راج

(۲) پدھدوا (۶) دھویگ

(۳) دانشمر میں (۷) ز حمیر

(۴) دھندار (۸) پچوڑ

(۵۵) بھیم پال (۷۹) بمل سین
(۵۶) مہند برما (۸۰) چندراین سین
(۵۷) سبے سین (۸۱) سمبادھو
(۵۸) چندر سین (۸۲) نرسدن
(۵۹) گوپال سین (۸۳) ہندت
(۶۰) دھن راج (۸۴) نرہری سین
(۶۱) شری پال (۸۵) سورج راج
(۶۲) راج سندھو (۸۶) ساہر ٹھوراج
(۶۳) شل راج (۸۷) گوپال راج
(۶۴) برنگھن (۸۸) بھوپال راج
(۶۵) شور سین (۸۹) گج گڑھ
(۶۶) سرپت سین (۹۰) انحاد
(۶۷) چندر سین (۹۱) گمبھان راج
(۶۸) نند سین (۹۲) بھمن راج
(۶۹) ناتھو سین (۹۳) پھیرن راج
(۷۰) اُدے سین (۹۴) برج راج
(۷۱) کشور سین (۹۵) اُدے سین
(۷۲) الیشور سین (۹۶) دیو سین
(۷۳) سبے سین (۹۷) کشل سین
(۷۵) شون بے (۹۸) اج دھر سین
(۷۶) چندر بے (۹۹) مہاراج سین
(۷۷) پرن راج (۱۰۰) جودھو سین
(۷۸) جیرن راج (۱۰۱) اج بیر سین

(۱۴۸) برھسین (۱۶۳) مُنج

(۱۴۹) چندسین (۱۶۴) بھوج

(۱۵۰) ڈونج بھوپال (۱۶۵) بھیم

(۱۵۱) ارجن (۱۶۶) رتن پال

(۱۵۲) سانڈل (۱۶۷) اندرپال

(۱۵۳) جگ جے (۱۶۸) مہندرپال

(۱۵۴) بنب (۱۶۹) لچھے دت

(۱۵۵) مہیش (۱۷۰) جگادیو

(۱۵۶) بجے بھوپال (۱۷۱) بندھول

(۱۵۷) سرسوتی پال (۱۷۲) مہدیو

(۱۵۸) سوبھرو (۱۷۳) امرجیت

(۱۵۹) اینشور (۱۷۴) کل دیو

(۱۶۰) جن شور (۱۷۵) کُرو

(۱۶۱) شوراج (۱۷۶) شالباہنو

(۱۶۲) سندھل (۱۷۷) نرسنگھ

(۱۷۸) امان

سلطنت مہیشمتی کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ وہاں کے راجہ اونتی نے اپنے نام کی یادگار میں اونتی پوری شہر آباد کیا۔ اس کو پرانوں میں اونتکا پوری۔ امراوتی۔ اجینی وغیرہ کئی ایک ناموں سے بیان کیا گیا ہے بعد کے زمانہ میں اُجینی لفظ بدل کر اجین کے نام سے مشہور ہوا۔ قدیم زمانہ میں یہاں مہاکال کے نام سے مہادیو کا ایک مندر تھا۔ یہ مندر اس قدر متبرک سمجھا جاتا تھا۔ کہ دُور دُور سے لوگ اس کی زیارت کے لئے آتے تھے۔ اس لئے

رہ جاتا تھا۔

اس پر وشسٹ اور وشوامتر وغیرہ رشی کشمیر ساگر (بحر منجمد شمالی) کو عبور کرکے وشنوجی کے پاس پہنچے۔ اور اسروں کی زیادتیوں کے متعلق شکایت کی۔ انہوں نے برہما جی سے ارشاد کیا۔ کہ کشتریوں کی نسل جسے پرسرام نے تباہ کیا ہے۔ از سرنو پیدا کی جائے۔ چنانچہ اندر۔ برہما۔ وشنو اور مہا دیو مع اور بہت سے دیوتاؤں کے آبو پربت پر آئے۔ ہون کنڈ بنایا گیا۔ گنگا جل چھڑک کر اسے پوتر کیا۔ اور یگیہ کی کاروائی شروع کردی۔

پیشتر ازیں بیان کیا گیا ہے۔ کہ سلطنت امراو تی واقعہ ملک تبت کے ماتحت دیوتاؤں کی سات مشہور .. .. .. ریاستیں تھیں۔ ان میں سے ایک کا نام شروھاونی بھی تھا۔ جس کے حکمران ابتدا سے ہی اگنی کے نام سے شہرت پذیر ہوتے چلے آتے تھے۔ اس زمانہ کے حکمران اگنی کے چار بیٹوں پرم راٹے۔ چالوکیہ۔ پرتی ہار۔ اور چتر بھج کو آریہ راجہ بنانے کی تجویز کرکے آبو پربت کے یگیہ میں ضروری رسومات ادا کرکے انہیں یگیہ کی حفاظت پر مامور کیا۔ چنانچہ رشیوں نے ان کی حفاظت میں اپنے یگیہ کو پورا کرلیا۔ اور مہاراجہ اگنی کے مذکورہ الصدر چاروں بیٹوں کو ہندوستان کی حکومتیں تقسیم کردیں۔ پرم راٹے کو اجین کا راج دیا۔ چتر بھج کو دلی کا۔ پرتی ہار کو گجرات کاٹھیاوار کا اور سولنکی کو دکن کا ملک عطا کیا۔ انہوں نے اپنی اپنی وارالحکومتوں میں قیام پذیر ہوکر کیشو خاندان کے حملہ آوروں کے حملوں سے ہندوستان کو نجات دلائی۔ چونکہ یہ چاروں شاہزادے شروھاونی واقعہ ملک تبت کے فرمانروا اگنی کے فرزند ارجمند تھے۔ اس لئے ان کو اگنی کل راجپوت کہنے لگے۔ جیسا کہ سورج اور چندرمان فرمانروایان تجوونی اور شروھاونی کی اولاد سورج بنسی اور چندر بنسی خاندان کے نام سے موسوم ہوچکی تھی۔ مہاراجہ پرمراٹے نے اوجین کے

سُوانی - پرمار - چوہان - سولنکی اور پڑہار - یہ چار خاندان اگنی کل راجپوت کہلاتے ہیں - پورانوں میں ان کی پیدائش ایسے مہمل طریقہ پر بیان کی گئی ہے - کہ ہر ایک مورخ اس کہان کا جداگانہ مطلب بیان کرتا ہے - اور جس مورخ نے اس واقعہ کو بیان کیا ہے - اس نے اصلیت کو نہ سمجھتے ہوئے غلط بیانی سے کام لیا ہے - ایک محقق بھی اصلیت کو نہیں پہنچ سکا -

اگنی کل راجپوتوں کی اصلیت :- اصل حالات یہ ہیں - کہ مہشیتنی واقعہ ملک دکن کے فرمانروا مہاراجہ ایک ہیر نے عرب کے بادشاہ کالی کیتو کو شکست دیکر کیتو خاندان کی حکومت کا چراغ اقبال گل کر دیا تھا - اور عرب کی سلطنت تال جنگھا خاندان کے راجپوتوں کے ہاتھ میں دیدی کیتو خاندان نے کچھ عرصہ تک آوارہ زندگی بسر کر کے ملک افریقہ میں حکومت قائم کر لی تھی - مسیح سے قریباً سات ہزار برس پہلے اس خاندان کے تاجداروں نے ہندوستان پر حملے کرنے شروع کر دئے تھے - اور ان ایام میں راجپوت سلطنتیں اس قدر کمزور ہو چکی تھیں - کہ کوئی آریہ راجہ ان مغربی حملہ آوروں کے مقابلہ کی تاب نہ رکھتا تھا - کوہ آبو پربت سے رشی ریاضت میں مشغول تھے - وہاں اچلیشر مہادیو کا ایک مندر تھا اور یہ مندر بہت متبرک خیال کیا جاتا تھا - اسکے گرد و نواح میں تارک الدنیا تواہشات نفسانی سے بالاتر دود اور کندھوں پر بسر اوقات کرنے والے رشی منی تپسیا کر رہے تھے - دنیاوی نعمتوں کا انہیں خواب و خیال بھی نہ تھا - تاہم منتر کیتو - دھومر کیتو وغیرہ اسُر - اُن کی ریاضتوں میں خلل انداز ہوتے - یگیہ کو روکتے - اور یگیہ کی اشیاء کو ناپاک کر دیتے تھے - پورانوں میں لکھا ہے - کہ رشی منی جانب جنوب مغرب آپنے ہون کنڈ بناتے تھے اور اسر لوگ گرد و غبار سے زمین پاٹ دیتے تھے - اور اشیائے غلیظ خون - ہڈی اور گوشت وغیرہ ناپاک چیزیں پھینک دیتے - اور یگیہ ناتمام

واقعات عہد بھوج پربندھ نامی کتاب میں وضاحت سے مرقوم ہیں۔ اس نے اپنے زمانہ میں سنسکرت علم ادب کی اشاعت میں بہت کچھ کوشش کی۔ اسکے ایک بیٹے ہری سین نے آبو میں پرماروں کی ایک علیٰحدہ سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اسی کی اولاد میں سے راجہ سلکھ پرمار پرتھوی راج والی دلی کے عہد میں گزرا ہے۔

اجین کے پرمار خاندان کا سب سے آخری راجہ امان ہوا۔ راجہ جے چند راٹھور والی قنوج نے اس پر حملہ کرکے اجین چھین لی۔ اور وہ تخت و تاج سے محروم ہو کر بنتور میں چلا آیا۔ اس کی اولاد نے بیجولیاں واقعہ اودے پور کی ریاست قائم کی۔ جو اب تک حوادث زمانہ سے محفوظ موجود ہے۔

(۳۳) ریاست بھدرا

کپل وستو

(۱) [illegible] (۹) تکشک
(۲) مرو (۱۰) پریپل
(۳) شرت ونت (۱۱) [illegible]
(۴) سنگی (۱۲) بریدھ
(۵) امرشن (۱۳) اروکریہ
(۶) مہیش ورن (۱۴) نبس برید
(۷) وشو [illegible] (۱۵) وھارو [illegible]
(۸) [illegible] سین جیت (۱۶) برہدشن

اپنے ہاتھ میں لی۔ اور اپنے کم سن بیٹے شیگھر کی سرپرست کے طور پر حکومت کرنے لگی۔ گردو نواح کے راجاؤں نے جمع ہوکر اجودھیا پر فوجکشی کر دی۔ سلطنت اجودھیا اگنی برن کی ناقابلیت کی وجہ سے پہلے ہی کمزور ہو چکی تھی۔ اگنی برن کا بھائی اگنی گرجو اس کی زندگی ہی میں ناراض ہو کر پنجاب کو چلا گیا تھا۔ سلطنت اجودھیا کی حفاظت کرنے والا کوئی نہ رہا۔ اس لئے رانی پشوونتی مقابلہ کی تاب نہ لاکر اپنے بیٹے کی جان بچانے کی غرض سے بھاگ نکلی۔ اور کسی رشی کے آشرم میں پناہ گزیں ہوکر اپنے کم سن بیٹے شیگھ کی پرورش کرتی رہی۔ اجودھیا پر دشمنوں کا قبضہ ہو گیا۔ شیگھ جوان ہوا۔ تو اس نے جمعیت فراہم کرکے اپنی آبائی دارالحکومت واپس لینے کی غرض سے کوشش کی۔ لیکن وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہو سکا۔ آخر اس نے مایوس ہوکر ہمالیہ کے دامن کوہ میں بھدرا کی ایک ریاست قائم کرکے حکمرانی شروع کی۔ یہ واقعہ مسیح سے چار ہزار برس پہلے کا ہے۔

گرگ سنگھتا کے مطالعہ سے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ جب دوارکا کے راجہ اگرسین نے راجسو یگیہ کیا۔ اور پردمن کی فوج ظفر موج ہندوستان میں فتح کے پھریرے اڑاتی پھرتی تھی۔ تو ان ایام میں اجودھیا کی ریاست پر راجہ نگن جت حکومت کرتا تھا۔ اور یہ تاجدار اس خاندان میں سے تھا۔ جس نے رانی پشوونتی سے اجودھیا کا تخت و تاج چھین لیا تھا۔ راجہ نگن جت نے اپنی بیٹی کا سوئمبر رچایا۔ اور کوئی راجہ سوئمبر کی شرط کو جیت نہ سکا۔ تو سری کرشن جی نے شرط پوری کرکے اس کی لڑکی سے شادی کی۔ راجہ نگن جت نے سری کرشن جی کو جہیز میں بہت سی دولت دی انہیں ایام میں ہستناپور کے راجہ دھرت راشٹر نے اپنا ملک دو حصوں میں تقسیم کرکے دلی کا اجڑا ہوا علاقہ یدھشٹر کو دے دیا۔ اور اسے آباد

(۱۷) گروکشیپ (۳۷) رکھ

(۱۸) بتس (۳۸) سورن

(۱۹) بتس بیوہ (۳۹) سوپتا

(۲۰) پرتی ابیوم (۴۰) مترجت

(۲۱) بھان (۴۱) برہدراج

(۲۲) دواکر (۴۲) برہی

(۲۳) سہدیو (۴۳) کرتنجے

(۲۴) باہن متی (۴۴) رنجے

(۲۵) بیر (۴۵) سنجے

(۲۶) برہدرشو (۴۶) شاک

(۲۷) بھانورتھ (۴۷) شدھودن

(۲۸) مان (۴۸) راہل

(۲۹) پرتیکاشو (۴۹) سین جت

(۳۰) دھومن (۵۰) شودرک

(۳۱) پشکر (۵۱) لانگل

(۳۲) سوپرتیک (۵۲) سنگل

(۳۳) مرودیو (۵۳) کدرت

(۳۴) سونکشتر (۵۴) سورتھ

(۳۵) پشکر (۵۵) سومتر

(۳۶) انترکش

اجودھیا میں سری رام چندر جی کے خاندان کا آخری راجہ اگنی برن
مرض دق سے بیمار ہو کر مر گیا۔ تو اسکی رانی یشووتی نے عنان حکومت

بارہ سو برس پہلے تک اس کی اولاد شمالی ہند میں حکومت کے ڈنکے بجاتی رہی۔ اس خاندان کا آخری راجہ سومتر بیان کیا جاتا ہے۔ اسکے بعد معلوم نہیں ہو سکا کہ اس خاندان کا کیا حشر ہوا۔

ریاست الموڑہ

(۱)	ست کرن	(۸)	اسی ڈھر پال
(۲)	سویت کرن	(۹)	پتری پال
(۳)	بجر پارس	(۱۰)	مہی پال
(۴)	نل	(۱۱)	گگن پال
(۵)	بخش	(۱۲)	نرجھون پال
(۶)	سوم دت	(۱۳)	کرو پال
(۷)	سوم پال	(۱۴)	نخان پال

پانڈو خاندان کے آخری راجہ کشیمک کو اس کے وزیر دشر دہا نے قتل کرکے دلی کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اس وقت کشیمک کا بھائی ست کرن الموڑہ میں اپنی جاگیر پر قابض تھا۔ بھائی کے قتل ہوجانے پر اس نے سلطنت دلی سے آزاد ہوکر گردو نواح کے علاقہ پر قبضہ کرکے اس ریاست کی بنیاد ڈالی۔ راجہ نل نے اپنی ریاست کو بہت کچھ وسعت دی۔ کروپال نے دریائے گنگا کو عبور کرکے ہاپا پوری۔ ہردوار۔ درمنڈی سکیت واقعہ پنجاب تک کا سارا ملک فتح کرکے اپنی قلمرو میں شامل کرلیا۔ آخری سرحد پہ اپنے نام کا ایک قلعہ بنام کروگڑھ تعمیر کروایا۔ جو آجکل نگلو کے نام سے مشہور اور ضلع کانگڑہ میں واقعہ ہے۔ کروپال نے

آباد کرنے کے لئے روپیہ کی اشد ضرورت تھی۔ سری کرشن جی نے وہ سب دولت جو اجودھیا سے ہاتھ آئی۔ ارجن کے حوالے کی۔ اور اسی روپیہ سے پانڈوں نے دلی کا علاقہ آباد کر لیا۔

پردومن کی فوج آگے بڑھی۔ تو ریاست بھدرا میں راجہ بربدل حکومت کر رہا تھا۔ جو اجودھیا سے جلاوطن شدہ شیکھ کی اولاد میں سے تھا۔ یہی بربدل جنگ مہابھارت میں دریودھن کی مدد کرتا ہوا بھیم سین کے ہاتھ سے مقتول ہوا تھا۔ اور جو اسندھ نے متھرا پر جتنے حملے کئے۔ ان سب میں یہ شامل رہا۔ سری کرشن جی کے خلاف ہر ایک لڑائی میں شامل ہوتا رہا۔

ریاست بھدرا کا دوسرا نام کپل وستو بھی تھا۔ درحقیقت کپل وستو ریاست کا نام تھا۔ اور بھدرا شہر میں ان کی دارالحکومت واقع تھی۔ یہاں کے راجہ شدھودن کا بیٹا گوتم۔ جسے اسکے دادا کے نام پر شاکی سنگھ بھی کہتے تھے دنیا کا سب سے بڑا ریفارمر ہوا۔ اس نے عالم جوانی میں ہی گھر بار ترک کر کے سنیاس لے لیا۔ اور زہد دریافت میں کامیابی حاصل کر کے اپنا نام بدھ رکھا۔ اس نے ہندوستان میں ایک نئے نظام فلسفہ کی بنیاد رکھی۔ جسے اس کے نام پر بودھ درشن کہنے لگے۔ بدھ دھرم نے بہت جلدی عروج حاصل کر لیا۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں تمام ہندوستان میں پھیل گیا۔ بعد ازاں سوامی شنکر آچاریہ نے اس مذہب کو ہندوستان سے نکال دیا۔ لنکا۔ برما۔ تبت۔ چین۔ ترکستان۔ ایران اور ایشیا کوچک تک اس کے پیروکاروں نے پھیل کر اپنا مذہب پھیلایا۔ زمانہ حال میں بھی دنیا کی کل آبادی کا ⅓ حصہ اسی مذہب کا پیروکار ہے۔

چونکہ گوتم اپنے باپ کی زندگی میں ہی سنیاسی ہو گیا تھا۔ اس لئے شدھودن کے بعد گوتم کا بیٹا راہل کپل وستو کی گدی پر بیٹھا۔ جس سے

(۱۹) ارگو دیو (۳۱) پران دیو

(۲۰) مدن دیو (۳۲) دیو دیو

(۲۱) رتن دیو (۳۳) سکھ دیو

(۲۲) اہل دیو (۳۴) راج چند

(۲۳) بجے دیو (۳۵) ادگھن چند

(۲۴) بجے دیو (۳۶) سبل چند

(۲۵) بلبھ دیو (۳۷) مرار چند

(۲۶) پرسل دیو (۳۸) گیان چند

(۲۷) انل دیو (۳۹) کنان چند

(۲۸) گیگن دیو (۴۰) کنول چند

(۲۹) کوشل دیو (۴۱) ہری ہر چند

(۳۰) پریم دیو (۴۲) گوبند چند

اس ریاست کا بانی مبانی راجہ راؤم یاد ریاست شکتی متی کے راجہ بھیم کا بھائی تھا۔ جس نے شکتی متی سے اٹھ کر اس ریاست کی بنیاد ڈالی اس کی بہت سی پشتوں کے بعد راجہ چیدی نے اپنے نام پر چیدی شہر آباد کرکے اسے اپنی دارالحکومت قرار دیا۔ اس کی اولاد میں سے راجہ ششش پال ایک زبردست حکمران ہوا۔ جو مسیح سے ۳۱۹۰ برس پہلے مہاراجہ یدھشٹر والی دلی کے راجسو یگیہ میں سری کرشن جی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اس کا بیٹا سوکرت مسیح سے ۳۱۷۶ برس پہلے جنگ مہابھارت میں درونہ چارج کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔

سوکرت کی اولاد نسلاً بعد نسلاً چندیری کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوکر حکومت کرتی رہی۔ راؤ ہری ہر چند کے پانچ بیٹے ہوئے۔ سب سے بڑا گوبند چند چندیری کے تخت پر بیٹھا۔ بیر چند نے پنجاب میں ریاست

الموڑہ کو چھوڑ کر کلو کو اپنی صدر گاہ بنایا۔ اس کے مرنے کے بعد تھان پال کو نابالغ دیکھکر دشمنوں نے الموڑہ پر قبضہ کر لیا۔ تھان پال نے جوان ہو کر کھویا ہوا تمام ملک فتح کر کے ریاست کو پھر بہت کچھ وسعت دی۔ لیکن اس کے مرنے کے بعد دشمنوں نے پھر الموڑہ چھین لیا۔ اور یہ علاقہ اپنی اپنی ریاستوں کے ساتھ ملحق کر لیا۔

تھان پال کے بیٹے بھوگ پال نے مغربی سمت میں اپنے مفتوحات کو بڑھایا۔ اور بلاور کو اپنی صدر گاہ قرار دیکر حکومت کرنے لگا۔ یہ شہر آج کل ریاست جموں میں واقع ہے۔ بھوگ پال کی اولاد مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور کے عہد تک بلاور اور بسوہلی میں حکومت کرتی رہی۔ اس خاندان نے اپنے زمانہ عروج میں بہت سی ریاستیں قائم کیں۔ ان میں سے بہت سی اب بھی برائے نام موجود ہیں۔

(۳۵) چندیری

(۱)	رودم پاڑ	(۱۰)	دھرم پال
(۲)	بھیرد	(۱۱)	پرجا پال
(۳)	آہونی	(۱۲)	برہم دیو
(۴)	کوشک	(۱۳)	انگرکھ دیو
(۵)	چیدی	(۱۴)	بان دیو
(۶)	دم گھوش	(۱۵)	نرہری دیو
(۷)	ششپال	(۱۶)	چند دیو
(۸)	سوکرنت	(۱۷)	شری ہر دیو
(۹)	برہم پال	(۱۸)	کیرتی دیو

لیکن اس کا نسب نامہ مکمل دستیاب نہیں ہے۔ اس لئے یہ قرار نہیں دیا جاسکتا۔ کہ یہ ریاست کس زمانہ میں قائم ہوئی۔ مذکورہ الصدر نسب نامہ چند کتبہ جات سے حاصل ہوا ہے۔ مسلمانوں کی آمد کے زمانہ میں یہ ریاست بہت کچھ انتشار پر تھی۔ سلطان محمود غزنوی کے مقابلہ میں کالنجر کا راجہ جے پال والی لاہور کی امداد کو گیا تھا۔

قنوج

گپت خاندان

(۱) کرشن گپت	(۱۳) گپت
(۲) ہرش گپت	(۱۴) گھٹوتکچھ
(۳) جیوت گپت	(۱۵) چندر گپت
(۴) کام گپت	(۱۶) بھانو گپت
(۵) دامودر گپت	(۱۷) سمدر گپت
(۶) مہاسین گپت	(۱۸) چندر گپت
(۷) مادھو گپت	(۱۹) کمار گپت
(۸) آدتیہ گپت	(۲۰) پر گپت
(۹) [illegible] گپت	(۲۱) نرسنگھ گپت
(۱۰) وشنو گپت	(۲۲) کمار گپت
(۱۱) جیوت گپت	(۲۳) سکند گپت
(۱۲) وشنو گپت	(۲۴) بجالو گپت

بلاسپور کی بنیاد ڈالی۔ کبیر چند نے ریاست کماؤں قائم کی۔ گمبھیر چند نے ریاست چھنی واقعہ پنجاب پر اپنا تسلط جمایا۔

اس ریاست کا نسب نامہ مکمل نہیں ہے۔ اور گوبند چند کے بعد کا شجرہ نسب بھی دستیاب نہیں ہوا۔

کالنجر

(۱) نونک (۱۴) بجے پال

(۲) واک پتی (۱۵) دیو برمن

(۳) جے شکتی (۱۶) کیرت برمن

(۴) بجے شکتی (۱۷) سولکشن

(۵) اراہل (۱۸) جے برمن

(۶) ہرش (۱۹) پرتھوی برمن

(۷) جھجا (۲۰) مدن برمن

(۸) بیجا (۲۱) پرتاپ برمن

(۹) یشو ورمن سمت ۱۰۱۱ (۲۲) یشو برمن

(۱۰) دھنگ (۲۳) پرمردی

(۱۱) گنڈ (۲۴) ترلوک برمن

(۱۲) ودیادھر (۲۵) ویر برمن

(۱۳) کچھپال (۲۶) بھوج برمن سمت ۱۳۱۵

ریاست کالنجر چندیری کے چندیل خاندان کی ہی ایک شاخ تھی

چندر گپت کے بیٹے بھانوگپت نے بنگال۔ نیپال۔ کامروپ۔ مالوہ خاندیس۔ گونڈواڑہ مالابار اور کابل کے راجاؤں کو فتح کرکے اپنا باجگذار بنایا۔ گپت خاندان کے آخری راجہ بھانوگپت کو سمت ۵۳۶ بکرمی میں راٹھور خانداں کے راجہ نین پال نے اڑیسہ کی طرف سے آکر شکست دی۔ اور قنوج پر قبضہ کرکے خود حکومت کرنے لگا۔ راجہ شری پنج بہت مشہور فرمانروا ہُوا۔ اس کے ۱۳ بیٹوں کے نام پر راٹھور خاندان کی ۱۳ شاخیں پھیلیں۔ دھرم بھمبُو کے بعد کئی پشت تک راٹھور خاندان کے تاجدار راؤ کہلاتے رہے۔ پھر انہوں نے راجہ کہلانا شروع کیا۔ راجہ بجے چندر کے عہد میں قنوج کی شان و شوکت بہت بڑھ گئی۔ اور ہندوستان کے راجاؤں میں اس خاندان کی فوقیت تسلیم کرلی گئی۔ لیکن اس کے بیٹے جے چندر نے پرتھوی راج چوہان والی دِلّی سے شکست کھائی۔ اور چوہانوں کی طاقت توڑنے کی غرض سے غزنی کے بادشاہ شہاب الدین محمد غوری کو ہندوستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ جس نے سمت ۱۲۲۹ میں دلی لے لی اور دوسرے سال جے چند والی قنوج بھی محمد غوری کے ہاتھ سے مقتول ہُوا۔ ریاست قنوج سلطنت دلی کے ساتھ ملحق کی گئی۔ لیکن قطب الدین ایبک نے چندر برودائی کو قنوج پھر واپس دے دیا۔ سیت رام کے عہد میں قنوج پر پھر مسلمانوں نے قبضہ کرلیا۔ اور آرام شاہ بادشاہ دلی نے یہ ریاست سیاجی کو دے دی۔ اور اس کی اولاد کئی پشت تک قابض رہی۔ لیکن اس خاندان کو قنوج میں پہلا سا اقتدار حاصل نہ ہوسکا۔ لیکن اسی زمانہ میں راٹھور خاندان نے بیکانیر۔ جودھ پور کی ریاستیں قائم کریں۔

راٹھور خاندان

(۱) نین پال	(۱۶) راج پال دیو
(۲) شری پنج	(۱۷) تر لوچن پال دیو
(۳) دھرم بمبو	(۱۸) پشو دگرہ
(۴) دیو شکتی	(۱۹) مہی چندر
(۵) ستس راج	(۲۰) چندر دیر
(۶) ناگ بھٹ	(۲۱) مدن پال دیو
(۷) رام دیو	(۲۲) گوبند چند
(۸) بھوج دیو	(۲۳) راج پال دیو
(۹) مہندر پال دیو	(۲۴) بجے چندر
(۱۰) بھوج پال دیو	(۲۵) جے چند
(۱۱) بنایک پال دیو	(۲۶) بروائی سین
(۱۲) مہی پال دیو	(۲۷) سیت رام
(۱۳) کشی پال دیو	(۲۸) سیا جی
(۱۴) دیو پال دیو	(۲۹) جسونت رائے
(۱۵) بجے پال دیو	

قنوج کے گپت خاندان کے راجاؤں میں سب سے مشہور راجہ گپت ہوا اس نے چاروں طرف ہندوستان کے راجاؤں کو فتح کرکے اپنا باجگزار بنایا۔ اس کے پوتے چندر گپت نے نیپال فتح کرکے وہاں کے راجہ کی بیٹی سے شادی کی۔ اور دلبھی پور کے تاجدار کو مغلوب کرکے چیت سُدی ایکم کو اتوار کے دن سمت ۳۷۷ بکرمی میں گپت سمت چلایا۔ ان کو دلبھی سمت بھی کہتے ہیں

(۳۵) ساتکی (۳۶) بکرم
(۳۷) شترو جیت (۳۸) سہدیو

پانڈو خاندان

(۱) بدھشٹر ۳۱۷۶ ق م (۱۶) شچی رتھ ۲۱۱۹ ق م
(۲) پرکشت ۳۱۴۰ ؍؍ (۱۷) شور شین ۲۰۷۶ ؍؍
(۳) جنمیجے ۳۰۷۹ ؍؍ (۱۸) پربت سین ۲۰۱۷ ؍؍
(۴) اشومیدھ ۲۹۹۴ ؍؍ (۱۹) میدھا وی ۱۹۶۱ ؍؍
(۵) اودتیہ رام ۲۹۱۱ ؍؍ (۲۰) سون چیر ۱۹۰۹ ؍؍
(۶) چھتر مل ۲۸۲۳ ؍؍ (۲۱) بھیم دیو ۱۸۵۹ ؍؍
(۷) چیتر رتھ ۲۷۴۱ ؍؍ (۲۲) نرہری دیو ۱۸۱۰ ؍؍
(۸) وشٹ شیلیہ ۲۶۶۲ ؍؍ (۲۳) پورن مل ۱۷۷۵ ؍؍
(۹) اگر سین ۲۵۹۰ ؍؍ (۲۴) کرودی ۱۷۲۰ ؍؍
(۱۰) شور سین ۲۵۱۱ ؍؍ (۲۵) انبیک ۱۶۷۶ ؍؍
(۱۱) بھون پتی ۲۴۴۳ ؍؍ (۲۶) اودے پال ۱۶۲۵ ؍؍
(۱۲) رنجیت ۲۳۶۳ ؍؍ (۲۷) ودن مل ۱۵۸۶ ؍؍
(۱۳) تکمانشک ۲۲۹۷ ؍؍ (۲۸) دمات ۱۵۴۵ ؍؍
(۱۴) سکھ دیو ۲۲۳۴ ؍؍ (۲۹) بھیم پال ۱۵۱۳ ؍؍
(۱۵) نرہری دیو ۲۱۷۱ ؍؍ (۳۰) کشیمک ۱۴۵۵ ؍؍

وشروا کا خاندان

(۱) وشروا ۱۴۰۲ ق م (۲) پرسین ۱۳۸۰ ق م

(۳) بیرسین ۱۳۴۶ ق م (۹) سنجے ۱۱۰۲ ق م
(۴) اننگ شانی ۱۳۹۴ ،، (۱۰) امرچوڑ ۱۰۷۰ ،،
(۵) ہری چند ۱۲۴۷ ،، (۱۱) امین پال ۱۰۴۲ ،،
(۶) پرم سین ۱۲۱۹ ،، (۱۲) دسرتھ ۱۰۱۹ ،،
(۷) سکھ پال ۱۱۷۵ ،، (۱۳) بیرسال ۹۹۴ ،،
(۸) کدرت ۱۱۴۵ ،، (۱۴) بیرسین ۹۵۴ ،،

گوتم خاندان

(۱) بیرہا ۹۰۵ ق م (۹) تیج پال ۶۹۵ ق م
(۲) رجت سنگھ ۸۷۱ ،، (۱۰) مانک چند ۶۶۶ ،،
(۳) سرپت ۸۴۴ ،، (۱۱) کام سین ۶۴۸ ،،
(۴) بھون پتی ۸۱۶ ،، (۱۲) [illegible] ۵۸۶ ،،
(۵) پرسین ۸۰۰ ،، (۱۳) [illegible]لوک ۵۷۷ ،،
(۶) مہی پال ۷۷۹ ،، (۱۴) ہری راؤ ۵۴۸ ،،
(۷) شتروپال ۷۴۸ ،، (۱۵) بیرسین ۵۲۱
(۸) سنگھ راج ۷۱۲ ،، (۱۶) آدنبہ سین [illegible] ،،

میور خاندان

(۱) دھونی دھ ۳۶۲ ق م (۶) جیون راج ۲۶۸ ق م
(۲) مہرشی ۳۱۹ ،، (۷) رودرسین ۲۲۳ ،،
(۳) من رچی ۳۷۸ ،، (۸) آریہ کمش ۱۷۶ ،،
(۴) مہاپدھ ۳۱۷ ،، (۹) راج پال ۱۲۳ ،،
(۵) ورناتھ ۲۹۷ ،، (۱۰) مہاپال ۸۷ ،،

(۱۹) اگر پال سنہ ۱۰۹۹ (۲۰) انگ پال سوم سنہ ۱۱۲۲

چوہان خاندان

۱- پرتھوی راج چوہان سنہ ۱۱۹۲

مسلمان فرمانروایان دہلی

غوری خاندان

(۱) غیاث الدین سنہ ۱۱۹۳ (۲) شہاب الدین سنہ ۱۲۰۴

غلام خاندان

(۱) قطب الدین ایبک سنہ ۱۲۰۶ (۶) بہرام شاہ سنہ ۱۲۳۹
(۲) آرام شاہ سنہ ۱۲۱۰ (۷) مسعود شاہ سنہ ۱۲۴۱
(۳) التمش سنہ ۱۲۱۰ (۸) محمود شاہ سنہ ۱۲۴۶
(۴) فیروز شاہ سنہ ۱۲۳۵ (۹) غیاث الدین سنہ ۱۲۶۵
(۵) رضیہ بیگم سنہ ۱۲۳۶ (۱۰) کیقباد سنہ ۱۲۸۶

خلجی خاندان

(۱) جلال الدین سنہ ۱۲۹۰ (۷) تغلق شاہ سنہ ۱۳۲۱
(۲) رکن الدین سنہ ۱۲۹۵ (۸) محمد بن تغلق سنہ ۱۳۲۴
(۳) علاء الدین سنہ ۱۲۹۵ (۹) فیروز شاہ سنہ ۱۳۵۱
(۴) شہاب الدین سنہ ۱۳۱۵ (۱۰) تغلق شاہ سنہ ۱۳۸۸
(۵) مبارک شاہ سنہ ۱۳۱۶ (۱۱) ابوبکر شاہ سنہ ۱۳۸۹
(۶) خسرو شاہ سنہ ۱۳۲۰ (۱۲) محمد شاہ سنہ ۱۳۸۹

سین خاندان

(۱) اودے سین سنہ ۴۷۳
(۲) بلال سین سنہ ۴۹۳
(۳) کنور سین سنہ ۵۰۵
(۴) مادھو سین سنہ ۵۲۱
(۵) شور سین سنہ ۵۳۲
(۶) بھیم سین سنہ ۵۴۴
(۷) کلیان سین سنہ ۵۵۷
(۸) ہری سین سنہ ۵۶۴
(۹) کھیم سین سنہ ۵۷۴
(۱۰) نارائن سین سنہ ۵۸۳
(۱۱) لچھمن سین سنہ ۵۸۵
(۱۲) دامودر سین سنہ ۶۰۲

---

(۱) دیپ سنگھ سنہ ۶۱۳
(۲) راج سنگھ سنہ ۶۳۰
(۳) رن سنگھ سنہ ۶۳۵
(۴) نرسنگھ سنہ ۶۵۳
(۵) ہری سنگھ سنہ ۶۹۹
(۶) جیون سنگھ سنہ ۷۱۳

تنوار خاندان

(۱) اننگ پال سنہ ۷۲۱
(۲) باسدیو سنہ ۷۵۰
(۳) گنگ پال سنہ ۷۶۹
(۴) پرتھوی پال سنہ ۷۹۰
(۵) جے دیو سنہ ۸۱۰
(۶) ہری پال سنہ ۸۳۱
(۷) اودے راج سنہ ۸۴۶
(۸) نجے راج سنہ ۸۷۲
(۹) اننگ پال دوم سنہ ۸۹۳
(۱۰) رکھ پال سنہ ۹۱۶
(۱۱) انیک پال سنہ ۹۲۴
(۱۲) گوپال سنہ ۹۳۰
(۱۳) سولکش پال سنہ ۹۵۸
(۱۴) جے پال سنہ ۹۸۳
(۱۵) کنور پال سنہ ۱۰۰۰
(۱۶) انیک پال سنہ ۱۰۳۰
(۱۷) نجے پال سنہ ۱۰۵۸
(۱۸) مہی پال سنہ ۱۰۴۳

(۵) اورنگ زیب ۱۶۵۸ء (۱۴) محمد شاہ ۱۷۱۹ء
(۶) اعظم شاہ ۱۷۰۷ء (۱۵) احمد شاہ ۱۷۴۸ء
(۷) بہادر شاہ ۱۷۰۷ء (۱۶) عالمگیر شاہ ثانی ۱۷۵۴ء
(۸) جہاندار شاہ ۱۷۱۲ء (۱۷) شاہجہان ثانی ۱۷۵۹ء
(۹) فرخ سیر ۱۷۱۳ء (۱۸) شاہ عالم ۱۷۵۹ء
(۱۰) رفیع الدرجات ۱۷۱۹ء (۱۹) بیدار بخت ۱۷۸۸ء
(۱۱) رفیع الدولہ ۱۷۱۹ء (۲۰) محمد اکبر ۱۸۰۶ء
(۱۲) نکوسیر ۱۷۱۹ء (۲۱) ابوظفر بہادر شاہ ۱۸۳۷ء
(۱۳) ابراہیم ۱۷۲۰ء

انگریز فرمانروایان دہلی

شاہان انگلستان کے وائسرے

(۱) لارڈ کیننگ ۱۸۵۶ء (۹) لارڈ لینسڈون ۱۸۸۸ء
(۲) " ایلگن ۱۸۶۲ء (۱۰) " ایلگن ۱۸۹۴ء
(۳) " جان لارنس ۱۸۶۴ء (۱۱) " کرزن ۱۸۹۹ء
(۴) " میو ۱۸۶۹ء (۱۲) " منٹو ۱۹۰۵ء
(۵) " نارتھ بروک ۱۸۷۲ء (۱۳) " ہارڈنگ ۱۹۱۰ء
(۶) " لٹن ۱۸۷۶ء (۱۴) " چیمسفورڈ ۱۹۱۵ء
(۷) " رپن ۱۸۷۶ء (۱۵) " ریڈنگ ۱۹۲۰ء
(۸) " ڈفرن ۱۸۸۴ء (۱۶) " اروان ۱۹۲۶ء

مسیح سے تقریباً ۰۰۷۶ برس پہلے ہستناپور کے مشہور و معروف
مہاراجہ دلیپ نے اپنے نام کی یادگار میں دریائے جمنا کے کنارے پر

(۱۳) سکندر شاہ سنہ ۱۳۹۲ء (۱۶) محمود شاہ ثانی سنہ ۱۳۹۹ء
(۱۴) محمود شاہ سنہ ۱۳۹۲ء (۱۷) دولت خاں سنہ ۱۴۱۲ء
(۱۵) نصرت شاہ سنہ ۱۳۹۴ء

سادات خاندان

(۱) خضر خاں سنہ ۱۴۱۴ء (۳) محمد شاہ سنہ ۱۴۳۳ء
(۲) مبارک شاہ سنہ ۱۴۲۱ء (۴) عالم شاہ سنہ ۱۴۴۳ء

لودھی خاندان

(۱) بہلول لودھی سنہ ۱۴۵۱ء (۳) ابراہیم لودھی سنہ ۱۵۱۷ء
(۲) سکندر لودھی سنہ ۱۴۹۸ء

مغلیہ خاندان

(۱) ظہیر الدین بابر سنہ ۱۵۲۶ء (۲) نصیر الدین ہمایوں سنہ ۱۵۳۰ء

سوری خاندان

(۱) شیر شاہ سوری سنہ ۱۵۳۹ء (۴) ابراہیم شاہ سنہ ۱۵۵۳ء
(۲) اسلام شاہ سنہ ۱۵۴۵ء (۵) سکندر شاہ سنہ ۱۵۵۴ء
(۳) عادل شاہ سنہ ۱۵۵۲ء

مغلیہ خاندان بار دوم

(۱) ہمایوں سنہ ۱۵۵۵ء (۳) جہانگیر سنہ ۱۶۰۵ء
(۲) اکبر سنہ ۱۵۵۶ء (۴) شاہجہاں سنہ ۱۶۲۷ء

دکن کی طرف بھاگ گیا۔ مہاراجہ پرتیپ نے دلی کا علاقہ ہستناپور کے ساتھ ملحق کر لیا۔ اس وقت سے اس شہر کی رونق گھٹنی شروع ہوئی۔ لوگ جوق در جوق دوسرے شہروں میں چلے گئے۔ اور دلی بالکل بے چراغ ہوگیا۔ اس کے گردو نواح کو لوگ کھانڈو بن کہنے لگے۔ مہاراجہ دھرت راشٹر نے اپنے بیٹوں اور بھتیجوں میں مملکت تقسیم کی۔ تو یدھشٹر کو کھانڈو بن کا علاقہ دیا۔ لیکن اس نے سری کرشن جی کی مدد سے یہ ملک از سر نو آباد کردیا۔ اور پرانی دلی کے کھنڈرات کے قریب ہی ایک شہر آباد کرکے اس کا نام اندرپرست رکھا۔ یدھشٹر نے سلطنت اندرپرست کو وہ رونق بخشی۔ کہ یہ شہر اپنی خوبصورتی اور شان و شوکت کے باعث ہندوستان کے تمام شہروں سبقت لے گیا۔ یدھشٹر کے بھائیوں ارجن اور بھیم نے بڑے بڑے سرکشوں کو مغلوب کرکے سلطنت دلی کا باجگزار بنایا۔ یہاں تک کہ مسیح سے ۳۱۹۰ برس پہلے جب راجہ یدھشٹر نے راجسو یگیہ کیا۔ تو دنیا بھر کے تاجدار اسکے دربار میں نذریں لے کر آئے۔ دریودھن والی ہستناپور کو اپنے بھائی کی یہ عظمت گوارا نہ ہوئی۔ اس نے قندھار کے راجہ شکنی کی مدد سے جوا کھیل کر دلی کی حکومت جیت لی۔ اور یدھشٹر و اسکے بھائیوں کو تیرہ برس کے لئے جلاوطن کر دیا۔ مسیح سے ۳۱۷۶ برس پہلے تک دریودھن ہستناپور اور دلی دونوں ملکوں پر حکومت کرتا رہا۔

جلاوطنی کی میعاد ختم ہونے پر یدھشٹر نے اپنا حق واپس طلب کیا۔ تو دریودھن کے انکار کرنے پر کورکھیتر کے میدان میں مہابھارت کی مشہور لڑائی ہوئی۔ ہندوستان۔ ایشیا اور یورپ کا کوئی راجہ ایسا نہ رہا۔ جو اس لڑائی میں ایک طرف ہو کر نہ لڑا ہو۔ ۱۸ دن کی خونریز جنگ میں دریودھن اور اسکے مددگار راجے سب مارے گئے۔ اور مہاراجہ یدھشٹر دلی اور ہستناپور کی وسیع سلطنت کا مالک بن گیا۔ اس کی تیس پشتوں نے قریباً ۱۷۷۰ سال تک

دلیپ پوری نامی شہر آباد کیا۔ جو بعد میں دلی کے نام سے مشہور ہُوا۔ دلیپ کے مرنے سے تھوڑا ہی عرصہ بعد چوہان خاندان کے مورث اعلیٰ مہاراجہ چیتر بھج نے مسیح سے ۶۶۴۳ برس پہلے اس شہر کو اپنی صدر گاہ بنایا۔ ان دنوں میں ملک عرب سے جلاوطن شدہ کیتو خاندان کے بادشاہوں نے ہندوستان پر حملے کرنے شروع کئے۔ مہاراجہ چیتر بھج نے کیتو خاندان کے مشہور سپہ سالاروں اھومر دھوج۔ چیتر کیتو۔ تال ہست۔ کرال۔ کپل۔ جیبھ۔ ہرواور۔ رکت نیتر۔ شوبک اور سشیل ناشک کو میدان جنگ میں قتل کر کے ان کی سپاہ کو ہندوستان کی سرزمین سے باہر نکال دیا۔ پھر اُس نے متھرا پر فوج کشی کر کے جادو بنسیوں کو اپنا باجگذار بنایا۔ پشکر کے راجہ بجے اشو کو مطیع کیا۔ اور کشمیر تک کے راجاؤں کو زیر کر کے بعد ازاں اشومیدھ یگیہ کیا۔ ایشیا کے تمام تاجداروں کو فتح کر کے دلی کو مرکزی حکومت کے رتبہ پر پہنچا دیا۔

چیتر بھج کے پوتے مہادیو نے مارواڑ کے راجہ دیوراج کو شکست دیکر اپنا باجگذار بنایا۔ مہادیو کے پوتے بندوسار کے عہد میں سوروں کا راجہ پرتھو سونکی دلی پر چڑھ آیا۔ اور اس نے بندوسار کو میدان جنگ میں قتل کر دیا۔ اس کا بیٹا سدھنوا اعلیٰ کم سن تھا۔ اسئے سلطنت دہلی کے مدار المہام سدیودھار نے پرتھو کے ساتھ صلح کر لی۔ سدھنوا کی ۲۷ ویں پشت میں مہاراجہ سباہو دلی کے تخت پر بیٹھا۔ مہاراجہ چیتر بھج کے عہد سے ہستناپور اور متھرا کے راجگان سلطنت دہلی کے باجگذار چلے آتے تھے۔ اب انہوں نے آزادی حاصل کرنے کی کوشش کی۔ میدان جنگ میں راجہ سباہو کو قتل کر کے خود مختار بن گئے۔ اور سباہو کے بیٹے سرتھو نے ہستناپور کے کوروں کی ماتحتی قبول کی۔ اور اس کی اولاد چھ پشت تک ہستناپور کی باجگذار رہی۔ ساتویں جانشین سہدیو نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ لیکن راجہ پرنتپ والی ہستناپور نے اسے شکست دیکر تاج و تخت سے محروم کر دیا۔ اور سہدیو

قطب الدین ایبک نے اس پر پلستر کروا کر ایک مسجد کے احاطہ میں شامل کر دی۔ مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد جب پلستر ٹوٹ گیا۔ اور سنسکرت کی اصلی عبارت ظاہر ہوئی۔ تو معلوم ہوا کہ یہ لاٹھ مسلمانوں کی نہیں۔ بلکہ کسی ہندو راجہ کی بنوائی ہوئی ہے

اننگ پال کی بیس پشتوں نے ۱۱۴۲ء تک دلی میں حکومت کے ڈنکے بجائے۔ پھر اجمیر کے چوہان راجہ پرتھوی راج نے تخت دہلی کو زینت دی۔ یہ بہت بہادر راجہ تھا۔ ۴۸ برس تک حکومت کرنیکے بعد ۱۱۹۲ء میں شہاب الدین محمد غوری کے ہاتھ سے شکست کھائی۔ اور اسیر ہوکر غزنی میں مقتول ہوا۔ ۱۱۹۲ء میں ہندوؤں کی حکومت کا چراغ اقبال گل ہوا۔ اور مسلمانوں نے اس شہر کو اپنی صدر گاہ قرار دے کر ہندوستان پر حکمرانی شروع کی۔

۱۲۰۶ء تک دلی غور کے بادشاہوں کے ماتحت رہی شہاب الدین کے مرنے پر اس کا ایک زر خرید غلام جو بادشاہ کی طرف سے ہندوستان میں حکومت کرتا رہا۔ آزاد ہو بیٹھا۔ ۱۲۹۲ء سے ۱۸۵۷ء تک مسلمانوں کے حسب ذیل خاندانوں نے حکومت کی

غوری۔ غلام۔ خلجی۔ سید۔ لودھی۔ سوری۔ مغل۔ ان سات خاندانوں کے ۶۲ بادشاہوں نے دہلی کے تخت و تاج کو زینت دی۔ اور ۶۶۵ برس تک حکومت کرتے رہے۔ ان خاندانوں میں سے مغلیہ خاندان کو بہت کچھ عروج حاصل ہوا خلیج بنگالہ سے لیکر خراسان تک تمام ممالک ان کے قبضہ اقتدار میں آ گئے۔ اورنگزیب کے عہد سے مسلمانوں کی حکومت کو زوال آنا شروع ہوا۔ راجپوتوں مرہٹوں اور سکھوں نے آہستہ آہستہ طاقت پکڑ کر پنجاب۔ راجپوتانہ اور دکن میں اپنی اپنی آزادانہ حکومتیں قائم کر لیں۔ دوسری طرف انگریز

دہلی میں حکومت کی۔ چھٹے جانشین راجہ چھتر مل کے عہد میں دریائے
گنگا کی طغیانی سے شہر ہستنا پور بہہ گیا۔ اور دفتر حکومت کو شاہی پوری
میں منتقل کر لیا گیا۔ چھتر مل کے بیٹے چتر رتھ نے پنجاب فتح کر کے اپنی
قلمرو میں شامل کیا۔ پانڈو خاندان کے آخری راجہ کیشمک کو اس کے وزیر
دشروا نے قتل کر کے دلی کے تخت پر قبضہ کر لیا۔ اس کی چودہ پشتوں
نے ۵۰۰ سال حکومت کی۔ آخری راجہ بیر سین کو مگدھ کے گوتم بنسی
حکمران بیر مہا نے قتل کر کے دلی کا علاقہ سلطنت مگدھ کے ساتھ ملحق کر لیا۔
۴۶۲ قبل مسیح میں مگدھ کے راجہ آدیتہ سین کو پراگ کے راجہ دھن دھر نے قتل
کر کے دلی کا علاقہ سلطنت پراگ کے ساتھ ملحق کر لیا۔ دھن دھر کی اولاد
کے آخری راجہ مہا پال کے مرنے پر ۲۰ سال قبل مسیح میں بیر بکرما جیت
والی اجین نے دلی کی حکومت اجین کے ساتھ ملحق کر لی ۲۹ء میں
بکرما جیت کا انتقال ہوا۔ تو شالباہن کے سپہ سالار سمدر پال نے دلی
پر قبضہ کر کے حکومت شروع کی اور ۳۲۹ء تک اس کی اولاد قابض رہی
پھر پنجاب کے برباہ خاندان کے راجہ ملکھ چند نے راجہ بکرم پال کو شکست
دے کر دلی کا علاقہ اپنی ریاست کے ساتھ ملا لیا۔ ۴۲۲ء میں ادے سین
والی بنگال نے یہ ملک اپنی قلمرو میں شامل کیا۔ اور تقریباً ڈیڑھ سو برس تک
یہ علاقہ بنگال کا ایک صوبہ رہا۔ بنگال کے راجہ دامودر سین کے مرنے پر
دیپ سنگھ نے دلی پر قبضہ کیا۔ اور ۱۰۷ سال تک اس کی اولاد حکومت
کرتی رہی۔ اس کے بعد ۷۳۱ء میں راجہ انگ پال تومر والی پٹن نے
جو مہاراجہ کیشمک کی اولاد میں سے تھا۔ دلی کو اپنی صدر گاہ قرار دیا۔
۲۱۲۷ سال کے بعد یہ شہر پھر اپنے اصلی آباد کنندگان دیپ اور یدھشٹر
کی اولاد کے قبضہ میں آیا۔ راجہ انگ پال نے دلی کو بہت رونق بخشی
لوہے کی ایک لاٹھ بنوائی۔ جسے آجکل قطب صاحب کی لاٹھ کہتے ہیں۔

(۲۷) ہردیو	(۴۳) بل دھر		
(۲۸) بھیم دیو	(۴۴) مہا دھر		
(۲۹) سہدیو	(۴۵) دیودت		
(۳۰) رام دیو	(۴۶) دامودر		
(۳۱) بسدیو	(۴۷) کاشی ناتھ		
(۳۲) شام دیو	(۴۸) لیلا دھر		
(۳۳) ہری داس	(۴۹) دھرتی دھر		
(۳۴) ہی دھر	(۵۰) رمنیش		
(۳۵) بام دیو	(۵۱) بھگوت داس		
(۳۶) شری دھر	(۵۲) کرشن داس		
(۳۷) گنگا دھر	(۵۳) شو داس		
(۳۸) مہا دیو	(۵۴) ہر پورن		
(۳۹) شارنگ دھر	(۵۵) دیوی داس		
(۴۰) مان سنگھ	(۵۶) کرم چند		
(۴۱) چکر دھر	(۵۷) رام داس		
(۴۲) شتر وجیت			

سلطنت دِلّی کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ مسیح سے ۷۵۶ ۳ برس پہلے وہاں کے راجہ سہدیو چوہان کو شکست دے کر مہاراجہ ہر نتپ والی ہستناپور نے دِلّی پر قبضہ کر لیا تھا۔ اور سہدیو تخت و تاج سے محروم ہو کر دکن کی طرف بھاگ گیا۔ اس نے اپنے ماموں راجہ ارگھاٹ کی امداد حاصل کر کے کرناٹک پر حملہ کر دیا۔ وہاں کے حکمران راجہ سنابھو کو میدان جنگ میں قتل کر کے ملک کرناٹک کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں

اور فرانسیسی بھی اپنا اپنا اقتدار بڑھانے کی کوششوں میں معروف ہوئے۔ اس کشمکش میں انگریزوں کی طاقت سب پر غالب آئی۔ انہوں نے تمام طاقتوں کو توڑ کر ہندوستان میں ایک متحدہ حکومت کی بنیاد ڈالی۔ ان کا اقبال آج کل مشہور عالم ہے۔ بحر الکاہل کے سواحل سے لیکر درہ خیبر تک اور ترکستان سے راس کماری تک سارا ملک ایک ہی حکومت کے تابع فرمان ہے۔ مہاراجہ بکرما جیت کے بعد ہندوستان کے کسی بادشاہ کو ایسا عروج حاصل نہیں ہوا۔

ریاست مہکاوتی

(۱)	سہدیو	(۱۴)	بھٹ ولن
(۲)	بیرو دیو	(۱۵)	اننگ راج
(۳)	بسو دیو	(۱۶)	بھیم
(۴)	باسدیو	(۱۷)	گوگا
(۵)	رندھیر	(۱۸)	شمبھو کرن
(۶)	شتروگھن	(۱۹)	ادے کرن
(۷)	شال باہن	(۲۰)	نیش کرن
(۸)	کرت برما	(۲۱)	ہری کرن
(۹)	سوبرما	(۲۲)	کیسر تیش
(۱۰)	دیپ برما	(۲۳)	بال کرشن
(۱۱)	یودنا تھو	(۲۴)	ہری کرشن
(۱۲)	ہرنیشو	(۲۵)	رام کرشن
(۱۳)	اج پال	(۲۶)	بل دیو

ایسی ایسی اور بھی بہت سی ہدایات دیکر سری کرشن جی کیلاس پوری کو روانہ ہو گئے۔ اور بارہ برس بعد جب انکے واپس آنے میں صرف ایک دن باقی رہ گیا۔ تو باسدیو نے دوارکا پر حملہ کردیا۔ ہری بنش میں بیاس دیو نے اس لڑائی کے جو حالات زیب قلم کئے ہیں۔ اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ راجہ باسدیو پونڈرک بڑا شجاع و دلیر۔ دانشمند اور مدبر اور ہر ایک علم و فن میں شہرہ آفاق تھا۔ لیکن سری کرشن جی کے سدرشن چکر سے وہ دوارکا میں ہی لڑتا ہوا میدان جنگ میں مارا گیا۔ اس کے بڑے بیٹے ونڈ پالی نے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینے کی غرض سے دوارکا پر چڑھائی کردی۔ لیکن وہ بھی کرشن جی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

باسدیو کا پوتا شتروگھن اجودھیا کے راجہ کی مدد کرتا ہُوا مارا گیا اور اسکی اولاد مہکاولی کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہو کر حکومت کرتی رہی راجہ راج پال اس خاندان میں ایک مشہور حکمراں ہُوا۔ جس نے اپنے نام کی یادگار میں اجمیر شہر بسایا۔ جو آجکل راجپوتانہ میں واقعہ ہے اس نے بنگال اور کامروپ تک سارا ہندوستان فتح کرکے اپنی سلطنت کو وسعت دی۔ بیڈال وبیڈمب وغیرہ کئی حکمرانوں کو قتل کیا۔ یہ غالباً چین کے راجے تھے۔ اور پراگ جیوتش اور ان کی دارالحکومت ہمالیہ پربت کے شمال میں واقعہ تھی۔ ان کے ساتھ چوہانوں کی ایک طویل جنگ چھڑ گئی۔ جو کئی پشت تک جاری رہی۔ راج پال کا بیٹا بھٹ دون اور اس کے بارہ بھائی راؤں کے بیٹے جٹ بک کے ہاتھ سے مارے گئے بھٹ دون کے بیٹے انگ راج کو بھی بمعہ اس کے دو بھائیوں کے راؤں کے بیٹوں نے قتل کردیا۔ اور انگ راج کا بیٹا بھیم بھی بمعہ اپنے بیس بھائیوں کے اسی طویل جنگ میں کام آیا۔

بھیم کا بیٹا گوگا بہت شجاع اور دلیر تھا۔ اُس نے راؤ کے بیٹوں کو

ے ں۔ کچھ عرصہ بعد گجرات کے راجہ کی مدد سے اس نے پونڈر ویش فتح کر لیا۔ در بھنگہ ونی کو اپنی صدر گاہ قرار دیکر حکومت کرنے لگا۔ اس کی چوتھی پشت میں راجہ باسدیو بہت زبردست فرمانروا ہوا۔ یہ راجہ سری کرشن جی اور یدھشٹر کا ہمعصر تھا۔ باسدیو کانتت نگر علاقہ کاشی میں رہتا تھا۔ لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا۔ کہ پونڈر ویش کا حکمران ہو کر کانتت میں رہنے کی کیا وجہ تھی۔ یا یہ شہر کس طرح اسکے قبضہ میں آیا۔ تاہم پونڈر ویش کا حکمران ہونے کے باعث اس کا خاندان بجائے چوہان کے پونڈرک کے نام سے نامزد کیا جاتا ہے۔

باسدیو اس قدر شجاع اور دلیر تھا۔ کہ سری کرشن جی کو اس سے ہر وقت احتیاط رکھنی پڑتی تھی۔ انہوں نے رفتہ رفتہ یکے بعد دیگرے جادو بنسیوں کے تمام دشمن تہ تیغ کر دئے۔ صرف باسدیو پونڈرک ہی باقی رہ گیا تھا۔ جو اُن کے دل میں ہمیشہ کانٹے کیطرح کھٹکتا رہتا تھا۔ جب سری کرشن جی مہا دیو والی کیلاس پوری سے ملاقات کرنے کی غرض سے دوارکا سے روانہ ہونے لگے۔ تو انہوں نے جادو بنسیوں کے بڑے بڑے سپہ سالاروں کو بلا کر کہا۔ کہ ہم نے اپنے خاندان کے تمام دشمن ایک ایک کرکے قتل کر دئے ہیں۔ صرف ایک باسدیو پونڈرک باقی ہے۔ ہم کسی کام کو کیلاس پوری کو جارہے ہیں۔ تم ہر وقت احتیاط رکھنا۔ ہمارے واپس آنے تک شکار نہ کھیلیں۔ تماشے سب بند رکھنا۔ رات کو دوارکا میں چراغ نہ جلانا۔ اور کسی قسم کی بھی روشنی نہ رکھنا۔ علاقہ کاٹھیاواڑ کی حدود پر زبردست فوجی پہرہ لگا دو۔ اور کسی شخص کو بھی داخل نہ ہونے دینا اپنے آدمیوں کے چھاپ لگا دینا۔ تاکہ اپنے پرائے کی پہچان کرنے میں دقت پیش نہ آئے۔ (بیراگی سادھوؤں میں جو آج تک چھاپ لگانے کا رواج چلا آتا ہے۔ اسکی بنا اسی واقعہ سے شروع ہوئی تھی)

شروع ہوئی۔ مہادیو وہیں مقتول ہُوا۔ اور یگیہ ناتمام رہ گیا۔ اس کی چوتھی پشت میں راجہ چکردھر ہُوا۔ وہ بھی راجہ مگدھ کے ہی ہاتھ سے مارا گیا۔ لیکن چکردھر کا بیٹا شترُوجت بہت جنگجو تھا۔ اس نے نہ صرف مگدھ کو ہی فتح کیا۔ بلکہ اور بھی بہت سے تاجداروں کو مغلوب کر کے اپنا باجگزار بنایا۔ اور اس نے بہت سے یگیہ کئے۔

شترُوجت کے چھٹے جانشین کاشی ناتھ نے کنتل دیش کے راجہ شری دھر کو شکست دے کر اس کی بیٹی اپنے ولیعہد سلطنت بیلا دھر سے بیاہ دی۔ جب بیلا دھر تخت نشین ہُوا۔ تو شری دھر کا بیٹا مدسین اپنے باپ کی شکست کی ندامت کا دھبہ دور کرنے کی غرض سے مہکا وتی پر چڑھ آیا۔ اس لڑائی میں بیلا دھر والی مہکاوتی اور مدسین فرمانروائے کنتل دیش دونوں ہی مارے گئے۔ بیلا دھر کے چوتھے جانشین بھگوت داس کے عہد میں کنتل دیش کے راجہ نے حملہ کر دیا۔ اس لڑائی میں بھگوت داس اور اس کا بیٹا کرشن داس دونوں مارے گئے۔ کرشن داس کے پوتے ہرپورن نے کنتل دیش پر حملہ کیا۔ لیکن وہ میدان جنگ میں ہی لڑتا ہُوا مارا گیا۔ اس کے بیٹے دیوی داس نے اپنے ولیعہد کرم چند کو ہمراہ لے کر کنتل دیش پر دھاوا کیا۔ راجہ وردھ سین والی کنتل دیش نے دونوں کو ہی قتل کر دیا۔ اور خود بھی زخمی ہو کر مارا گیا۔ کرم چند کے بیٹے رام داس کے عہد حکومت میں وردھ سین کا بیٹا مہا سین والی کنتل دیش چڑھ آیا۔ رام داس مارا گیا۔ چوہانوں کی حکومت کا چراغ اقبال گل ہُوا۔ اور مہا سین نے مہکاوتی کی ریاست کا کنتل دیش کے ساتھ الحاق کر لیا۔ یہ وارالحکومت ہمیشہ کے لئے چوہانوں کے ہاتھ سے جاتی رہی۔

قتل کر کے اس طول و طویل جنگ کا خاتمہ کیا۔ جو راجہ رج پال کے وقت سے متواتر چلی آئی تھی۔ اس فتح سے گوگا کی دلاوری اور شجاعت کا سکہ چار وانگ عالم میں بیٹھ گیا۔ اس کے نانا دیوجی والی ریاست بھوج کٹ نے بوجہ نہ ہونے اولاد نرینہ کے اپنی ریاست بھی گوگا کے حوالے کر دی اس کے موسی زاد بھائی ارجن و سرجن فرزندان بھو دیو والی بنگال نے ریاست بھوج کٹ میں سے اپنا نصف حصہ مانگا۔ گوگا نے انکار کر دیا تو انہوں نے مہکاولی پر چڑھائی کر دی۔ لیکن گوگا سے شکست کھا کر انہیں واپس لوٹنا پڑا۔ ایک تو اپنی حق تلفی کی فکر دوسرے شکست کی ندامت انہوں نے ایران کے بادشاہ ابو الفرح سے امداد مانگی۔ چنانچہ وہ بڑی جمعیت لے کر ہندوستان پر چڑھ آیا۔ مہکاولی کے قریب لڑائی ہوئی۔ ابو الفرح مقابلہ کی تاب نہ لا سکا۔ وہ شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ گوگا نے تعاقب کیا۔ اور ہریانہ (ضلع رہتک و حصار) میں اسے آگھیرا۔ یہاں پھر لڑائی شروع ہوئی۔ جس میں ابو الفرح مارا گیا۔ ایرانیوں کی فوج بھاگ گئی۔ لیکن اس لڑائی میں گوگا کے ایسا کاری زخم لگا کہ وہ بھی جانبر نہ ہو سکا۔ گوگا چوہان کو ہندو شیش ناگ کا اوتار مان کر اس کی پوجا کرتے ہیں۔

گوگا کی بارھویں پشت میں راجہ بھیم مہکاولی کے تخت پر جلوہ افروز ہوا اسپر گدھو کا راجہ چڑھ آیا۔ اور بھیم کو شکست دیکر اس سے بدز بھو دیش (برار) کا علاقہ چھین لیا۔ اس کے چوتھے جانشین بسدیو نے اپنا کھویا ہوا ملک واپس لینے کے لئے گدھو پر حملہ کر دیا۔ لیکن میدان جنگ میں ہی وہ لڑتا ہوا مارا گیا۔ گنگا دھر کے بیٹے راجہ مہادیو نے بہت کچھ طاقت حاصل کر لی اور اشومیدھ یگیہ کی تیاریاں کرنے لگا۔ فتوحات ملکی کی غرض سے یگیہ کا گھوڑا چھوڑا گیا۔ گدھ میں پہنچا۔ تو وہاں کے راجہ نے گھوڑا پکڑ لیا۔ لڑائی

(۴۱) سوہ کرما (۵۷) پرتھی سنگھ
(۴۲) رام چند (۵۸) سنگھ دیو
(۴۳) سنگرام سنگھ (۵۹) سنگھ بر
(۴۴) شوردت (۶۰) موہن روپ
(۴۵) بھوگارت (۶۱) رتن سنگھ
(۴۶) رشودت (۶۲) سین راج
(۴۷) رودروت (۶۳) سبرتی راج
(۴۸) ایشوردت (۶۴) ناگ بست
(۴۹) اماوت (۶۵) اتھول آنند
(۵۰) چترجی (۶۶) دودھار
(۵۱) سومیشر (۶۷) دھرم سر
(۵۲) بھرت (۶۸) بیر سنگھ
(۵۳) یدھیشٹ (۶۹) بدھ سنگھ
(۵۴) مہی سنگھ (۷۰) یگوشور
(۵۵) سنگھ (۷۱) چندر راج
(۵۶) چندر گپت

مہکاوتی کے آخری چوہان راجہ رام داس کو قتل کرکے اس کی ریاست ہری سین نے گنتل دیس کے ساتھ ملحق کر لی۔ رام داس کا بیٹا مہانند ابھی کم سن تھا۔ اس کی ماں اپنے بیٹے کی جان بچانے کے لئے بھاگ نکلی۔ اور بدربھو دیش (برار) میں اپنے باپ کے گھر چلی آئی۔ ہری سین نے وہاں بھی اس کا تعاقب کیا۔ اور راجہ بھیم سے کہا۔ مہانند کو ہمارے حوالہ کردو۔ لیکن اس نے انکار کر دیا۔ اور لڑائی شروع ہو گئی۔ بھیم اور ہری سین مصروف

(۴۰) ریاست سانبھر

(۱) مہانند (۲۱) جگدیش
(۲) وشنوداس (۲۲) جے رام
(۳) مہارام (۲۳) بجے رام
(۴) دیوی داس (۲۴) کرشن
(۵) امر سنگھ (۲۵) پردھجت
(۶) گنگا داس (۲۶) گوردھن
(۷) مان سنگھ (۲۷) موہن
(۸) بشمبرداس (۲۸) گردھر
(۹) منھرداس (۲۹) اودے رام
(۱۰) دوارکا داس (۳۰) بھرت
(۱۱) مادھوداس (۳۱) ارجن
(۱۲) سُداسس (۳۲) شتروجت
(۱۳) بیر بھدر (۳۳) سوم دتت
(۱۴) گوپال (۳۴) دشمنت
(۱۵) گوبند داس (۳۵) بھیم
(۱۶) مانک راج (۳۶) لچھمن
(۱۷) سنگھ دیو (۳۷) پرسرام
(۱۸) رنگد (۳۸) رگھورام
(۱۹) کیسری (۳۹) سمر سنگھ
(۲۰) جے انت (۴۰) مانک راج

والی لاہور نے جسکو نوشیروان فرمانروائے خراسان نے لاہور ... بھائی راجپوتوں سے چھین کر عطا کی تھی۔ ریاست کانگڑہ کا کچھ علاقہ دبا لیا۔ جلبن چند نے راجہ مانک راج کو اپنی مدد کے لئے بلایا۔ دونوں نے ملکر راجہ کیدار کو شکست دی۔ اور کانگڑہ کا جو علاقہ دبا بیٹھا تھا۔ وہ واپس چھین کر کانگڑہ کی ریاست میں شامل کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد کیدار نے طاقت پکڑ کر پھر وہی علاقہ راجہ کانگڑہ سے چھین لیا۔ اور اس نے مانک راج کو پھر مدد کے لئے بلایا۔ اور لڑائی شروع کر دی۔ اس لڑائی میں مانک راج بہادرانہ جنگ میں لڑتا ہوا مارا گیا۔ راجہ کیدار والی لاہور ۸۴۸ء میں تخت نشین ہوا تھا۔ اس لئے مانک راج والی سانبھر کا زمانہ بھی وہی سمجھنا چاہیے۔

مانک راج کے دس بیٹے تھے۔ انہوں نے اپنا ملک دس حصوں میں تقسیم کر کے اپنی اپنی جدا گانہ ریاستوں کی بنیاد ڈالی۔ جن کی تفصیل اس طرح پر ہے۔

(۱) موہ کر سب سے بڑا تھا۔ یہ سانبھر کی گدی پر بیٹھا۔

(۲) لال سنگھ :۔ اس نے مدھیش یعنی وسطی پنجاب میں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی

(۳) ہری سنگھ :۔ اس نے سندھ میں اپنی ریاست قائم کی

(۴) شاردول :۔ یہ بھی پنجاب میں چلا آیا۔ اسکے دو بیٹے تھے۔ ایک ملنگ دوسرا دھن راج ان دونوں نے دو ریاستیں قائم کیں۔

(۵) پورن راج :۔ اس نے بھدادر کی ریاست پر قبضہ کیا۔

(۶) موکتک راج :۔ اس نے جالور کو اپنی صدر گاہ بنایا۔

(۷) نروان :۔ اس کی اولاد نے سروہی کی ریاست قائم کی

(۸) کرشن راج :۔ اس نے پانڈو دیش پر قبضہ کر کے حکومت کی

(۹) سسن راج :۔ اس نے گجرات میں ریاست قائم کی۔

کارزار تھے۔ اور مہانند کی ماں وہاں سے بھی بھاگ نکلی۔ ٹوڈا کے راجہ اندر سین تومرکے پاس چلی آئی۔ اس نے مہانند کو سات سال اپنے پاس رکھا۔ اپنی بیٹی اس کے ساتھ بیاہ دی۔ اور آدھا راج بھی اسے دینا چاہا۔ لیکن مہانند نے منظور نہ کیا۔ کہا اپنی قوت بازو سے نئی ریاست قائم کرونگا۔ چنانچہ اس نے سانبھر پر حملہ کر دیا۔ وہاں اس زمانہ میں بیدا قوم کے راجپوتوں کی حکومت تھی۔ مہانند نے سانبھر کے راجہ نرباہن اور اس کے بیٹے جے پال کو قتل کرکے ملک پر قبضہ کیا۔ اور حکومت کرنے لگا۔ اس کی اولاد میں سے راجہ سدراہن نے قلعہ رنتاں گڈھ فتح کرکے اپنی ریاست کو اور بھی وسعت دی۔ اسکے چوتھے جانشین مانک راج نے شمال میں کورچھیتر جنوب میں چنبل۔ شرق میں دبانہ اور مغرب میں جالور تک اپنی مملکت کو پھیلایا۔ اس کا بیٹا سگدیو ہوا۔ جس کے بھائی ہنومان نے پٹنہ کے سورج بنسی راجہ چُپدل کو مار کر اپنی حکومت قائم کی۔

سگدیو کی اولاد میں سے کئی پشت بعد مشہور راجہ رگھورام ہوا۔ اس پر مروٹھ کا پڑہار راجہ منگل چڑھ آیا۔ اس نے رگھورام کو شکست دے کر بھگا دیا اور سانبھر کا اپنی ریاست کے ساتھ الحاق کر لیا۔ رگھورام تخت و تاج سے محروم ہوکر برہان پور کے راجہ ارجن کے پاس جا رہا۔ اس کے بیٹے سمرسنگھ نے اپنا ملک واپس لینے کے لئے مروٹھ پر حملہ کیا۔ اس لڑائی میں سمرسنگھ اور منگل دونوں مارے گئے۔ سمرسنگھ کے بیٹے مانک راج نے برہان پور کے راجہ ارجن کے بیٹے چکر دھر کی مدد سے ناہر فرزند منگل کو بمعہ اس کے دو بیٹوں کے قتل کر دیا۔ اور سانبھر کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی مانک راج کی بہادری اور شجاعت کی داستانیں دور دور تک مشہور ہوگئیں چنانچہ کانگڑہ کے راجہ جابن چند نے اس کے ساتھ اپنی بیٹی بیاہ دی۔ راجہ کیدار

(۱۳) پرتھوی راج

سانبھر کے راجہ چندر راج نے ۸۳۵ء میں اجمیر کو اپنی صدر گاہ بنایا۔ اسکی ساتویں پشت میں بیسل دیو ایک مشہور حکمران ہوا۔ جس نے انہل پور پاٹن کے راجہ مالک راج سولنکی کو شکست دی اور ۹۳۶ء میں اپنے نام پر بیسل پور شہر بسایا۔ بعد ازآں کو مالخولیا کی مرض لاحق ہوگئی۔ اس نے ظلم و تعدی پر کمر باندھی۔ لوگ تنگ آکر ریاست کو چھوڑ کر بھاگ گئے اور یہ علاقہ برباد ہوگیا۔ بیسل دیو کے مرنے پر اس کا پوتا انہل دیو حکمران بنا۔ اس نے اپنی حسن لیاقت سے ریاست از سر نو آباد کردی اجمیر میں اپنے نام پر آنا ساگر تالاب بنوایا۔ جو اب تک موجود ہے۔ اس کی چوتھی پشت میں راجہ سومیشر نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اس کے عہد میں قنوج کا راجہ جے چند دہلی پر چڑھ آیا۔ راجہ اننگ پال سوم والی دِلّی نے سومیشر کو اپنی امداد کے لئے بلایا۔ چنانچہ اس نے جے چند کو شکست دے کر بھگا دیا۔ اننگ پال نے اپنی بیٹی سومیشر سے بیاہ دی جس کے بطن سے پرتھوی راج چوہان پیدا ہوا۔

پرتھوی راج چوہان بہت دلاور اور شجاع تھا۔ اس نے منڈور اور انہل پور پاٹن کے راجاؤں کو شکست دی۔ اننگ پال والی دِلّی نے اپنا ملک بھی پرتھوی راج کو دے دیا اور وہ دِلّی و اجمیر دونوں ریاستوں کا مالک بن گیا۔ راجہ جے چند والی قنوج سے اس کی دشمنی تھی۔ لڑائیوں میں جے چند کو کامیابی نہ ہوئی۔ تو اس نے غور کے بادشاہ شہاب الدین کو دِلّی پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ شہاب الدین نے حملہ کیا۔ پہلی مرتبہ اس نے شکست کھائی۔ لیکن دوسرے سال ۱۱۹۲ء میں اس نے پھر حملہ کیا۔ اور پرتھوی راج کو شکست دے کر دلی و اجمیر پر

(۱۰) مہر پال ۔ اس نے ٹمسر کو اپنی صدر گاہ بنایا۔

مرہ کرما کے بعد اس کا بیٹا رام چند سانبھر کی گدی پر بیٹھا۔ اسکے دوسرے بھائی لکھی راج نے راگھو گڈھ کی ریاست قائم کی۔ جو آجتک موجود ہے رام چند کی کئی پشتوں کے بعد مشہور راجہ بھرت سانبھر کی گدی پر بیٹھا۔ اس کے دوسرے بھائی ارتھو نے ایک علیحدہ ریاست کی بنیاد ڈالی۔ جو آجکل بوندی کوٹہ اور جھالاواڑ تین ریاستوں میں منقسم شدہ حالت میں موجود پائی جاتی ہے۔ سانبھر کے آخری راجہ چندر راج نے سمٹ ۵۵۰ بکرمی میں سانبھر میں اپنا نائب السلطنت مقرر کیا۔ اور خود اجمیر کو اپنی صدر گاہ قرار دے کر حکومت کرنے لگا۔ بارہ پشت تک اسکی اولاد اجمیر میں حکومت کرتی رہی۔ جس کا ذکر آئندہ کیا جائیگا۔ مذکورہ الصدر حالات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ابھی راجپوتانہ کی دوسری ریاستوں کی بنیاد رکھی جانے کے سامان بھی پیدا نہیں ہوئے تھے۔ کہ چوہانوں نے یہاں آکر اپنے پائے استقامت جمائے۔ اس لئے راجپوتانہ کی تمام راجپوت حکمران قوموں کی نسبت چوہانوں کو سب سے قدیم ہونے کا اعزاز حاصل ہے۔

(۱۸) اجمیر

(۱) چندر راج (۷) بسل دیو

(۲) کرشن راج (۸) سارنگ دیو

(۳) ہری راج (۹) انہل دیو

(۴) بلبن راج (۱۰) جے سنگھ

(۵) پرتھوی راج (۱۱) آنند ے

(۶) دھرم ادھی راج (۱۲) سومیشر

چتا میں جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گئیں۔ بہادر راجپوت کیسری بانا پہن کر قلعہ سے نکلے۔ بادشاہی سپاہ کو قتل کرنے اور پیوند خاک بناتے ہوئے خود بھی شہید ہو گئے۔ ہمیر کے مرنے پر رنتھمبور کی ریاست دلی کے ساتھ ملحق کر لی گئی۔

(۳۳) لونڈی

(۱) ارنقو (۱۷) ہری بنس

(۲) چکرپالن (۱۸) ہرجس

(۳) دیوکی نند (۱۹) سداشو

(۴) شیو انند (۲۰) رام دیو

(۵) نند منر (۲۱) رام چند

(۶) کیشوراج (۲۲) بھاگ چند

(۷) موہن (۲۳) روپ چند

(۸) سمندر راج (۲۴) سنڈن

(۹) گوپال (۲۵) آنند رام

(۱۰) بھوم چند (۲۶) آنند راج

(۱۱) اتھی پال (۲۷) ہمیر

(۱۲) پرتھوی پال (۲۸) سمیر

(۱۳) سین پال (۲۹) رندھول

(۱۴) شتروشیہ (۳۰) سردار

(۱۵) دامودر (۳۱) جودھ راج

(۱۶) نرسنگھ (۳۲) رتن سنگھ

قبضہ کر کے ہندوؤں کی حکومت کا چراغ اقبال گل کر دیا۔

(۲۴) رنتھمبور

(۱) سامنت سنگھ (۴) شور

(۲) جے مل (۵) جیت راج

(۳) گوبند (۶) ہمیر

اجمیر اور دلی کا آخری ہندو راجہ پرتھوی راج چوہان شہاب الدین محمد غوری کے ہاتھوں سے شکست کھا کر مارا گیا۔ تو کچھ عرصہ بعد قطب الدین ایبک نے اس کے بیٹے سامنت سنگھ کو ملا کر میوات کا علاقہ عطا کر دیا۔ اس کی پانچویں پشت میں جیت راج اور اس کے بھائی رندھیر نے مل کر بھیلوں سے رنتھمبور کا مضبوط قلعہ فتح کر لیا۔ اور اپنی ریاست کو بہت کچھ وسعت دی۔ جیت راج نے اپنے بھائی رندھیر کو پانچ لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی کا علاقہ چھاپان سپرد کر کے خود رنتھمبور کو اپنی صدر گاہ بنایا۔ جیت راج کا بیٹا ہمیر بہت دلاور تھا۔ دلی کے بادشاہ علاء الدین خلجی سے اسکی دشمنی ہو گئی۔ بادشاہ نے رنتھمبور پر چڑھائی کر دی۔ تو رندھیر نے راستہ ہی میں بادشاہ کو روک لیا۔ خوب زور کی لڑائی ہوئی۔ اور رندھیر اس لڑائی میں مارا گیا۔ چھان پر قبضہ کر کے بادشاہ آگے بڑھا۔ اور رنتھمبور سے تین کوس کے فاصلہ پر ڈیرے لگا دئے۔ لڑائی شروع ہو گئی۔ اور ہمیر نے بڑی بہادری کے ساتھ بادشاہ کا مقابلہ کیا۔ لیکن اس کا ایک سردار دشمن سے مل گیا۔ اس نے قلعہ کے سارے بھید بتلا دئے۔ ہمیر نے جب بچاؤ کی کوئی صورت نہ دیکھی۔ تو ساکا کرنے کی ٹھانی۔ تمام عورتیں

مین پوری کی گدی پر بیٹھا۔ اس پر کالپی کا راجہ پرتاپ جادو چڑھ آیا۔ گوپال
اس سے شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اور مین پوری کی ریاست اس کے ہاتھ
سے چھن گئی۔ گوپال نے اسیر کے تکوا ہیں راجہ بمبیر کو قتل کر کے اسکی
ریاست چھین لی۔ اور وہاں حکومت کرنے لگا۔ گوپال کا پوتا انھی پال
ایک فتح مند حکمران ہوا۔ اس نے اہل پوریائن کے راجہ گوہیل راج
سولنکی کو شکست دی۔ سوری کے راجہ کبیر تکواہین کو مغلوب کر کے اپنا باجگزار
بنایا۔ کچھ بھج کے راجہ بھیم جادو کو مطیع کیا۔ مارواڑ۔ سندھ اور کشمیر کو فتح
کیا۔ دریائے گوداوری کے کنارے انھی پال پور شہر بسایا۔ اس کی
چودھویں پشت میں راجہ منڈن گدی پر بیٹھا۔ اجین کے راجہ اُدھو پرمار
نے اسے شکست دیکر اسیر گڈھ پر قبضہ کر لیا۔ انہیں دنوں میں میواڑ کا
راول تیج سنگھ ایک برس سے مارواڑ کے پڑہار راجہ اج جی کے ساتھ
لڑ رہا تھا۔ منڈن نے میواڑ کا کچھ علاقہ دبا لیا۔ اور منڈن گڈھ نامی
قلعہ بنوا کر وہاں حکومت کرنے لگا۔ منڈن کا پوتا آنند راج راجہ جے چند
والی قنوج کا ہمعصر تھا۔ اس کا بھائی جے راج سومیشر والی اجمیر کی طرف سے
قنوج کی لڑائی میں مارا گیا۔ اور اس کا بیٹا اکشے راج پرتھوی راج چوہان
کی مدد کرتا ہوا شہاب الدین محمد غوری کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔

آنند راج کے بیٹے ہمیر نے دہیا قوم کے راجہ رندھیر کو مار کر قلعہ
نینوا پر قبضہ کر لیا۔ ہمیر اور اس کا بھائی گمبھیر دونوں قنوج کی لڑائی میں
مارے گئے۔ ہمیر کی پانچویں پشت میں راجہ جودھ راج ہوا۔ اس نے
چتوڑ کے رانا ون کرن کو شکست دی۔ جودھ راج کے بیٹے رتن سنگھ
کو چتوڑ کے رانا ناگ پال نے شکست دے کر اس کی ریاست چھین لی
اور رتن سنگھ نے اپنے نام پر رتن گڈھ نامی قلعہ تعمیر کروا کر وہاں
حکومت شروع کی۔ اور تھوڑے ہی عرصہ بعد سنگھولی۔ کھیڑی۔

(۳۳) کوہن (۴۷) سرجن سنگھ سمت ۱۵۹۸

(۳۴) آنند پال (۴۸) بھوج راج سمت ۱۶۳۵

(۳۵) بجے پال (۴۹) رتن سنگھ سمت ۱۶۶۲

(۳۶) ننگ دیو ۵۰ شترو سال سمت ۱۶۸۹

(۳۷) دیوا (۵۱) بھاؤ سنگھ سمت ۱۷۳۸

(۳۸) سمر سنگھ (۵۲) انرودھ سنگھ سمت ۱۷۳۸

(۳۹) ناتھو (۵۳) بدھ سنگھ سمت ۱۷۹۲

(۴۰) ہاسو سمت ۱۴۴۰ (۵۴) امید سنگھ سمت ۱۸۰۰

(۴۱) بیر سنگھ سمت ۱۴۵۶ (۵۵) اجیت سنگھ سمت ۱۸۱۳

(۴۲) باندو (۵۶) بشن سنگھ سمت ۱۸۲۹

(۴۳) نرائن سنگھ (۵۷) رام سنگھ سمت ۱۸۶۰

(۴۴) سورج مل (۵۸) سری مہاراجہ رگھوبیر سنگھ بہادر

(۴۵) سلطان سنگھ سمت ۱۵۸۹ والی حال

(۴۶) ارجن سنگھ سمت ۱۹۳۶

سانبھر کے راجہ بھرت کا بھائی ارتھ اس ریاست کے راجاؤں کا مورث اعلیٰ تھا۔ اس کا بیٹا چکر پال اپنے ماموں راجہ چوڑا منی والی کاپی کے پاس آیا۔ اور اس کی تحریک سے بین پوری کے جادو بنسی راجہ کو قتل کر کے اس کی ریاست پر قبضہ کر لیا۔ اس کا پوتا بیشو وانند دلی کے راجہ بھون پال تومر کے ساتھ لڑتا ہوا مارا گیا۔ اس کے بیٹے نند نند نے بھون پال کو شکست دے کر اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لیا۔ اور بھون پال کی بیٹی سے شادی کر کے صلح کر لی۔ نند نند کا بیٹا کیشوراج بجے پور کے پرمار راجہ چندر راج کے ہاتھ سے مارا گیا۔ کیشوراج کی چوتھی پشت میں راجہ گوپال

ریاست پر قبضہ کر لیا۔ لیکن جلدی ہی نرائن سنگھ نے مسلمانوں کو شکست دے کر پھر ریاست پھر واپس لے لی۔

جب سے بوندی پر چوہانوں کا قبضہ ہوا تھا۔ یہاں کے راجگان عام طور پر چتوڑ کے ماتحت رہے۔ اگرچہ کبھی کبھی آزادی بھی حاصل کر لیتے تھے لیکن پھر ماتحتی قبول کر لیتے۔ سربن سنگھ پہلا راجہ تھا۔ جس نے اکبر بادشاہ دہلی کی اطاعت قبول کی۔ اورنگ زیب اور اس کے بھائیوں کی لڑائیوں میں بوندی کے چوہان داراشکوہ کے طرفدار رہے۔ اس لئے جب دہلی کی حکومت اورنگ زیب کے ہاتھ لگی۔ تو راجگان بوندی سے وہ ناراض رہتا تھا۔ لیکن چوہان بھی دلیر اور شجاع تھے۔ اس لئے بادشاہ کی چالبازیوں سے وہ ہمیشہ بچتے رہے۔ اورنگ زیب نے جب دیکھا کہ لڑائی میں فتح کرنا مشکل ہے تو اس نے بھاؤ سنگھ راجہ بوندی سے دوستی پیدا کر لی۔ بھاؤ سنگھ کے کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ اس لئے ان کے بعد ان کے بھائی کا پوتا انردھ گدی نشین ہوا۔ وہ بادشاہی فوج کے ہمراہ دکن کی طرف گیا۔ اس کی غیر حاضری میں ایک ہاڈا سردار درجن شال نے بوندی پر قبضہ کر لیا۔ لیکن انردھ نے واپس آ کر سے قرار واقعی سزا دی۔ بعد ازاں جے پور کے راجہ بشن سنگھ کے ہمراہ لاہور اور کابل کی طرف گیا۔ وہاں ہی اس کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد انردھ کا بیٹا بدھ سنگھ بوندی کا حکمران بنا۔ بہادر شاہ بادشاہ دہلی اس سے بہت محبت رکھتا تھا۔ بہادر شاہ کے مرنے پر دہلی کی حکومت کے متعلق جھگڑے پیدا ہو گئے۔ تو بدھ سنگھ نے فرخ سیر کا ساتھ دیا۔ اور راجہ کوٹہ نے سیدوں کو مدد دی۔

جے پور کے راجہ سوائی جے سنگھ نے بدھ سنگھ کو شکست دیکر بوندی پر قبضہ کر لیا۔ لیکن اس کے بیٹے امید سنگھ نے ریاست پھر واپس لے لی

اٹاٹا۔ جاکھ نینبری - بھیو اور بجولیاں وغیرہ گردو نواح کے قلعہ جات کو فتح کرکے اپنی ریاست کو بہت کچھ بڑھایا۔ اس کے بیٹے راؤ دیوا نے جنیانامی مینے کو مار کر قلعہ بوندی پر قبضہ کیا۔ اور اسے اپنی صدرگاہ قرار دیکر حکومت کرنے لگا اس وقت سے یہ ریاست بوندی کے نام سے مشہور چلی آتی ہے۔ راؤ دیوا نے اپنی ریاست دو حصوں میں تقسیم کرکے بوندی کا راج اپنے بیٹے سمر سنگھ کو اور جہاز دوا کا راج ہرراج کو دے دیا۔ سمر سنگھ نے کیتھوں بیس والی بڑوا۔ ایلاوان۔ رام گڑھ۔ مئو۔ ساموو وغیرہ پرگنہ جات کو بھیلوں سے فتح کرکے اپنی ریاست کو بہت کچھ وسعت دی۔ اور کوٹہ کا علاقہ فتح کرکے اپنے قبضہ میں کیا۔ سمت ۱۳۲۸ میں علاء الدین خلجی نے چتوڑ پر حملہ کیا۔ چتوڑ کا رانا معروف جنگ تھا۔ تو سمر سنگھ نے اس کا بہت سا علاقہ دبا لیا۔ اس لڑائی کے خاتمہ پر جب چتوڑ علاء الدین کے قبضہ میں آگیا۔ تو اس نے سمر سنگھ سے وہ تمام اضلاع واپس لے لئے۔ اسکے بعد علاء الدین نے ہرراج پر حملہ کردیا تاکہ ریاست میواڑ کا جو علاقہ ریاست جہاز دوا میں شامل ہے۔ اسے چھوڑا لیا جائے۔ سمر سنگھ ہرراج کی مدد کو گیا۔ اس لڑائی میں سمر سنگھ ہرراج اور ان کے سب بھائی میدان جنگ میں کام آئے۔

سمر سنگھ کا بیٹا ناپا بہت کمزور طبیعت کا آدمی تھا۔ اس کا بہت سا علاقہ دشمنوں نے دبا لیا۔ لیکن اسکے پوتے برسنگھ نے وہ تمام علاقہ جات پھر واپس لے لئے۔ برسنگھ کے بعد دیری شال گدی پر بیٹھا۔ اس کے عہد میں مانڈو کے سلطان بادشاہ نے زور پکڑا۔ اور راجپوتانہ کے تمام راجاؤں کو مطیع کرلیا۔ صرف بوندی اور چتوڑ دو ریاستیں آزاد رہ گئیں۔ لیکن اس نے بوندی پر بھی حملہ کردیا۔ اس لڑائی میں دیری شال مارا گیا۔ اور سمت ۱۴۹۰ میں مانڈو گدی نشین ہوا۔ اس نے چتوڑ کے رانا کنبھ کرن کو شکست دی مانڈو کے بادشاہ نے بوندی پر فوج کشی کی۔ اور اس کے سپہ سالار سمر قند نے

ریاست کوٹہ

(۱)	مادھو سنگھ سمت ۱۶۵۸	(۹)	اجیت سنگھ سمت ۱۸۱۳
(۲)	مکند سنگھ سمت ۱۷۰۰	(۱۰)	شترو شال سمت ۱۸۱۶
(۳)	جگت سنگھ سمت ۱۷۱۵	(۱۱)	گمان سنگھ سمت ۱۸۲۲
(۴)	کشور سنگھ سمت ۱۷۲۶	(۱۲)	امید سنگھ سمت ۱۸۲۷
(۵)	رام سنگھ سمت ۱۷۴۲	(۱۳)	کشور سنگھ سمت ۱۸۷۷
(۶)	بھیم سنگھ سمت ۱۷۶۳	(۱۴)	رام سنگھ سمت ۱۸۸۳
(۷)	ارجن سنگھ سمت ۱۷۷۷	(۱۵)	شترو سال سمت ۱۹۲۲
(۸)	درجن شال سمت ۱۷۸۱	(۱۶)	سری مہاراجہ امید سنگھ صاحب بہادر والی حال سمت ۱۹۴۶

اس ریاست کا بانی مبانی مادھو سنگھ ریاست بوندی کے راجہ رتن سنگھ کا چھوٹا بیٹا تھا۔ اس نے جوانی کی عمر میں شاہجہان بادشاہ دہلی کی فوج میں شامل ہوکر بڑے بڑے معرکے سر کئے۔ بادشاہ نے خوش ہوکر اسے کوٹہ کی ریاست عطا کی۔ شاہجہان کے بیمار ہونے پر جب اسکے بیٹوں میں سلطنت دہلی کی بابت تنازعہ پیدا ہوگیا۔ تو شاہجہان نے مکند سنگھ کو دکن کی طرف روانہ کیا۔ تاکہ اورنگ زیب کو روک دے اور دہلی و آگرے تک نہ آنے دے۔ چنانچہ اجین کے میدان میں اس نے اورنگ زیب کو روک دیا۔ لڑائی شروع ہوئی۔ اور اس میں مکند سنگھ داد شجاعت دیتا ہوا مارا گیا۔

کوٹہ کے راجاؤں میں سب سے مشہور راجہ بھیم سنگھ ہوا ہے۔ اس نے بھیلوں اور کچھی راجپوتوں کا بہت سا علاقہ دبا کر اپنی ریاست کو بڑھایا۔ دہلی

تھوڑے ہی عرصہ بعد جے پور کے راجہ ایشری سنگھ نے امید سنگھ کو شکست دے کر بھگا دیا اور ریاست پر اپنا قبضہ کر لیا۔ لیکن مہاراجہ ہلکر کی مدد سے اس نے ریاست پھر واپس لے لی۔ سوائی مادھو سنگھ والی جے پور نے فوج کشی کرکے ریاست بوندی کو اپنا باجگذار بنایا۔ لیکن تھوڑے عرصہ بعد وہ پھر آزاد ہو گئی مرہٹوں کے عروج کے زمانہ میں بوندی کی رعایا کو سخت تکلیفوں کا سامنا رہا۔ لیکن سمت ۱۸۷۵ میں راجہ بشن سنگھ نے سرکار انگریزی کے ساتھ عہد نامہ کر لیا۔ تب سے یہ ریاست امن و امان کے ساتھ قائم چلی آتی ہے۔

سمت ۱۸۷۸ میں راجہ رام سنگھ بوندی کی گدی پر بیٹھا۔ یہ بہت علم دوست راجہ ہوا ہے۔ اس کے بھاٹ سورج مل چارن نے بنش بھاسکر نامی ایک ضخیم کتاب تصنیف کی۔ جس میں راجپوتوں کی تواریخ واضح طور پر بیان کی گئی ہے۔ اور اس میں جو شجرات حسب و نسب بیان کئے گئے ہیں بالکل درست ہیں۔ رام سنگھ جی کے ہی عہد میں دادو پنتھ کے ایک سادھو سنچل داس نے وچار ساگر اور برتی پربھاکر نامی دو کتابیں تصنیف کیں۔ جو ویدانتیوں میں بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں تمام ہندوستان میں مروج ہو گئی ہیں۔ وچار ساگر کا انگریزی زبان میں بھی ترجمہ ہو گیا ہے۔ اس سے اس کتاب کی اہمیت بہت کچھ بڑھ گئی ہے۔ رام سنگھ جی کے بعد شری مہاراجہ رگھوبیر سنگھ جی سمت ۱۹۴۶ میں بوندی کی گدی پر رونق افروز ہوئے۔ ان کے اعلیٰ انتظام اور تدبر سے رعایا کو بہت فیض پہنچا ہے۔ اور ریاست ہر پہلو سے روز افزوں ترقی کر رہی ہے۔

خانگی جھگڑوں میں یہ سیدوں کا طرفدار رہا۔ اس سے اس نے فائدہ بھی اٹھایا۔ ایک تو یہ ریاست تیسرے درجے سے دوسرے درجہ میں شمار کی گئی۔ دوسرے راجہ کی بجائے اس کو مہاراجہ کا خطاب مل گیا۔

سیدوں نے جو فوج نظام الملک آصف جاہ کا مقابلہ کرنے کے لئے بھیجی اس میں بھیم سنگھ بھی شامل تھا۔ مالوہ کی لڑائی میں وہ دادِ شجاعت دیتا ہوا مارا گیا۔ کوٹہ کے راجاؤں نے بھیم سنگھ کے عہد تک شاہانِ دہلی کی وفاداری میں بہت نام پایا۔ چنانچہ اس ریاست کے چھ راجاؤں میں سے پانچ شاہانِ دہلی کی طرف سے لڑتے ہوئے مارے گئے۔ جب دہلی کی سلطنت بہت کمزور ہو گئی تو مہاراجہ درجن شال نے مرہٹوں کی ماتحتی قبول کر لی۔ اور انہیں کچھ سالانہ خراج بھی دینا منظور کر لیا۔ مرہٹوں کی طاقت کمزور ہونے پر سمت ۱۸۷۴ء میں مہاراجہ امید سنگھ نے سرکار انگریزی کے ساتھ عہدنامہ کر لیا۔ تب سے یہ ریاست امن و امان کے ساتھ قائم چلی آتی ہے۔

۴۵ جھالاواڑ

(۱) مدن سنگھ ۱۸۹۴ء (۳) ظالم سنگھ سمت ۱۹۳۲ء
(۲) پرتھوی سنگھ ۱۹۰۱ء (۴) سری رانا سر بھوانی سنگھ بہادر
والی حال

کوٹہ کے راجہ رام سنگھ کے گدی نشین ہونے سے تھوڑے ہی دنوں بعد ریاست کا وزیر اعظم ظالم سنگھ ۸۵ برس کی عمر میں مر گیا۔ اس کا بیٹا مدن سنگھ وزیر بنایا گیا۔ لیکن راجہ رام سنگھ نے اس کی ان بن

جانہڑ کا بیٹا پجون بہت مشہور فرمانروا ہوا ہے۔ پرتھوی راج چوہان کا سپہ سالار ہوکر اس نے مہوبہ کے چندیلوں کو اور دو مرتبہ شہاب الدین محمد غوری کو شکست دی۔ قنوج کی لڑائی میں پرتھوی راج کی مدد کرتا ہوا مارا گیا۔ اس کے بیٹے ملے سی کے عہد میں مانڈو کے راجہ نے ڈھونڈاڑ پر حملہ کیا۔ لیکن شکست کھاکر اسے واپس ہٹنا پڑا۔ کیلن جی کے عہد میں علاقہ مارواڑ میں سخت قحط پڑ گیا۔ اور لوگ وہاں سے ڈھونڈاڑ میں چلے آئے کیلن نے ایک سال تک انہیں کھانے کو دیا اور قحط دور ہونے پر جب لوگ اپنے وطن کو واپس جانے لگے۔ تو کچھ دولت بھی ان میں تقسیم کردی اس سے اس کی شہرت دور دور تک پھیل گئی۔ اودے کرن کے آٹھ بیٹوں میں سے تین بہت مشہور ہوئے۔ نرسنگھ جے پور کی گدی پر بیٹھا۔ دوسرے بالو جی کے پوتے شیخا جی کے نام پر کچھواہوں کی شیخاوت شاخ چلی۔ اس شاخ کے راجپوتوں نے علاقہ شیخاواٹی کو مسلمان نوابوں سے لڑکر خالی کرالیا تھا۔ تیسرے برسنگھ جی کی اولاد نے جو نروکے کہلاتے ریاست الور قائم کی۔ اس کے بعد مشہور راجہ چندر سین ۱۴۲۲ء میں امبیر کی گدی پر بیٹھا اس کے عہد میں مانڈو کے بادشاہ ناصر الدین نے امبیر پر فوج کشی کردی۔ لیکن چندر سین نے انہیں شکست دیکر پیچھے ہٹا دیا۔ اس کا بیٹا پرتھوی راج کچھواہوں کی تواریخ میں ایک نامور راجہ گذرا ہے۔ یہ بہت کثیر الاولاد ہوا ہے۔ اس کے بیٹوں کے نام پر کچھواہوں کی بہت سی شاخیں پھیلیں۔ پرتھوی راج کی رانیوں میں سے میراں بائی بہت مشہور ہوئی۔ جس کے بنائے ہوئے بھجن آج تک لوگ بڑے شوق سے پڑھتے ہیں۔ پرتھوی راج کا بڑا بیٹا بھیم سنگھ تھا۔ لیکن راجہ نے اپنے چھوٹے بیٹے پورن مل کو جانشین منتخب کیا۔ اور وہ حکومت کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد بھیم سنگھ نے دوسرے بھائیوں کو اپنا طرفدار بناکر پورن کو قتل

(۴۰) مادھو سنگھ سمت ۱۸۱۱ (۴۵) جے سنگھ سمت ۱۸۷۵
(۴۱) پرتھوی سنگھ سمت ۱۸۲۳ (۴۶) رام سنگھ سمت ۱۸۹۲
(۴۲) پرتاب سنگھ سمت ۱۸۳۴ (۴۷) سری مہاراجہ سوائی مادھو سنگھ صاحب بہادر
(۴۳) جگت سنگھ سمت ۱۸۵۶ فرمانروائے حال سمت ۱۹۳۷

نرور کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ مہاراجہ ایشوری سنگھ نے گویا بار کا راج اپنے نواسہ جیباجی تومر کو دے دیا۔ اور خود نرورا باڑی میں رہنے لگا۔ اس کے مرنے پر جیباجی کو فکر ہوا۔ کہ ایشوری سنگھ کا بیٹا سورج دیو ریاست واپس لینے کی کوشش کریگا۔ چنانچہ اس نے سورج دیو کو کہلا بھیجا۔ کہ یا تو اپنا وارث واپس لے لو یا ریاست کی حدود سے باہر چلے جاؤ۔ سورج دیو کے دل میں ایسا خیال تک بھی نہ تھا اس نے یہ پیغام سنکر بہت افسوس کیا۔ اور نرورا باری کو چھوڑ کر بریلی چلا گیا

بریلی میں آکر دوست احباب کو چٹھیاں لکھیں۔ کہ ہمارے رہنے کے لئے کوئی ٹھکانہ ہو تو بتلا دیں۔ اس پر موروں کے چوہان راجہ نے جواب دیا۔ کہ ہمارے متصل دیوسا کی ریاست ہے۔ اس میں سے آدھی تو ہمارے قبضہ میں ہے۔ اور باقی نصف بڑگوجروں کے پاس ہے۔ جو ہمارے پاس ہے۔ وہ آپ کی نذر ہے۔ بڑگوجروں سے آپ خود لڑکر چھڑالیویں۔ چنانچہ سورج دیو کے بیٹے دولے راؤ نے چوہانوں کی مدد سے دیوسا فتح کرکے اپنے باپ کو وہاں کا حکمران بنایا اور گردو نواح کے مینوں کو مار کر ریاست کو بہت کچھ وسعت دی۔ تین پشت تک اس خاندان کے راجگان ہمیشہ مینوں سے ہی لڑتے بھڑتے رہے۔ چوتھے جانشین جانڑجی نے مینوں کو نکال تمام ڈھونڈاڑ پر اپنا تسلط جما لیا

اس لئے اکبر نے راجہ کو زہر دینے کی کوشش کی۔ لیکن غلطی سے وہ خود ہی کھاکر مرگیا۔
سلیم نے تخت نشین ہوکر اپنا نام جہانگیر رکھا۔ اور مان سنگھ کو شرقی بنگال فتح کرنے کو بھیجا۔ وہاں راجہ پرتاب آودیہ حکومت کرتا تھا۔ اسے پکڑ کر آگرہ بھیجا۔ لیکن وہ راستہ میں ہی مرگیا اور مان سنگھ نے اسکے بھتیجے ہری رائے کو ریاست واپس دلادی۔ اس کے بعد مان سنگھ نے راجہ کیدار پر دھاوا بول دیا۔ لیکن کیدار جہاز پر سوار ہوکر کہیں چلا گیا اور جاتے وقت اپنے وزیر سے کہہ گیا۔ کہ مان سنگھ کو میری لڑکی دے کر صلح کرلینا۔ اور صلح ہوجانے پر مجھے اطلاع دینا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مان سنگھ نے راجہ کیدار کو بھی سلطنت دہلی کا باجگزار بنادیا۔ اس کے بعد مان سنگھ نے برار فتح کرکے جہانگیر کے حوالے کیا۔ اور وہاں ہی اس کا انتقال ہوگیا۔ اس نے کاشی میں ایک عظیم الشان مندر بنوایا۔ جو آج تک بھی مندر کے نام سے مشہور ہے۔ مان سنگھ کے مرنے پہ امبیر کی راجگدی کی بابت جھگڑا پیدا ہوگیا۔ ان کا بیٹا جگت سنگھ ابھی بارہ برس کی ہی عمر کا تھا۔ کہ اس نے خان زادہ کو شکست دی۔ اور بادشاہ نے خوش ہوکر اسے رائزادہ کا خطاب دیا۔ اور خلعت فاخرہ عطا کرکے اسے ناگور کا پٹہ دے دیا۔ راجہ مان سنگھ نے اڑیسہ پر دوسرا حملہ کیا تھا۔ تب بھی جگت سنگھ نے بہت کچھ بہادری دکھائی اور زخمی ہوگیا تھا۔ لیکن وہ مان سنگھ کی زندگی میں ہی اس قالب عنصری کو چھوڑ گیا تھا۔ مہان سنگھ۔ جوجھار سنگھ اور تانار سنگھ اس کے بیٹے تھے اور در اصل راجگدی کا جائز وارث مہان سنگھ تھا۔ اس لئے راجہ مان سنگھ اس کو تعلیم و تربیت دینے کے لئے اپنے پاس رکھا کرتے تھے۔ چنانچہ برار میں ان کا انتقال ہوا۔ تو مہان سنگھ ان پاس تھے۔ اور فوج کے افسروں نے برار میں ہی

کر دیا۔ اور خود حکومت کرنے لگا۔

مہاراجہ بھارمل کے عہد میں آسکرن نے ریاست پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ اور حاجی خاں نامی ایک پٹھان سے مدد کی التجا کی۔ حاجی خاں امبیر پر حملہ کرنے کو بڑھا۔ لیکن بھارمل نے اسے رشوت دے کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ اور آسکرن کو الور بھیج دیا۔ اس جھگڑے سے بے فکر ہو کر بھارمل نے مینوں کو درست کیا۔ جو شورش برپا کر رہے تھے۔ اس کے بعد آج تک انہیں کبھی سر اٹھانے کی جرأت نہیں ہوئی ۱۵۶۱ء میں بھارمل نے سلطنت دہلی کی ماتحتی منظور کی اور کچھ سالانہ خراج دینا منظور کر لیا۔ بھارمل کی عمر کے آخری ۸ا سال اکبر کی خدمات میں ہی گزرے۔ اس کے بیٹے بھگونت داس نے اکبر کے ساتھ دوستانہ تعلقات کو اور بھی مضبوط کر لیا۔ یہ بات مغلوں کے حق میں بڑی مفید ثابت ہوئی۔ اگر اکبر راجپوتوں کے ساتھ اپنے تعلقات نہ بڑھاتا۔ تو ممکن تھا۔ کہ ہمایوں کی طرح اس کے اپنے ہی بھائی بند قدم نہ جمنے دیتے۔ بھگونت داس نے گجرات اور کشمیر فتح کر کے اکبر کے حوالے کئے۔ اس کے بعد وہ پنجاب کا صوبہ دار مقرر کیا گیا۔ اکبر کا بھائی مرزا حکیم پنجاب پر حملہ آور ہوا اور لاہور تک بڑھا چلا آیا۔ لیکن اکبر اور بھگونت داس نے شکست دے کر اسے پسپا کر دیا۔

بھگونت داس کے بیٹے مان سنگھ نے افغانستان اور بنگال فتح کر کے اکبر کی سلطنت کو وسعت دی۔ اس کے بعد اکبر کا جانشین منتخب کرنے کے متعلق جھگڑا پیدا ہو گیا۔ اکبر سلیم کا طرفدار تھا۔ اور مان سنگھ خسرو کا اس لئے اکبر نے مان سنگھ کو بنگال کا صوبہ دار مقرر کر کے بھیج دیا۔ اور سلیم نے بھی مان سنگھ کو اپنا طرفدار بنا لیا۔ کرنیل جیمز ٹاڈ لکھتا ہے۔ کہ اکبر کو مرتے دم تک مان سنگھ کی طرف سے خوف رہا کہ سلیم کے راستہ میں رکاوٹ ثابت نہ ہو

دکھن میں جاکر سیواجی کے ساتھ لڑائی شروع کردی۔ تھوڑے دنوں بعد جے سنگھ نے سیواجی کو سمجھایا۔ کہ بادشاہ کے ساتھ صلح کرلو۔ اور انہیں سمجھاکر دہلی بھیج دیا۔ لیکن بادشاہ نے سیواجی کے ساتھ اچھا نہ کیا۔ اسکی سر دربار توہین کی اور قید کردیا۔ سیواجی قید سے نکل کر دکن میں جا پہنچا۔ اورنگ زیب کو شک گزرا۔ کہ جے سنگھ کے بیٹے رام سنگھ نے اسے بھگا دیا ہے۔ اس لئے وہ ... نہ صرف رام سنگھ سے ہی بلکہ راجہ جے سنگھ سے بھی ناراض ہوگیا۔ جے سنگھ کو اس امر کی اطلاع پہنچی۔ تو وہ دکن سے دہلی کی طرف روانہ ہُوا۔ اور بادشاہ کو خوف ہُوا۔ کہ اگر راجہ دلی آپہنچا۔ تو نہ معلوم کیا آفت برپا کردیگا۔ وہ راجہ صاحب کی عقل و دانش سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس لئے بادشاہ نے راستہ میں ہی اسکے نوکر سے افیم میں زہر ملادی۔ برہان پور میں راجہ جے سنگھ کا انتقال ہوگیا۔ مورخوں کا خیال ہے۔ کہ دراصل اسی غلطی سے اورنگ زیب نے مغلیہ سلطنت کی جڑوں پر کلہاڑا رکھ دیا۔ کیونکہ اس سے راجپوت راجاؤں کے دل میں بے اعتباری پیدا ہوگئی۔ اور انہیں سلطنت سے ہمدردی نہ رہی۔ بادشاہ نے مندروں کو تڑوانا اور ہندوؤں کو دق کرنا شروع کردیا۔ اور یہی امر مغلیہ سلطنت کے زوال کا باعث بن گیا۔

جے سنگھ کے بعد اس کا بیٹا رام سنگھ امبیر کی گدی پر بیٹھا لیکن اورنگ زیب نے ریاست پر اپنا قبضہ کرلیا۔ انہیں دنوں میں ملک آسام میں بغاوت پیدا ہوگئی۔ اس لئے بادشاہ نے مہاراجہ رام سنگھ کو خوش کرنے کے لئے اپنا قبضہ اٹھا لیا۔ اور رام سنگھ کو آسام کی مہم پر روانہ کردیا۔ اس نے تمام شورش کو دبا دیا۔ دہلی واپس آیا۔ تو بادشاہ نے اسکے بھائی کیسری سنگھ د

مہان سنگھ جی کی گدی نشینی کی رسم ادا کردی۔ اُدھر امبیر میں مان سنگھ کے چھوٹے بیٹے بھاؤ سنگھ نے چند اہلکاروں کو اپنے ساتھ ملاکر ریاست پر قبضہ کر لیا۔ مہان سنگھ کی رانی اپنے بیٹے جے سنگھ کو لے کر دیوسا کو بھاگ گئی۔ مہان سنگھ برار میں فوت ہو گیا۔ جوجھار سنگھ بھی ایک لڑائی میں مقتول ہوا۔ تاتار سنگھ لاہور میں کام آئے۔ بھاؤ سنگھ جی کچھ عرصہ بعد فوت ہو گیا۔ اس لئے جے سنگھ امبیر میں آکر حکومت کرنے لگا۔

جے سنگھ نہایت ہی عقلمند راجہ تھا۔ اس نے ریاست کا انتظام تسلی بخش کر دیا۔ انہیں دنوں میں شاہجہاں کی بیماری کی خبر سنکر اس کے بیٹوں میں تنازعہ پیدا ہو گیا۔ اورنگ زیب مراد اور شجاع اپنی اپنی سپاہ لیکر دارالحکومت کی طرف چلے۔ دارا شکوہ نے امبیر کے راجہ جے سنگھ اور جودھپور کے فرمانروا جسونت سنگھ کو اپنی مدد کے لئے بلایا۔ اور حکم دیا۔ کہ اورنگ زیب۔ مراد اور شجاع کو صدر مقام تک نہ پہنچنے دیں۔ جے سنگھ اورنگ زیب سے ملا ہوا تھا اسلئے وہ شجاع کو روکنے کیلئے چلا گیا۔ اور جسونت سنگھ کو اورنگ زیب اور مراد کے

مقابلہ کے لئے روانہ کیا گیا۔ جے سنگھ نے بنارس کے قریب شجاع کو روک دیا۔ اور شکست دے کر مشرق کی طرف بھگا دیا۔ راجپوتانہ کے تمام راجے دارا شکوہ کے طرفدار تھے۔ وہ سب اورنگ کے ساتھ خوب بہادری سے لڑے۔ لیکن وہ چالبازی سے سب کو شکست دیکر صدر مقام میں جا پہنچا۔ اور بوڑھے باپ کو قید کر کے تخت نشین ہو گیا تب سے اورنگ اور جے سنگھ کی دوستی بہت مضبوط ہو گئی۔ بادشاہ نے اسے ہفت ہزاری کا منصب اور مرزا راجہ کا خطاب دیا۔

کچھ عرصہ بعد سیواجی مرہٹہ کی دست درازیوں سے تنگ آکر اورنگ زیب نے جے سنگھ کو بھیجا۔ کہ وہ سیواجی کو مغلوب کر کے سلطنت مغلیہ کے راستہ سے اس روکاوٹ کو دور کرے۔ جے سنگھ نے

بادشاہ کا مزاج کسی طرح بھی درست نہیں ہوتا۔ تو اس نے اجیت سنگھ والی جودھ پور کو ہمراہ لیا۔ اور دونوں اپنی فوجیں لے کر بغیر اجازت حاصل کئے اودے پور چلے آئے۔ مہارانا امر سنگھ کے ساتھ عہد نامہ کیا۔ کہ اگر جے پور۔ جودھ پور اور اودے پور میں سے کسی ایک ریاست پر بادشاہ دہلی دباؤ ڈالے۔ تو تینوں اکٹھے ہو کر اس کا مقابلہ کرینگے اور سوائی جے سنگھ و مہاراجہ اجیت سنگھ نے مہارانا امر سنگھ کی عظمت کو تسلیم کر لیا۔ جب بادشاہ کو اس سازش کی اطلاع پہنچی۔ تو بہت گھبرایا لیکن اب وہ کیا کر سکتا تھا۔ سوائی جے سنگھ اور مہاراجہ اجیت سنگھ نے اودے پور کی مدد سے اپنی اپنی ریاستیں آزاد کرائیں۔ بادشاہی فوج کو وہاں سے نکال دیا۔ بعد ازاں دونوں نے ملکر اجمیر کے بادشاہی صوبہ دار کو شکست دے کر اجمیر پر اپنا قبضہ جمایا۔ بادشاہ نے اجمیر واپس چھڑانے کے لئے خود فوج کشی کی۔ اجمیر پہنچکر بہادر شاہ کو اطلاع پہنچی۔ کہ پنجاب میں سکھوں نے شورش پیدا کر دی ہے۔ اس لئے اس نے جے سنگھ اور اجیت سنگھ کو اجمیر بلا کر ان کے ساتھ صلح کر لی۔ بعد ازاں جب فرخ سیر بادشاہ ہوا۔ تو اس نے جے سنگھ کو مالوہ کا صوبہ دار مقرر کیا۔ وہاں جا کر اس نے بھیلوں کی شورش کو دبایا۔ اور مرہٹہ حملہ آوروں کو پسپا کر دیا۔ بعد ازاں فرخ سیر کو عبداللہ اور حسن علی نامی سیدوں سے خوف پیدا ہوا تو اس نے اپنی حفاظت کے لئے سوائی جے سنگھ کو بلایا۔ اور سال بھر اپنے پاس رکھا۔ بعد ازاں جاٹوں نے بغاوت کر دی۔ تب جے سنگھ نے اسے جا کر دبایا۔ دو لڑائیاں فتح کریں۔ تیسرے مقام پر جے سنگھ ابھی پہنچا ہی تھا۔ کہ جاٹوں نے سیدوں کے ساتھ سازش کر کے بادشاہ سے جے سنگھ کی واپسی کا حکم بھجوا دیا۔ جے سنگھ دہلی آیا۔ تو

ریاست کا دعویدار پیدا کر دیا۔ بعد رام سنگھ سے نو لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی کا علاقہ اسے دلوا دیا۔ رام سنگھ کے بعد ان کا پوتا بشن سنگھ گدی نشین ہُوا۔ اور اُس نے متھرا کے گرد و نواح میں جاٹوں کی شورش کو دور کیا۔ جو مغلیہ سلطنت کے خلاف بغاوت پر آمادہ ہو گئے تھے۔

سمت ۱۷۵۶ میں مہاراجہ جے سنگھ گدی نشین ہُوا۔ اس نے دکن کی لڑائیوں میں اورنگ زیب کے ساتھ ملکر بہت کچھ ناموری حاصل کی۔ اور بادشاہ نے اسے سوائی کا خطاب دیا۔ یہ بہت عرصہ تک گجرات میں شاہزادہ بیدار بخت کے ہمراہ رہا۔ اس کے ساتھ بہت محبت بڑھ گئی۔ اس لئے اورنگ زیب کے مرنے پر جب تخت و تاج کی بابت فساد پیدا ہُوا۔ تو جے سنگھ۔ بیدار بخت اور اسکے باپ اعظم شاہ کا طرفدار رہا۔ چنانچہ ان دونوں کے ساتھ گجرات سے دہلی کو روانہ ہُوا اُدھر کابل سے بہادر شاہ بھی دلی کو چلا۔ دھول پور کے قریب لڑائی میں اعظم شاہ اور بیدار بخت دونوں مارے گئے۔ اور بہادر شاہ نے دہلی کے تخت و تاج کو زینت دی۔ سوائی جے سنگھ سے وہ سخت ناراض تھا۔ اس لئے اس نے ریاست امبیر پر قبضہ کرنے کے لئے فوج روانہ کی۔ لیکن سوائی جے سنگھ نے بادشاہی فوج کو شکست دے کر پسپا کر دیا۔ مگر تھوڑے ہی عرصہ بعد بہادر شاہ نے کام بخش پر فوج کشی کی اور جاتے ہوئے ریاست امبیر پر خالصہ بٹھا دیا۔ سوائی جے سنگھ نے پاس ادب سے بادشاہ کا مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا بلکہ اپنی سپاہ لے کر اس کے ساتھ شامل ہو گیا اس کے بعد بہادر شاہ نے جودھ پور پہنچ کر وہاں بھی خالصہ اٹھا یا اور راجہ اجیت سنگھ کو بھی اپنے ہمراہ لیا۔ جب بادشاہی سپاہ دریائے نربدا کے کنارے پہنچی۔ اور سوائی جے سنگھ نے دیکھا۔ کہ

شہر جے پور آباد کیا اور اسے اپنی صدر گاہ بنایا۔ یہ شہر اپنی خوبصورتی کے لحاظ سے ہندوستان کے شہروں میں خاص امتیاز رکھتا ہے۔

سمت ۱۷۹۵ میں دکن میں مرہٹوں نے زور پکڑا اور مالوہ کے صوبہ دار محمود خان سے نہ رک سکے۔ تو بادشاہ نے جے سنگھ کو اس کی جگہ صوبہ دار مقرر کر کے بھیجا۔ دو برس تک اس نے مرہٹوں کی پیش قدمی کو روکے رکھا۔ پھر جب دیکھا۔ کہ مرہٹوں کی طاقت بڑھتی جاتی ہے۔ اور دہلی سے کچھ امداد نہیں ملتی۔ تو بادشاہ سے صوبہ مالوہ مرہٹوں کو دلوا کر خود جے پور چلا آیا۔ یہ بہت عقلمند اور مدبر تھا۔ علم جیوتش میں کامل مہارت رکھتا تھا۔ ریاضی کی کئی کتابوں کا اس نے لاطینی سے سنسکرت میں ترجمہ کیا پرتگال کے بادشاہ نے اپنا ایک جیوتشی جے سنگھ کے پاس بھیجا تھا۔ اس نے جے پور کے باشندوں کی ہر ایک قوم کے رسم و رواج کی اصلاح کی اس کے بعد ایشری سنگھ گدی نشین ہوا۔ انہیں دنوں میں احمد شاہ ابدالی نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ ایشری سنگھ بھی اس کے مقابلہ کے لئے بادشاہی فوج کے ساتھ شامل ہوا۔ لیکن راستہ میں پتہ لگا۔ کہ مادھو سنگھ جے پور پر قبضہ کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ اس لئے ایشری سنگھ احمد شاہ ابدالی کی لڑائی سے پہلے ہی جے پور چلا آیا۔

اس کے بعد مادھو سنگھ اسیر کی گدی پر بیٹھا۔ اس نے ریاست کو بہت کچھ ترقی دی۔ انہیں دنوں میں رنتھمبور کے قلعہ کو مرہٹوں نے آگھیرا۔ قلعہ دار نے دہلی سے مدد مانگی۔ لیکن یہاں سے کچھ جواب نہ ملا۔ تو قلعہ دار نے یہ سوچ کر کہ راجہ مادھو سنگھ بادشاہ کا دوست ہے۔ اور مرہٹے دشمن۔ قلعہ رنتھمبور راجہ مادھو سنگھ کے حوالہ کر دیا۔ اور مرہٹے واپس چلے گئے۔ انہیں دنوں میں بھرت پور کے

بادشاہ اور چنگیز خان نے اسکے ساتھ سازش کی۔ کہ سیدوں نے ہمیں بہت دق کر رکھا ہے۔ ان کی طاقت کو توڑنا چاہئے۔ حسن علی کو اس سازش کا علم ہوا۔ تو اُس نے دکن سے اپنے بھائی کو بلا بھیجا۔ جے سنگھ نے بادشاہ کو کہا۔ کہ حسن علی کے آنے سے پہلے عبداللہ کا کام تمام کر دینا چاہئے۔ اگر وہ دونوں اکٹھے ہو گئے۔ تو بڑی مشکل ہو گی۔ لیکن فرخ سیر کچھ تیز فہم نہ تھا۔ اور ساتھ ہی وہ سست بھی تھا۔ اس نے جے سنگھ کی رائے پر عمل نہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا۔ چنگیز خاں اور سربلند خاں دونوں عبداللہ سے مل گئے حسن علی بھی دہلی کے نزدیک آپہنچا۔ اس نے بادشاہ سے کہلا بھیجا۔ کہ اگر جے سنگھ کو امبیر بھیج دو۔ تو میں آپ کا تابعدار رہوں۔ ورنہ جو ہو گا۔ سو دیکھا جائیگا۔ بادشاہ ڈر گیا اور اس نے جے سنگھ کو امبیر جانے کا حکم دے دیا۔ راجہ اپنے ملک کو چلا گیا۔ تو سیدوں نے فرخ سیر کو قتل کر کے محمد شاہ کو بادشاہ بنا دیا۔ اور حسن علی محمد شاہ کو ہمراہ لے کر دکن روانہ ہوا۔ اس کا ارادہ تھا۔ کہ امبیر پہنچکر ریاست پر تنالصہ بٹھا دیا جائیگا۔ لیکن وہاں پہنچتے ہی مغلوں نے حسن علی کو مار ڈالا۔ اور عبداللہ نے یہ سنکر بادشاہ کا مقابلہ کرنے کے لئے دکن سے کوچ کر دیا۔ جے سنگھ نے بادشاہ کی حفاظت کے لئے اپنی فوج بھیج دی۔ اور عبداللہ کو شکست دے کر بھگا دیا۔ اس طرح سے دلی کی مغلیہ سلطنت کو سیدوں کے پنجہ سے نجات ملی۔

اس کے بعد متھرا کے گرد و نواح کے جاٹوں نے بغاوت کر کے آگرہ کے صوبہ دار کو قتل کر دیا۔ بادشاہ نے سوائی جے سنگھ کو آگرہ کا صوبہ دار بنا کر بھیجا۔ اس نے جاٹوں کی شورش کو دبایا جودھپور کے راجہ اجیت سنگھ نے اجمیر پر قبضہ کر لیا تھا۔ جے سنگھ نے وہ بھی بادشاہ کو واپس دلوایا۔ سمت ۱۷۸۱ میں سوائی جے سنگھ نے

یہ ریاست کچھواہا راجپوتوں کے نرو کا نامی خاندان کے قبضہ اقتدار
میں ہے۔ اور نرو کے خاندان کے کچھواہے۔ امبیر کے تیرھویں
راجہ اودے کرن جی کے ساتویں بیٹے برسنگھ جی کی اولاد میں سے
ہیں۔ ریاست امبیر کی طرف سے برسنگھ جی کو گذارہ کے لئے موج آباد
کا ٹھکانہ ملا۔ ان کے پوتے کا نام نرو جی تھا۔ جس کے نام سے یہ خاندان
نرو کہلایا۔ نرو جی کی پانچویں پشت میں کلیان سنگھ جی ہوئے۔ جو کچھ
عرصہ امبیر کے مہاراجہ مرزا راجہ جے سنگھ کے چھوٹے بیٹے کیرتی سنگھ
کے پاس رہے۔ جسکو اورنگ زیب نے نو لاکھ آمدنی کا علاقہ کام
دلواکر جے پور سے الگ ریاست قائم کروائی تھی۔ کیرتی سنگھ کے
انتقال ہو جانے پر کلیان سنگھ جی امبیر گئے۔ وہاں ان کو راؤ کا
خطاب اور ماچیڑی کی جاگیر مل گئی۔ کلیان سنگھ کی چھٹی پشت میں
راؤ پرتاپ سنگھ نے امبیر اور بھرت پور کا بہت سا علاقہ دبا کر الور کی
ریاست قائم کر لی۔ جے پور کے مہاراجہ مادھو سنگھ کے ناراض ہو جانے
پر راؤ پرتاپ سنگھ اپنی جاگیر ماچیڑی کو چھوڑ کر بھرت پور چلے گئے۔ تھوڑے
ہی دن گذرے تھے۔ کہ بھرت پور اور جے پور میں لڑائی شروع ہو گئی
اور پرتاپ سنگھ جی بھرت پور کے راجہ کا ساتھ چھوڑ کر جے پور کی سپاہ کے
ساتھ آ کر شامل ہو گئے۔ امبیر مہاراجہ مادھو سنگھ جی نے خوش ہو کر
ماچیڑی کی جاگیر انہیں واپس کر دی۔ مادھو سنگھ کے بعد جب مہاراجہ
پرتاپ سنگھ جے پور کی گدی پر بیٹھے۔ تو انہوں نے کسی بات سے ناراض
ہو کر راؤ پرتاپ سنگھ جی کی جاگیر ضبط کر کے نکال دیا۔ انہوں نے ادھر ادھر
سے کچھ فوج جمع کر لی۔ اور جے پور و بھرت پور کے علاقہ جات دبا کر
ریاست الور کی بنیاد ڈالی۔ دہلی کے بادشاہ شاہ عالم ثانی نے ۱۷۷۴ء میں
پرتاپ سنگھ کو مہاراجہ کا خطاب۔ پنج ہزاری کا منصب اور ماہی مراتب کا

راجہ جواہر سنگھ نے جے پور پر حملہ کر دیا۔ لیکن کچھواہوں سے شکست کھا کر وہ واپس چلے گئے۔ سوائی پرتاب سنگھ کے عہد میں مرہٹوں نے زور پکڑا۔ لیکن اس نے راٹھوروں کے ساتھ دوستی پیدا کر کے سیندھیا کو شکست دی۔ اسکے کچھ عرصہ بعد ہلکر نے حملہ کر دیا۔ تو پرتاب سنگھ نے کچھ خراج دینا منظور کر لیا۔ لیکن پھر بھی مرہٹوں کے حملے بند نہ ہوئے۔ کبھی سیندھیا اور کبھی ہلکر راجپوتوں کو دق کرتے رہے۔ اور راجپوتوں کا بہت نقصان ہوا۔ سمت ۱۸۷۴ میں مہاراجہ جگت سنگھ نے سرکار انگریزی کی عظمت کو تسلیم کر لیا۔ اس وقت سے امن امان کے ساتھ یہ ریاست قائم چلی آتی ہے۔

(۴۷) ریاست الور

نسب نامہ

۱۔ برسنگھ	۱۰۔ تیج سنگھ
۲۔ مہاراج سنگھ	۱۱۔ زورآور سنگھ
۳۔ نروجی	۱۲۔ مہونت سنگھ
۴۔ لال سنگھ	۱۳۔ پرتاب سنگھ سمت ۱۸۲۷
۵۔ اودے سنگھ	۱۴۔ بختاور سنگھ سمت ۱۸۴۷
۶۔ لاڑ سنگھ	۱۵۔ بنے سنگھ سمت ۱۸۷۱
۷۔ فتح سنگھ	۱۶۔ شیودان سنگھ سمت ۱۹۲۲
۸۔ کلیان سنگھ	۱۷۔ منگل سنگھ سمت ۱۹۳۱
۹۔ آنند سنگھ	۱۸۔ سری مہاراجہ سوائی جے سنگھ بہادر فرمانروائے حال

ایک غلطی بھی ان سے ہوئی۔ اور اس غلطی کی وجہ سے ان کے جانشین شیووان سنگھ جی کو بڑی دقت پیش آئی وہ یہ کہ انہوں نے تمام بڑے بڑے عہدے مسلمانوں کو دے دئے۔ اور انہوں نے بعد میں بڑی بڑی آفتیں کھڑی کردیں۔ راجہ شیووان سنگھ کو ہندوؤں سے عموماً اور راجپوتوں سے خاص کر بہت زیادہ متنفر کر دیا۔ اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ حالانکہ دو دفعہ سرکار انگریزی نے انہیں اختیارات دئے۔ لیکن ہر مرتبہ سرکار کو دست اندازی کرنی پڑی۔ سمت ۱۹۳۱ میں مہاراجہ منگل سنگھ جی الور کی راج گدی پر بیٹھے۔ ان کو جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب ملا۔ اور کئی ایک ملکوں کی انہوں نے سیر بھی کی۔ اب ان کے فرزند ارجمند ہز ہائی نس مہاراجہ سوائی سر جے سنگھ بہادر کے۔ سی۔ ایس آئی حکمران ہیں۔ یہ بہت دانشمند۔ مدبر۔ اعلیٰ درجہ کے منتظم اور قابل ہیں۔ ان کے عہد معدلت مہد میں ریاست کے ہر صیغہ میں خاطر خواہ ترقی ہوئی ہے۔ ریاست کے ہر ایک محکمہ کی نگرانی نہایت عمدگی کے ساتھ کرتے ہیں۔ اور ہر ایک کام خود دیکھتے ہیں۔

(۴۸) ریاست اُودے پور

۱۔ کیشواوت	۷۔ گوہاوت
۲۔ ناگاوت	۸۔ بھوج
۳۔ بھوگادت	۹۔ مہندر
۴۔ دیواوت	۱۰۔ ناگ
۵۔ آساوت	۱۱۔ سشیل
۶۔ کال بھوج	۱۲۔ اپراجت سمت ۷۱۸

عہدہ دیا۔ اور جے پور سے الگ ریاست تسلیم کرلی۔ اور پرتاب سنگھ ماچیڑی کے سب سے پہلے حکمران مانے گئے۔ الور ابھی تک ان کے ہاتھ نہیں لگا تھا۔ صدر مقام ماچیڑی ہی تھا۔ بادشاہ کی طرف سے سند راجگی عطا ہونے سے پانچ سال بعد راؤ پرتاب سنگھ نے ریاست بھرت پور کے ساتھ لڑائی کرکے الور کا مضبوط قلعہ چھین لیا۔ اور اسے اپنی صدرگاہ بنایا۔ اس وقت سے یہ ریاست الور کے نام سے مشہور چلی آتی ہے اس کے بعد راؤ پرتاب سنگھ جی ۵ ابرس اور زندہ رہے۔ اس عرصے میں انہوں نے ریاست کو بہت وسعت دی۔ اسکے بعد مہاراجہ بختاور سنگھ جی گدی نشین ہوئے۔ انہوں نے جے پور جاکر مہاراجہ پرتاب سنگھ کو وہ تمام پرگنے واپس کر دئے۔ جو ریاست جے پور کے چھین چکے تھے۔ اس کارروائی سے ریاست جے پور اور الور کے دوستانہ تعلقات زیادہ بڑھ گئے۔ سمت ۱۸۶۰ میں مہاراجہ بختاور سنگھ نے گورنمنٹ انگلشیہ کو کئی ایک لڑائیوں میں امداد دی۔ اس لئے سرکار کی طرف سے ان کو بہت سے پرگنے مل گئے۔ جن سے ریاست کی حدود میں بہت کچھ اضافہ ہوا اور گورنمنٹ انگریزی نے سالانہ خراج کچھ مقرر نہ کرکے ریاست الور کے ساتھ عہدنامہ کرلیا۔

بختاور سنگھ کے بعد بنے سنگھ جی الور کی گدی پر بیٹھے۔ یہ بہت عقلمند اور دور اندیش تھے۔ انہوں نے راجپوتانہ کے راجاؤں میں بہت کچھ رسوخ حاصل کرلیا۔ ایک دفعہ ان کا ارادہ ہوا۔ کہ آپ کو ریاست جے پور کے ماتحت قرار دیکر کچھواہوں کی طاقت کو بڑھائے لیکن سرکار انگریزی نے انہیں ایسا کرنے سے روکا۔ سمت ۱۹۱۴ کے غدر میں مہاراجہ بنے سنگھ جی نے گورنمنٹ انگریزی کو بہت مدد دی۔ مہاراجہ بنے سنگھ جی نے جہاں بہت سے اچھے اچھے کام کئے۔ وہاں

۵۹ ارسنگھ
۶۰ اجے سنگھ
۶۱ ہمیر سنگھ
۶۲ کشیتر سنگھ سمت ۱۴۲۱
۶۳ لکشن سنگھ سمت ۱۴۳۹
۶۴ موکل سنگھ سمت ۱۴۵۴
۶۵ کنبھ کرن سمت ۱۴۹۰
۶۶ اودے کرن سمت ۱۵۲۵
۶۷ رائےمل سمت ۱۵۳۰
۶۸ سنگرام سنگھ سمت ۱۵۶۵
۶۹ رتن سنگھ سمت ۱۵۸۴
۷۰ بکرماوت سمت ۱۵۸۸
۷۱ اودے سنگھ سمت ۱۵۹۴
۷۲ پرتاب سنگھ سمت ۱۶۲۸
۷۳ امر سنگھ سمت ۱۶۵۳
۷۴ کرن سنگھ سمت ۱۶۷۶
۷۵ جگت سنگھ سمت ۱۶۸۴
۷۶ راج سنگھ سمت ۱۷۰۹
۷۷ جے سنگھ سمت ۱۷۳۷
۷۸ امر سنگھ سمت ۱۷۵۵
۷۹ سنگرام سنگھ سمت ۱۷۶۷
۸۰ جگت سنگھ سمت ۱۷۹۰
۸۱ پرتاب سنگھ سمت ۱۸۰۸
۸۲ راج سنگھ سمت ۱۸۱۰
۸۳ ارسنگھ سمت ۱۸۱۷
۸۴ ہمیر سنگھ سمت ۱۸۲۹
۸۵ بھیم سنگھ سمت ۱۸۳۴
۸۶ جوان سنگھ سمت ۱۸۸۵
۸۷ سردار سنگھ سمت ۱۸۹۵
۸۸ سروپ سنگھ سمت ۱۸۹۹
۸۹ شمبھو سنگھ سمت ۱۹۱۸
۹۰ سجن سنگھ سمت ۱۹۳۱
۹۱ سری مہارانا فتح سنگھ صاحب بہادر والی حال

گجرات کاٹھیاواڑ کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ سمت ۵۸۰ بکرمی میں خراسان کے بادشاہ نوشیرواں نے ہندوستان پر حملہ کرکے ولبھی پور کو تباہ کیا۔ مہاراجہ شیلادت نے جب اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نہ دیکھی۔ تو اس نے ساکا کرنے کی ٹھانی۔ تمام رانیاں چتا کی آگ میں جل کر راکھ کا ڈھیر بن گئیں۔ راجپوتوں نے کیسری لباس زیب تن کیا۔ قلعہ کے

١٣	باپا	٣٦	بکرم جی
١٤	گوہل	٣٧	رن سنگھ
١٥	بھوج	٣٨	کھیم سی
١٦	شیل	٣٩	سمانت سنگھ
١٧	کال بھوج	٤٠	کمار سنگھ
١٨	بھرتری	٤١	متھن سنگھ
١٩	آدسنگھ	٤٢	پدم سنگھ
٢٠	سنہایک	٤٣	جیتر سنگھ
٢١	کھمان	٤٤	تیج سنگھ سمت ١٣٢٤
٢٢	الٹ سمت ١٠١٠	٤٥	سمر سنگھ سمت ١٣٤٢
٢٣	نرباہن سمت ١٠٢٨	٤٦	رتن سنگھ
٢٤	شالباہن	٤٧	کرم سنگھ
٢٥	شکتی کمار سمت ١٠٣٤	٤٨	راہپ
٢٦	شچی ورما	٤٩	نرپتی
٢٧	نربرما	٥٠	دن کرن
٢٨	کیرتی برما	٥١	جس کرن
٢٩	یوگ راج	٥٢	ناگ پال
٣٠	ہنس پال	٥٣	پورن پال
٣١	بیر سنگھ	٥٤	پرتھوی پال
٣٢	بیر سنگھ	٥٥	بھون پال
٣٣	بجے سنگھ	٥٦	بھیم سنگھ
٣٤	ارسی	٥٧	جے سنگھ
٣٥	چوڑراجی	٥٨	لکشمن سنگھ

بعد مہارانا تیج سنگھ ہُوا۔ جو اجین کے راجہ لدو۔ مارواڑ کے راجہ اج اور بوندی کے راجہ منڈن کا ہمعصر تھا۔ مہارانا تیج سنگھ اور راجہ اج کی ایک سال تک لڑائی جاری رہی۔ اس عرصہ میں اجین کے راجہ لدو نے اسیر گڑھ فتح کر کے منڈن کو وہاں سے نکال دیا۔ اور منڈن نے چیتوڑ کا کچھ علاقہ دبا کر اپنی ریاست قائم کر لی۔ تیج سنگھ مارواڑ کی لڑائی سے فارغ ہو کر منڈن پر حملہ آور ہُوا۔ لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی۔ تیج سنگھ کا بیٹا سمر سنگھ پرتھوی راج چوہان والی دہلی کا ہمعصر تھا۔ شہاب الدین محمد غوری کی لڑائیوں میں پرتھوی راج کی مدد کرتا ہوا مارا گیا۔ اس کا بیٹا رتن سنگھ چیتوڑ کا فرمانروا ہُوا۔ دوسرے بیٹے کنبھا جی نے ریاست نیپال پر قبضہ کیا۔ اور آج تک اسکی اولاد نیپال میں برسر اقتدار چلی آتی ہے۔ مہاراول کرن نے بوندی کے راجہ جودھ راج سے شکست کھائی۔ لیکن ون کرن کے پوتے ناگ پال نے جودھ راج کے بیٹے رتن سنگھ کو شکست دے کر اس کا راج چھین لیا۔

بعد ازاں مسلمانوں نے چیتوڑ پر قبضہ کر لیا۔ لیکن بھون سی نے اُن کو شکست دیکر پھر اپنی خاندانی عظمت کو بحال کر دیا۔ اِن کے پڑ پوتے لچھمن سنگھ کے عہد میں مسلمانوں کا چیتوڑ پر پھر قبضہ ہو گیا۔ بادشاہ جالور کے راجہ مال دیو سونگرا کو چیتوڑ کا قلعہ سپرد کر کے دہلی کو چلا گیا اور لچھمن سنگھ کا بیٹا اجے سنگھ کیلواڑہ میں رہنے لگا۔ بعد ازاں ہمیر نے نہ صرف چیتوڑ پر ہی قبضہ حاصل کر لیا۔ بلکہ تمام میواڑ پر اپنا تسلط جما لیا۔ اس خبر کو سنکر راجپوتانہ کے تمام تاجدار بہت خوش ہوئے۔ کیونکہ مسلمانوں کے ظلم سے سب تنگ آئے ہوئے تھے۔ چنانچہ جب بادشاہ نے پھر چیتوڑ پر حملہ کیا۔ تو سیکھ پور۔ جودھ پور۔ گوالیار۔ بوندی۔ چندیری۔ [illegible]

دروازے کھول دئے۔ اور تلواریں سونت کر دشمنوں پر پل پڑے۔ ایک ایک نے سینکڑوں کو پیوند خاک بنایا۔ اپنے ملک کی حفاظت کرتے ہوئے سب کے سب میدان جنگ میں شہید ہوئے ایک بھی زندہ نہ بچا۔

شیلاوت کی ایک رانی حاملہ ہونے کی وجہ سے امباجھوانی کی زیارت کو گئی ہوئی تھی۔ اس کا نام پشپاوتی تھا اور وہ چندراوتی کے پرمار راجہ کی شاہزادی تھی۔ واپس آتے ہوئے اس نے راستہ میں ہی اپنے خاندان کی بربادی کے حالات سنے۔ برہمنوں کے منع کرنے پر اس نے ستی ہونے کا خیال ملتوی کر دیا۔ اور بقائے نسل کے واسطے حمل کے بچہ کی جان کی حفاظت کے خیال سے زیر نگر میں جا چھپی۔ میعاد معینہ کے بعد لڑکا پیدا ہوا۔ مہارانی نے اسے کملاوتی نام ایک برہمنی کے سپرد کیا۔ اور خود ستی ہو گئی۔ اس لڑکے کا نام کیشواوت رکھا گیا۔ اور عام لوگ اسے گوہ کہتے تھے۔ اس نے جوان ہو کر بھیلوں کے راجہ منڈلیک سے ایدر کی ریاست چھین لی۔ اور اس کی اولاد کئی پشت تک وہاں حکومت کرتی رہی۔ راجہ ناگاوت کے عہد میں اس ملک کے بھیلوں نے حملہ کر کے بادشاہی خاندان کو تباہ کر دیا۔ ایک بھی زندہ نہ چھوڑا۔ ناگاوت کے کمسن پوتے باپا کی جان اسی کملاوتی برہمنی کی اولاد نے بچائی۔ جس نے راجہ گوہ کی پرورش کی تھی۔

باپا جوان ہوا۔ تو اس کے نانا مان سنگھ والی چتوڑ نے جو موری خاندان کا راجپوت تھا۔ چتوڑ کا راج اس کو دے دیا۔ اس وقت سے سے ایدر کے بجائے یہ خاندان چتوڑ میں حکومت کرنے لگا۔ باپا کی کئی پشتوں کے بعد راجہ کھمان چتوڑ کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ یہ بہت شجاع و دلیر تھا۔ اس نے ۲۴ مرتبہ بغداد کے خلیفہ ماموں کو شکست دی۔ اور ہندوستان میں اس کے پاؤں جمنے نہ دئے۔ اس کی کئی پشتوں کے

جاگیر دے دی۔

موکل جی کے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اور وہ گاگرون کے کھیچی راجہ سے بیاہی گئی۔ اس نے شادی کے وقت درخواست کی۔ کہ جب کوئی دشمن مجھپر حملہ کرے۔ تو میواڑ سے مدد ملجائے۔ چنانچہ سمت ۱۴۹۰ میں مالوہ کے بادشاہ ہوشنگ نے گاگرون پر حملہ کر دیا۔ اور حسب وعدہ موکل جی امداد کے لئے اپنی سپاہ لے کر روانہ ہوئے۔ راستہ میں چاچا اور میرا نے جو رانا کے دادا کھیت سی کے خواص زادہ تھے۔ موکل جی کو قتل کر دیا۔ اور میواڑ پر قبضہ کرنے کے لئے چتوڑ کیطرف بڑھے۔ اس خبر کو سنکر سرداروں نے کنبھا جی کے راج تلک کی رسم ادا کردی۔ اور جودھ پور کے مہاراجہ رڑمل کو اپنی مدد کے لئے بلا لیا۔ اس کی مدد سے سرداروں نے چاچا اور میرا کو بمعہ ان کی سپاہ کے میدان جنگ میں تہ تیغ کر دیا۔

رانا کنبھا جی ابھی کم سن تھا۔ اس لئے رڑمل ریاست کا انتظام کرتا تھا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد میواڑ کے سرداروں کے دل میں شک پیدا ہو گیا کہ رڑمل ریاست میواڑ کو غصب کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے چونڈا جی کو اطلاع دی۔ اس نے یک لخت دھاوا کر کے رڑمل کو قتل کر کے قلعہ چتوڑ پر اپنا قبضہ کر لیا۔ اور رڑمل کے بیٹے جودھا جی نے بھاگ کر اور جنگلوں میں چھپ کر اپنی جان بچائی اس طرح سے ریاست جودھ پور پر بھی سیسودیوں کا قبضہ ہو گیا۔ پانچ سال بعد جودھا جی نے اپنا ملک واپس لیا۔ سمت ۱۵۱۲ میں مالوہ کے بادشاہ محمود اور گجرات کے بادشاہ قطب الدین نے ملکر میواڑ پر حملہ کر دیا۔ رانا کنبھا جی ایک لاکھ سوار اور پیدل سپاہ اور چودہ سو ہاتھی لے کر ان کے مقابلہ کے لئے سرحد پر جا پہنچے۔ ایک خونریز لڑائی کے بعد دونوں کو شکست دے کر بھگا دیا

یکری۔ کالپی اور آبو وغیرہ کے نامور راجاؤں نے ہمیر کو مدد دی
اس لڑائی میں بادشاہ کو شکست ہوئی۔ راجہ ہری سنگھ سونگرا جس کی
تحریک سے بادشاہ نے حملہ کیا تھا۔ ہمیر کے ہاتھ سے مقتول ہوا۔ بادشاہ
پکڑا گیا۔ اور پانچ پرگنے و پچاس لاکھ روپیہ نقد دینے پر ہمیر نے اسکو
رہا کیا۔ ہمیر نے اپنی کوشش سے ریاست میواڑ کو مستحکم بنیادوں
پر قائم کر دیا۔ اور دوسو برس تک یہ ریاست متزلزل ہونے کے خطرے
سے بالکل محفوظ رہی۔ مورخ بیان کرتے ہیں۔ کہ ان ایام میں ریاست
چتوڑ کو جو کچھہ عروج و کمال حاصل ہوا۔ ایسا پھر کبھی نصیب نہ ہوا تھا۔ اس
زمانہ میں دہلی کی بادشاہت کمزور رہی۔ لیکن مالوہ اور گجرات کی سلمان
حکومتیں بہت زیادہ زبردست تھیں۔ انہوں نے چتوڑ پر کئی بار حملے کئے
لیکن یہاں کے تاجداروں نے ہمیشہ ان کو شکست دی۔

ہمیر کا تیسرا جانشین لکش سنگھ بہت مشہور راناہوا۔ اسکو عام طور
پر ریکھاجی کہتے تھے۔ اسکے ویراٹ گڈھ کو توڑ دا کر اس کی جگہ بدلور آباد
کیا۔ نگروال کے سانکھلوں کو امبیر کے قریب شکست دی۔ دہلی کے
بادشاہ نے حملہ کیا۔ لیکن بدنور کے قریب بادشاہی سپاہ کو شکست
ہوئی۔ جاوہ میں ایک کان بر آمد ہوئی۔ اس کی آمدنی سے ریکھاجی
نے رفاہ عام کے بہت سے کام کئے۔ ریکھاجی کے بڑے بیٹے چونڈاجی
جی نے بھیشم پتامہ کی طرح اپنے باپ کی خوشنودی حاصل کرنے کے
لئے میواڑ کی حکومت کا استحقاق چھوڑ دیا۔ اور سوتیلے بھائی موکل جی کو
راجہ بنایا۔ جب تک موکل جی کمسن رہے چونڈاجی مدارالمہام کی حیثیت سے
ملک کا انتظام کرتے رہے۔ لیکن بعد ازاں دشمنوں نے دونوں بھائیوں
میں ان بن پیدا کر دی۔ اس سے ناراض ہو کر چونڈاجی مانڈو
چلے گئے۔ وہاں کے بادشاہ نے نو لاکھ روپیہ سالانہ آمدنی کی

اسے اور کام کی فرصت نہ مل سکی۔ اسکے تین بیٹے سنگرام سنگھ۔ پرتھوی راج اور جیمل اور ایک چچا زاد بھائی سورج مل میواڑ کی حکومت حاصل کرنے کے لئے جداگانہ طور پر کوششوں میں مصروف ہو گئے۔ ان چاروں نے آپسمیں ہی لڑکر ریاست میواڑ کو بہت کمزور کر دیا۔ سنگرام سنگھ میں دلیری اور تدبر دونوں صفات موجود تھیں۔ لیکن جب کوئی مددگار نہ ہو۔ تو قابلیتیں کیا کر سکتی ہیں۔ بھائیوں کی کشمکش میں شکست کھاکر وہ اجمیر کے قریب شری نگر کی پہاڑیوں میں جا چھپا۔ اور وہاں کسی گڈرئے کی عورت سے ایک روٹی جلا دینے کے بدلے اُسے ایسی ہی جھڑکی سہنی پڑی۔ جیسی کہ انگلستان کے بادشاہ الفرڈ اعظم کو سہنی پڑی تھی۔ اسکے بعد رانا نگا نے شری نگر کے پنوار راجہ کرم چند کے پاس اپنی مصیبت کے دن گزارے۔

پرتھوی راج اگرچہ بہادر اور شجاع تھا۔ لیکن دور اندیش اور عقلمند نہ تھا راے مل نے اُسے جلاوطن کر دیا۔ اور کچھ عرصہ بعد لودہ کے بادشاہ ناصرالدین نے چتوڑ پر دھاوا کیا۔ تو پرتھوی راج نے ایک ہزار سواروں کی جمعیت لیکر بادشاہی فوج پر چھاپہ مارکر اسے تتر بتر کر دیا۔ رائے مل نے اس کا قصور معاف کر کے اپنے پاس رکھ لیا۔ لیکن چند دنوں بعد وہ سروہی کے راجہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔

اب رہ گئے جے مل جی۔ ٹھوڈا کے راؤ سرتان جی نے اس سے کہا کہ میرا ملک پٹھانوں نے چھین لیا ہے۔ اگر چھوڑا دو۔ تو اپنی بیٹی کی تجھ سے شادی کر دونگا۔ جے مل نے اپنا وعدہ پورا کرنے اور شادی سے پہلے ہی سرتان کی بیٹی سے ملنا چاہا۔ راؤ نے ناراض ہو کر اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ لوگوں نے رائے مل سے کہا۔ اپنے بیٹے کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے راؤ پر حملہ کر دو۔ رانا نے جواب دیا۔ ایک معزز راجپوت کی توہین کرنے والے اور اخلاق سے گرے ہوئے شخص کی یہی سزا ہے

کنبھا جی نے تعاقب کیا۔ اور محمود کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ دارالحکومت میں لے آیا۔ ابوالفضل رقم طراز ہے۔ کہ کنبھا جی نے محمود کی ایسی عزت کی جیسی بادشاہ بادشاہوں کی کرتے ہیں۔ کچھ عرصہ بعد اس کو چھوڑ دیا اور اس کا ملک بھی واپس کر دیا۔ اسطرح سے کنبھا جی نے اپنے پڑوسیوں کو کمزور کر کے ریاست کی حدود پر بتیس نئے قلعے بنوائے۔ ان سب میں کنبھل میر کا قلعہ نہایت ہی مضبوط اور دشوار گزار مقام پر واقعہ ہے۔ اسکے بعد کنبھا جی اور مالوہ کے بادشاہ نے ملکر دہلی کے بادشاہ کو شنجاوائی کے علاقہ میں شکست دی۔ اور کچھ علاقہ بھی فتح کر لیا۔ جس میں شنجاوائی کا کچھ حصہ تو رانا چتوڑ نے لے لیا۔ اور حصار کا علاقہ مالوہ کے بادشاہ کو ملا۔

بعض مورخوں کا خیال ہے۔ کہ مہارانا کنبھا جی کو ان کے ہی ولیعہد سلطنت اودے سنگھ نے مار ڈالا۔ اور اس سے میواڑ کو بہت نقصان پہنچا۔ ورنہ کوئی تعجب نہ تھا۔ کہ مالوہ اور گجرات ریاست میواڑ میں شامل ہو جاتے۔ اور ہندوستان میں مغلوں کی سلطنت کے قدم نہ جمتے۔ گدی نشین ہوتے ہی اودے سنگھ نے اپنے اہل خاندان کو ناراض کر لیا۔ اس کمزوری کی کسر پوری کرنے کے لئے اجمیر کا علاقہ راٹھوڑوں کو دے دیا۔ اور سروہی کے زبردست چوہان راجہ کو آزادی کی سند عطا کر دی جو پہلے میواڑ کا باجگزار تھا۔ ان باتوں سے ناراض ہو کر سرداروں نے اودے سنگھ کا ہاتھ پکڑ کر راج گدی سے علیحدہ کر دیا۔ اور اس کے چھوٹے بھائی رائے مل کے ہاتھ میں عنان حکومت دے دی۔ رائے مل بڑا عقلمند رانا تھا۔ اور اس میں سلطنت کو عروج و کمال پر پہنچانے کی سب قابلیتیں موجود تھیں۔ لیکن خانگی تنازعوں کے باعث اسے خاطر خواہ کام کرنے کا موقعہ نہ مل سکا۔ مالوہ اور گجرات کے بادشاہوں نے ملکر میواڑ پر دھاوا بول دیا۔ لیکن رائے مل نے انہیں شکست دیکر بھگا دیا۔ اور پھر خانگی جھگڑوں میں ایسا الجھا۔ کہ

ملتان کے صوبہ دار کی سازش اور امداد سے بارہ ہزار سوار اور ایک توپخانہ کے ساتھ ہندوستان پر حملہ کر دیا۔ پانی پت کے میدان میں ابراہیم لودی کی ایک لاکھ سپاہ کو شکست دیکر دہلی اور آگرہ کا مالک بن بیٹھا۔ دوسرے سال مہارانا سنگرام سنگھ نے اسے ہندوستان سے نکالنے کے لئے راجستھان کے تمام راجاؤں کو ہمراہ لیا۔ اور دہلی پر حملہ کر دیا۔ بابر بھی پچاس ہزار فوج لے کر مقابلہ کے لئے نکلا۔ سیسودیوں نے بیانہ کو جا گھیرا اور بابر کی ڈیڑھ ہزار سپاہ کو قتل کر کے آگے بڑھے۔ بابر نے دو ہزار فوج اور روانہ کی سیسودیوں نے وہ بھی قتل کر دی۔ مسلمانوں کے حوصلے پست ہو گئے ایک نجومی نے بھی مشہور کر دیا۔ کہ بابر کو شکست ہو گی۔ لیکن بادشاہ کے دل میں بہادری اور دلیری کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ وہ ذرا نہ گھبرایا۔ مگر فوج کے حوصلے پست دیکھکر بابر نے صلح کی درخواست کی۔ اور رانا کی طرف سے رائے سین کا رانا سیدی صلح کی شرائط طے کرنے کے لئے بابر کے پاس گیا۔ وہ بادشاہ سے مل گیا۔ اور بابر نے صلح کی شرائط نامنظور کر دیں۔ فتح پور سیکری کے میدان میں لڑائی شروع ہوئی۔ سیدی تیس ہزار سپاہ لے کر راجپوتوں پر ٹوٹ پڑا جس کا خواب و خیال بھی نہ تھا۔ یہ حال دیکھ کر سانگا تشویش میں پڑ گیا۔ کہ نہ معلوم کون کون راجہ بابر سے ملے ہوئے ہیں۔ وہ اس خیال سے کہ اپنی طاقت کو جمع کر کے پھر بابر سے لڑونگا۔ دلجمعی کے ساتھ جنگ نہ کر سکا۔ اسے شکست ہوئی۔ اور بڑے بڑے سردار سب مارے گئے۔ سیدی نے اس لئے دغابازی کی تھی۔ کہ اس کامیابی سے سانگا تمام ہندوستان کا مہاراجہ اور مہاراجہ بن جائیگا۔ اور مجھے اس کا باجگزار بنکر رہنا پڑے گا اس شکست کے غم میں ہی رانا سانگا چند ماہ کے اندر اندر گھل کر مر گیا مہارانا سانگا کے بعد رتن سنگھ نے اپنے چھوٹے بھائی بکرماجیت کو مرتبھمبوکا

رائے مل کے چچازاد بھائی سورج مل نے میواڑ پر قبضہ حاصل کرنے کی بہت کچھ کوشش کی۔ لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی۔ آخرکار وہ ریاست کی دکنی سرحد پر ایک ہزار گاؤں و با بیٹھا۔ اور پرتاب گڑھ ریاست کا بانی مبانی ہوا۔

اسی طرح سے تمام رکاوٹیں دور ہو جانے پر سنگرام سنگھ کو اپنے باپ کے پاس آ جانے کا موقعہ مل گیا۔ سمت ۱۵۶۹ میں مالوہ کا بادشاہ راجہ چندر سین فرمانروائے امیر سے شکست کھا کر بھاگتا ہوا چتوڑ چلا آیا۔ مہارانا رائے مل نے اسے بحفاظت تمام مانڈو میں پہنچا دیا۔ رائے مل نے سروہی کے چوہانوں کو آبو کا پہاڑ اپنی لڑکی کے جہیز میں دے دیا۔ اور آج تک انہیں کے قبضہ میں چلا آتا ہے۔ رائے مل کے بعد سنگرام سنگھ نے میواڑ کی گدی کو زینت دی۔ رفتہ رفتہ راجستھان کے تمام فرمانرواؤں اور گوالیار چندیری۔ کالپی وغیرہ کے راجاؤں نے ان کی ماتحتی قبول کر لی۔ میواڑ کو اتنی ترقی ہو رہی تھی۔ اُدھر دہلی کی سلطنت ازحد کمزور ہو گئی۔ تمام صوبہ دار خودمختار بن بیٹھے۔ ان صوبہ داروں میں مالوہ اور گجرات کے حکم ان بہت زور پکڑ گئے تھے۔ انہوں نے اب ملکر میواڑ پر حملہ کیا۔ مہارانا سنگرام سنگھ مقابلہ کے لئے نکلے۔ ان کی فوج میں سات بڑے راجہ نو راؤ ایک سو چار والیان اور راوت شامل تھے۔ اسی ہزار سوار اور پانچ سو ہاتھی بھی تھے۔ اس سے چتوڑ کی عظمت بخوبی ذہن نشین ہو سکتی ہے۔ مہارانا نے دونوں بادشاہوں کو شکست دیکر بھگا دیا۔ اس کے بعد کرم چند کو اجمیر کا پٹہ کر دیا۔ مہارانا نے مالوہ اور دہلی کے بادشاہوں کو ۱۸ مرتبہ شکست دی۔ ان میں سے باکرولی اور دھاتولی کی لڑائیوں میں دہلی کا بادشاہ ابراہیم لودھی بذات خود شامل تھا۔ ان لڑائیوں کے بعد مہارانا نے بیانہ کے پاس پیلا کھال نالے کو اپنی ریاست کی شمالی سرحد مقرر کر لیا۔

سمت ۱۵۸۳ میں ترکستان کی بادشاہت سے محروم ہو چکے ہوئے بابر نے

اور چتوڑ کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔
بن بیر خواص زادہ تھا۔ اس لئے سسودیہ سردار اسکے ماتحت رہنا پسند نہ کرتے تھے۔ چند سرداروں نے کونبھل میر میں جاکر ادے سنگھ کی راج کی رسم ادا کر دی۔ اور چتوڑ پر حملہ کر دیا۔ بن بیر مقابلہ کی تاب نہ لاکر گجرات کی طرف بھاگ گیا۔ اور ادے سنگھ چتوڑ میں حکومت کرنے لگا۔ ادے سنگھ کو چتوڑ کی حکومت دلوانے میں جودھ پور کے راؤ مالدیو نے بھی مدد کی تھی۔ لیکن پھر جلدی ہی ان دونوں میں عداوت پیدا ہو گئی۔ اور مالدیو نے چتوڑ کے کئی پرگنوں پر قبضہ کر لیا۔ ادے سنگھ نے سب واپس چھڑائے لیکن کوسی عقل ہاتھ نہ آیا۔ بعد ازآں جب شیر شاہ سوری نے مالدیو کو شکست دیکر دو برس جودھ پور پر قبضہ رکھا۔ تو ادے سنگھ نے وہ پرگنہ بھی لے لیا۔ شیر شاہ کے مرنے پر مالدیو نے جودھ پور اور اجمیر پر قبضہ کر لیا۔ اور رانا ادے سنگھ کو اجمیر جانا ناگوار گزرا۔ کیونکہ اس کو وہ اپنی ملکیت سمجھتا تھا۔ اس نے حملہ کر دیا۔ لیکن راٹھور جان توڑ کر لڑے اجمیر نہ چھوڑا۔ مگر سلیم شاہ نے مالدیو سے اجمیر چھین کر راٹھوروں اور سیسودیوں کے جھگڑے کو مٹا دیا۔ اور سلیم شاہ کے مرنے پر اجمیر۔ ناگور اور رنتھمبور کے قلعے ادے سنگھ نے فتح کر لئے۔ لیکن کچھ عرصہ بعد حاجی خان نے چتوڑ اور جودھ پور کی ناراضگی سے فائدہ اٹھا کر اجمیر اور ناگور پر قبضہ کر لیا۔ اور اس سے اکبر نے فتح کر لئے۔ راجپوتانہ میں اکبر کی طاقت بڑھتی ہوئی دیکھکر رانا نے قلعہ چتوڑ کی مرمت کروا لی۔ سامان حرب وضرب بہت زیادہ بڑھا لیا۔ بہت سے ہندو مسلمان رؤسا جن کی ریاستیں اکبر نے چھین لیں ادے پور چلے آئے۔ اور باقی سب راجے دہلی دربار میں حاضر رہنے لگے۔ لیکن ادے سنگھ نے کبھی خیال بھی نہ کیا تھا۔ اس لئے اکبر کے دل میں چتوڑ کا راج گرانا

قلعہ دے دیا۔ اور اس نے بابر کو کہا۔ اگر مجھے چتوڑ کی گدی دلوا دو تو رنتھمبو کا قلعہ آپ کے حوالے کر دونگا۔ لیکن بابر سیسودیوں کی بہادری دیکھ چکا تھا۔ اس نے انکار کر دیا۔ رتن سنگھ بوندی کے راجہ سورج مل کے ہاتھ سے مارا گیا اور بکرماوت کو خودبخود ہی گدی مل گئی۔ یہ بہت عیش پرست تھا۔ گجرات کے بادشاہ مظفر شاہ سے شکست کھائی۔ پھر بھی اسے ہوش نہ آیا۔ گجرات اور مالوہ کے حکمرانوں نے ملکر دوسرا حملہ کیا۔ ان کا ارادہ تھا۔ کہ بعد فتحیابی کے میواڑ کا ملک آدھا آدھا تقسیم کرینگے۔ یہ خبر عام راجپوتانہ میں پھیل گئی۔ اور جہاں جہاں کوئی سیسودیہ بیٹھا تھا۔ اپنے ملک کو بچانے کی خاطر ہتھیار باندھکر چل پڑا۔ بوندی۔ آبو۔ جالور اور پرتاب گڈھ کے راجے بھی مدد کے لئے آپہنچے۔ بہادر شاہ نے چتوڑ کا محاصرہ کرلیا۔ ایک سرنگ کھدوا کر قلعہ کا دروازہ بمعہ برج کے اُڑادیا۔ اور اندر داخل ہونے کی کوشش کی۔ لیکن راجپوتوں نے پیچھے ہٹا دیا۔ اور اس لڑائی میں بوندی کا راؤ بمعہ پانچ سورماراؤں کے کام آیا۔ دوسرے دن کی لڑائی میں درگا داس چونڈاوت اپنے دو جانباز سرداروں ستا جی اور دوداجی کے ساتھ شہید ہو گیا۔ اب سیسودیوں نے بہارانا بکرماوت اور اس کے چھوٹے بھائی اودے سنگھ کو بھگادیا۔ تاکہ نسل باقی رہے۔ اور اس لڑائی کی خاطر پرتاب گڈھ کے راول باگھ سنگھ کو گدی پر بٹھایا اس نے ساکا کرنے کا حکم دیا بارہ ہزار راجپوتنیاں چتا کی آگ میں جلکر راکھ ہوگئیں باگھ سنگھ نے قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ اور تمام راجپوت دشمنوں کو پیوند خاک بناتے ہوئے سب کے سب شہید ہوگئے۔ اس لڑائی میں ۳۲ ہزار راجپوت کام آئے۔ اور چتوڑ پر مسلمانوں کا قبضہ ہوگیا۔ لیکن تھوڑے ہی دنوں کے بعد ہمایوں نے مندسور کے قریب بہادر شاہ کو شکست دی اور بکرماوت نے چتوڑ پر قبضہ کرلیا۔ اس کو بن بیر نے قتل کردیا

دلیری کا سکہ بیٹھ گیا۔ جن مسلمان مورخوں نے اس لڑائی کے حالات قلمبند کئے ہیں۔ راجپوتوں کی جانبازی اور بہادری کا انہوں نے اعتراف کیا ہے اکبر نے جمیل اور پتا کی تصویر دہلی کے قلعے میں بطور یادگار کے رکھی آصف خاں کو اس علاقہ کا حاکم مقرر کر کے اکبر اجمیر کو چلا گیا۔ رانا اودے سنگھ پرسنکر میواڑ میں آیا۔ اور سوائے چتوڑ کے تمام میواڑ پر قبضہ کر کے حکومت کرنے لگا۔ اس نے اودے پور کو اپنی صدر گاہ بنایا۔ اودے سنگھ کے بعد اس کے کہنے کے مطابق جگ مال گدی نشیں ہوگیا۔ لیکن ہر ایک سردار نے اس کا ایک ایک ہتھیار لے لیا۔ اور گدی کے سامنے بٹھا کر کہا۔ آپ کی جگہ یہ ہے۔ غلطی سے بڑے بھائی کی جگہ بیٹھ گئے ہیں اور پرتاب سنگھ کو گدی پر بٹھا کر راج تلک کی رسم ادا کردی۔ ان کے عہد میں میواڑ پر بڑی بڑی مصیبتیں نازل ہوئیں۔ رعیت نے بہت تکلیف پائی۔ ملک اجاڑ بن گیا۔ لیکن مہارانا پرتاب کی بہادری اور دانشمندی کا ہر شخص اعتراف کریگا۔ کیونکہ اس زمانہ میں سارا ہندوستان اکبر کی قلمرو میں شامل ہوگیا۔ بڑے بڑے سرکشوں نے مغل اعظم کے سامنے سر تسلیم خم کردیا۔ لیکن پرتاب نے مرنے دم تک اپنی آزادی کو برقرار رکھا۔ سمکت ۱۶۳۳ میں بادشاہ نے بہت بڑی جمیعت لیکر میواڑ پر حملہ کردیا۔ اکبر خود اجمیر میں رہا۔ لیکن راجہ مان سنگھ کی سرکردگی میں اپنی سپاہ پرتاب کو مغلوب کرنے کے لئے روانہ کردی۔ بہت سے مقامات پر معرکہ آرائیاں ہوتے ہوئے بادشاہی فوج ہلدی گھاٹ میں جا پہنچی۔ جہاں مہارانا پرتاب بائیس ہزار دلاور راجپوتوں کے ساتھ مقابلہ کرنے کو تیار بیٹھا تھا۔ ایک طرف ہندوستان بھر کی متحدہ طاقت اور اسکے ساتھ جے پور۔ جودھ پور۔ بوندی اور سروہی کے راجے اپنی اپنی سپاہ کے ساتھ شامل ہوئے۔ دوسری طرف ایک چھوٹی سی

کانٹے کی طرح کھٹکنے لگا۔ اکبر نے تقاضا کیا اور باقی راجاؤں نے بھی سمجھایا۔ تو اودے سنگھ نے اپنے چھوٹے بیٹے شکت سنگھ کو بھیج دیا۔ اکبر کا دل مطمئن نہ ہوا۔ وہ چتوڑ پر حملہ کرنے کے بہانے ڈھونڈنے لگا۔ لیکن شکت سنگھ کی موجودگی اسے کچھ کرنے نہ دیتی تھی۔ ایک دفعہ مالوہ میں پٹھانوں نے فساد برپا کر دیا۔ اکبر اس بغاوت کو فرو کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ راستہ میں اسکی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے۔ کہ راجپوتانہ کے سب راجے ہمارے دربار میں حاضر ہوتے ہیں۔ لیکن اودے سنگھ غفلت کی نیند میں ایسا مدہوش ہو رہا ہے۔ کہ اسکو اپنی حفاظت کا بھی خیال نہیں آتا۔ خیر۔ ہم گھوڑوں کی ٹاپوں کی کھٹکھٹاہٹ سے جلدی ہی اس کی نیند کھول دینگے۔ شکت سنگھ اگرچہ کم سن تھا۔ لیکن اسے بہت خوف ہوا۔ رات کو بھاگا اور چتوڑ میں جا کر دم لیا۔ اکبر نے بھی مالوہ کا خیال چھوڑ دیا۔ اور چتوڑ کی طرف مراجعت کی۔ اودے سنگھ بے خبر نہ تھا اس نے بہت جلدی خوراک اور سامان جنگ جمع کر لیا۔ اور اس خیال سے کہ قلعہ کے اندر گھر کر دشمن کے وار سہنے کی نسبت باہر رہ کر جنگ کرنا زیادہ مفید ہوگا۔ اپنے سرداروں کو چھوڑ کر باقی قلعوں کو مضبوط کرنے لگا۔ اکبر نے وصول پور سے چلکر پہلے شیو پور اور کوٹہ کو فتح کیا۔ پھر میواڑ میں داخل ہو کر ایک مہینے میں سارا علاقہ فتح کر لیا۔ سپہ سالار آصف خان نے چند قلعے فتح کئے۔ دوسرا سپہ سالار حسین علی خاں بہت سی فوج لے کر اودے پور گیا۔ رانا اودے سنگھ چند دن لڑائی کرنے کے بعد گجرات کی طرف بھاگ گیا۔ چتوڑ کا قلعہ قریباً چھ ماہ میں فتح ہوا۔ اور یہاں تیسرا ساکا ہوا۔ تمام عورتیں چتا میں جل گئیں۔ اور راجپوت ایک ایک کرکے کٹ مرے۔ جیمل و فتا بھی اسی ساکا میں شہید ہو گئے اس معرکہ میں اگرچہ اکبر فتحیاب ہوا۔ لیکن راجپوتوں کی شجاعت اور

سپاہ کو شکست دیکر بھگا دیا۔ ابھی تک سال نہ گذرا تھا۔ کہ جہانگیر نے ایک بہت بڑی جمعیت سپہ سالار عبداللہ کی زیر سرکردگی میواڑ پر حملہ کرنے کو بھیجی لیکن مہارانا نے اسے بھی شکست دیکر اپنی ریاست کی حدود سے باہر نکال دیا۔ اسی طرح کامیابی نہ دیکھکر جہانگیر نے پرتاب کے بھائی سگر کو چتوڑ کا راجہ بنایا۔ تاکہ سیسودیوں میں نفاق کی آگ مشتعل ہو جائے۔ مگر انہوں نے اسکی ذرا بھی پرواہ نہ کی۔ بلکہ مہارانا امر سنگھ کے دباؤ ڈالنے پر سگر گدی چھوڑ کر بھاگا۔ اور چتوڑ۔ رتنا اور گڑھی پر بھی مہارانا کا قبضہ ہو گیا۔ چتوڑ ہاتھ آجانے سے سیسودیوں کو اتنی خوشی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے لیکن اب جہانگیر خود میواڑ پر چڑھ آیا۔ اجمیر میں ڈیرے لگا دے اور شاہزادہ پرویز کو شکست دیکر پسپا کر دیا۔ اسی طرح سے سترہ لڑائیوں میں مہارانا امر سنگھ نے بادشاہی فوج کو شکست دی۔ لیکن ہر ایک لڑائی میں سیسودیوں کی تعداد گھٹتی چلی گئی۔ تمام بڑے بڑے سردار ایک ایک کر کے مارے گئے۔ بادشاہ کو اس کمزوری کا علم تھا۔ اس نے اب شاہزادہ خرم کو بہت بڑی جمعیت کے ساتھ میواڑ پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس نے کئی مقامات پر راجپوتوں کو شکست دی۔ اور تمام میواڑ پر قبضہ کر لیا۔ اس لئے میواڑ کے سرداروں کے مشورہ سے مہارانا نے جہانگیر کے ساتھ عہدنامہ کر لیا جس میں سیسودیوں نے مغلوں کی عظمت کو تسلیم کر لیا۔ یہ واقعہ سمت ۱۶۷۱ میں ہوا۔ سمت ۱۷۱۱ تک میواڑ کے مہارانا مغلوں کے دربار میں آتے جاتے رہے۔ لیکن مہارانا راج سنگھ نے گدی نشین ہوتے ہی بادشاہی علاقہ مان پورا پر حملہ کر دیا۔ شاہجہان نے چشم پوشی کر دی اسکے تین سال بعد شاہجہان کے بیٹوں میں تخت دہلی کی بابت تنازعہ پیدا ہوا۔ تو اورنگ زیب نے رانا سے مدد مانگی۔ مگر اس نے بادشاہ کے خلاف ہونا مناسب نہ سمجھا۔ بلکہ رام پورہ کے علاقہ پر قبضہ کر لیا۔ اور

ریاست میواڑ کا مالک پرتاپ ہاتھی اور چیونٹی کا مقابلہ تھا۔ لیکن سسودیوں نے بغیر لڑے کٹے اور خون بہائے میواڑ کی زمین کا ایک چپہ بھی اکبر کو نہ دیا۔ بادشاہی سپہ سالاروں کا خیال تھا۔ کہ یہاں پرتاب کو زندہ پکڑ لینگے۔ اس لئے وہ رہ رہ کر پرتاب پر حملہ کرتے اور اسے چاروں طرف سے گھیر لیتے تھے۔ لیکن وہ ہر مرتبہ بادشاہی سپاہ کو منتشر کردیتا تھا۔ ہلدی گھاٹ کی لڑائی میں چودہ ہزار راجپوت اپنی آزادی کی خاطر شہید ہو گئے۔ باقیماندہ سرداروں نے جب بچاؤ کی کوئی صورت نہ دیکھی۔ تو پرتاب کو مجبور کیا۔ کہ وہ میدان چھوڑ کر بھاگ جائیں۔ اپنی طاقت بحال کرکے پھر بادشاہ سے مقابلہ کرینگے۔ لیکن پرتاب نہ مانتا تھا۔ آخر جھالا واڑ کے سردار نے کلغی پرتاب سے چھین کر اپنے سر پر رکھ لی۔ بادشاہی فوج اس پر ٹوٹ پڑی اور پرتاب میدان سے نکل کر بھاگ گیا۔ اس لڑائی کے بعد برسات کی وجہ سے اکبر جلد دلی کو چلا گیا۔ اور پرتاب نے اپنے ملک پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد بیس سال زندہ رہا۔ لیکن اس کا دل خوش نہ ہوا۔ کیونکہ چتوڑ کے قلعہ کی دیواروں پر اکبر کا جھنڈا لہراتا ہوا اسے ناگوار گزرتا تھا۔ اس نے پرن کیا تھا۔ کہ جب تک چتوڑ واپس نہ لینگے۔ اور دہلی کی وہی حالت نہ کرا لینگے پلنگ پر سونا تھال میں کھانا کھانا اور فوج کے آگے نقارہ رکھنا تسم ہے یہ قسم اب تک چلی آتی ہے۔ پرتاب کے بعد سمت ۱۶۵۳ میں اس کے بڑے بیٹے امر سنگھ نے اودے پور کی گدی کو زینت دی۔ اکبر آٹھ سال زندہ رہا۔ پھر اس نے کوئی چھیڑ چھاڑ نہ کی۔ اور جہانگیر بھی چار سال خاموش رہا۔ سمت ۱۶۶۵ میں اس نے بہت بڑی جمعیت کے ساتھ میواڑ پر حملہ کر دیا مہارانا امر سنگھ باوجود خبر ہونے کے بھی قلعہ میں مست پڑا رہا۔ آخر سلومبرا کے سردار نے محلوں میں گھس کر رانا کو ہاتھ سے پکڑ کر کھینچ لیا۔ اور میدان جنگ کی طرف لے چلا۔ اس لڑائی میں سردار کاہن سنگھ جی نے بادشاہی

گھاٹی کے پاس کیمپ لگائے پڑا تھا۔ یک لخت حملہ کرکے بادشاہ کو بھی شکست دی۔ اور اسے بھی سامان حرب و ضرب چھوڑ کر اجمیر کی طرف بھاگنا پڑا۔ اسکے بعد راجپوتوں نے چتوڑ پر حملہ کرکے ان فوجوں کو میواڑ کی سرزمین سے باہر کیا۔ جو بادشاہ پہلے فتح کر چکا تھا۔ اس طرف سے بے فکر ہو کر جگارا بھیم سنگھ فتح کے پھریرے اڑاتا سورت تک جا پہنچا۔ اسی طرح سے وزیر دیال داس مالوہ کو فتح کرتا ہوا نربدا اور بیتوا تک چلا گیا۔ سارنگپور دیواس۔ سیرونج۔ مانڈو۔ اجین اور چندیری وغیرہ بادشاہی قلعوں پر سیسودیوں کا جھنڈا لہرانے لگا۔ چتوڑ پر شاہزادہ عظیم کو جے سنگھ اور دیال داس نے شکست دیکر رنتھمبور کی طرف بھگا دیا۔ گورنمنٹ وشاد بھیم سنگھ نے شاہزادہ اکبر اور سپہ سالار تہور خاں کو کئی شکستیں دیکر مغلوب کیا۔ اور اکبر اورنگ زیب سے ناراض ہو کر دکن میں چلا گیا۔ وہاں سنبھاجی سے جا ملا۔ اس سے اورنگ زیب کو بہت فکر پیدا ہوا۔ اور وہ صلح کرکے واپس دہلی چلا گیا۔

صلح نامہ کی شرائط ابھی طے نہ ہوئی تھیں۔ کہ راج سنگھ کا انتقال ہو گیا۔ اور جے سنگھ نے گدی نشین ہو کر بادشاہ سے صلح کر لی۔ جے سنگھ کے بعد رانا امر سنگھ نے ڈونگرپور پرتاب گڑھ اور بانسواڑہ کے سیسودیوں کے ساتھ بلاوجہ بگاڑ پیدا کر لیا۔ انہیں اودے پور سے کچھ ہمدردی نہ رہی۔ جو آج تک چتوڑ کے نام پر خون بہاتے چلے آتے تھے۔

بادشاہ دہلی نے جے پور اور جودھپور کی ریاستیں ضبط کر لی تھیں مہارانا امر سنگھ نے امداد دیکر انہیں واپس دلائیں۔ امر سنگھ کے بعد سنگرام سنگھ میواڑ کی گدی پر بیٹھا۔ یہ بہت دور اندیش۔ مدبر اور ملک قوم کا خیر خواہ تھا۔ اس کے زمانہ میں دہلی کی سلطنت از حد کمزور ہو کر

اورنگ زیب نے تخت نشین ہو کر اسکی نسبت کوئی نوٹس نہیں لیا جے پور کے فرمانروا راجہ جے سنگھ اور جودھ پور کے مہاراجہ جسونت سنگھ کے مرنے پر اورنگ زیب نے بے خوف ہو کر ہندوؤں پر جزیہ لگا دیا مہارانا راج سنگھ نے اسکے خلاف صدائے احتجاج بلند کی۔ جودھ پور کے کمسن راجہ ابیت سنگھ کو اورنگ زیب نے گرفتار کرنا چاہا۔ مہارانا نے اس کی حفاظت کی۔ روپنا گڈھ کی شاہزادی چنچل کماری کو مہارانا نے اورنگ زیب کے ہاتھ پڑنے سے بچا یا۔ ایسی ہی اور بھی بہت سی باتوں سے ناراض ہو کر اورنگ زیب نے راجپوتانہ کی تمام ریاستوں کو تباہ کر دینے کا عزم بالجزم کر دیا۔ اور اس مہم کی امداد کے لئے اپنے بیٹے اکبر کو بنگال سے معظم کو کابل سے اور معظم کو دکن سے بمعہ تمام سپاہ کے بلایا۔ اور سلطنت دہلی کی ساری طاقت میواڑ پر امنڈ آئی۔ بادشاہ چتوڑ مانڈل گڈھ۔ مندسور جیون وغیرہ قلعوں کو فتح کرتا ہوا بڑھتا چلا گیا۔ کسی نے بھی رکاوٹ نہ کی۔ اور فتح کی خوشیاں مناتا جنوبی مغربی پہاڑیوں تک جا پہنچا۔ جہاں راج سنگھ مقابلہ کے لئے تیار بیٹھا تھا۔

شاہزادہ اکبر پچاس ہزار سپاہ کے ساتھ ادے پور جا پہنچا۔ کسی نے بھی مزاحمت نہ کی۔ جب بے فکر ہو کر بیٹھ گیا۔ تو راجکمار جے سنگھ نے اچانک حملہ کر کے تمام سپاہ تہ تیغ کر دی اور اکبر گرفتار ہو گیا۔ صلح کر لینے پر اسے رہائی ملی۔ بادشاہی فوج کے دوسرے حصے نے دلاور خاں سپہ سالار کی زیر سرکردگی مارواڑ کیطرف سے میواڑ پر حملہ کر دیا۔ اسکو رانا کے سرداروں بکرم سنگھ سولنکی اور گوپی ناتھ راٹھور نے شکست دی اور سامان حرب و ضرب چھین کر واپس بھگا دیا۔ مہارانا راج سنگھ نے اورنگ زیب پر حملہ کر دیا۔ جودیواری

۵	گیوا	۱۵	جسونت سنگھ
۶	سوم داس	۱۶	لکھمن سنگھ
۷	گنگا سنگھ	۱۷	رام سنگھ
۸	اُدے سنگھ	۱۸	شو سنگھ
۹	پرتھوی راج	۱۹	ویری سنگھ
۱۰	اسکرن	۲۰	فتح سنگھ
۱۱	سہس مل	۲۱	جسونت سنگھ
۱۲	کرم سنگھ	۲۲	دیپ سنگھ
۱۳	پنچا	۲۳	اودے سنگھ
۱۴	گردھر	۲۴	سری مہارادل لچھمن سنگھ صاحب بہادر فرمانروائے حال

اودے پور کے مہارانا کرن سی کے بھائی بھرت جی کا بیٹا راہپ جی جب میواڑ کی گدی پر بیٹھا۔ تو کرن سی کا بیٹا ماہپ جی مایوس ہوکر دکن کی پہاڑیوں میں رہنے لگا۔ اسکی چوتھی پشت میں راول بیر سنگھ نے ڈونگا نامی ایک مشہور بھیل کو مارکر موجودہ ریاست کی بنیاد ڈالی بیر سنگھ کے پوتے ڈونگر سنگھ کے نام پر اس ریاست کا نام ڈونگرپور مشہور ہوا۔ آٹھویں جانشین اودے سنگھ تک ڈونگرپور کے راجگان عموماً اودے پور کے ماتحت رہے۔ لیکن پرتھوی راج اور اس کے بھائی جگ مال کے درمیان ریاست کی بابت تنازعہ پیدا ہوگیا۔ اور اس فساد کی وجہ سے گجرات کے سلطان بادشاہ کو ڈونگرپور پر حملہ کرنے کا موقعہ مل گیا۔ چنانچہ اس نے پرتھوی راج کو مجبور کرکے آدھی ریاست جگ مال کو دلوادی۔ اور اس نے بانسواڑہ کی ریاست قائم کی۔ مہاراجہ لچھمن سنگھ کے

اس کی عمارت گرنے کو تھی۔ راجپوتانہ کی باقی ریاستوں نے اس کمزوری سے فائدہ اٹھاکر اپنی ریاستوں کو دوگنا سے بھی زیادہ وسیع کرلیا۔ لیکن سنگرام سنگھ نے ایسا نہیں کیا۔ جگت سنگھ کے عہد میں جے پور اور جودھ پور کے ساتھ عہدنامے ہوئے۔ اور انہوں نے مہارانا میواڑ کو اپنا سردار تسلیم کیا۔ لیکن اسی زمانہ میں دہلی کا نظام حکومت مرہٹوں کے ہاتھ آگیا۔ اور انہوں نے راجپوتانہ کی ریاستوں کو بہت دق کیا۔ تقریباً سب سے ہی خراج لینا قبول کرایا۔ چنانچہ میواڑ سے بھی ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ سالانہ خراج لیا گیا۔ ارسی جی کے عہد میں چند سرداروں نے ہم مشورہ ہوکر ایک اور دعویدار سلطنت پیدا کردیا۔ اور اپنی امداد کے لئے مادھو راؤ سیندھیا کو بلاکر میواڑ پر حملہ کردیا۔ ارسی نے اسے شکست دی۔ سیندھیا نے دوسری مرتبہ پھر حملہ کیا اور ارسی نے ۶۴ لاکھ روپیہ دیکر صلح کرلی۔ سمت ۱۸۴۳ میں راٹھوروں اور کچھواہوں نے ملکر سیندھیا کی طاقت توڑدی۔ اس لئے مہارانا ادے پور کو اپنا دہ علاقہ واپس لینے کا موقعہ مل گیا۔ جو پہلے دبا لئے مرہٹے دبا چکے تھے۔ سمت ۱۸۷۴ میں مہارانا بھیم سنگھ نے راجپوتانہ کی دوسری ریاستوں کے ساتھ سرکار انگریزی کی عظمت کو تسلیم کرلیا۔ تب سے جنگ و جدل کے دور کا خاتمہ ہوا۔ اور اہل ہند اشاعت تعلیم و سوشل اصلاح کے کاموں کی طرف راغب ہوئے۔

ریاست ڈونگرپور

۱ ڈونگر سنگھ ۲ کانہڑ دیو
۳ کرم سی ۴ پتا

پرتاب سنگھ نے دہلی کے بادشاہ اکبر کی ماتحتی منظور کی۔ لیکن لڑتے ہوتے اگرسین نے اپنی آزادی کا اعلان کر دیا۔ اسکے بعد بانسواڑہ کے حکمران کبھی دہلی اور کبھی میواڑ کے ماتحت رہے۔ مرہٹوں کے عروج کے زمانہ میں اس ریاست کو بھی بہت کچھ نقصان برداشت کرنا پڑا اور ہمیشہ لڑائیاں ہوتی رہیں۔ سمت ۱۸۷۵ میں یہ ریاست سرکار انگریزی کی حمایت میں آئی۔ تب تمام جھگڑوں کا خاتمہ ہوا۔

ریاست پرتاب گڑھ

۱ کھیم سنگھ	۲ پرتاب سنگھ سمت ۱۷۳۰
۲ سورج مل	۱۲ پرتھوی سنگھ سمت ۱۷۶۲
۳ باگھ سنگھ سمت ۱۵۸۷	۱۴ رام سنگھ سمت ۱۷۷۳
۴ رائے سنگھ سمت ۱۵۹۲	۱۳ امید سنگھ سمت ۱۷۷۳
۵ بیکا جی سمت ۱۶۰۹	۱۵ گوپال سنگھ سمت ۱۷۷۹
۶ تیج سنگھ سمت ۱۶۳۳	۱۶ سالم سنگھ سمت ۱۸۱۴
۷ بھان سنگھ سمت ۱۶۵۰	۱۷ ساونت سنگھ سمت ۱۸۳۱
۸ سنگھ جی سمت ۱۶۶۰	۱۸ دلیپت سنگھ سمت ۱۹۰۰
۹ جسونت سنگھ سمت ۱۶۶۶	۱۹ اودے سنگھ سمت ۱۹۲۰
۱۰ ہری سنگھ سمت ۱۶۹۱	۲۰ سری مہاراول رگھوناتھ سنگھ بہادر فرمانروائے حال

چتوڑ کے مہارانا موکل جی کے بعد اس کا بڑا بیٹا کمبھا جی چتوڑ کی گدی پر بیٹھا۔ دوسرے بیٹے کھیم سنگھ کو سادڑی کا ٹھکانہ جاگیر میں ملا

عہد تک ڈونگرپور کے حکمران کبھی دہلی کے بادشاہوں کی ماتحتی قبول کر لیتے تھے۔ اور کبھی اودے پور کے مہاراناؤں کے باجگزار بن جاتے تھے مہاراجہ رام سنگھ نے اپنی ریاست کو بہت ترقی دی۔ اس نے نئے نئے آئین و قوانین جاری کرکے عمدہ طریق سے انتظام کیا۔ اسکے بعد ویری شال اور فتح سنگھ کے عہد میں مرہٹوں کے فسادات شروع ہوئے۔ اس وقت بہت بدامنی رہی۔ یہ فسادات سمت ۱۸۷۶ میں بند ہوئے۔ جب مہاراجہ جسونت سنگھ نے سرکار انگریزی کے ساتھ عہدنامہ کرکے اسکی عظمت کو تسلیم کیا۔ اس وقت سے یہ ریاست امن وامان کے ساتھ برقرار چلی آتی ہے۔

ریاست بانسواڑہ

۱	جگ مال	۱۰	بشن سنگھ
۲	پرتاب سنگھ	۱۱	پرتھوی سنگھ
۳	کلیان سنگھ	۱۲	جے سنگھ
۴	اگرسین	۱۳	امیر سنگھ
۵	اودے بھان	۱۴	بھوانی سنگھ
۶	سمر سنگھ	۱۵	بہادر سنگھ
۷	کشل سنگھ	۱۶	لچھمن سنگھ
۸	عجیب سنگھ	۱۷	سری مہاراول شمبھو سنگھ بہادر فرمانروائے حال
۹	بھیم سنگھ		

ڈونگرپور کے مہاراول پرتھوی راج کے چھوٹے بھائی جگ مال نے سمت ۱۵۸۵ میں آدھا راج لیکر اس ریاست کی بنیاد ڈالی۔ سمت ۱۷۳۳ میں

۳ رائے پال	۱۹ چندر سین سمت ۱۶۱۹
۴ کنھ سمت ۱۲۹۱	۲۰ اودے سین سمت ۱۶۴۲
۵ جالن سمت ۱۳۰۴	۲۱ شور سنگھ سمت ۱۶۵۲
۶ چھاڑا سمت ۱۳۳۶	۲۲ گج سنگھ سمت ۱۶۷۶
۷ ٹیڑا سمت ۱۳۴۵	۲۳ جسونت سنگھ سمت ۱۹۲۹
۸ کانہڑ دیو سمت ۱۳۸۱	۲۴ اجیت سنگھ سمت ۱۷۳۶
۹ ملی ناتھ	۲۵ ابھے سنگھ سمت ۱۷۸۰
۱۰ بیرم دیو سمت ۱۳۸۱	۲۶ رام سنگھ سمت ۱۸۰۶
۱۱ چونڈا	۲۷ بخت سنگھ سمت ۱۸۰۷
۱۲ ستا سمت ۱۴۶۶	۲۸ بجے سنگھ سمت ۱۸۰۹
۱۳ رڈمل سمت ۱۴۷۹	۲۹ بھیم سنگھ سمت ۱۸۵۰
۱۴ جودھا سمت ۱۴۹۲	۳۰ مان سنگھ سمت ۱۸۶۰
۱۵ ساتل سمت ۱۵۴۸	۳۱ تخت سنگھ سمت ۱۹۰۰
۱۶ سورج مل سمت ۱۵۴۸	۳۲ جسونت سنگھ سمت ۱۹۲۹
۱۷ گانگا جی سمت ۱۵۷۲	۳۳ سری راجہ سمیر سنگھ صاحب بہادر فرمانروائے حال
۱۸ مال دیو سمت ۱۵۸۸	

سیاجی کے بعد اس کا بیٹا جسونت رائے قنوج کی گدی پر بیٹھا۔ اس کا سوتیلا بھائی اسُتھان جی اپنے دو بھائیوں سونگ اور اسجے دیو کو ہمراہ لے کر قسمت آزمائی کے لئے اہل پور پاٹن کی طرف چلا۔ اس زمانہ میں جمنا اور سندھ کے درمیانی ملک کی پولیٹیکل حالت اس طرح پر تھی

۱۔ سب سے پہلے مشرق کی طرف کچھواہے حکومت کر رہے تھے جنکو گویا ر چھوڑ کر یہاں آئے ۲۳۰ برس کے قریب گذر چکے تھے یہاں

اسکے بیٹے سورج مل نے ریاست چتوڑ پر قبضہ حاصل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اسے کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ آخر کار وہ جنوب کی طرف کچھ علاقہ دبا کر اس ریاست کا بانی مبانی ہوا۔ اس کے بیٹے باگھ سنگھ نے بکرماجیت کے زمانہ میں ریاست میواڑ کو بچانے کے لئے بڑے بڑے نمایاں کام کئے۔ اور اسی ریاست کی حفاظت کے لئے اپنی جان قربان کردی۔ اسکے بیٹے رائے سنگھ نے جب بہادر شاہ گجراتی نے میواڑ پر حملہ کیا۔ تو مہارانا کو بچانے کے لئے بھگا دیا۔ اور خود میواڑ کی گدی پر بیٹھکر مسلمانوں سے لڑتا رہا۔ جب بہادر شاہ چلا گیا۔ تو چتوڑ بکرماجیت کے سپرد کرکے خود پرتاب گڈھ چلا آیا۔ بیکا جی نے سون گرا راجپوتوں سے سوہاگ پور اور مینوں سے کانٹھلا کا علاقہ دبا کر اپنی ریاست کو بہت کچھ وسعت دی اور مسلمانوں کے حملوں سے اودے پور کو بچانے کے لئے ہمیشہ سینہ سپر ہوکر لڑتا رہا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ بیکا جی نے آخر کار بادشاہ دہلی کے ساتھ عہد نامہ کر لیا تھا۔ تو بھی اودے پور کے خلاف کبھی تلوار نہیں اٹھائی۔ مان سنگھ جیبرن کی لڑائی میں کام آیا۔ پرتھوی سنگھ کے عہد میں رتلام کے راجہ نے پرتاب گڈھ پر حملہ کر دیا۔ لیکن شکست کھا کر پیچھے ہٹ گئے۔ فرخ سیر نے پرتھوی سنگھ کو اپنا سکہ جاری کرنے کی اجازت دے دی۔ اودے پور اور سیندھیا کی لڑائی میں سالم سنگھ نے اودے پور والوں کی مدد کی سامنت سنگھ کے عہد میں ہلکر نے اس ریاست سے بہت زور ڈالا اور کچھ سالانہ خراج لینا منظور کیا۔ لیکن ۱۸۱۸ء سے یہ ریاست سرکار انگریزی کی حمایت میں آئی۔

ریاست جودھپور

۱۔ استھان جی ۲۔ ڈھوہڑ

پرمار راجپوتوں کی حکومت تھی۔ اور یہ ریاست اپنے پورے عروج و کمال پر پہنچی ہوئی تھی۔ شہر امرکوٹ اس زمانہ میں تجارت کی بہت بڑی منڈی بنا ہوا تھا۔ اور یہ ریاست سینکڑوں برسوں سے قائم چلی آتی تھی۔

۸۔ سندھ اور کچھ میں جاڑیچوں کا اور آبو اور چندراوتی میں پرماروں کا راج تھا۔ اور پرماروں و جاڑیچوں کے درمیان میں سولنکی حکومت کر رہے تھے۔

استھان جی قنوج سے چلکر پالی میں آیا۔ وہاں کے برہمنوں نے شکایت کی۔ کہ بھیل ہمیں بہت دق کرتے ہیں۔ استھان جی نے بھیلوں کے راجہ کانا کو مار کر پالی میں ایک قلعہ بنوایا۔ اور برہمنوں کی درخواست پر وہاں ہی رہائش اختیار کی۔ تھوڑے دنوں بعد اس نے کھیڑ اور کوڑنا کی ریاستوں کو فتح کرکے اپنے قبضہ میں کیا اور کھیڑ کو اپنی صدر گاہ قرار دیکر حکومت کرنے لگا۔ اس کے بیٹے دھوہڑ نے پڑہاروں سے منڈور چھین لیا۔ لیکن دو ماہ سے زیادہ اپنے قبضہ میں نہ رکھ سکا۔ راجہ رائے پال نے پرماروں سے باڑمیڑ اور کوٹنا کے علاقہ جات چھین کر اپنی قلمرو کو وسعت دی۔ اسکے جانشین گرد و نواح کے راجپوت اور مسلمان حکمرانوں کے ساتھ لڑتے جھگڑتے اپنی ریاست کو آہستہ آہستہ وسعت دیتے رہے۔ حتیٰ کہ سمت ۱۴۹۳ میں جودھا جی گدی پر بیٹھے۔ اس نے اپنے نام پر جودھ پور شہر آباد کیا۔ اور منڈور کو چھوڑ کر اسے اپنی صدر گاہ بنایا۔ چھاپر دردن پور کے راجہ کو مار کر اس کا علاقہ اپنے مقبوضات میں شامل کیا۔ چوہانوں سے سانبھر کا ملک فتح کیا۔ راجہ سانتل نے پلوکرن کے گرد و نواح کا علاقہ فتح کیا۔ سانتل کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اس لئے اس کا بھائی

امیسر میں ان کی ریاست کچھ زیادہ وسیع نہ تھی۔ یہ لوگ اول اول کبھی دہلی کے اور کبھی اجمیر کے باجگذار بن جاتے تھے۔ لیکن جس زمانہ کا ہم ذکر کرتے ہیں۔ اس وقت وہ آزادی حاصل کر چکے تھے۔

۲۔ اجمیر اور سانبھر کی متبرک سرزمین چوہانوں کے قبضہ اقتدار سے نکلکر مسلمانوں کے ہاتھ لگ چکی تھی۔ تاہم اراولی پربت کے نواحی علاقہ میں چند قلعے ابھی تک چوہانوں کے قبضہ میں بدستور چلے آتے تھے

۳۔ منڈور میں پڑہاروں کا راج تھا۔ وہاں کے راجہ بان سی کو اس علاقہ کے راجپوت سردار تمام مارواڑ کا فرمانروا تسلیم کر کے کچھ خراج ادا کر رہے تھے۔

۴۔ شمال میں ناگور کے قریب گوہل قوم کا راجپوت راجہ حکمران تھا۔ اور چھاپر درون پور میں اس کی دارالحکومت تھی۔ لیکن ناگور میں مسلمانوں کا عمل دخل ہو چکا تھا۔

۵۔ بیکانیر سے بھٹنیر تک کا سب ملک جاٹوں کے قبضہ میں تھا۔ اور ان سے آگے دریائے گھارا تک جوہیا۔ دہیا۔ کائی اور سہا یا قوم کے راجپوتوں کی بہت سی چھوٹی چھوٹی ریاستیں تھیں۔ جن کا آج نام و نشان بھی باقی نہیں ہے۔ اور ان خاندانوں کے بہت سے افراد بعد کے زمانہ میں مسلمان ہو گئے۔ اور کئی ایک خاندان راٹھوروں اور بھاٹیوں کے ہاتھ سے نیست و نابود ہو چکے ہیں

۶۔ جیسلمیر کی ریاست بھاٹیوں کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ اور اس خاندان کو پنجاب سے آئے سات سو سال کے قریب گزر چکے تھے۔ اور بھاٹیوں کو یہ یقین نہ تھا۔ کہ یہ مٹھی بھر راٹھوڑ ترقی کرتے کرتے ان کے ملک تک بھی پھیل جائینگے۔

بھاٹیوں کے دکن کی طرف امرکوٹ میں سوڈا خاندان کے

دبائے۔ بیکانیر کی ریاست کے بغیر مالدیو نے کل ۸۴ پرگنے فتح کرلئے
اور ہر ایک پرگنہ میں قریباً تین سو ساٹھ دیہات تھے۔ مالدیو نے مختلف مقامات پر
قلعے تعمیر کروا کر فوج تعینات کردی۔ انہیں دنوں میں شیر شاہ سوری سے
شکست کھا کر ہمایوں بادشاہ مالدیو سے امداد حاصل کرنے کی غرض سے
جودھپور کی طرف چلا۔ راستہ میں پھلودی کے مقام پر وہ ٹھہرا۔ اس کے
ساتھیوں نے گائے ذبح کردی۔ اس لئے پھلودی کے حاکم نے ہمایوں
کو ریاست کی حدود سے باہر کیا۔ اور اس کے کئی آدمی مار دئے۔

بیکانیر کے راجہ جیت سی کا بھائی بھیم سنگھ۔ میرٹھ کا راجہ بیرم دیو
بھار مل والی جے پور سے نکالے ہوئے اسکرن اور ایسے ہی اور بھی
بہت سے راجگان جو اپنی ریاستیں کھو چکے تھے۔ شیر شاہ سوری کے
پاس شکایت لے کر گئے۔ اس نے سمت ۱۶۰۰ میں جودھپور چڑھائی کردی
اور دوسری وجہ یہ تھی۔ کہ اسے راجہ مالدیو کی یہ ترقی گوارا نہ تھی۔ جب
دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔ تو شیر شاہ نے ایک جعلی خط جودھپور
کے سرداروں کے نام لکھ کر راجہ کی فوج میں ڈال دیا۔ اور وہ
مالدیو کے ہاتھ آگیا۔ اس میں بغاوت کی تعلیم تھی۔ اس لئے مالدیو
اس کو سچ سمجھ کر کہ سردار بادشاہ سے ملے ہوئے ہیں۔ جودھپور کو
چلا گیا۔ سرداروں کو جب اس بات کا پتہ لگا۔ تو انہیں افسوس ہوا
اور بغیر اپنے مالک کے حکم کے شیر شاہ کی فوج کے ساتھ لڑتے ہوئے
مارے گئے۔ شیر شاہ کو اگرچہ اس لڑائی میں فتح حاصل ہوئی۔ لیکن
راجپوتوں کی بہادری کو دیکھ کر وہ دنگ رہ گیا۔ اور آگے بڑھنے کا حوصلہ
نہ کرسکا۔ اس نے کیمپ اٹھایا۔ اور دہلی کا راستہ لیا۔ سمت ۱۶۰۳ میں کلیان مل
نے بیکانیر کی ریاست واپس لے لی۔

راجہ مالدیو کے عہد حکومت میں راٹھوڑوں کو جو ترقی حاصل ہوئی

سورج مل حکمران بنایا گیا۔ لیکن اس کے بھائی بیکا جی نے ریاست کے حقوق وراثت کا جھگڑا کھڑا کر دیا۔ دراصل بڑا ہونے کی وجہ سے وہی راجہ ہونے کا استحقاق رکھتا تھا۔ لیکن سورج مل نے فساد مٹانے کی غرض سے تاج اور تلوار وغیرہ دیکر صلح کر لی۔ اور بیکانیر کی ریاست کا مالک بیکا جی کو قرار دیکر جودھ پور میں خود حکومت کرنے لگا۔ گانگا جی کے عہد میں اسکا چچا سنکا جی ریاست کا دعویدار کھڑا ہو گیا۔ اور اسنے ناگور کے نواب دولت خاں کو جو راٹھوڑوں کا سب سے بڑا دشمن تھا اپنا مددگار بنایا۔ لیکن لڑائی میں دولت خاں نے شکست کھائی اور ناگور کیطرف بھاگ گیا۔ بابر کی لڑائی میں اس نے مہارانا سنگرام سنگھ کو بہت مدد دی۔ اس کا بیٹا مال دیو راٹھوڑوں کی تواریخ میں سب سے مشہور حکمران ہوا ہے اس کو اپنی ریاست بڑھانے کا اچھا موقعہ مل گیا۔ کیونکہ دہلی کا بادشاہ ہمایوں گنگا کے نواحی علاقہ کو فتح کرنے میں مصروف رہا۔ مال دیو نے بہت سے سرحدی قلعے دبا لئے۔ دوسری طرف میواڑ کے مہارانا سنگرام سنگھ کے مرنے کے بعد اسے کوئی روکنے والا نہ رہا۔ اس لئے اس نے چاروں طرف اپنی ریاست کو بہت کچھ وسعت دی۔ مالدیو نے بیکانیر پر بھی قبضہ کر لیا۔ کلیان مل نے بھاگ کر شیر شاہ سوری کے پاس پناہ لی۔

بیکانیر پر قبضہ حاصل کر لینے کے بعد مال دیو نے دریائے لونی کے کنارے کنارے مہوبہ کا علاقہ فتح کر لیا۔ اور وہاں کے راجہ کو اپنا باجگزار بنایا۔ جودھ پور کے راٹھوڑوں اور جیسلمیر کے بھاٹیوں میں کئی پشتوں سے دشمنی چلی آتی تھی۔ اس لئے مال دیو نے پوکرن اور بیکم پور کے پرگنے بھاٹیوں سے چھین لئے۔ ان علاقہ جات کو قبضہ میں لیکر مالدیو نے اپنی عنان توجہ مشرق کی طرف پھیلائی۔ سانبھر۔ کاسلی۔ فتح پور اودے پور۔ چاٹسو۔ گمھان۔ ملارنا۔ ٹودرا اور ٹونک وغیرہ کئی پرگنے

وہ دے۔ اس نے جہانگیر کے جیتے جی تخت و تاج حاصل کرنے کے لئے کوشش جاری رکھی لیکن بادشاہ کے حکم سے گج سنگھ اور دوسرے راجاؤں نے اسے شکست دی۔ جہانگیر کے مرنے پر سمت ۱۶۸۴ میں شاہجہاں نے دہلی کے تخت و تاج کو زینت دی۔ گج سنگھ اظہار عقیدت کے لئے آگرہ میں گیا۔ اسے ڈر تھا۔ کہ بادشاہ گزشتہ واقعات سے ناراض ہوگا۔ لیکن شاہجہان کو راٹھوڑ کے وہ لفظ یاد تھے کہ میں تخت و تاج دہلی کا خادم ہوں۔ اس نے راجہ کا منصب بڑھا دیا۔ اور خوشنودی کا اظہار کیا۔ سمت ۱۶۸۶ میں خاندیس کے صوبہ دار خان جہان لودھی نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا لیکن گج سنگھ نے اس پر حملہ کر کے اسے شکست دی۔ اور سلطنت دہلی کی اطاعت منظور کروائی۔

گج سنگھ کا بڑا بیٹا امر سنگھ بہت دلاور اور شجاع تھا۔ وہ دکن کی لڑائیوں میں اپنے باپ کے ساتھ بہت خوش رہا۔ جب جنگ و جدل کا خاتمہ ہونے پر جودھ پور آیا۔ تو اس کی جوشیلی طبیعت نے نچلا نہ بیٹھے دیا۔ گھر میں ہی روزمرہ نئے فساد کھڑے کرنے لگا۔ ارکان سلطنت کے مشورہ سے گج سنگھ نے اسے جلاوطن کر دیا۔ اور وہ دہلی چلا آیا۔ شاہجہان نے اسے فوج میں ایک عہدہ دے دیا۔ اور ناگور کی جاگیر کا پٹہ لکھ دیا ایک دن دربار میں کسی بات سے ناراض ہو کر اس نے بخشی صلابت خان کو قتل کر دیا۔ بادشاہ نے ملامت کی۔ تو اس پر بھی تلوار کا وار کر دیا۔ شاہجہاں تخت سے کود کر بھاگ نکلا۔ کئی درباریوں نے اسے پکڑنے کی کوشش کی۔ لیکن جو سامنے آیا۔ امر سنگھ نے اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ پھر بڑے اطمینان کے ساتھ اپنے ڈیرے کو چلا۔ قلعہ کا دروازہ بند پایا۔ ایک کھڑکی کو توڑ کر اس سے نکلنے لگا۔ پیچھے سے اسکے سالے ارجن گوڑ نے بادشاہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے خیال سے تلوار کے [illegible] اس بہادر کو قتل کر دیا۔ اسکے ہمراہیوں کو پتہ لگا۔ تو بلو جی اور بھاؤ جی وغیرہ راٹھوڑ تلواریں سونت کر قلعے کی طرف چلے

وہ کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ لیکن اس کا بڑا بیٹا اودے سنگھ مغلوں سے زیادہ میل ملاپ رکھنے لگا۔ اس لئے مالدیو نے اسے جلاوطن کر کے چندرسین کو راجہ بنا دیا۔ اودے سنگھ دہلی میں اکبر سے جا ملا۔ اور اسکی مدد سے جودھ پور کا راجہ بن گیا۔ چندرسین نے عنان حکومت ہاتھ میں لیکر مغلوں سے ہمیشہ رقابت رکھی۔ اس لئے اکبر نے حملہ کر کے جودھ پور چھین کر اودے سنگھ کو دیدیا۔ اور چندرسین آخیر دم تک مسلمانوں سے لڑتا ہوا ہی مارا گیا۔ اودے سنگھ نے ریاست تو حاصل کر لی لیکن راٹھوڑ سرداروں سے اسکی ان بن رہی۔ اور اس کے دل کو کبھی اطمینان نصیب نہ ہوا۔ اس کا بیٹا سور سنگھ بھی اکبر کی ہی خدمات میں رہا۔ اور اس نے مغلیہ سلطنت کے بڑے بڑے کام کئے۔ بہت سے حکمرانوں کو فتح کر کے دہلی کی سلطنت کا باجگزار بنایا۔ اکبر نے اسے راؤ سرتان سنگھ والی سروہی پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ جو بادشاہی اطاعت سے منحرف ہو گیا تھا سور سنگھ نے اسے مغلوب کیا۔ اس کے بعد گجرات کے بادشاہ مظفرشاہ پر حملہ کیا۔ اس کو شکست دیکر تمام خزانہ چھین لیا۔ ایک کروڑ روپیہ اپنے لئے رکھ کر باقی سب دہلی بھیج دیا۔ اس کے بعد دکن پر فوج کشی کر کے بہت سی ریاستوں کو سلطنت دہلی کی باجگزار بنایا۔ سور سنگھ کے بیٹے گج سنگھ نے جہانگیر بادشاہ دہلی کے لئے کر کی گڈھ۔ گولکنڈہ۔ پرنالہ۔ گجن گڈھ۔ اسیر۔ اور ستارا وغیرہ علاقہ جات کو فتح کیا۔ سنہ ۱۶۲۳ء میں جہانگیر کے بیٹے شاہجہاں نے سلطنت دہلی پر قبضہ حاصل کرنے کی کوشش شروع کی اور گج سنگھ سے مدد کا طلبگار ہوا۔ لیکن راجہ نے کہا۔ میں تخت کا خادم ہوں۔ اور میرا کام یہ ہے۔ کہ تم کو گرفتار کر کے شاہ دہلی کے حوالے کر دوں۔ شاہجہاں بڑا بہادر اور عقلمند تھا۔ راٹھوڑ کا جواب سنکر وہ ذرا نہ گھبرایا۔ میواڑ کے سپہ سالار بھیم سنگھ اور مہابت خاں کی

حکم دیا۔ اورنگ زیب جسونت سنگھ سے سخت ناراض تھا۔ لیکن وہ اتنا ہوشیار تھا کہ بادشاہ کو بدلہ لینے کا موقعہ ہی نہ دیتا تھا۔ اورنگ زیب کبھی اسے گجرات میں اور کبھی دکن میں بھیجتا۔ لیکن راٹھور جہاں جاتا۔ وہاں شاہی کام کرتا۔ اورنگ زیب نے بہت کچھ سوچ کر جسونت سنگھ کو افغانستان میں بھیج دیا۔ وہاں دہلی کی طرف سے جو صوبہ دار جاتا۔ افغان سب کو قتل کر دیتے۔ جسونت سنگھ نے ان کو درست کر دیا۔ اور آٹھ سال ان پر حکومت کرتا رہا

جسونت سنگھ اپنے بیٹے پرتھوی راج کو ملک کے انتظام کے لئے جودھپور چھوڑ گئے۔ اورنگ زیب نے دربار میں بلاکر اپنے پاس رکھا۔ اور زہر دیکر اسے مار دیا۔ دو لڑکے کابل میں مر گئے۔ اب کوئی اولاد نہ رہی۔ اورنگ زیب نے ایک خلعت تازہ زہر آلود کرکے بھیجا۔ جسونت سنگھ اسے پہن کر بیمار ہوگیا اور مر گیا۔ اسکی ایک رانی سات ماہ کی حاملہ تھی۔ راٹھور سردار اس کو لے کر دہلی کو روانہ ہوئے۔ راستہ میں اجیت سنگھ پیدا ہوا۔ دہلی پہنچکر اورنگ زیب نے اسے گرفتار کرنا چاہا۔ لیکن سرداروں نے تلواریں سونت لیں۔ اور بازاروں میں بادشاہی فوج کو قتل کرکے نکل گئے۔ اجیت سنگھ کو اردلی پربت میں چھپاکر پرورش کا انتظام کر دیا۔ ادھر اورنگ زیب نے جودھپور کی طرف کوچ کیا۔ خود اجمیر میں ڈیرہ لگایا۔ اور شاہزادہ اکبر کو ستر ہزار فوج دے کر جودھپور بھیجا۔ لیکن راٹھوروں اور سیسودیوں نے اکبر کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ اسے کہا۔ اورنگ زیب کو تخت و تاج سے بیدخل کرکے تمہیں دہلی کا بادشاہ بنا دینگے۔ یہ مشورہ کرکے راٹھور سیسودے اور اکبر اجمیر کو روانہ ہوئے۔ تاکہ اورنگ زیب کو حکومت سے علیحدہ کر دیں۔ جب نزدیک پہنچے۔ اکبر کے سپہ سالار تہور خاں نے رات کو بھاگ کر اورنگ زیب کو اطلاع دیدی۔ اور ایک خط بادشاہ سے لکھوا کر راجپوتوں کی فوج میں پھینک دیا۔ جس کا

اور چور استہ میں آیا۔ سب کو قتل کرتے امر سنگھ کی لاش کو
نکال لائے۔ بڑی عزت کے ساتھ سنسکار کیا۔ گج سنگھ کے بعد جسونت سنگھ
نے جودھ پور کی راجگدی کو زینت دی۔ شاہجہان اس پر بہت مہربان
تھا۔ اسے کابل میں اپنے ساتھ لے گیا۔ واپس آکر گونڈوانہ کو بھیجا۔
اس علاقہ کو فتح کرکے دہلی کی قلمرو میں شامل کیا۔ شاہجہان کے بیمار ہونے پر
اس کے بیٹوں میں تخت و تاج کی بابت نزاع پیدا ہوا۔ تو بادشاہ
نے اورنگ زیب اور مراد کو روکنے کے لئے جسونت سنگھ کو حکم دیا۔ اس نے
اجین کے قریب ان کا مقابلہ کیا۔ ایک تو اورنگ زیب اور مراد کی فوجوں
کو ملنے کا موقعہ دے دیا۔ دوسرے بادشاہی فوج کے بڑے بڑے افسر
جو جسونت سنگھ کے زیر کمان تھے۔ اورنگ زیب سے مل گئے۔ اس سے جسونت سنگھ
نے شکست کھائی اور جودھ پور کو پھر بھاگ گیا۔ وہ زخموں سے چور ہو رہا تھا۔
اورنگ زیب نے تخت حاصل کرکے شجاع پر حملہ کیا۔ جسونت سنگھ کا پہلا
قصور معاف کرکے اپنے ساتھ لیا۔ الہ آباد کے قریب پہنچکر ڈیرے لگا دیئے۔
صبح کو شجاع کے ساتھ لڑنا تھا۔ رات کو اورنگ زیب کا کیمپ لوٹ کر جسونت سنگھ
جودھ پور کو بھاگ آیا۔ بادشاہ نے اس قصور پر بھی چشم پوشی کی۔ دارا شکوہ
نے گجرات سے دہلی پر حملہ کرنے کی تیاری کی۔ اورنگ زیب نے
جسونت کو گجرات کی صوبہ داری دیکر راضی کر لیا۔ اور اس حکمت عملی سے
دارا شکوہ کو شکست دی۔ اورنگ زیب نے جسونت سنگھ کو شائستہ خان
کے ہمراہ سیواجی مرہٹہ کو گرفتار کرنے کے لئے بھیجا۔ لیکن وہ سیواجی
سے مل گیا۔ اور شائستہ خاں کو قتل کروا دیا۔ اورنگ زیب نے
جسونت سنگھ کو شاہزادہ معظم کے ساتھ دکن میں بھیجا تو وہاں اسے ورغلایا
کہ یہاں آزاد حکومت قائم کرلو۔ لیکن اورنگ زیب نے اس بات کی
اطلاع ملنے پر فوراً ہی معظم کو واپس بلایا۔ اور جسونت سنگھ کو جودھ پور جانیکا

(۷۲) ریاست مہلوگ

۱ تم چند	۱۹ پرتھیپن چند
۲ گرتھا چند	۲۰ بھرت چند
۳ سرن چند	۲۱ رام چند
۴ سبھ چند	۲۲ امر چند
۵ کام ذہینو چند	۲۳ اودے چند
۶ دھرم چند	۲۴ نروہن چند
۷ بیر چند	۲۵ کرشن چند
۸ شبیش چند	۲۶ گوردواس چند
۹ سہ چند	۲۷ ناہر چند
۱۰ نیبن چند	۲۸ اودے چند
۱۱ ابھے چند	۲۹ گھمنڈ چند
۱۲ سین چند	۳۰ پرتھی چند
۱۳ سکھ پال چند	۳۱ خوشحال چند
۱۴ گرب دیو چند	۳۲ سنسار چند
۱۵ گیان چند	۳۳ دیپ چند
۱۶ سروپ چند	۳۴ رگھوناتھ چند
۱۷ بھیم چند	۳۵ سری ہتاکر درگا چند صاحب
۱۸ پرتھی چند	والی حال

اس ریاست کے فرمانروا سورج بنسی راجپوت ہیں۔ مہلوگ
پر قابض ہونے سے پہلے سہارنپور پر حکومت کرتے تھے شہاب الدین

مفہوم یہ تھا۔ کہ اکبر اورنگ زیب سے ملا ہوا ہے۔ اور وہ راجپوتوں کو دھوکا سے مروانا چاہتا ہے۔ اس خط کو دیکھکر راجپوت اکبر کا ساتھ چھوڑ کر واپس لوٹ گئے۔ جب اکبر کو اس بات کا پتہ لگا۔ وہ جودھ پور آیا۔ اور اصلیت سے انہیں آگاہ کیا۔ اپنے بال بچوں کو جودھ پور چھوڑ کر وہ بادشاہ کے خوف سے دکن کو بھاگ گیا۔

ریاست جودھ پور پر اورنگ زیب کا قبضہ تھا۔ راٹھوڑ سردار مسلمان حاکموں سے لڑتے بھڑتے رہے۔ اور انہیں آرام سے نہ بیٹھنے دیا۔ راجپوت بادشاہی سپاہ کو قتل کرتے رہے۔ اور دہلی سے نئی سپاہ آتی رہی برسوں تک یہی حالت رہی۔ مسلمانوں نے سخت ظلم کئے۔ مندر توڑ ڈالے لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم رکھا اور ہندوؤں کو جبراً مسلمان بناتے رہے درگا داس راٹھوڑ اجیت سنگھ کی حفاظت پر مامور تھا۔ اورنگ زیب نے اسے بڑے بڑے لالچ دئے۔ کہ وہ اجیت سنگھ کو اسکے حوالے کر دے ایک دفعہ جودھ پور کا آدھا راج دینے کا وعدہ کیا۔ اور آٹھ ہزار اشرفی بھی درگاہ داس نے اپنے آقا کی پرورش کے لئے اشرفیاں رکھ لیں اور باقی باتیں ایک کان سے سنیں۔ دوسرے سے اڑا دیں۔

اورنگ زیب کے دل میں فکر پیدا ہوا۔ کہ اجیت سنگھ اب جوان ہو گیا ہے۔ کہیں صفیت النسا کی بے عزتی نہ کرے۔ جسکو اکبر دکن کو جاتے ہوئے بلند اختر کے ساتھ راٹھوڑوں کی پناہ میں چھوڑ گیا تھا۔ بادشاہ راجپوتوں کے دھرم اور اخلاق کی اہمیت سے واقف نہ تھا۔ اس نے اس نکر سے درگا داس کو لکھا۔ کہ اکبر کی بیٹی اور لڑکے کو دہلی بھیج دو۔ درگا داس نے یہ وعدہ لیکر اکبر کے قصور کے بدلے بلند اختر کو تکلیف نہ دیگا۔ اور دوسرے شاہزادوں کی طرح عزت رکھیگا۔ دونوں کو دہلی بھیج دیا۔ شاہزادی صفیت النسا نے راجپوتوں کی شرافت اور سلوک کے حالات بتلائے۔

باعث مورخوں کی یاد سے فراموش ہو گئے

ریاست بگھاٹ

۱ ہری چند	۱۹ گردھر پال
۲ بل بھدر پال	۲۰ بلدیو پال
۳ ہنس پال	۲۱ برج باہن پال
۴ اودے پال	۲۲ بسنت دیو پال
۵ کشیتر پال	۲۳ دیو دھرم پال
۶ پرکشت پال	۲۴ کرپال پال
۷ باسکی پال	۲۵ رام سرن پال
۸ اونکار پال	۲۶ جگت جیت پال
۹ جیوانی پال	۲۷ گندھرپ پال
۱۰ بھوج پال	۲۸ امرت پال
۱۱ رن بیر پال	۲۹ بکرم پال
۱۲ پرتھم پال	۳۰ گندھرب سین
۱۳ سوہن پال	۳۱ سورج پال
۱۴ ہری کشن پال	۳۲ چندر پال
۱۵ مہانند پال	۳۱ کنور پال
۱۶ اندر پال	۳۲ کیدار پال
۱۷ دھرم پال	۳۵ ہمیر پال
۱۸ مہدیو پال	۳۶ اوت کیرت پال

محمد غوری نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ تو راجہ سرل پال والی سہارنپور اس کے خلاف لڑتا ہوا مارا گیا۔ اور یہ ریاست اس کی اولاد کے ہاتھ سے جاتی رہی۔ سرل پال کی چوتھی پشت میں جگت چند نے اپنی قوت بازو سے ریاست پر پھر قبضہ کر لیا۔ سمت ۱۲۵۷ میں جگت چند کے مرنے پر اسکے بیٹے ہری چند نے دریائے جمنا سے کھڈ مائیڈ پٹہ صدر گاہ حال تک کل ملک قبضہ میں کر لیا۔ جس کی سالانہ آمدنی نولاکھ روپیہ سالانہ تھی۔ سمت ۱۲۶ میں اس نے مہاراجہ کا خطاب اختیار کیا اور جبدارنہ کو اپنی صدر گاہ قرار دے کر حکومت کرنے لگا۔ ہری چند کی ۲۵ ویں پشت میں مہاراجہ سکھ پال چند نے بوجہ سادہ لوحی انتظام ریاست اپنے ماموں راجہ سرمور کے حوالے کر دیا۔ اور اس نے دہلی کے بادشاہ جہانگیر کے ساتھ سازش کر کے سوائے پرگنہ نالہ اور دون کے سمت ۱۵۵ میں باقی تمام علاقہ اپنی ریاست کے ساتھ ملحق کر لیا۔ جب جہانگیر نے پنجوڑ میں جو اب ریاست پٹیالہ میں واقعہ ہے۔ محلات تعمیر کروا کر رہائش اختیار کی۔ تو اس کے ظلم سے تنگ آ کر سکھ پال چند نے کوٹ مہلوگ کو اپنی صدر گاہ بنایا جو اب تک چلا آتا ہے۔

ٹھاکر سنسار چند کو گورکھوں نے ریاست سے نکال دیا اور اس نے رام سرن راجہ نالہ گڈھ کے پاس پناہ لی سنہ ۱۸۱۵ میں سرکار انگریزی نے اسے ریاست پر بحال کر دیا۔ ٹھاکر بھوانی چند صاحب بڑے ہر دلعزیز اور نامی حکمران ہوئے۔ اب ان کے فرزند ٹھاکر درگا چند صاحب حکمران ہیں۔

اس ریاست کا نسب نامہ بھی مکمل نہیں مل سکا۔ راجہ ہری چند اور اتم چند کے درمیان کے ۲۲ راجگان کے نام امتداد زمانہ کے

خاندان کا مورث اعلیٰ ہری چند دھار انگری سے پنجاب میں آیا۔ اس نے پرگنہ کیونٹھل کے محالن وار کو قتل کر کے اپنا قبضہ جمایا۔ اس کی تیسری پشت میں رانا ہنس پال نے بھدولی۔ بسا ہلی اور بھوپالی زمین پرگنے اور فتح کر لئے۔ بعد ازاں رانا بھوانی پال نے بچھر انگ [illegible] اندرکوٹلی اور رانا اندرپال نے ہامل۔ گماڑ اور ٹکسال کے تین پرگنے دبا کر اپنے مقبوضات کو وسعت دی۔ اس وقت اس ریاست کے اندر بارہ گھاٹ موجود تھے۔ اس لئے اس کا نام بگھاٹ مشہور ہوا۔ گورکھوں کی بارہ سالہ حکومت کے دوران میں مہندر سنگھ رانا بگھاٹ بلا غدش اپنی ریاست پر قابض رہا۔ کیونکہ یہ راجہ بلاسپور کا رفیق تھا۔ جس کی ترغیب سے گورکھوں نے جمنا پار تک اپنی فتوحات کو وسعت دی تھی۔ جنرل اختر لونی نے گورکھوں کو یہاں سے نکالا۔ تو مہندر سنگھ اپنے دوستوں کا طرفدار رہا۔ اس لئے سرکار انگریزی نے اسکے پانچ پرگنے چھین کر مہاراجہ پٹیالہ کو دے دئے۔ اور باقی تین پرگنے ۱۸۳۹ء میں رانا مہندر سنگھ کے لاولد مرنے پر انگریزوں نے ضبط کر لئے۔ لیکن ۱۸۴۲ء میں لارڈ ایلن برا نے امید سنگھ کی درخواست پر جو مہندر سنگھ کا چچازاد بھائی تھا۔ بجے سنگھ کو یہ ریاست دیدی۔ جو مہندر سنگھ کا حقیقی بھائی تھا۔ ۱۸۴۹ء میں بجے سنگھ کے مرنے پر ریاست پھر ضبط ہو گئی۔ اور امید سنگھ نے اب اپنے لئے دعوے کیا۔ ایک وکیل انگلستان بھیجا اور مسٹر آئزک بٹ مشہور بیرسٹر کو وکالت کے لئے مقرر کیا۔ آخر کار ۱۸۶۰ء میں لارڈ کیننگ نے سفارش کی۔ کہ امید سنگھ کا دعوے منظور ہونا چاہئے۔ اور دوسرے سال یہ سفارش منظور ہو گئی۔ لیکن یہ خوش خبری سننے کے چند گھنٹے بعد جس کا وہ تیرہ برس سے منتظر تھا۔ اس دنیا سے چل دیا۔ اس لئے اس کا

۳۷ سورن گیشتر پال	۵۸ ہنس پال
۳۸ سجے پال	۵۹ سنت پال
۳۹ سرنید پال	۶۰ رتن پال
۴۰ امرت پال	۶۱ برہم پال
۴۱ سہسر پال	۶۲ کیرت پال
۴۲ بسنت پال	۶۳ ابھے پال
۴۳ موہن پال	۶۴ چندر پال
۴۴ انگد پال	۶۵ دھرم پال
۴۵ روی پال	۶۶ شام پال
۴۶ کنور پال	۶۷ نرائن پال
۴۷ سندھی پال	۶۸ جمنی باہن پال
۴۸ دیپ پال	۶۹ کرم پال
۴۹ بجے پال	۷۰ شارنگ دھر پال
۵۰ جگت پال	۷۱ فتح پال
۵۱ روپ پال	۷۲ رگھوناتھ پال
۵۲ ہیم پال	۷۳ دبیل پال
۵۳ ابھے پال	۷۴ مہندر پال
۵۴ دھرم پال	۷۵ بجے پال
۵۵ بیر پال	۷۶ امید پال
۵۶ بین پال	۷۷ دیپ سنگھ
۵۷ جین پال	۷۸ سری رانا درگا سنگھ صاحب والی حال

یہ ریاست پرمار راجپوتوں کے قبضہ اقتدار میں ہے - اور اس

۱۱	بجے چند	۲۵	پراگ چند
۱۲	سبھل چند	۲۶	بلار چند
۱۳	سندھو چند	۲۷	دھرم چند
۱۴	زرپال چند	۲۸	جوگ چند
۱۵	دیوی چند	۲۹	بھگت چند
۱۶	سہدیو چند	۳۰	رتن چند
۱۷	ہرپال چند	۳۱	اودے چند
۱۸	ہری چند	۳۲	انگد چند
۱۹	جاجو چند	۳۳	اجپال چند
۲۰	سپورن چند	۳۴	سنسار چند
۲۱	چندن چند	۳۵	لال چند
۲۲	عالم چند	۳۶	مہتاب چند
۲۳	ادھون چند	۳۷	خوشحال چند
۲۴	اتم چند	۳۸	اہنا سنگھ

۳۹ سری رانا اندر سنگھ حال

یہ ریاست ڈڈوال راجپوتوں کے قبضہ میں رہی ہے۔ جن کا مورث اعلیٰ رانا جودھ چند معہ اپنے برادران ہر بیسر۔ سارنگ چند۔ کپور چند اور جنج پال کے گڑھ مکتیسر سے پنجاب کی طرف آیا۔ کپور چند لالان کو فتح کرکے روپڑ کا محاصرہ کیا۔ بعد فتح پانے کے اس کی حکومت پر اپنے بھائی ہر بیسر کو تعینات کیا۔ اور خود ستلج کو عبور کرکے سروپہ پر فوج کشی کی وہاں کے راجہ ہری چند کو جو پرمار خاندان سے تھا۔ قتل کرکے کوہستان پرگل پر اپنا تسلط جما دیا۔ سارنگ چند کو سروپہ۔ جنج پال کو جیجوں اور کپور چند کو کنگڑت کا علاقہ جاگیر میں دیا۔ اور خود گڑھی مانسوال آباد

بیٹا و لیپ سنگھ رانا بنایا گیا۔ جس کی عمر اس وقت صرف دو برس کی تھی۔
پرگنہ کسولی جہاں اب چھاؤنی ہے۔ ۱۸۳۲ء میں رانا بگھاٹ کو
پانچ ہزار روپیہ نقد اور پانچ سو روپیہ سالانہ دے کر خرید لیا تھا۔ لیکن
جب ۱۸۶۱ء میں ریاست واپس دی گئی۔ تو یہ شرط نہیں رکھی گئی
۱۸۶۳ء میں وہ زمین جہاں اب سولن کی چھاؤنی ہے۔ پانچ سو روپیہ
سالانہ پر رانا صاحب سے لی گئی تھیں اور ان کا خراج بھی دو ہزار روپیہ
سے گھٹا کر ۳۰۶ روپیہ سالانہ کر دیا گیا تھا۔ جب یہ ریاست ضبط کی گئی
تھی۔ تو جرنیل انہیں نے اس ریاست کے بڑے حصے کے حقوق
مالکانہ خرید لئے تھے۔ اور رانا صاحب نے یہ حقوق ۳۵ ہزار روپیہ
دیکر واپس لئے۔

رانا و لیپ سنگھ صاحب بڑے تعلیم یافتہ۔ ہر دلعزیز اور
خیر خواہ خلائق تھے۔ انہوں نے بہت نرمی اور انصاف کے ساتھ
حکومت کی اور رعایا کو ہر طرح سے آرام میں رکھا۔ اب سری رانا درگا سنگھ
صاحب ان کے جانشین بھی نہایت عادل۔ رحمدل۔ اور رعیت کے
دل و جان سے خیر خواہ ہیں۔

(۴۷) ریاست گڈھی مانسوال

۱	جودھ چند	۶	باسل چند
۲	امبیر چند	۷	بیر چند
۳	گنج چند	۸	گگن چند
۴	شرن چند	۹	ڈوڈ چند
۵	شالباہن چند	۱۰	مان چند

۳	کیرنو سمت ۱۲۷۵	۱۳	باسدلو سمت ۱۶۴۵
۴	کھنگھو سمت ۱۳۰۰	۱۴	جگت سنگھ سمت ۱۶۶۵
۵	جھگڑپال سمت ۱۳۲۵	۱۵	راج روپ سمت ۱۷۰۷
۶	جس پال سمت ۱۳۷۰	۱۶	مان دھاتا سمت ۱۷۲۲
۷	کیلاس سمت ۱۴۱۷	۱۷	دیا دھاتا سمت ۱۷۶۲
۸	ناگ پال سمت ۱۴۵۵	۱۸	پرتھی سنگھ سمت ۱۸۱۶
۹	فتح چند سمت ۱۴۹۵	۱۹	بیر سنگھ سمت ۱۸۶۷
۱۰	بھیلو سمت ۱۵۳۰	۲۰	جسونت سنگھ سمت ۱۹۰۳
۱۱	بخت مل سمت ۱۵۷۰	۲۱	سری راجہ گگن سنگھ صاحب گدی نشین حال سمت ۱۹۵۷
۱۲	پہاڑ مل سمت ۱۶۱۰		

راجہ اننگ پال سوم والی دہلی کا چھوٹا بھائی رانا جھپال دلی سے چلکر پنجاب کی طرف آیا اور دوآبہ جالندھر میں تھوڑے دن قیام کرکے دریائے بیاس کو عبور کیا۔ کرنک خاں پٹھان کو قتل کرکے اس کا مالک وبا بیٹھا۔ اور پٹھانکوٹ کو اپنی صدر گاہ قرار دے کر حکومت کرنے لگا۔ اس کا دوسرا نام رانا بھیٹ بھی تھا۔ راجہ کھکھ اور جھگڑ مل نے گرد و نواح کے علاقہ جات کو فتح کرکے اپنی ریاست کو بہت کچھ وسعت دی۔ راجہ جس پال نے علاؤالدین خلجی کی طرف سے پنجاب میں بڑے بڑے نمایاں کام انجام دئے۔ اور اس کے صلہ میں بہت سا علاقہ حاصل کرکے اپنی حدود سلطنت کو بڑھایا۔ راجہ کیلاس کے عہد میں تاتار خاں حاکم خراسان نے پنجاب پر فوج کشی کی اور بادشاہ دہلی کی طرف سے کیلاس نے اسے ۲۲ دفعہ شکست دی۔ راجہ بھیلو نے سکندر لودھی کے لئے بہت سا علاقہ فتح کرکے سلطنت دہلی میں ملایا۔ راجہ باسدیو نے پٹھانکوٹ کو

کرنے کی حکومت کرنے لگا۔ ان چار ریاستوں میں سے اب صرف گڈھی مانسوال
اور کٹگرست کی جاگیریں برائے نام اس خاندان کی بطور یادگار باقی
رہ گئی ہیں۔ گڈھ شنکر بھی اسی خاندان کے ایک راجکمار شنکر داس
نے آباد کیا۔ لیکن جلدی ہی گھوڑے واہے راجپوتوں نے شنکر داس
کو قتل کرکے اس پر اپنا قبضہ جمایا۔

کئی صدیوں تک گڈھی مانسوال کے رانا آزادانہ طور پر حکومت
کرتے رہے۔ لیکن اٹھارھویں صدی کے آغاز میں جسوال راجاؤں
نے انہیں اپنا باجگزار بنا لیا۔ ۱۷۵۹ء میں جسوالوں کو ہری سنگھ سیالیہ
نے بہت دبایا۔ تو انہوں نے مانسوال سے جو خراج وصول کرتے
تھے۔ آدھا دینا کرکے سردار مذکور سے صلح کر لی ۱۸۰۳ء میں راجہ
سنسار چند والی کانگڑہ نے جسوال پر حملہ کیا۔ تو رانا مانسوال
جسوالوں کے ساتھ شریک ہوا اور انہیں کامیابی ہوئی۔ اور سنسار چند
نقصان اٹھا کر واپس گیا۔ ۱۸۲۶ء میں انگریز آئے تو لال سنگھ کو
یہاں کا جاگیردار تسلیم کیا گیا۔ رانا بھینا سنگھ جو ۱۸۱۸ء میں گدی نشین
ہوئے۔ نہایت ہی خوش خلق۔ ذی فہم اور بارسوخ سردار تھے
اب ان کے فرزند رانا اپندر سنگھ صاحب اپنی جاگیر پر قابض ہیں
چونکہ یہ شاہی راجپوت خاندان تسلیم کیا گیا ہے۔ اس لئے وراثت
کے قاعدہ کے مطابق جو گھرانے میں بڑا ہوتا ہے۔ وہی جاگیر کا
مالک بنتا ہے۔

۵۔ ریاست نورپور

۱ بھیٹ سمت ۱۲۴۰ ۲ رام سمت ۱۲۶۵

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ساتھ ہمارے دوستانہ تعلقات ہیں۔ اور انہیں تمہارے یہاں رہنے پر اعتراض ہے۔ چنانچہ بیر سنگھ ارکی میں چلا گیا۔ اور جب رنجیت سنگھ بیمار ہوا۔ تو بھیس بدل کر نورپور چلا آیا۔ اور ریاست پر قبضہ حاصل کرنے کی کوشش کرنے لگا۔ دربار لاہور کی طرف سے سردار روپ سنگھ بہت سی فوج لے کر یہاں آیا اور بیر سنگھ کو شکست دیکر چمبہ کی طرف بھگا دیا۔ راجہ چمبہ نے اسے سکھوں کے حوالے کر دیا۔ اور قلعہ گوبند گڈھ میں قید کیا گیا۔ لیکن بعد ازاں راجہ چمبہ نے سکھوں کو ۸۵ ہزار روپیہ دیکر رہا کرایا۔ رنجیت سنگھ نے اسے کٹھلور کی جاگیر دینی چاہی۔ مگر اُسنے منظور نہ کی۔ کیونکہ اسے اپنی قدیمی ریاست کے بغیر کوئی چیز خوش نہ کر سکتی تھی۔ سکھوں نے اسکے نابالغ بیٹے جسونت سنگھ کو صرف چھ ہزار کی جاگیر دی۔ ۱۸۴۶ء میں جب سکھ اور انگریز باہم لڑ رہے تھے۔ تو بیر سنگھ نے پھر کوشش شروع کی اور اسی کوشش میں وہ مر گیا مرتے وقت یہ خوش خبری سن لی۔ کہ اس کے دشمن انگریزوں سے ہار گئے ہیں۔

راجہ جسونت سنگھ ابھی نابالغ تھا۔ اور انگریز اسکی ریاست کے متعلق غور کر رہے تھے۔ کہ اسکے وزیر رام سنگھ نے دوسرے لوگوں کے ساتھ ملکر بغاوت کر دی۔ جو ۱۸۴۸ء میں واقعہ ہوئی۔ وزیر رام سنگھ نے اس بغاوت میں انگریزوں کا بہت نقصان کیا۔ لیکن نابالغ راجہ اس امر کا ہرگز ذمہ وار نہ ہو سکتا تھا۔ تاہم ریاست نورپور انہیں واپس نہ مل سکی۔ صرف جاگیر میں برائے نام تھوڑا سا اضافہ کر دیا گیا۔ اب اس جاگیر پر راجہ گگن سنگھ صاحب قابض ہیں۔ اور انہیں کچھ جوڈیشل اختیارات بھی ملے ہوئے ہیں۔

چھوڑ کر نور پور کو اپنی صدرگاہ بنایا۔ اکبر کی جو سپاہ بنگال فتح کرنے کو گئی اس میں یہ شامل تھا۔ اسکے جانشین راجہ جگت سنگھ نے اپنے مقبوضات کو بہت کچھ بڑھایا۔ جہانگیر کی بیگم نورجہاں نے نور پور کی جگہ کو پسند کرکے اپنی رہائش کے لئے یہاں محلات تعمیر کروانے شروع کر دئے۔ راجہ جگت سنگھ نے اپنی بے بسی کا خیال کرکے ایسے مزدور لگائے۔ جو بدصورت اور گھینگا کی بیماری والے تھے نورجہاں نے وجہ پوچھی۔ تو راجہ نے کہا۔ یہاں کی آب و ہوا ازحد خراب ہے۔ اسپر بیگم نے وہاں رہائش کا ارادہ ترک کر دیا جہانگیر کسی بات سے جگت سنگھ پر ناراض ہو گیا۔ اس لئے نواب لودھی خاں کو اسے زیر کرنے کیلئے بھیجا۔ لودھی خاں مارا گیا۔ تو راجہ نے دربار دہلی میں حاضر ہو کر شاہی خوشنودی حاصل کر لی۔ اور کابل کی مہم پر بھیجا گیا۔ اس نے بلخ۔ بدخشاں اور کابل کو فتح کرکے دہلی کے بادشاہ کے مقبوضات کو وسعت دی۔ اسکے بیٹے راج روپ کو شاہجہان نے ہفت ہزاری کا منصب دیا۔ اور کابل میں بھیجا۔ وہاں اس نے بغاوت کو دور کیا۔ حاصل کلام راجگان نور پور کی تمام عمر شاہان دہلی کی خدمت میں گذری۔ مغلیہ سلطنت کمزور ہوئی اور پنجاب میں سکھوں کا جھنڈا لہرانے لگا۔ انہوں نے دربار لاہور کی متابعت کی۔ لیکن راجہ بیر سنگھ والی نور پور مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ظلم و ستم کا نشانہ بن گیا۔ مہاراجہ نے ایک ذرا سی ناراضگی کے بدلے اس پر اتنا تاوان لگایا۔ کہ وہ پوجا کے برتن فروخت کرکے بھی ادا نہ کر سکا لاچار اپنی ریاست سے نکل کر چمبہ میں چلا گیا۔ لودھیانہ میں بیٹھکر مہاراجہ رنجیت سنگھ کے خلاف شاہ شجاع کے ساتھ منصوبے گانٹھنے لگا۔ مہاراجہ نے انگریزوں سے شکایت کی۔ تو سرکار نے اسے کہا۔

۱۴	بے چند	۴۶	تیغ چند
۴۲	گوگے چند	۴۷	دیال چند
۴۳	بھوپال چند	۴۸	گجندر چند
۴۴	شمشیر چند	۴۹	بدری چند
۴۵	کشور چند	۵۰	سری راجہ کیدار چند والی حال

یہ ریاست مہاراجہ صاحب جموں و کشمیر کی باجگذار ہے۔ اس کا مورث اعلیٰ گمبھیر چند چندیری کے راجہ گوبند چند کا بھائی تھا۔ جس نے اس ملک میں آکر ریاست چھنبی کی بنیاد ڈالی اور اس کی اولاد نسلاً بعد نسلاً یہاں حکومت کرتی رہی۔ یہاں کا راجہ شمشیر چند مہاراجہ رنجیت دیو والی جموں کا ہمعصر تھا۔ سمت ۱۸۱۲ میں رنجیت دیو نے بجراج دیو کو کانگڑہ فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ تو شمشیر چند بھی اس کے ہمراہ گیا۔ اور کٹوچوں کو مغلوب کرکے واپس آئے۔ اس کا ذکر بجراج پنجاسیکہ نامی کتاب میں مندرج ہے۔ اسے پرتھی سنگھ والی نور پور نے قتل کر دیا۔

جب راجہ سوچیت سنگھ کو رام نگر کا علاقہ ملا۔ اور انہوں نے ریاست چھنبی کا بھی کچھ علاقہ دبا لیا۔ تو راجہ دیال چند نے جنگ کی۔ لیکن خالصہ فوج سے شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اور قلعہ شب گڈھ میں اپنے عیال و اطفال کو چھوڑ کر دربار لاہور میں فریادی ہوا۔ اُدھر راجہ سوچیت سنگھ نے اسکے محلات جلا دئے۔ اور کل علاقہ چھنبی کو اپنی ریاست رام نگر میں شامل کر لیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے اس کی درخواست منظور کرکے مہاراجہ گلاب سنگھ کے نام حکم جاری کیا۔ کہ ریاست چھنبی دیال چند کو دی جائے۔ دیال چند نے مہاراجہ گلاب سنگھ کے پاس آکر اطاعت منظور کر لی۔ اور ریاست پر قبضہ حاصل کیا۔ اس وقت سے راجگان

۷۶ ریاست چلہنی

۱ گمبھیر چند ۲۱ سوشیل چند
۲ امر چند ۲۲ ہمیر چند
۳ سنسار چند ۲۳ بھومی چند
۴ ابھیر چند ۲۴ اودے چند
۵ پورب چند ۲۵ دیوک چند
۶ بھوپ چند ۲۶ دیپ چند
۷ نرسنگھ پال ۲۷ گنگا رچند
۸ اگم پال ۲۸ ہاہی چند
۹ سدھ پال ۲۹ گن چند
۱۰ ہٹھی پال ۳۰ امیر چند
۱۱ گیان پال ۳۱ مدن چند
۱۲ ابھے پال ۳۲ اگم چند
۱۳ سپال ۳۳ سوہن چند
۱۴ دھرم پال ۳۴ ہمیر چند
۱۵ دیوی پال ۳۵ ببیر چند
۱۶ دریودھن پال ۳۶ بلال چند
۱۷ جودھ پال ۳۷ بلاڈل چند
۱۸ ہری پال ۳۸ انرودھ چند
۱۹ بجر پال ۳۹ گرڑ چند
۲۰ بھگت چند ۴۰ سین چند

۳۷ دیوی چند سمت ۱۷۹۸ ۔ ۴۰ جگت چند سمت ۱۸۹۵

۳۸ مہاں چند سمت ۱۸۳۷ ۔ ۴۱ ہیرا چند سمت ۱۹۰۰

۳۹ کھڑک چند ۔ ۴۲ امر چند سمت ۱۹۳۵

۴۳ سری راجہ بجے چند صاحب بہادر والی حال سمت ۱۹۴۱

چندیری کے راجہ گوبند چند کے بھائی بیر چند نے ریاست بلاسپور کی بنیاد ڈالی۔ اس وقت اس علاقہ میں بارہ چھوٹے چھوٹے راجہ حکومت کرتے تھے۔ بیر چند نے ان سب کو بزور شمشیر فتح کرکے اپنا باجگزار بنایا اور ان سے سالانہ خراج بتفصیل ذیل لینا شروع کیا۔

۱	ریاست باگھل	۱۰۰۰	روپے
۲	ریاست بگھاٹ	۱۰۰۰	روپے
۳	ریاست کیونتھل	۳۰۰۰	روپے
۴	ریاست منگل	۱۰۰	روپے
۵	ریاست بیجہ	۱۰۰	روپے
۶	ریاست بھجی	۷۰۰	روپے
۷	ریاست مہلوگ	۷۰۰	روپے
۸	ریاست دھامی	۳۰۰	روپے
۹	ریاست کوٹھار	۱۰۰	روپے
۱۰	ریاست کوٹ کھائی	۲۰۰	روپے
۱۱	ریاست کنہیار	۱۰۰	روپے
۱۲	ریاست نہرسے	۱۰۰	روپے
۱۳	ریاست بلسن	۳۰۰	روپے
	کل میزان	۷۷۰۰	روپے

جموں کے ساتھ ان کے تعلقات دوستانہ چلے آتے ہیں۔ آجکل راجہ کیدار چند صاحب حکمراں ہیں۔ جو بڑے قابل اور اچھے منتظم ہیں۔

(۷۷) ریاست بلاسپور

نمبر	نام	نمبر	نام
۱	بیر چند سمت ۷۵۲	۱۹	دیو چند سمت ۱۳۰۸
۲	ادھرن چند سمت ۷۸۶	۲۰	عالم چند سمت ۱۳۱۶
۳	جیس کرن سمت ۸۱۰	۲۱	ابھیانند سمت ۱۴۰۲
۴	مدن برہم سمت ۸۷۶	۲۲	سیپورن چند سمت ۱۴۰۴
۵	ایل چند سمت ۹۱۹	۲۳	رتن چند سمت ۱۴۱۲
۶	گاہل چند سمت ۹۵۱	۲۴	نرندر چند سمت ۱۴۳۳
۷	سلار چند سمت ۹۶۹	۲۵	فتح چند سمت ۱۴۹۳
۸	بین چند سمت ۱۰۰۰	۲۶	پہاڑ چند سمت ۱۴۹۸
۹	سین چند سمت ۱۰۵۴	۲۷	رام چند سمت ۱۵۳۴
۱۰	موکش چند سمت ۱۰۹۱	۲۸	اتم چند سمت ۱۵۴۲
۱۱	کاہن چند سمت ۱۱۱۴	۲۹	گیان چند سمت ۱۶۰۵
۱۲	اجیت چند سمت ۱۱۶۰	۳۰	بکرم چند سمت ۱۶۱۲
۱۳	گوکل چند سمت ۱۱۷۰	۳۱	سلطان چند سمت ۱۶۵۰
۱۴	اودے چند سمت ۱۱۹۰	۳۲	کلیان چند سمت ۱۶۵۶
۱۵	گگن چند سمت ۱۲۰۰	۳۳	تارا چند سمت ۱۶۹۳
۱۶	پرتھی چند سمت ۱۲۱۹	۳۴	دیپ چند سمت ۱۷۱۲
۱۷	سنگار چند سمت ۱۲۵۲	۳۵	بھیم چند سمت ۱۷۲۲
۱۸	میگھ چند سمت ۱۲۷۷	۳۶	اجمیر چند سمت ۱۷۳۹

نکلہ بکرم چند بھاگ کر کانگڑہ کے راجہ تلوک چند کے پاس پناہ گزین ہوا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد راجہ کانگڑہ سے اس کی ان بن ہو گئی اور وہاں سے اپنے مقبوضات میں چلا آیا۔ راجہ ترلوک چند والی کانگڑہ نے ریاست کہلور پر حملہ کر دیا۔ لیکن شکست کھائی اور آخر کار صلح کر لی۔ راجہ کلیان چند نے اپنے نام پر قلعہ کلیان کوٹ سرحد ہنڈور پر تعمیر کروایا۔ جس کی وجہ سے راجہ نرائن چند والی ہنڈور نے لشکر کشی کر دی۔ مگر راجہ کلیان چند کے ہاتھ سے مارا گیا۔ راجہ کلیان چند نے راجہ سکیت کو تین مرتبہ شکست دی چوتھی لڑائی میں یہ خود مارا گیا۔ راجہ تارا چند کے عہد میں اس کی غفلت شعاری کی وجہ سے تمام ماتحت راجگان خود سر ہو گئے۔

راجہ دیپ چند نے بلاسپور نامی شہر آباد کر کے اسے اپنی صدر گاہ بنایا۔ اس کے عہد میں قلعہ اٹک پر پٹھانوں نے قبضہ کر لیا۔ اورنگ زیب نے پہاڑی ریاستوں کے تمام راجاؤں کی سپاہ بسرکردگی دیپ چند پٹھانوں کی گوشمالی کے لئے روانہ کی۔ دیپ چند نے قلعہ اٹک فتح کر کے پٹھانوں کو سزا دی اور بغاوت فرو کر کے لاہور میں اورنگ زیب کے پاس آیا۔ بادشاہ نے راجہ دیپ چند کو پہاڑی علاقہ کے راجاؤں کا سرتاج مقرر کر کے انہیں اس کے ماتحت قرار دیا۔

دیپ چند کے مرنے پر اس کا بیٹا بھیم سنگھ گدی نشین ہوا۔ یہ ابھی کم سن تھا۔ اس لئے ریاست کا انتظام اس کا چچا مانک چند انجام دینے لگا۔ یہ بہت ظالم اور سخت آدمی تھا۔ اس سے رعیت تنگ آگئی اور بھیم چند کی والدہ کے پاس شکایت کی۔ اس نے مانک چند کو جلاوطن کر دیا۔ اور وہ ناظم لاہور کے حکم سے راجہ کانگڑہ کو چڑھا لایا لیکن بھیم چند نے راجہ نالہ گڑھ وغیرہ کی مدد سے اسے شکست دیکر

علاوہ ازیں راجہ بلاسپور ماہ اسوج میں ایک دربار کرتا جس میں تمام ماتحت راجگان حاضر ہو کر نذر پیش کرتے تھے۔ یہہ طریقہ مدت تک جاری رہا۔

راجہ کاہن چند نے اپنے چھوٹے بیٹے بخت چند کو نالہ گڈھ ہنڈور نامی ایک جداگانہ ریاست کا راجہ بنایا۔ یہ ریاست اب تک قائم چلی آتی ہے۔ اور بخت چند کی ہی اولاد کے قبضہ اقتدار میں ہے۔

راجہ میگھ چند نے عنان حکومت ہاتھ میں لے کر ظلم و تعدی پر کمر باندھی رعیت نے تنگ آکر بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ راجہ خوف زدہ ہو کر بھاگ نکلا۔ اور کلو میں جا کر پناہ لی۔ کچھ عرصہ بعد دہلی کے بادشاہ کی امداد سے اپنی ریاست پر قابض ہوا۔ اس کی اولاد میں سے راجہ ابھیا نند بہت دلاور تھا۔ تاتار خاں نامی ایک بادشاہی اہلکار کے حکم سے کیرت پور میں قصائیوں نے گائے ذبح کر دی۔ راجہ نے ان سب کو قتل کروا دیا۔ اور تاتار خاں سے لڑائی شروع ہوئی۔ تاتار خاں نے شکست کھائی۔ لیکن بعد ازاں راجہ سے دوستی پیدا کر کے اسے دھوکا سے مروا دیا۔ ابھیا نند کے بیٹے سپورن چند نے تاتار خاں کو میدان جنگ میں قتل کر کے اس کی سپاہ کو بھگا دیا۔ راجہ سپورن چند کو قتل کر کے اس کا بھائی رتن چند حکومت کرنے لگا۔

راجہ گیان چند نے اپنے ماتحت راجگان کو بہت تنگ کیا اور وہ سب باہم مشورہ کر کے نواب سرہند کے پاس فریادی ہوئے جس نے ریاست بلاسپور پر حملہ کر کے راجہ گیان چند کو گرفتار کر لیا یہ راجہ بہت خوبصورت تھا۔ نواب سرہند نے اسے مسلمان کر کے اپنی بیٹی بیاہ دی۔ اور بھی بہت سے لوگ اسکے ساتھ مسلمان ہو گئے۔

میں چنوائے گئے اور وہ میدان جنگ میں مسلمانوں کے ساتھ لڑتے ہوئے شہید ہوئے۔ سینکڑوں سکھ جو انہیں جان سے بھی زیادہ عزیز تھے۔ میدان جنگ میں کام آئے اور گورو صاحب کے دکن میں جانے کے بعد سکھوں کو جو مصیبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ یہ واقعات خواب و خیال میں بھی دیکھنے میں نہ آتے

بھیم چند کے پوتے راجہ دیوی چند کے عہد میں راجہ مان سنگھ والی منڈور کو معہ اس کے بیٹوں کے اس کے بھائی پدم سنگھ نے راج گدی حاصل کرنے کی غرض سے مار ڈالا۔ رعیت نے پدم سنگھ کے ماتحت رہنا منظور نہ کرکے دیوی چند سے درخواست کی۔ کہ ریاست نالہ گڑھ بلاسپور کے ساتھ ملحق کرلی جائے۔ لیکن اس نے یہ مناسب خیال نہ کرکے پدم سنگھ کو ریاست نالہ گڑھ کا حکمران بنایا۔ راجہ ابھے چند والی جسوال کو اس کے بھائی جگت روپ نے ریاست سے نکال دیا۔ تو راجہ دیوی چند نے اسے پھر ریاست پر بحال کیا۔ راجہ دیوی چند کے عہد میں شہر بلاسپور کی رونق اتنی بڑھ گئی۔ کہ بیس ہزار روپیہ سالانہ صرف محصول چونگی کا ہی وصول ہوتا تھا۔

دیوی چند کے بعد اس کا بیٹا مہاں چند گدی نشین ہوا۔ چونکہ وہ ابھی نابالغ تھا۔ اس لئے ریاست کا انتظام ایک کونسل کرتی رہی اس کونسل میں جب تک وزیر راموں رہا۔ انتظام اچھا رہا۔ لیکن اسکے مرنے کے بعد ابتری پھیل گئی۔ بیراگی رام برہمن وزیر بنایا گیا۔ اس نے تمام اہلکاروں کو قید کردیا۔ اور انہوں نے ملکر وزیر مذکور کو قتل کرادیا۔ اور وزارت کا کام دیوی سنگھ کے چھوٹے بھائی زور آور سنگھ نے اپنے ہاتھ میں لے کر انتظام درست کیا۔ لیکن راجہ مہاں چند کا چلن بہت خراب ہوگیا۔ راجہ سنسار چند والی کانگڑہ نے دریائے ستلج سے

بھگا دیا۔ انہیں ایام میں راجہ بشہر نے ریاست کلو کا کچھ علاقہ دبا لیا۔ اس نے بھیم چند سے امداد چاہی۔ چنانچہ بھیم چند اپنی سپاہ لیکر ریاست بشہر پر حملہ آور ہوا۔ راجہ بشہر کو شکست دی۔ اور کلو کے راجہ کو اس کا علاقہ واپس دلوا کر ریاست منڈی میں گیا۔ راجہ سدھ سین سے ملاقات کرکے واپس آتے ہوئے قلعہ میران گڈھ کو فتح کیا۔ بعد ازآں قلعہ کوٹ بہاجو کو ٹہر کے قبضہ میں تھا۔ فتح کیا۔ اس کے بعد حسب ذیل رو ساؤں نے راجہ بھیم چند کی اطاعت منظور کی۔ بھبور۔ مانسوال بساہلی گمور۔ کٹھسپور۔ سرڑوہر۔ انہوں نے سالانہ خراج دینا منظور کر لیا۔

اس کے بعد راجہ مان سنگھ والی گلیر نے بلاسپور پر حملہ کر دیا موضع گھمارویں کے مقام پر لڑائی ہوئی۔ جس میں راجہ مان سنگھ شکست کھا کر گرفتار ہوا۔ بھیم چند نے بڑی عزت کے ساتھ اسے رہا کر دیا۔ پھر نادوں میں راجہ کانگڑہ کو شکست دی۔ حاصل کلام ان ایام میں شمالی مشرقی پنجاب میں راجہ بھیم چند والی بلاسپور کے عروج و اقبال کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ اور دریائے بیاس اور جمنا کے درمیانی علاقہ کے تمام راجپوت راجے اس نے بزور شمشیر فتح کرکے اپنے باجگزار بنا لئے تھے۔ سکھوں کی تواریخوں میں لکھا ہے۔ کہ گرو گوبند سنگھ جو کہ ان ایام میں انندپور میں رہتے تھے۔ راجہ بھیم چند سے ان کی بڑی محبت تھی۔ مسلمان نوابوں کے ساتھ بہت سی لڑائیوں میں انہوں نے ملکر مسلمانوں کو شکستیں دیں۔ لیکن پھر ذرا سی بات پر رنج پیدا ہو کر یہاں تک نوبت پہنچی۔ کہ راجپوتوں نے گورو صاحب کو امداد دینا بند کر دیا۔ اور انہیں نواب سرہند سے شکست کھا کر دکن کی طرف بھاگنا پڑا۔ اگر گرو صاحب کی راجہ بھیم چند کے ساتھ رنجش پیدا نہ ہوتی تو انہیں جن تکالیف کا سامنا پیش آیا۔ دو بیٹے زندہ دیوار

شکست دے کر بھگا دیا۔ اور تمام روساء کو ان کی ریاستوں پر بحال کر کے راجہ مہان چند کے نام حکم بھیجا اپنا بیٹا دے کر دہلی آؤ۔ کہ اس علاقہ کی بارہ ریاستیں بلاسپور کی باجگزار ہیں۔ مہان چند گورکھوں کا طرفدار رہ چکا تھا۔ اسے خوف ہوا۔ کہ دہلی میں پہنچ کر گرفتار ہو جانے کے سوائے کچھ ہاتھ نہ آئیگا۔ اس لئے وہ دہلی نہ گیا۔ اور بارہ ریاستیں جو بلاسپور کی باجگزار تھیں براہ راست سرکار انگریزی کی ماتحت قرار دی گئیں مہان چند کے بعد اس کا بیٹا کھڑک چند گدی نشین ہوا اس نے کثرت مینوشی سے خزانے خالی کر دئے۔ پھر اہلکاروں کی جائیدادیں ضبط کرنی شروع کر دیں۔ جنہوں نے انکار کیا۔ انہیں قید کر دیا۔ پھانسی پر چڑھایا اور وہ جائیدادیں بھی ختم ہو گئیں۔ پھر رعایا کو لوٹنا شروع کیا۔ شاہو کاروں پر بلا وجہ جرمانے کئے۔ وہ بھی ریاست چھوڑ کر بھاگ گئے۔

جب ظلم حد سے تجاوز کر گیا۔ رعیت نے کنور جگت چند کے پاس فریاد کی۔ جو کھڑک چند کا چچا زاد بھائی تھا۔ اس نے راجہ کو سمجھایا لیکن نتیجہ الٹا نکلا راجہ نے اپنے بھائی بندوں کی بھی تمام جاگیریں ضبط کر لیں۔ ان سب نے ملکر مسٹر کلارک صاحب بہادر پولیٹیکل ایجنٹ انبالہ سے شکایت کی۔ لیکن راجہ صاحب نے ان کی ہدایات کو بھی ایک کان سے سنا دوسرے سے اڑا دیا۔ آخر کار تمام جاگیرداروں نے ملکر کنور جگت چند کی زیر سرکردگی بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ تلوکوٹ فتح کر لیا۔ پھر راجہ کی فوج نے مقام بڑولی دیوی شکست کھائی راجہ نے اپنی خاص روہیلہ فوج کو ہمراہ لے کر مقابلہ کیا۔ لیکن اس لڑائی میں بھی جگت چند کامیاب ہوا۔ تب راجہ نے سوڈھی جودھ سنگھ سے مدد لی اور سوڈھی سند سنگھ جگت چند کا طرفدار بن گیا۔ رودھناتھ پور

پار کا سب علاقہ دبا لیا۔ مہان چند نے راجہ دھرم چند والی سرمور کی امداد سے کرسنار چنڈ سے جنگ کی۔ لیکن شکست کھائی۔ اور وہ علاقہ ہمیشہ کے لئے ریاست بلاسپور سے الگ ہوگیا۔
دوسری طرف راجہ رام سنگھ والی نالہ گڈھ نے بہت سا علاقہ دبا لیا راجہ مہان چند قلعہ کوٹ متصل نینا دیوی میں چلا گیا۔ اور گوروت سنگھ و آسا سنگھ اہلکاران دربار لاہور سے امداد چاہی۔ جو انندپور مقیم تھے انہوں نے راجہ نالہ گڈھ سے جنگ کی۔ لیکن شکست کھاکر میدان جنگ میں مارے گئے۔ اور راجہ رام سنگھ نے بلاسپور میں داخل ہوکر شہر کو آگ لگا دی اور فتح پور۔ رتن پور۔ بہادر پور کے قلعوں پر اپنا قبضہ جما لیا۔ مہان چند نے ٹھاکر رام داس اور پرمیوں کو سپہ سالار مقرر کرکے بہت سی جمعیت بہم پہنچائی۔ اور کانگڑہ پر حملہ کیا۔ تاکہ اپنے مقبوضات اس سے واپس چھڑالیوے۔ لیکن کامیابی نصیب نہ ہوئی آخر سب طرف سے مایوس ہوکر مہان چند نے شب دت رائے بھاٹ کو گورکھوں کے پاس بھیجا۔ جو گڈھوال میں مقیم تھے۔ اور پنجاب کا پہاڑی علاقہ فتح کرنے کی غرض سے نیپال سے اترے تھے۔ انہوں نے سرمور سے لے کر کانگڑہ تک تمام ملک فتح کرلیا۔ راجہ رام سنگھ والی نالہ گڈھ شکست کھاکر بھاگ گیا۔ اور مہان چند نے اپنے مقبوضات پر دوبارہ قبضہ حاصل کرلیا۔ راجہ رام سنگھ والی نالہ گڈھ جنرل اختر لونی کو چڑھا لایا۔ ان ایام میں گورکھے سکھوں سے شکست کھاکر دریائے ستلج کو عبور کر چکے تھے۔ اب اختر لونی سے مقابلہ پیش آیا۔ جنرل موصوف نے پٹیالہ۔ نابھ کی افواج کو ہمراہ لے کر گورکھوں پر حملہ کردیا اور وہ تمام راجپوت رئیس بھی ساتھ ہوگئے۔ جو اپنی ریاستوں سے بے دخل ہوکر مارے مارے پھرتے تھے۔ اختر لونی نے گورکھوں کو

ریاست بسوہلی [۷۸]

۱	بھوگ پال	۲۱	مہی پت پال
۲	ناگ پال	۲۲	ہری پال
۳	شمبھو پال	۲۳	بجے پال
۴	بھوج پال	۲۴	ادے پال
۵	سینادھک	۲۵	سیدھ پال
۶	پچھمن	۲۶	بھاگ پال
۷	شکیہ پال	۲۷	جے رتھ پال
۸	مان شکیہ	۲۸	اچل پال
۹	دیو شکیہ	۲۹	بھوانی پال
۱۰	بھوگ شکیہ	۳۰	دولت پال
۱۱	امر شکیہ	۳۱	گجندر پال
۱۲	گنا شکیہ	۳۲	جس پال
۱۳	ترلوک شکیہ	۳۳	کشن پال
۱۴	کلش پال	۳۴	بھوپت پال
۱۵	تنگ پال	۳۵	سنگرام پال
۱۶	تھکس پال	۳۶	ہندال پال
۱۷	مہی پال	۳۷	کرپال پال
۱۸	ارن پال	۳۸	دھیرج پال
۱۹	اجے پال	۳۹	میدنی پال
۲۰	پرتھی پال	۴۰	جیت پال

تب لڑائی ہوئی۔ جس میں طرفین کے بہت لوگ مارے گئے۔ اور جگت چند بھی زخمی ہو گیا۔ کھڑک چند اپنی بچی کچی سپاہ لیکر جھجری میں وارد ہوا اور وہاں مرض چیچک نے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ کنور جگت چند کو تمام رعیت نے اتفاق رائے سے اپنا فرمانروا تسلیم کر لیا۔ اور گورنمنٹ نے بھی منظور کر لیا۔

جگت چند کو گدی نشین ہوئے زیادہ عرصہ گذرا تھا۔ کہ کھڑک چند کی رانیوں نے چند اہلکاروں کو اپنے ساتھ ملاکر اور راجگان سکیت وکوٹلہر کے ساتھ سازش کرکے ان کی امداد سے بغاوت کر دی۔ راجہ سرمور نے بھی امداد دی۔ جب فساد بہت بڑھ گیا۔ تو راجہ جگت چند بھاگ کر نالہ گڈھ میں پناہ گزین ہوا۔ سرکار انگریزی نے رانیوں کو ریاست بدر کیا۔ مفسدوں کو سزائیں دیں اور جگت چند کے ہاتھ میں عنان حکومت دیدی۔ جگت چند کے بعد اسکے پوتے ہیرا چند نے راجگدی کو زینت دی۔ اس نے رعایا کو ہر طرح سے آرام دیا۔ رفاہ عام کے بہت سے کام جاری کئے۔ اور سرکار انگریزی کو بھی کارہائے نمایاں انجام دیکر خوشنودی حاصل کی۔ وہ پرگنے جو مدت سے کھوئے ہوئے تھے۔ سرکار سے حاصل کر لئے۔

ہیرا چند کے بعد ان کے بیٹے امر چند نے بھی اپنے عہد حکومت میں رعیت کو ہر طرح سے خوش رکھا۔ اب ان کے فرزند سری راجہ بجے چند صاحب حکمران ہیں۔ جو ہندوستان کے قابل۔ منتظم خیرخواہ ملک وقوم اور وفادار ان سرکار دیسی راجاؤں میں شمار کئے جاتے ہیں

چمبہ نے بسوہلی پر حملہ کرکے کچھ علاقہ دبا لیا۔ لیکن اس کے بیٹے میدنی پال نے چمبہ پر حملہ کرکے اگر سنگھ کو قتل کیا اور اپنے باپ کا بدلہ لیا راجہ اجیت پال نے بھڈور کا بہت سا علاقہ اپنے مقبوضات میں شامل کرلیا۔ لیکن اس کے بیٹے امرت پال نے واپس کردیا۔ رنجیت دیو والی جموں کی طرف سے کانگڑہ پر حملہ کیا۔ بھدرواہ اور کشتواڑ کے راجاؤں کو فتح کیا۔ راجہ مہندر پال کو مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور نے اپنا باجگزار بنایا۔ اور کچھ عرصہ تک راجگان بسوہلی خراج ادا کرتے رہے۔ لیکن ۲ جیٹھ سمت ۱۸۹۲ کو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے یہ ریاست راجہ ہیرا سنگھ کو دیدی اور اس نے جسروٹہ کے ساتھ اس کا الحاق کرلیا۔

۷۹ ریاست بھڈوال

۱	توکھ پال	۱۱	انت پال
۲	بکرم پال	۱۲	جے رن پال
۳	نردمن پال	۱۳	ابھمان پال
۴	گوار پال	۱۴	مان سنگھ
۵	دھرم پال	۱۵	چھتر سال
۶	اتم پال	۱۶	ادے پال
۷	وکشن پال	۱۷	پورن پال
۸	انرودھ پال	۱۸	ہستی پال
۹	نکودر پال	۱۹	پرتھی پال
۱۰	کریدھم پال	۲۰	جے سنگھ

۲۱ امرت پال ۲۴ بھوپندرپال
۲۲ بجے پال ۲۵ کلیان پال
۲۳ مہندرپال

ریاست الموڑہ کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ وہاں کے راجہ تھان پال کے مرنے کے بعد دشمنوں نے حملہ کرکے اس ریاست کے حصے بخرے کر لئے۔ اسکے بیٹے بھوگ پال نے بلاور کو اپنی صدرگاہ قرار دیا۔ اور حکومت کرنے لگا۔ اس کی چند پشتوں کے بعد راجہ بھوج پال نے بنی پنیالگ اور بھدرواہ کو فتح کرکے اپنے مقبوضات کو وسعت دی۔ اس نے اپنے چھوٹے بیٹے راوعک کو ریاست بھدرواہ کا حکمران بنایا۔ اور اس کی اولاد مدت تک اس علاقہ میں حکومت کرتی رہی۔ راجہ مان شنکبہ نے بسوہلی کو آباد کرکے اپنی دارالحکومت وہاں تبدیل کر لی۔ سمت ۱۶۱۱ بکرمی کے قریب اس خاندان کا راجہ تنگ پال بسوہلی کی گدی پر بیٹھا۔ اس کے بھائی توکھ پال نے نصف حصہ ریاست کا دعوے کھڑا کر دیا۔ اور اپنی مدد کے لئے مسلمان حاکم لاہور کو چڑھا لایا راجہ تنگ پال کو شکست دے کر آدھی ریاست لے لی اور بھدّور کو اپنی دارالحکومت قرار دے کر راج کرنے لگا۔ راجہ ہری پال نے بھدّور پر حملہ کرکے اس کا کچھ علاقہ چھین لیا۔

راجہ اودے پال نے ریاست چمبہ کا بہت سا علاقہ فتح کرکے اپنی ریاست کے ساتھ شامل کیا۔ راجہ کشن پال نے اپنی خدمات حسنہ کے عوض جہانگیر بادشاہ سے شاہ پور کنڈی کا علاقہ لیا۔ اس کے بعد کے راجگان عموماً سلطنت دہلی کے باجگذار رہے ہیں۔ اور دہلی دربار میں آتے جاتے رہے۔ راجہ دھیرج پال کے عہد میں اگر سنگھ والی

۹	نمبھوپال	۱۳	میدنی پال
۱۰	بھگت پال	۱۴	سمت پال
۱۱	دھرب پال	۱۵	فتح پال
۱۲	ابھے پال	۱۶	دیا پال

بسوہلی کے راجہ سنیادھک کے بھائی رادھک نے ریاست بھدرواہ کی بنیاد ڈالی۔ اور ۱۶ پشت تک اس کی اولاد قابض ہی آخری راجہ دیا پال کے لاولد مرنے پر رنجیت دیو والی جموں نے اس ریاست کا اپنے مقبوضات کے ساتھ الحاق کر لیا۔ مہاراجہ رنبیر سنگھ والی جموں وکشمیر نے اپنے چھوٹے بیٹے راجہ امر سنگھ کو یہ علاقہ جاگیر میں دے دیا۔ اور آج کل سری مہاراجہ صاحب بہادر جموں وکشمیر کی ذاتی ملکیت اور جاگیر میں شامل ہے۔

۸۰ سلطنت لاہور

جادو بنسی خاندان

۱	جگ پال	۸	لال سین
۲	بھیم سین	۹	سارنگ دیو
۳	تیج پال	۱۰	دیورتھ
۴	بھوپت سین	۱۱	جس پتی
۵	رسال تپ	۱۲	جگ پتی
۶	چندسین	۱۳	ہنس پتی
۷	مول سین	۱۴	دواکر سمت

۲۱ اوتار سنگھ ۲۴ بھوپال سنگھ

۲۲ امید سنگھ ۲۵ راجہ بلتر سنگھ صاحب

۲۳ بجے راج سنگھ گدی نشین حال

راجہ تنگ پال والی بسوہلی کے بھائی توکھ پال نے نصف حصہ ریاست پر قبضہ کر کے ریاست بھڈواں کی بنیاد ڈالی اور اس وقت سے توکھ پال کی اولاد نسلاً بعد نسلاً قابض چلی آئی۔ اس ریاست کے حکمران راجگان جموں کے باجگزار رہے۔ راجہ اوتار سنگھ کے عہد میں سکھوں نے اس ریاست پر قبضہ کر لیا۔ اور راجہ سوچیت سنگھ جموں کو دیدیا۔ مہاراجہ گلاب سنگھ والی جموں وکشمیر کو جب اس ملک کا پٹہ ملا۔ تو اس نے انگریزوں کو لکھا۔ کہ اوتار سنگھ کے اس علاقہ میں رہنے سے اندیشہ فساد ہے۔ اس پر گورنمنٹ انگریزی نے اسے تلوک پور ضلع کانگڑہ میں پانچ ہزار روپیہ سالانہ جاگیر دے کر وہاں رہنے کا حکم دیا۔ تب سے راجگان بھڈواں تلوک پور رہتے ہیں۔ اور اپنی ریاست سے بیدخل ہو چکے ہیں۔ صرف برادری میں گدی نشینی کی رسم ادا ہوتی چلی آئی ہے۔

۸۰ ریاست بھدرواہ

۱ راودھک ۵ کیلاش پال

۲ بھدرپال ۶ کشن پال

۳ پرتھی پال ۷ مہاں پال

۴ اجے پال ۸ ناگ پال

غزنویہ خاندان

۱ محمود غزنوی سنہ ۱۰۲۲   ۹ فرخ زاد سنہ ۱۰۵۲

۲ محمد جلال الدولہ سنہ ۱۰۳۰   ۱۰ ابراہیم سنہ ۱۰۵۹

۳ مسعود سنہ ۱۰۳۰   ۱۱ مسعود ثالث سنہ ۱۰۹۹

۴ مودود سنہ ۱۰۴۰   ۱۲ شیرزاد سنہ ۱۱۱۴

۵ مسعود ثانی سنہ ۱۰۴۸   ۱۳ ارسلان سنہ ۱۱۱۵

۶ علی ابوالحسن سنہ ۱۰۴۸   ۱۴ بہرام شاہ سنہ ۱۱۱۸

۷ عبدالرشید سنہ ۱۰۴۹   ۱۵ خسرو شاہ سنہ ۱۱۵۲

۸ طغرل سنہ ۱۰۵۲   ۱۶ خسرو ملک سنہ ۱۱۶۶

۴ شاہان غور سنہ ۱۱۸۶ سے سنہ ۱۲۰۶ تک

۵ شاہان دہلی سنہ ۱۲۰۶ سے سنہ ۱۷۵۱ تک

۶ شاہان کابل سنہ ۱۷۵۱ سے سنہ ۱۷۹۸ تک

۷ رنجیت سنگھ سنہ ۱۷۹۸

۸ دیپ سنگھ سنہ ۱۸۳۹

۹ ایسٹ انڈیا کمپنی سنہ ۱۸۴۶

۱۰ شاہان انگلستان سنہ ۱۸۵۷ سے اب تک

تواریخی حالات

سلطنت متھرا کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ مسیح سے ۲۱۰۰ برس

۱۵ بھارمل ۲۳ بھوپتی سمت ۳۵۲

۱۶ کھمان ۲۴ بھیشم سمت ۳۹۵

۱۷ ارجن ۲۵ ستوزاؤ سمت ۴۱۶

۱۸ بجج سین ۲۶ کھیم کرن سمت ۴۵۲

۱۹ گجج سین ۲۷ نرپتی سمت ۴۹۲

۲۰ سالباہن سمت ۲۱۵ ۲۸ گجو جی سمت ۵۲۱

۲۱ بالند سمت ۲۹۱ ۲۹ نوبھن رائے سمت ۵۳۱

۲۲ بھالی سمت ۳۳۶

سلہریہ خاندان

اکیدار سمت ۵۳۵ ۱۳ رگھل

۲ سنگل ۱۴ شرم پتی

۳ روہنت ۱۵ جے پتی

۴ ہنگل ۱۶ سوہرش

۵ سلوم ۱۷ اجے سی

۶ اودل ۱۸ گوم

۷ بھرگو پتی ۱۹ سنل

۸ پچوم ۲۰ ہلاس پال

۹ ہیم آریہ ۲۱ ہند پال

اسکر ۲۲ چندر پال

۱۱ کسمتی ۲۴ آنند پال

۱۲ کھڑگ پتی ۲۵ روپ پال

جہلم بہت بڑا تھا۔ اور موسمی بارشوں سے خوب لبریز ہو رہا تھا۔ وہی کشتیاں جو دریائے سندھ پر پل بنانے کے کام آئی تھیں۔ توڑ تاڑ کر یہاں لائی گئیں۔ اور سکندر کا ارادہ تھا۔ کہ یہاں بھی ان کے ہی ذریعہ سے اس کی سپاہ دریا کو عبور کر لے۔ لیکن دوسری طرف راجہ پرودا دریا کے کنارے کے متوازی ہاتھی۔ گھوڑوں اور پیدل سپاہیوں کی قطاریں باندھے مقابلہ کے لئے بالکل تیار بیٹھا تھا۔ سکندر کے لئے سیدھے راستہ سے دریا کو عبور کرنا ناممکن دکھائی دیا۔ وہ ایک سپاہیانہ چال چلا راتوں رات اس مقام سے ۱۱ میل اوپر کی طرف جاکر اس نے دریا کو عبور کیا اور پرودا کو بھی اپنی صفیں توڑ کر میدان جنگ میں اس کا مقابلہ کرنا پڑا۔ ایرین مورخ رقمطراز ہے۔ کہ اس لڑائی میں راجہ پورس کی ۲۲ لاکھ سپاہ میدان جنگ میں کام آئی۔ راجہ کے دو بیٹے بھی اس کی آنکھوں کے سامنے ملک اور قوم کی حفاظت کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ پورس نے بذات خود میدان میں آکر وہ ہاتھ دکھائے۔ کہ سکندر بھی عش عش کر اٹھا۔ فوج ماری گئی۔ تو راجہ اکیلا ہی لڑتا رہا۔ یونانی لکھتے ہیں کہ پورس اس زمانہ کے فن جنگ میں ماہر کامل تھا۔ آخر کار وہ گرفتار کیا گیا۔ اور سکندر کے پیش کیا۔ بادشاہ نے پوچھا۔ تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے۔ راجپوت نے جواب دیا۔ جو سلوک ایک بادشاہ کو دوسرے کے ساتھ کرنا چاہیئے۔ سکندر راجہ کی اس ہمت کی سے خوش ہوا۔ اور اس کا ملک اس کے سپرد کر دیا۔ بلکہ اور بھی گرد و نواح کا تمام علاقہ اسے عطا کیا۔

اس لڑائی میں سکندر کو بہت سے ہاتھی بھی ہاتھ آئے۔ جنمیں ایک راجہ پورس کی خاص سواری کا ہاتھی تھا۔ جب لڑائی خوب

پہلے یعنی طوفان نوح سے چند روز بعد مہاراجہ یدھشٹر فرمانروائے دہلی نے سری کرشن جی کے پڑپوتے بجر نابھ کو متھرا کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز کیا۔ اور پنجاب و افغانستان کی عنان حکومت اس کے ہاتھوں میں دے دی۔ بجر نابھ کی اولاد ۶۵ پشت تک متھرا لاہور۔ رہتاس غزنی اور ملتان وغیرہ قلعوں میں رہ کر ان دونوں ملکوں پر حکومت کے ڈنکے بجاتی رہی۔ چونکہ ان ۶۵ تاجداران جادو بنسی کا ذکر سلطنت متھرا کے حالات میں کیا جا چکا ہے۔ اس لئے یہاں معرض تحریر میں لانے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی متھرا کے آخری جادو بنسی راجہ جگ مال کے ہاتھ سے جب ان کی آبائی دارالحکومت چھن گئی۔ تو اس نے لاہور کو اپنی صدر گاہ بنایا۔ اور پنجاب و افغانستان کے ممالک پر جہانبانی کرنے لگا۔

جگ مال کے پوتے تیج پال نے شہر ملتان کو اپنی صدر گاہ قرار دیا۔ یہ شہر اسی خاندان کے ایک فرمانروا مول راج والی متھرا نے آباد کیا تھا اور اس نے ہی یہاں ایک مضبوط قلعہ تعمیر کروایا تھا۔ تیج پال کے پانچویں جانشین راجہ مول سین کے عہد حکومت میں سکندر اعظم نے ہندوستان پر حملہ کیا۔ ایران کے بادشاہ دارا کو شکست دے کر وہ مشرق کی طرف بڑھا۔ ٹکشلا کا راجہ جو اسی خاندان کا راجپوت تھا۔ دریائے اٹک کو عبور کر کے سکندر سے جا ملا۔ اس کی اطاعت منظور کی اور سکندر کو راجہ پرُوردا (پورس) پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ جو دریائے جہلم کے مشرقی اضلاع کا حکمران تھا۔ ٹکشلا کے راجہ سے اس کی دیرینہ عداوت تھی۔ سکندر کے ہمراہی بیان کرتے ہیں۔ کہ دریا

جادوبنسی راجہ مول سین حکمران تھا۔ سیڑھی لگاکر سب سے پہلے سکندر خود فصیل پر چڑھ گیا۔ چار افسر اور چڑھنے والے تھے۔ کہ سیڑھی ٹوٹ گئی اب اس کے سوائے کوئی چارہ نہ رہا۔ کہ جست کرکے اپنی فوج میں آپڑے یا دشمنوں میں جاگرے۔ لیکن اس نے پیٹھ دکھانے کی نسبت بہادرانہ موت مرنا افضل خیال کیا۔ جسم کو تول کر شہر کے اندر کودا۔ کودتے وقت اسلحہ کی چمک سے دشمنوں کو یہ گمان ہوا۔ کہ اسکے بدن میں سے بجلی نکلتی ہے۔ پہلے وہ ڈر کر بھاگ گئے۔ لیکن پھر اصل حقیقت سے آگاہ ہوکر اس پر پل پڑے۔ سکندر دیوار سے پیٹھ لگا کر ان کا مقابلہ کرتا رہا۔ اسی اثنا میں اس کے دو افسر اور پہنچ گئے۔ سکندر کو حوصلہ ہوگیا۔ اور جادوبنسیوں کے دو افسر اس نے مار دئے۔ اتنے میں سکندر کی سپاہ دروازہ توڑ کر اندر داخل ہوگئی۔ سکندر زخمی ہوکر زمین پر گر پڑا۔ اس کے افسر اس کی حفاظت بھی کرتے رہے۔ اور دشمن سے بھی لڑتے رہے۔ آخرکار بڑی مشکل سے سکندر نے ملتان کو فتح کرلیا لیکن اس کے ایسا زخم ہوگیا کہ جان کے لالے پڑ گئے۔

یونانیوں نے ملتان کے راجہ کا نام مالیو یائی لکھا ہے۔ جس کا مفہوم نہ سمجھتے ہوئے مورخوں نے اس کا مطلب اپنی اپنی سمجھ کے مطابق جداگانہ بیان کیا ہے۔ یونانیوں نے ہر ایک نام کے پیچھے اویا ئی زیادہ کردیا ہے۔ اس لئے مالیو یائی سے اس زیادتی کو دور کردیں تو مالی رہ جاتا ہے۔ بعض مورخ کہتے ہیں۔ کہ مالی ایک قوم تھی جس نے ملتان شہر آباد کیا تھا۔ لیکن یہ غلط ہے۔ ملتان شہر تھرا سے جادوبنسی راجہ مول راج نے آباد کیا تھا۔ اسکی اولاد میں سے سکندر کے حملہ کے وقت مول سین راجہ جادوبنسی ملتان میں حکومت کرتا تھا۔ اسی کو یونانیوں نے مولیو یائی لکھا ہے۔ جو کہ راجہ کا نام ہے۔

زور سے ہو رہی تھی۔ اس نے عین قلب لشکر میں جا کر دشمن کے بیشمار آدمی کچل دیئے۔ ایک تیر اس کے جسم میں لگا۔ اس نے اپنے سونڈ سے نکال کر پھینک دیا۔ سکندر اس ہاتھی کو اپنے ساتھ لے گیا۔ اور اپنے سورج دیوتا کی نذر کرکے اسے آزاد چھوڑ دیا۔ اس کی پیشانی پر ایک کتبہ کندہ کروا دیا گیا۔ جس کے الفاظ یہ تھے۔ "سکندر ابن الجر بیطر نے یہ ہاتھی مجلس نامی اپنے سورج دیوتا کے نام پر نامزد کرکے آزاد کر دیا ہے۔" کہتے ہیں۔ کہ اس واقعہ کے ۲۵۰ برس بعد یہی ہاتھی کتبہ سمیت پھر دیکھا گیا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس لڑائی کی یادگار میں سکندر نے دریائے جہلم کے دونوں طرف دو شہر ناسیا اور بوسیفالا آباد کئے۔ دریائے راوی کے نزدیک ایک اور دشمن سے سکندر کو مقابلہ پیش آیا۔ اس کا نام کاٹھی لکھا ہے۔ چونکہ یونانیوں نے الفاظ کو اس طرح خراب کر دیا ہے۔ کہ جس سے اصلیت کا سمجھنا مشکل ہو رہا ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ تین دن کے ڈبل کوچ کے بعد سکندر بند گالہ پہنچا۔ جہاں کاٹھی مقابلہ کے لئے تیار بیٹھا تھا۔ لفظ کاٹھی کو حل کرنے کے لئے مورخوں نے بہت کوشش کی ہے۔ لیکن اصلیت معلوم نہیں ہو سکی۔ ہمارے خیال میں یہ کٹوچ قوم ہے۔ سکندر نے ایک خونریز جنگ کے بعد اسے بھی مغلوب کیا۔ پنجاب میں داخل ہو کر چپہ چپہ زمین پر اسے سخت ترین مقابلے پیش آئے۔ اس لئے سکندر کی سپاہ کے حوصلے لوٹ گئے۔ اور اسے واپس ہونے پر مجبور کیا۔ سکندر دریائے ستلج اور بیاس کے مقام اتصال سے واپس لوٹا۔

واپس جاتے ہوئے اس نے ملتان پر حملہ کیا۔ وہاں

ہُوا۔ اس کے ساتویں جانشین سالباہن کے عہد میں اہل خراسان نے افغانستان پر حملہ کر دیا۔ راجہ شالباہن اپنی سپاہ لے کر لڑنے کے لئے گیا۔ لیکن وہاں شکست کھائی اور قلعہ غزنی و ملک افغانستان جادو بنسیوں کے قبضہ سے نکل گئے۔

بعض مورخ بیان کرتے ہیں۔ کہ قلعہ سیالکوٹ اسی راجہ شالباہن والی حصار کا بنایا ہُوا ہے۔ لیکن یہ خیال غلط ہے۔ اور واقعات کے سراسر خلاف ہے۔ شہر سیالکوٹ پٹن کے راجہ شالباہن نے جو پرمار خاندان کا راجپوت اور مہاراجہ بکرما جیت کا پوتا تھا۔ شالباہن پرمار سمت ۱۳۵ بکرمی میں تخت نشین ہُوا۔ اس نے اہل خراسان سے جنگ کر کے پنجاب کا ملک ان سے چھڑایا۔ اہل خراسان پانچ بھائی تھے۔ جنہیں پانچ پیر کہتے ہیں۔ ان میں سے ایک سیالکوٹ میں قتل ہُوا۔ دو ضلع گورداسپور میں اور دو جالندھر میں شالباہن کے ہاتھ سے مارے گئے۔ جہاں جہاں وہ مرے۔ وہاں ان کی قبریں موجود ہیں۔ آج تک مسلمان وہاں میلہ کرتے ہیں۔ اور اس شالباہن نے اہل خراسان کے ساتھ عہدنامہ کر کے دریائے سندھ کو حد فاصل قرار دیا تھا۔ پس شالباہن پرمار بانی سیالکوٹ ایک فتحمند راجہ تھا۔ برخلاف اس کے شالباہن والی حصار سمت ۲۱۵ بکرمی میں تخت نشین ہُوا۔ اس نے افغانستان میں شکست کھائی۔ ان دونوں کے زمانہ اور واقعات میں بہت فرق ہے۔

شالباہن کے بعد اس کا بیٹا بالند سمت ۲۹۱ میں حصار کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہُوا۔ یہ بہت فتح مند راجہ ہُوا۔ اس نے بزور شمشیر پنجاب افغانستان اور سندھ کو فتح کر کے اپنے مفتوحات کو وسعت دی۔ اور مختلف مقامات پر قلعے تعمیر کروا کر اپنے بارہ بیٹوں کو وہاں کا گورنر

نہ کہ کسی ہندوستانی قوم کا۔
حاصل کلام اگر یونانی مورخوں کی تحریرات کا کچھ مطلب نکالا جا سکتا ہے۔ تو صرف یہ کہ مسیح سے ۳۲۷ برس پہلے پنجاب کی پولیٹکل تقسیم اس طرح پر تھی۔ دوابہ سندھ ساگر میں ابھی خاندان کا راجہ حکمران تھا۔ جسکی دارالحکومت ٹکسلا نامی شہر میں تھی۔ دریائے جہلم کے مشرق کیطرف دوآبہ چینہ اور رچنا میں راجہ پورس (پردروا) کی حکومت تھی۔ دوآبہ باری تک تمام شمالی مشرقی پنجاب کانگرہ کے کٹوچ خاندان کے راجہ سنگل چند کے قبضہ اقتدار میں تھا۔ یونانیوں نے کٹوچ کی چ اڑا کر کتھیو یا ئی قوم لکھا ہے۔ دراصل یہ کٹوچ قوم ہے۔ اس قوم کے راجہ سنگل چند نے اپنے مقبوضات کی مغربی سرحد پر دوآبہ باری میں اپنے نام پر قلعہ سنگالہ تعمیر کروا کر فوج تعینات کر رکھی۔ راجہ کانگرہ کے حکم سے کٹوچ راجپوت جنگ آزمائی کے لئے قلعہ سنگالہ میں سکندر کے منتظر بیٹھے تھے۔ یونانی لکھتے ہیں۔ کہ پورس جیسی بہادری کے ساتھ اس قوم نے بھی سکندر کا مقابلہ کیا۔ جنوبی پنجاب میں جادو بنسی خاندان کا راجہ سُول سین ملتان میں حکومت کے ڈنکے بجا رہا تھا۔ تینوں لڑائیوں میں راجپوتوں نے ثابت کر دیا۔ کہ ہندوستان کے راجپوت آسانی کے ساتھ مطیع ہونے والے نہیں ہیں۔ اس لئے وہ حوصلہ چھوڑ بیٹھا۔ اور واپس چلا گیا۔
سمت بکرمی کے آغاز تک شہر ملتان ہی جادو بنسیوں کا پایہ تخت رہا۔ اس کے بعد راجہ ہنس پتی نے سمت ۲ بکرمی کو کاتک شدی ترودشی (دھن تیرس) کے دن اپنے نام پر ہنسار شہر آباد کیا۔ اور ملتان چھوڑ کر اسے اپنی دارالحکومت قرار دیا۔ یہ شہر آجکل حصار کے نام سے مشہور ہے اور جنوبی مشرقی پنجاب میں ایک ضلع کا صدر مقام ہے۔ ہنس پتی کے بعد سمت ۱۶ بکرمی میں اس کا بیٹا دواکر حصار کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز

(۶) چھٹے بیٹے جھنجھ نے پنجاب میں سمت ۲۵۲ میں جھنجیل کوٹ نامی قلعہ تعمیر کرواکر اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اس کی اولاد جھنجیلا بھاٹی کے نام سے مشہور ہوئی۔ بعد کے زمانہ میں یہ سب مسلمان ہو گئے۔

(۷) سہہ راج۔ اسکی اولاد سہراد بھاٹی کہلائی۔ اسکی ریاست بھی جنوبی مغربی پنجاب میں تھی۔

(۸) جیپ۔ اس نے سمت ۲۵۲ میں پنجاب میں جاندھ کوٹ تعمیر کرواکر اپنی حکومت کی بنیاد قائم کی۔

(۹) بھٹیر تیج۔ اسکی اولاد بھٹیر تیج بھاٹی کہلائی

(۱۰) لدھڑ۔ اس کی اولاد لدھڑ بھاٹی کہلائی

(۱۱) جیا جی۔ اس کی اولاد جیا بھاٹی کے نام سے مشہور ہوئی

(۱۲) مالوجی۔ اس کی اولاد بھی پنجاب میں حکمران ہوئی۔

مذکورہ بالا تفصیل قلعہ جات سے راجہ بالند کی وسعت سلطنت کا تمام راز طشت ازبام ہو جاتا ہے۔ اور یہ امر صاف طور پر عیاں ہو جاتا ہے۔ کہ پنجاب۔ افغانستان اور سندھ کے علاقہ جات اس کی قلمرو میں شامل تھے۔

بالند کے بعد اس کا بیٹا بھاٹی سمت ۲۰۰ میں حصار کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ تھوڑے عرصہ بعد اس نے اپنے نام پر بھٹنیر شہر آباد کیا۔ اور وہاں ایک مضبوط قلعہ تعمیر کرواکر اپنی صدر گاہ حصار سے بھٹنیر میں منتقل کر لی۔ شہر بھٹنیر ہندوستان کی تواریخ میں ایک مشہور مقام ہے۔ آج کل ہنومان گڑھ کے نام سے مشہور ہے اور ریاست بیکانیر میں واقع ہے۔ بھاٹی جی کا پوتا کھیم جو سمت ۲۹۰ بکرمی میں بھٹنیر کے تخت پر بیٹھا۔ نرور کے کچھواہا راجہ دیوپال کا ہمعصر تھا۔ اس کا بیٹا سنتو راؤ ایک مشہور تاجدار ہوا۔ اس نے ملتان کے اجڑے

مقرر کیا۔ جن کی تفصیل اس طرح پر ہے۔

(۱) سب سے بڑا بیٹا بھائی اپنی آبائی دارالحکومت حصار کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس کے نام پر جادو بنسی راجپوت بھائی خاندان کے نام سے مشہور ہوئے۔

(۲) دوسرا بیٹا ساہو جی کچھ بھج کا حکمران بنایا۔ اس کی اولاد سامیچہ یا جاڑیچہ کے نام سے مشہور ہوئی۔

(۳) ابھے راج نے ابھیر گڑھ پنجاب میں قلعہ تعمیر کروا کر سمت ۳۲۲ میں وہاں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اسکی اولاد ابھیر یا بھائی کے نام سے شہرت پذیر ہوئی۔

(۴) چوتھے بیٹے کلور نے وینند (افغانستان) کے راجہ لگنزمان کو شکست دے کر وہاں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ وینند کی ریاست کابل اور قندھار کی وادی میں واقعہ تھی۔ کلور کی اولاد کے آخری راجہ ترلوچن پال کو سلطان محمود غزنوی نے شکست دے کر افغانستان میں ہندوؤں کی حکومت کا چراغ اقبال گل کر دیا۔

(۵) پانچویں بیٹے کا نام کھیم کرن تھا۔ اس نے بھی افغانستان میں ہی اپنی حکومت قائم کی۔ اسکی اولاد میں سے چکیتا نے شاہ بخارا کی بیٹی سے شادی کی۔ جو بودھ تھا۔ بھائیوں نے چکیتو کو برادری سے خارج کر دیا۔ اسکی اولاد چکیتائی یا چغتائی کہلائی نوشیرواں نے بھائیوں سے افغانستان کا علاقہ غزنی فتح کر کے چکیتائی خاندان کے سردار سموں کو دیدیا۔ جو نوشیرواں کی فوج سے مل گیا تھا۔ کچھ عرصہ تک حکومت کرنے کے بعد چکیتائی خاندان افغانستان کے تخت و تاج سے بیدخل ہو کر ترکستان چلا گیا اور منگولوں میں مل گیا۔ اس خاندان کے سردار تموجن نے ۱۲۰۶ء میں مذہب اسلام قبول کر کے اپنا نام چنگیز خاں رکھا۔ جسکی اولاد نے پندرہویں صدی عیسوی میں ہندوستان میں تخت دہلی پر قبضہ کر کے مغلیہ یا چغتائیہ خاندان کی حکومت کی بنیاد ڈالی۔

ہندوستان سے بودھ دھرم خارج ہو چکا تھا۔ لیکن راجپوت راجے ایک دوسرے پر فوقیت حاصل کرنے کے خیال سے باہم لڑ رہے تھے دوسری طرف ترکستان اور ایران وغیرہ ملکوں میں بودھ دھرم اپنے پورے عروج و کمال پر پہنچا ہوا تھا۔ لیکن ہندوستان کی طرح ان ملکوں کے راجے بھی ایک دوسرے کے ساتھ مصروف کارزار تھے۔ ملک عرب میں مذہب اسلام کے پیدا ہونے کا سامان جمع ہو رہا تھا۔ اس ملک کے لوگوں کے خیالات میں مذہبی بے چینی کے آثار ظاہر ہو رہے تھے۔ صوبہ سرحدی اور افغانستان کے باشندوں کے دل و دماغ پر وحشت نے ابھی کوئی اثر نہیں ڈالا تھا۔ اس لئے ہندوستان ترکستان اور ایران کے باشندے ایک دوسرے ملک میں بلاخدشہ آتے جاتے تھے۔ ہندوستان کے راجکمار تاج و تخت سے بیدخل ہو کر ایران اور ترکستان میں جاتے اور وہاں کے بودھ راجاؤں کی امداد سے لیکر اپنے ملک پر قبضہ حاصل کر لیتے تھے۔ اسی طرح سے ترکستان اور ایران کے شاہزادے ہندوستانی راجاؤں کی مدد حاصل کر کے اپنے مدعا میں کامیابی حاصل کرتے تھے۔ خلیج بنگالہ سے بحرہ قلزم تک ہر ایک حصہ ملک میں یہی شور سنائی دیتا تھا۔ ہر ایک فرمانروا اسی تاک میں رہتا۔ کہ پڑوسی حکمران ذرا غافل ہو اور اس کا ملک چھین کر اپنی قلمرو کو بڑھائے۔ اس لئے اس زمانہ میں ہر ایک تاجدار کو ہر وقت ہوشیار اور محتاط رہنا پڑتا تھا۔ بھاٹیوں کی سلطنت پنجاب اور افغانستان میں پھیلی ہوئی تھی۔ پنجاب میں حاکم اور محکوم سب ہندو دھرم کے پیرو کار تھے۔ لیکن افغانستان کی یہ حالت نہ تھی۔ وہاں حاکم ہندو تھے۔ اور رعایا بودھ دھرم کی پیرو کار تھی۔ بودھ ذات پات کو نہیں مانتے تھے۔ اس لئے افغانستان کا اگر کوئی بھاٹی راجکمار بودھوں کی لڑکی سے

ہوئے شہر کو از سر نو آباد کیا۔ وہاں زر کثیر خرچ کر کے دو مندر بنوائے۔ ایک بھگوان آدباراہ کا اور دوسرا نرسنگھ جی کا۔ اسی نرسنگھ جی کے مندر کو آجکل لوگ پرہلاد بھگت کا استھان کہتے ہیں اور بیان کرتے ہیں۔ کہ یہاں پرہلاد نے ریاضت کی تھی۔ لیکن یہ سب خیالات بے بنیاد ہیں۔ پرہلاد بھگت بابل کا بادشاہ تھا۔ چونکہ وہ وشنو دھرم کا پیرو کار بن گیا تھا۔ اس لئے اسکے باپ ہرنیاکش نے اسے سخت اذیتیں دیں۔ تاکہ وہ اس مذہب کو چھوڑ دے۔ پرہلاد نے ستیہ آگرہ کیا۔ آخرکار وشنو پوری کے گدی نشین بھگوان نرسنگھ نے ہرنیاکش کو قتل کر کے اس کی رکشا کی تھی۔ یہ واقعہ ایشیا کوچک میں ہوا نہ کہ ملتان میں۔ اس لئے پرہلاد بھگت کا ملتان شہر کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔ راجہ ستوراؤ بھاٹی والی بھٹنیر نے بھگوان نرسنگھ کا مندر بنوایا۔ تو ان کے ساتھ ان کے بھگت پرہلاد کی مورتی استھاپن کرنا بھی لازمی تھا۔ لوگ نرسنگھ جی کے مندر کی بجائے اسے پرہلاد بھگت کا استھان کہنے لگے۔ اور یہی نام آج تک مشہور چلا آتا ہے۔ ستوراؤ نے بھٹنیر میں چار باولی بنوائیں۔ پڑہار راجپوتوں کی مدد سے اس نے قلعہ نزلی پر اپنا تسلط جمایا۔ اسکے بعد لاہور میں شکھر بندھ نامی ایک مندر بڑی لاگت سے تیار کروایا۔ ایک دروازہ اسی مندر کی طرف ستوراؤ کا بنایا ہوا آج تک لاہور میں بھاٹی دروازہ کے نام سے مشہور چلا آتا ہے۔

ستوراؤ کے پوتے نرپتی کی موت پر جو سمہ ۵۲۲ بکرمی میں واقعہ ہوئی۔ اس کے دو بیٹوں کجو جی اور بجو جی کے درمیان تخت و تاج کی بابت تنازعہ پیدا ہو گیا۔ اس وقت ہندوستان اور مغربی ممالک ایشیائی میں بہت بڑی پولیٹیکل بے چینی پھیلی ہوئی تھی۔

نوشیرواں نے ایران و ترکستان کے بودھ راجاؤں کی سپاہ کو جمع کرکے اپنے بیٹے نوشیزاد اور سپہ سالار حسین شاہ کی زیر سرکردگی بھاٹیوں پر حملہ کرنے کو بھیجا۔ انہوں نے سب سے پہلے غزنی کا محاصرہ کیا۔ مہاراجہ گجوجی نے ٹڈی دل سپاہ کو دیکھ کر اپنے بیٹے لوجن رائے کو لاہور بھیج دیا۔ تاکہ نسل باقی رہ جائے۔ اور خود قلعہ کے اندر مقیم ہو کر لڑائی کرنے لگا۔ چکیتائی خاندان کا سردار پرسوں اُن تمام بھاٹیوں کو ہمراہ لے کر جو بودھ لڑکیوں کے ساتھ شادی کر لینے سے برادری سے خارج ہو چکے تھے۔ نوشیروانی فوج سے جا ملا۔ اور قلعہ کے سارے بھید بتلا دیئے۔ نوشیزاد نے قلعہ شکن توپوں کی گولہ باری سے فصیل کو چھلنی کر دیا۔ گجوجی نے جب بچاؤ کی کوئی صورت نہ دیکھی۔ ساکا کرنے کی ٹھانی۔ تمام رانیاں چتا کی آگ میں جل کر راکھ کا ڈھیر ہو گئیں بھاٹیوں نے کیسری لباس پہنا۔ قلعہ کے دروازے کھول دیئے۔ تلواریں سونت کر دشمن کی فوج میں گھس گئے۔ ایک ایک راجپوت سینکڑوں کو پیوند خاک بناتا ہوا خود وہیں شہید ہو گیا۔

بعد فتح یابی کے غزنی کی حکومت پرسوں نامی چکیتا کو مامور کر کے نوشیزاد آگے بڑھا۔ اور لاہور پر دھاوا بول دیا۔ پنجاب کی راجپوت اقوام پڑہار۔ سلہریہ۔ ٹانک۔ پونڈیر۔ برباہ اور بھالا دیزہ جو بھاٹیوں کی باجگزار تھیں۔ دشمنوں سے مل گئیں۔ لوجن رائے چار سال سمت ۵۲۰ سے سمت ۵۲۵ بکرمی تک۔ نوشیروانی فوج کے ساتھ لڑتا رہا۔ لیکن شکست کھائی۔ نوشیزاد نے پنجاب کا ملک مذکورہ بالا راجپوت اقوام میں تقسیم کر دیا۔ حصار اور بھٹنیر بھی تباہ کر دیئے گئے۔ اور بھاٹیوں کو چن چن کر تلوار کے گھاٹ اتارا

بھاٹیوں کا مورخ بیان کرتا ہے۔ کہ پر بھاس تیرتھ پر جادو بنسیوں

شادی کر لیتا۔ تو فوراً برادری سے خارج کر دیا جاتا تھا۔ وہ قوم کا دشمن بن جاتا۔ اور راجہ کو اس سے بھی احتیاط رکھنی پڑتی تھی۔

ان حالات میں بجو جی نے تخت و تاج کے متعلق جھگڑا کھڑا کر دیا لیکن گجو جی بڑا عقلمند اور دور اندیش تھا۔ اس نے یہ سوچکر کہ خانگی تنازعات پیدا ہو جانے سے بھاٹی خاندان کی عظمت کا بحال رہنا ایک مشکل امر ہے۔ اپنی وسیع سلطنت کو دو حصوں میں تقسیم کر کے آدھا ملک بجو جی کے حوالے کر کے فساد کو دبا دیا۔ اس تقسیم مملکت میں لاہور۔ روہتاس اور غزنی کے علاقہ جات گجو جی کے حصے میں آئے اور بھٹنیر و حصار بجو جی کو دئے گئے۔ اسکے بعد گجو جی نے غزنی کو اپنی صدر گاہ بنایا۔ تاکہ مغربی ملکوں کے بادشاہوں کی حرکات و سکنات سے قبل از وقت خبر ملتی رہے۔ اور بجو جی نے حصار کو اپنی دار الحکومت قرار دیا۔ تاکہ ہندوستان کے راجاؤں کے حملوں کو روک سکے۔ اور دونوں بھائی اپنے اپنے ملک میں نہایت ہی احتیاط اور ہوشیاری کے ساتھ حکمرانی کرنے لگے۔ اور دس سال بے کھٹکے راج کرتے رہے۔

اس کے بعد بجو جی والی حصار کا بیٹا جھنجھ جی اپنے ہمعصر راجگان کی ملاقات حاصل کرنے کو نکلا۔ حصار سے روانہ ہو کر لاہور۔ روہتاس غزنی۔ دیپند۔ قندھار ایران وغیرہ ملکوں کی سیر کرتا ہوا خراسان تک جا پہنچا۔ اور ہر جگہ اس کی شاہانہ آؤ بھگت ہوتی رہی۔ خراسان وہ کئی دن تک ٹھہرا۔ واپس آتے ہوئے نوشیروان عادل کی پوتی بھگا لایا۔ غزنی میں پہنچا۔ تو مہاراجہ گجو جی نے اسے سمجھایا۔ کہ اس لڑکی کو واپس بھیج دو۔ زمانہ نازک ہے۔ آجکل سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔ تم پڑوسیوں سے ناحق بیر مول لیتے ہو۔ لیکن جھنجھ جی کی سمجھ میں نہ آیا۔ وہ غزنی سے روانہ ہو کر سیدھا حصار جا پہنچا۔

بنیاد ڈالی ۱۸۳۹ء میں رنجیت سنگہ مرگیا۔ اس کا بیٹا دلیپ سنگہ ابھی نابالغ تھا۔ کہ سکھوں میں ابتری پھیل گئی۔ دلیپ سنگہ کے عہد حکومت کی خانہ جنگی کا انجام یہ ہوا۔ کہ ۱۸۴۹ء میں پنجاب کی حکومت سکھوں کے ہاتھوں سے نکل کر ایسٹ انڈیا کمپنی کے قبضہ میں چلی گئی ۱۸۵۸ء میں ہندوستان کے ساتھ ہی پنجاب بھی ملکہ معظمہ وکٹوریا کے قبضہ اقتدار میں آگیا۔ اس وقت سے شاہان انگلستان کی قلمرو میں شامل چلا آتا ہے۔

۸۲ ریاست جیسلمیر

۱	رین سی سمت ۳۶۵	۱۵	باچھو سمت ۱۱۱۳
۲	بھوج سی	۱۶	دوسج سمت ۱۱۵۴
۳	منگل راؤ	۱۷	لانجابجے راؤ سمت ۱۲۰۳
۴	منڈم راؤ سمت ۶۵۶	۱۸	بھوج دیو سمت ۱۲۰۵
۵	شورسین	۱۹	جیسل دیو سمت ۱۲۰۹
۶	رگھو راؤ	۲۰	شالباہن سمت ۱۲۱۴
۷	مول راؤ	۲۱	بیجل دیو سمت ۱۲۴۶
۸	اودے راج	۲۲	کیلن سمت ۱۲۴۶
۹	منجم راؤ	۲۳	چاچک دیو سمت ۱۲۶۴
۱۰	کیہر راؤ	۲۴	کرن سی سمت ۱۲۹۹
۱۱	راؤ تنو	۲۵	لکھن سی سمت ۱۳۲۷
۱۲	بجے راؤ سمت ۸۷۰	۲۶	پُن پال سمت ۱۳۳۱
۱۳	دیوراج سمت ۹۱۴	۲۷	جیت سی سمت ۱۳۴۲
۱۴	موندھ سمت ۱۰۳۰	۲۸	مولراج سمت ۱۳۵۰

کی تباہی کے بعد یہ دوسری بربادی تھی ویسی ہی شدت کے ساتھ واقعہ ہوئی۔

تو شیرازہ ٹوٹنے کے بعد فتحیابی کے اپنی مددگار راجپوت اقوام میں ملک پنجاب تقسیم کر دیا۔ تو سلہریہ خاندان کے راجہ کیدار کو لاہور کی دارالحکومت ملی۔ اور وہ سمت ۵۳۵ بکرمی میں لاہور کو اپنی صدرگاہ قرار دیکر حکومت کرنے لگا۔ اس خاندان کے ۲۵ راجاؤں نے سنہ ۴۷۸ء سے سنہ ۱۰۲۲ تک حکومت کے ڈنکے بجائے۔ آخر کار سلطان محمود غزنوی نے اس خاندان کے آخری راجہ روپ پال کو قتل کر کے پنجاب کا علاقہ اپنی سلطنت کے ساتھ ملحق کر لیا۔ قریباً ڈیڑھ سو سال تک غزنویہ خاندان کا پنجاب میں عمل دخل رہا۔ جب غزنی کا ملک غور کے بادشاہوں نے اپنے قبضہ اقتدار میں لے لیا۔ تو غزنویہ خاندان لاہور میں رہ کر پنجاب پر حکومت کرتا رہا۔ سنہ ۱۱۸۶ء میں غیاث الدین بادشاہ غور نے پنجاب کا ملک ضبط کر لیا۔ اور محمود کی اولاد کو تخت و تاج سے محروم کر دیا سنہ ۱۲۰۶ء میں شہاب الدین محمد غوری کے حکم سے ملک پنجاب کا سلطنت دہلی کے ساتھ الحاق کر دیا۔ اور اسکی عنان حکومت قطب الدین ایبک کے ہاتھ میں دیدی۔ اس وقت سے پنجاب شاہان دہلی کا صوبہ رہا دہلی میں مسلمانوں کے سات خاندان یکے بعد دیگرے منتقل ہوتے رہے اور پنجاب ان سب کے ماتحت رہا۔ آخر کار سنہ ۱۷۵۱ء میں احمد شاہ دُرانی نے پنجاب فتح کر کے افغانستان کے ساتھ اس کا الحاق کر لیا۔ لیکن اس کے پوتے زمان شاہ نے سنہ ۱۷۹۸ء میں پنجاب کی حکومت مہاراجہ رنجیت سنگھ کے سپرد کر دی۔ اس نے راجپوت راجاؤں مسلمانوں اور افغانستان کے امیروں کو شکست دے کر دریائے ستلج سے قندہار تک اور سرینگر سے بہاولپور تک ایک متحدہ سکھ حکومت کی

شہر آباد کر کے اسے اپنی دار القیام قرار دیا۔ اس کے بیٹے راو تنو نے اسی برس کی حکومت میں پونگل کے پرماروں کا بہت سا علاقہ دبا لیا جنہوں نے اس کے بزرگوں کو مصیبت کے دنوں میں امداد دی تھی۔

سمت [illegible] میں تنوجی کے مرنے پر اس کا بیٹا بیجے راؤ گدی پر بیٹھا۔ تو بریاہ اور لنگینہ راجپوتوں نے مگر تنوٹ پر متواتر حملے کرنے شروع کئے مدت تک یہ لڑائیاں جاری رہیں۔ لیکن ہمیشہ شکست کھا کر پیچھے ہٹتے رہے۔ جب وہ عہدہ برآنہ ہو سکے۔ تو انہوں نے جھالا اور پرماروں کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ سمت ۹۰۳ میں بیجے راؤ اپنے بیٹے دیوراج کو بیاہنے کے لئے برات لے کر بھٹنڈہ کو گیا۔ تو ان چاروں راجپوت قوموں نے ملکر رات کو شبخون مارا۔ بیجے راؤ کو معہ تیرہ سو بھائیوں کے سوتے ہوئے کو قتل کر دیا۔ بہت سے بھائی ادھر ادھر بھاگ گئے سانگی راؤ چارن نے دیوراج کو سانڈنی پر سوار کیا۔ اور تنوٹ کی طرف بھاگ نکلا۔ دشمنوں نے وہاں بھی حملہ کیا۔ تو دیوراج نے اپنے ماموں جھنجھ والی رچ کے پاس جاکر پناہ لی۔

کچھ عرصہ بعد بابا رتنا نامی ایک سادھو نے اسے بہت سی دولت دی۔ جس سے اس نے اپنے نام پر دیوراول نامی قلعہ تعمیر کروا کر رہائش اختیار کی اور بکھرے ہوئے بھائیوں کو جمع کرنا شروع کیا راجہ اُچ کو اس جمیعت سے خوف پیدا ہوا۔ اس نے حفظ ما تقدم کے طور پر دیوراول پر دھاوا بول دیا۔ لیکن دیوراج نے اسے شکست دیکر پیچھے ہٹا دیا۔ اس کے بعد اس نے بھٹنڈا پر حملہ کیا۔ وہاں کے راجہ کو قتل کر کے اس کی ریاست پر اپنا قبضہ جمایا سمت ۹۲۰ میں اس نے لدروا کو فتح کیا۔ اور دیوراول کو چھوڑ کر اسے اپنی صدر گاہ قرار دیا۔ اس زمانہ میں یہ ریاست لدروا کے نام سے

۲۹ دوداجی سمت ۱۳۵۷ — ۴۱ منوہرداس سمت ۱۶۸۰

۳۰ گھڑسی سمت ۱۳۷۴ — ۴۲ رام چند سمت ۱۷۰۲

۳۱ کیہرسنا سمت ۱۳۹۳ — ۴۳ سبل سنگھ سمت ۱۷۰۷

۳۲ پچھمن سمت ۱۴۲۰ — ۴۴ امر سنگھ سمت ۱۷۱۶

۳۳ چاچک دیو سمت ۱۳۵۶ — ۴۵ جسونت سنگھ سمت ۱۷۵۸

۳۴ ببرسی سمت ۱۵۲۲ — ۴۶ پرتھی سنگھ سمت ۱۷۹۸

۳۵ دیوی داس سمت ۱۵۲۳ — ۴۷ تیغ سنگھ سمت ۱۷۷۶

۳۶ جیت سی سمت ۱۵۵۳ — ۴۸ اکھے سنگھ سمت ۱۷۷۹

۳۷ نون کرن سمت ۱۵۸۶ — ۴۹ مول راٹے سمت ۱۸۱۹

۳۸ مالدیو سمت [illegible] — ۵۰ گجے سنگھ سمت ۱۸۷۶

۳۹ ہرراج سمت ۱۶۰۸ — ۵۱ بجیت سنگھ سمت ۱۹۰۳

۴۰ بھیم سنگھ سمت ۱۶۳۳ — ۵۲ ویری شال سمت ۱۹۲۱

۵۳ ہزہائی نس مہاراجہ ادھراج مہاراول شری شالی باہن صاحب بہادر فرمانروائے حال

سمت ۵۲۵ میں لاہور کا راجہ لچھمن راٹے نوشیرادے سے لڑتا ہوا شکست کھاکر مارا گیا۔ تو نوشیرادے نے پنجاب فتح کرکے سلہریہ برباہ۔ لنگیہ وغیرہ راجپوت اقوام میں تقسیم کردیا۔ جنہوں نے بھائیوں سے بغاوت کرکے اس کی مدد کی تھی۔ لچھمن راٹے کی اولاد چار پشت تک آوارہ زندگی بسر کرتی رہی۔ پانچویں جانشین منڈم راؤ کی حالت زار پر ترس کھاکر بوگل کے پرمار راجہ نے تھوڑی سی جاگیر عطا کردی اور اس نے ہاکڑہ ندی کے کنارے مرودھ نامی قلعہ تعمیر کرواکر سکونت اختیار کی۔ اور اس کے جانشین آہستہ آہستہ اپنے علاقہ کو وسعت دیتے تھے۔ چھٹے راجہ کیہر جی نے سمت ۷۸۷ میں تنوٹ

متواتر حملے کرتے رہتے تھے۔ اور راجگان لدروا کو سب سے پہلے ان کا مقابلہ کرنا پڑتا تھا۔ لانجا بجے راؤ کے مرنے پر بھوج دیو اس کا بیٹا گدی پر بیٹھا۔ تو جیسل دیو نے اپنا حق پیش کیا۔ لیکن بھائی سردار سب کے سب بھوجدیو کے طرفدار بن گئے۔ اس لئے جیسل دیو دو سو سواروں کو ساتھ لیکر غور کے بادشاہ شہاب الدین سے مدد لینے گیا۔ جس نے ان دنوں میں انہل واڑہ پاٹن پر دھاوا کرنے کی تیاری کر رکھی تھی اس سے جیسلدیو نے کہا۔ اگر آپ انہل واڑہ کی جنگ میں ہماری مدد کریں۔ تو بعد میں لدروا کی حکومت آپ کو دلوا دیجئے۔ اس قرار داد پر شہاب الدین نے اپنے سپہ سالار مجید خاں کو جیسلدیو کے ہمراہ انہل واڑہ کی طرف روانہ کیا۔ بھوجدیو نے اپنی سپاہ لیکر راستہ روک دیا۔ لڑائی شروع ہوئی۔ جس میں بھوجدیو پانچ ہزار بھائیوں کے ساتھ اور مجید خاں بارہ ہزار افغانوں کے ساتھ میدان جنگ میں لڑتے ہوئے مارے گئے۔ اور ریاست لدروا پر جیسلدیو کا قبضہ ہو گیا۔ اس نے نہایت ہی دانشمندی کے ساتھ حکومت کی۔ ارکان سلطنت اور رعایا کا دل تھوڑے ہی دنوں میں اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ اور لدروا سے پانچ کوس مشرق کیطرف اپنے نام پر جیسلمیر شہر آباد کیا۔ اور اسے اپنی دارالحکومت قرار دیا۔ ان کے عہد میں یہ ریاست حسب ذیل ۱۶ پرگنوں پر مشتمل تھی۔ جیسلمیر۔ دیو راول۔ تنوٹ۔ لکھپر۔ روڑی بھکر۔ گھوراڑو۔ پھلوری کھادڑ۔ مروٹھ۔ شانتل میر۔ نوہر۔ چھوٹن۔ بوگل۔ باہڑ میر ننو۔ جونا گڈھ۔

جیسل دیو کے بعد اس کے بڑے بیٹے کامن کی بجائے چھوٹا شالی باہن جیسلمیر کی گدی پر بیٹھا۔ اس کے عہد میں کاٹھی

مشہور ہوئی۔ اور راجپوتانہ میں ایک با اقتدار ریاست تسلیم کی گئی۔ دیوراج کی موت کے وقت جو سنہ ۱۰۴۰ میں واقعہ ہوئی۔ اس ریاست میں حسب ذیل نو پرگنے شامل تھے۔

پوگل[1]۔ لدروا[2]۔ دیوراول[3]۔ شنتل میر[4]۔ کدوہڑ[5]۔ کیرادو[6]۔ پارکر[7]۔ جھینتر[8]۔ روڑی بھکر[9]۔ بعدازاں اس ریاست پر قابل حکمران بیٹھے رہے۔ اور اپنے اپنے دوران حکومت میں مقبوضات کو بہت وسعت دیتے رہے۔

دیوراج کے بیٹے موندھو نے دریائے سندھ کو عبور کر کے بلوچوں کو قرار واقعی سزا دی۔ جنہوں نے دیوراج کو قتل کیا تھا۔ باچھو کے عہد میں کھاٹو کے کھیچی راجپوتوں نے پرگنہ پوگل میں لوٹ مار مچائی۔ اس نے انہیں سزا دے کر درست کرایا۔ پھر بلوچوں نے پرگنہ کھڑال پر حملہ کیا۔ اور وہ بھی شکست کھا کر بھاگ گئے۔ دوسجے کے چار بیٹوں میں جیسل دیو سب سے بڑا تھا۔ اور رانجانجے راؤ سب سے چھوٹا۔ دوسجے نے جیسل دیو کی بجائے لانجابجے راؤ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ جس سے اس ریاست میں فساد پیدا ہوگیا۔ لیکن بجے راؤ بہت عقلمند اور ہر دلعزیز تھا۔ اس نے جیسل دیو کی ناراضگی کو دور کر دیا۔ دھار کے راجہ نے اپنی تین لڑکیوں کا ایک ہی دفعہ بیاہ کیا رانجانبجے راؤ والی لدروا۔ انہلواڑہ کے راجہ سدھ راج کا بیٹا سجے پال۔ اور جہنوڑ کا مہارانا اپنی اپنی برات لے کر دھار میں آئے وہاں پنوار دن۔ سبسو دیوں اور سو لنکیوں نے ملکر رانجانبجے راو اُتر کا بھڑ کواڑ" یعنی شمالی جانب کے حملوں کا روکنے والا کا خطاب دیا۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ افغانستان۔ بلوچستان وغیرہ کے مسلمان اس زمانہ میں دریائے سندھ کو عبور کر کے راجپوتانہ پر

مسلمانوں سے شکست کھاکر جیسلمیر چلا آیا۔ اور وہاں اسے جاگیر دی گئی
جیت سی کے دوران حکومت کے آخری سالوں میں اسکے دو بیٹوں
مول راج اور رتن سی نے بادشاہی خزانہ چھین لیا۔ جسے بادشاہی
سپاہ ٹھٹھہ سے ملتان کے راستہ سے دہلی کو لے جارہی تھی۔ بہت سے مع
محافظ سپاہ کو قتل کردیا۔ اور باقی کو مار مار کر بھگادیا۔

علاؤ الدین خلجی نے جھنجلا کر ریاست جیسلمیر پر حملہ کردیا۔ محبوب خاں
اور کمال الدین نامی سپہ سالار امیر سے اور فرید خان سپہ سالار ملتان
سے حملہ آور ہوا۔ بھاٹیوں نے قلعہ کے اندر بیٹھ کر رہنا مناسب خیال کرکے
سامان خوراک بہت سی مقدار میں جمع کرلیا۔ بادشاہی فوج نے شہر کا
محاصرہ کرلیا۔ اور اسی محاصرہ کے دوران میں جیت سی مرگیا۔ اس کے بڑے
بیٹے مولراج کی قلعہ کے اندر ہی گدی نشینی کی رسم ادا کی گئی۔ ڈیڑھ برس
بعد سمت ۱۳۵۱ء میں خوراک ختم ہوجانے پر بھاٹیوں نے ساکا کرنے کا ارادہ کیا
۲۴ ہزار عورتیں چتا میں جل کر راکھ ہوگئیں۔ راجپوتوں نے کیسری لباس
پہن لیا۔ قلعہ کے دروازے کھول دئے اور تلواریں سونت کر بادشاہی
سپاہ کے اندر گھس گئے۔ ایک ایک نے سینکڑوں کو پیوند خاک بنایا
اور خود بھی وہیں شہید ہوگیا۔ تمام بھاٹی جو قلعہ کے اندر تھے مارے
گئے۔ تو جیسلمیر پر بادشاہی قبضہ ہوگیا۔ مولراج کے بھائی رتن سی
کی محبوب خاں سپہ سالار سے دیرینہ محبت تھی۔ رتن سی نے ... اپنے
کم سن بیٹے گڑسی کو ساکا کرنے سے پہلے محبوب خاں کے پاس بھیج دیا
لڑائی کے بعد محبوب خاں اسے دہلی لے گیا۔ تاکہ بادشاہ سے سفارش
کرکے جیسلمیر کا مہاراج اسے بنوا دے
جیسلمیر پر پانچ سال تک بادشاہی قبضہ رہا۔ اس عرصہ میں
پالن سی کے بیٹوں دودا جی اور تلوک سی نے متواتر حملوں سے

لوگوں نے بغاوت کی۔ لیکن وہ جلدی ہی مغلوب کر دیئے گئے۔ شالی باہن اپنی شادی کے لئے آبو کو گیا۔ تو اسکے بیٹے بیجل دیو نے قلعہ جیسلمیر پر قبضہ کر لیا۔ شالی باہن نے واپس آکر دیوراول میں رہائش اختیار کی۔ کچھ عرصہ بعد خضر خاں بلوچ نے سندھ سے پار اتر کر لوٹ مار شروع کر دی۔ شالی باہن اس کے ساتھ لڑتا ہوا مارا گیا۔ اور تمام ریاست پر بیجل دیو کا قبضہ ہو گیا۔

بیجل دیو کے بھائی ہنسراج نے ریاست سرسور پر قبضہ کیا۔ اسکی اولاد آجتک وہاں حکمران چلی آتی ہے۔ بیجل دیو کے لاولد مرنے پر جیسل دیو کا بڑا بیٹا کیلن گدی نشین ہوا۔ اس کے عہد میں خضر خاں بلوچ نے جیسلمیر پر حملہ کر دیا۔ کیلن نے اسکو میدان جنگ میں ہی تہ تیغ کر دیا۔ کیلن کے بعد چاچک دیو گدی پر بیٹھا۔ اس نے چنا قوم کے راجپوتوں پر حملہ کر کے ان کے راجہ کو مار ڈالا۔ اسکے بعد امرکوٹ پر حملہ کر کے وہاں کے راجہ کو شکست دی۔ اس کے بعد اس کا پوتا کرن سی گدی نشین ہوا۔ لیکن اس کا بڑا بھائی جیت سی ناراض ہو کر گجرات کی طرف چلا گیا۔ ۱۳۰۹ء میں ناگور کے صوبہ دار مظفر خاں نے بھگوتی داس پریاہ پر حملہ کر دیا۔ اور وہ جیسلمیر میں چلا آیا۔ اس کی شکایت پر کرن سی نے ناگور پر چڑھائی کر دی اور مظفر خاں کو میدان جنگ میں قتل کر کے بھگوتی داس کا علاقہ اسے واپس دلا دیا۔ اس کے بعد لکھن سین گدی نشین ہوا۔ لیکن اسکی نالائقیوں کی وجہ سے سرداروں نے اسے بیدخل کر کے اس کے بیٹے پن پال کو راجہ بنا دیا۔ لیکن وہ بھی قابل ثابت نہ ہوا۔ اس لئے سرداروں نے اس کے دادا کے بھائی جیت سی کے ہاتھ میں عنان حکومت دیدی۔ اسکے عہد میں منڈور کا پڑہار راجہ روپ سی

تمام دولت چھین لی۔ اور ان کی محافظ سپاہ کو بھی مار دیا۔ اس واقعہ کی اطلاع دہلی پہنچی۔ تو علاؤالدین برداشت نہ کر سکا۔ اس نے جیسلمیر پر حملہ کرنے کے لئے فوج روانہ کی۔ چھ برس تک محاصرہ رہا۔ آخر سمت ۱۳۶۲ میں بھاٹیوں نے ساکا کیا۔ اور جیسلمیر پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔

اس عرصہ میں گھڑسی جسکو پہلے ساکا کے بعد محبوب خاں سپہ سالار دہلی لے گیا تھا۔ اس نے جوان ہو کر علاؤالدین کو مغلوں کی لڑائیوں میں بہت کچھ کام دیا تھا۔ اب سمت ۱۳۷۳ میں جیسلمیر کی ریاست اس کے سپرد کر دی گئی۔ اسکی چوتھی پشت میں چاچک دیو ہوا۔ اس کو راجہ امرکوٹ نے مار دیا۔ لیکن اسکے بیٹے بیرسی نے امرکوٹ پر حملہ کر کے اپنے باپ کا قتل کا بدلہ لیا بیرسی کے بیٹے دیوی داس کے عہد میں چانیا قوم کے بلوچوں نے ریاست کی حدود کے اندر لوٹ مار شروع کر دی۔ لیکن راجہ نے ان کو قرار واقعی سزا دے کر درست کر دیا۔

دیوی داس کے جانشین جیت سی کے مرنے پر اس کا بڑا بیٹا کرم سی گدی پر بیٹھا۔ لیکن اس کا چھوٹا بھائی لون کرن بہت مدت سے قندہار گیا ہوا تھا۔ اس نے واپس آکر کرم سی کو گدی سے اتار کر عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اس کے عہد میں دہلی کا بادشاہ ہمایوں شیر شاہ سوری سے شکست کھا کر ایران کو جاتا ہوا ریاست جیسلمیر سے گزرا وہاں اسکے آدمیوں نے گائے ذبح کر دی۔ لون کرن نے اسے مصیبت زدہ سمجھکر اور سزا دینے سے احتراز کیا۔ لیکن اپنی ریاست کی حدود سے باہر نکال دیا۔ ہمایوں کا مورخ بیان کرتا ہے۔ کہ ہمایوں نے قندھار پہنچکر ملکی نام ایک

بادشاہی سپاہ کی رہائش ناممکن کردی۔ یہ ساکا کرنے سے پہلے کہیں باہر گئے ہوئے تھے۔ جب انہوں نے سُنا۔ کہ جیسلمیر پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا ہے۔ انہوں نے اپنی ریاست چھڑانے کی غرض سے مسلمانوں پر حملے کرنے شروع کر دئے۔ مسلمانوں کی سپاہ تنگ آکر جیسلمیر کے قلعہ کی کنجیاں چھوڑ گئے راجکمار جگبمال کے ہاتھ میں دے کر دہلی کو چلی گئی۔ ددواجی اور تلوک سی نے راٹھوڑوں سے جیسلمیر چھین لیا اور ددواجی گدی نشین ہو کر حکومت کرنے لگا۔

جیسلمیر پر بھائیوں کا قبضہ ہو گیا۔ لیکن دوسرے راجپوت انہیں بزدل خیال کرتے تھے۔ کہ ساکا کے وقت انہوں نے جان بوجھ کر پہلوتہی کی ہے۔ اس طعن کو نہ برداشت کرتے ہوئے ددواجی اور تلوک سی نے ندامت کا دھبہ دور کرنے کے لئے ایک اور ساکا کرنے کا ارادہ کیا۔ اس خیال سے کہ بادشاہ دہلی پھر جیسلمیر پر حملہ کرے اور ہمیں ساکا کرنے کا موقعہ ملجائے۔ انہوں نے بادشاہی علاقہ میں لوٹ مار شروع کر دی۔ بادشاہ جانتا تھا۔ کہ راجپوت مرنے مارنے پر تلے ہوئے ہیں۔ اور جب کوئی بہادر خود مرنے کے لئے تیار بیٹھا ہو۔ کسی شخص کو اسکے نزدیک آنے کی جرات نہیں ہوتی۔ لوٹ مار کی اطلاع پانے پر بھی بادشاہ نے پرواہ نہ کی۔ بھائی لوٹ مار کرتے کرتے اجمیر تک جا پہنچے۔ لیکن کوئی بھی سدراہ نہ ہوا۔ ایک دفعہ بادشاہ خواجہ معین الدین چشتی کی بارگاہ کی زیارت کے لئے اجمیر گیا۔ بھائیوں نے حملہ کر کے شاہی گھوڑے چھین لئے۔ بادشاہ نے پھر بھی کچھ خیال نہیں کیا۔ اجمیر کے پیرزادے مغربی ممالک میں جاکر اپنے مریدوں سے بہت سی دولت لائے۔ واپس آتے ہوئے جیسلمیر کی حد کے اندر سے گذرے۔ تلوک سی نے انہیں قتل کر کے

(۴۳) ریاست راہوں

۱	سُلے راؤ	۹	بجے گوپال
۲	بیسل راؤ	۱۰	کشن راج
۳	دوسیل راج	۱۱	پرست راج
۴	سینشر راج	۱۲	بھون راج
۵	راؤ مان	۱۳	اودے پال
۶	سشیل راج	۱۴	رن جاتی راج
۷	جدو راج	۱۵	سبہ دت
۸	اچل راج		

سمت ۹۰۰ میں تنوٹ کا راجہ بجے راؤ بجہ نیرہ سوبھالی راجپوتوں کے بھنڈا میں مارا گیا۔ تو بہت سے بھائی سردار ادھر ادھر بھاگ گئے۔ بجے راؤ کا بھائی سلے راؤ دریائے ستلج کو عبور کر کے دوآبہ بست جالندہر میں چلا آیا۔ اور راہوں پر قبضہ کر کے یہاں حکومت کرنے لگا۔ اس کی پانچویں پشت میں راؤ سینشر کے دو بیٹے تھے۔ بڑا راؤ مان راہوں کی گدی پر بیٹھا۔ چھوٹے منج نے دوآبہ جالندہر کا بہت سا حصہ فتح کر کے اپنی علیحدہ ریاست قائم کی۔ اسکی اولاد منج خاندان کے نام سے مشہور ہوئی۔ اور اس علاقہ کا نام ہی منجکی مشہور ہوا۔ آج تک یہی نام چلا آتا ہے۔ راؤ منج کے چار بیٹے تھے۔ جیسرتھا۔ بیرسی اودے سی۔ اور ہین سی۔ انہوں نے دریائے جمنا تک کا کل علاقہ فتح کر کے اپنے قبضہ میں کیا۔ ان میں سے ہین سی سے اپنے

نواب کو ریاست جیسلمیر چھین لینے کی ترغیب دی۔ علی خاں لون کرن کا پرانا دوست تھا۔ وہ جیسلمیر آیا۔ تو راجہ نے اس کی خاطر مدارات میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ لیکن علی خاں کے دل میں کچھ اور ہی خیال تھا۔ اس نے ایک دن لون کرن سے کہا۔ ہماری بیگمات رانیوں سے ملاقات کرنا چاہتی ہیں۔ اجازت دی جائے۔ راجہ نے منظور کر لیا۔ تو بیگمات کی بجائے جنگجو سپاہی ڈولیوں میں بٹھا کر قلعہ کے اندر داخل کر دئے۔ اس بات کا بھید کھل گیا۔ تو لون کرن نے ہر پال چارن کو رنواس کی حفاظت پر مامور کر کے نواب کی فوج سے لڑائی شروع کر دی۔ قلعہ کے اندر راجہ کے سپاہی بہت کم تھے۔ اور مسلمان زیادہ تعداد میں داخل ہو چکے تھے راجپوت مارے گئے۔ لون کرن اپنے تینوں بیٹوں کے ساتھ مارا گیا۔ مسلمان رنواس کی طرف جانے لگے۔ ہر پال نے خود اپنے راجہ کی عزت بچانے کی خاطر اپنے ہاتھ سے ہی رانیوں کو قتل کر دیا۔ اور پھر مسلمانوں سے لڑ کر آپ بھی مارا گیا۔ لون کرن کا بڑا بیٹا مال دیو اس دھوکا دہی سے پہلے کہیں باہر گیا ہوا تھا اس کو اطلاع ملی۔ تو قلعہ پر حملہ کر کے علی خاں اور اس کی سپاہ کو تلوار سے گھاٹ اتارا اور گدی نشین ہو کر حکومت کرنے لگا۔ اسکے بیٹے ہر راج نے اکبر بادشاہ دہلی کی اطاعت منظور کر لی۔ اور کئی پشت بعد راجہ مولراج نے ۱۸۱۸ء میں سرکار انگریزی کی عظمت کو تسلیم کر لیا۔ اس وقت سے یہ ریاست امن و امان کے ساتھ قائم چلی آتی ہے۔

۳۱ اکرم چندر پرکاش ۔ ۴۰ جگت پرکاش سمت ۱۸۲۷

۳۲ مان دھاتا پرکاش ۔ ۴۱ دھرم پرکاش سمت ۱۸۴۰

۳۳ سوبھاگ پرکاش ۔ ۴۲ کرم پرکاش سمت ۱۸۵۰

۳۴ بدھی چندر پرکاش سمت ۱۷۴۳ ۔ ۴۳ فتح پرکاش سمت ۱۸۷۲

۳۵ ست پرکاش سمت ۱۷۴۲ ۔ ۴۴ رگھبیر پرکاش سمت ۱۹۰۷

۳۶ ہری چندر پرکاش سمت ۱۷۶۱ ۔ ۴۵ شمشیر پرکاش سمت ۱۹۰۸

۳۷ بجے پرکاش سمت ۱۷۶۹ ۔ ۴۶ سریندر بکرم پرکاش

۳۸ پرتیپ پرکاش سمت ۱۷۹۳ ۔ ۴۷ ہز ہائی نس مہاراجہ امر پرکاش

۳۹ کیرت پرکاش سمت ۱۸۱۱ ۔ صاحب بہادر فرمانروائے حال سمت ۱۹۶۵

یہ ریاست نہایت قدیم زمانہ سے قائم چلی آتی ہے۔ تیرہویں صدی بکرمی سے پہلے اس کے حکمران مہابھارت کے زمانہ کے مشہور راجہ وراٹ کے خاندان میں سے تھے۔ جس کے پاس پانڈووں نے اپنی جلاوطنی کا تیرھواں سال چھپ کر گذارا تھا۔ اس خاندان کے آخری راجہ اگر چند کے کوئی اولاد نہ تھی۔ اس کی حاملہ رانی کسی مندر کی زیارت کے لئے گئی ہوئی تھی۔ راجہ مر گیا۔ ارکان سلطنت نے اسے لاولد خیال کرکے جیسلمیر کے راجکمار ہنس راج کو بلا کر عنان حکومت اس کے ہاتھ میں دیدی۔ حاملہ رانی کے بطن سے کرن چند نامی ایک لڑکا پیدا ہوا۔ اس نے جوان ہوکر اپنی آبائی دارالحکومت پر قبضہ حاصل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکا۔ اور ایک علیحدہ ریاست قائم کرکے حکومت کرنے لگا۔ جو آج کل جُبل کے نام سے مشہور ہے۔ ہنس راج نے اپنا نام شبھ ونش پرکاش رکھ کر حکومت کرنی شروع کی۔ اس کے بیٹے پلاش کے نام پر اس ریاست کا نام پلاشیا بھی مشہور ہوا۔ لیکن عام طور پر اسے

نام پر ایک شہر آباد کیا۔ جو آج تک منیاں کے نام سے مشہور چلا آتا ہے۔

مُلے راؤ کی اولاد ۱۵ پشت تک راہوں میں حکومت کرتی رہی ۱۱۹۲ء میں شہاب الدین محمد غوری نے اچھواجی کچھواہا راجپوت کو اس علاقہ کا پٹہ دے دیا۔ تو اس نے بھائیوں سے یہ ریاست چھین لی۔

(۸۴) ریاست سرمور

۱ شوبھن پرکاش ۱۱۲۳ء	۱۶ شال برہم پرکاش
۲ سالباہن پرکاش	۱۷ مکت پرکاش
۳ بالک چندر پرکاش	۱۸ بیربل پرکاش
۴ مہی پرکاش	۱۹ تخت پرکاش
۵ مول پرکاش	۲۰ گربھ پرکاش
۶ اُوت پرکاش	۲۱ برہم پرکاش
۷ کنول پرکاش	۲۲ بنش پرکاش
۸ شمشیر پرکاش	۲۳ رتن پرکاش
۹ سورج پرکاش	۲۴ پرتھوی پرکاش
۱۰ پدم پرکاش	۲۵ سشیل پرکاش
۱۱ کرن پرکاش	۲۶ دھرم پرکاش
۱۲ اکھنڈ پرکاش	۲۷ دیپ پرکاش
۱۳ بیدلی پرکاش	۲۸ بخت پرکاش
۱۴ سپکل پرکاش	۲۹ بھوپت پرکاش
۱۵ بیران پرکاش	۳۰ اودے چند پرکاش

۸۵ ریاست سنگھ پور

۱	سین برمن	۷	سنگھ برمن
۲	آریہ برمن	۸	جل برمن
۳	وت برمن	۹	یگیہ برمن
۴	پروپت برمن	۱۰	اچل برمن سمر گھنگل
۵	ایشور برمن	۱۱	دواکر برمن بھی گھنگل
۶	بدھی برمن	۱۲	بھاسکر برمن رپو گھنگل

یہ نسب نامہ ایک کتبہ سے دستیاب ہوا ہے۔ اور اس سے قدیم زمانہ میں پنجاب میں جادو بنسی خاندان کی ایک ریاست کا پتہ لگتا ہے۔ اس میں لکھا ہے۔ کہ بھاسکر برمن کی رانی جیاولی راجہ کپل بردھن کی بیٹی تھی۔ اس کے بطن سے راجکماری ایشورا پیدا ہوئی۔ اور وہ جالندھر (کانگڑہ) کے کسی راجکمار گپت چندر سے بیاہی گئی۔ خاوند مر گیا۔ تو اسکی یادگار تازہ رکھنے کے لئے لاکھا منڈل میں ایک شوالہ تعمیر کروایا۔ اور وہاں یہ کتبہ نصب کروایا۔ اس کتبہ پر سمت وغیرہ کچھ نہیں لکھا۔ لیکن یہ ضرور لکھ دیا ہے۔ کہ سنگھ پور کے راجے جن کی یہ راجکماری تھی۔ جادو بنسی خاندان کے راجپوت تھے۔ جالندھر کا نام اس کتبہ میں جال دھر لکھا ہے۔

(۸۶) ریاست کیر گرام

۱	کند	۲	بدھو

سرمیوری کہتے تھے۔ راجہ سوبھاگ پرکاش دہلی کے بادشاہ اورنگ زیب کا ہمعصر تھا۔ راجہ ہری پرکاش نے سوہانہ۔ مظفر نگر اور جگت گڑھ پر قبضہ کر کے ریاست کو وسعت دی۔ راجہ کیرت پرکاش نے شمال مشرق کی طرف اپنی ریاست کو بڑھایا۔ اس نے گورکھوں سے اس کی جنگ چھڑ گئی اور دریائے گنگا حد فاصل قرار دے کر اس لڑائی کا خاتمہ ہوا۔ ۱۸۰۳ء میں گورکھوں نے سرمور کو فتح کیا۔ اور یہاں کے راجہ کو مجبوراً نیپال کی ماتحتی منظور کرنی پڑی۔ ۱۸۱۵ء میں جب گورکھوں کو انگریزوں نے اس ملک سے نکال دیا۔ اس وقت راجہ کرم پرکاش یہاں حکومت کرتا تھا۔ انگریزوں نے اسے گدی سے اتار کر اس کے بیٹے فتح پرکاش کو راجہ بنایا۔ اور کچھ علاقہ کے سوائے کل ریاست پر اسے حکمران بنایا۔ جو علاقہ راجہ صاحب کو نہیں دیا گیا۔ اس میں سے پرگنہ مورن ایک مسلمان سردار کو دیا گیا۔ کیاردہ دون جو بعد میں راجہ صاحب نے پچاس ہزار روپیہ نذرانہ دے کر واپس لیا اور پہاڑی علاقہ کا ایک قلعہ جو دریائے گری کے شمال میں واقع ہے رانا کیو نتھل کو عنایت کیا گیا۔ جونسر اور باورن کے پرگنے انگریزی علاقہ ڈیرہ دون میں شامل کئے گئے۔ راجہ سر بند بکرم پرکاش نے اپنے عہد میں ریاست کو بہت ترقی دی۔ انہوں نے انگریزی طریقہ پر دیوانی و فوجداری کی عدالتیں قائم کیں۔ دیہات میں مدرسے جاری کئے۔ سڑکیں بنوائیں۔ جنگل کی حفاظت کا بندوبست کیا۔ لوہا ڈھالنے کا ایک کارخانہ کھولا۔ موجودہ حکمران سری مہاراجہ امر پرکاش صاحب بھی ایک بیدار مغز حکمران ہیں۔ اور ہر ایک صیغہ کا خاطر خواہ انتظام کر رکھا ہے۔ جس سے ریاست کو بہت کچھ ترقی ہوئی ہے

۸۷- ریاست ہریانہ

۱ ترلوچن پال	۲۰ شبیر خاں
۲ نے پال	۲۱ خالق داد خاں
۳ رتن پال	۲۲ لورنگ خاں
۴ رائے پال	۲۳ الہ داد خاں
۷ سیہرا	۲۴ اشرف خاں
۱۰ مل	۲۵ فتح خاں
۱۱ کلچہ	۲۶ نور محمد خاں
۱۲ نظام الدین خاں	۲۷ جمال خاں
۱۹ محمد خاں	۲۸ قادر بخش

ریاست ہریانہ تارو راجپوتوں کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ جو جادو بنس کی ایک شاخ ہے۔ ان کا مورث اعلیٰ ترلوچن پال ریاست ویہند کا حکمران تھا۔ اور یہ ریاست افغانستان میں کابل اور قندھار کی وادی میں واقعہ تھی۔ سلطان محمود غزنوی نے حملہ کرکے اس ریاست کو تباہ کیا۔ ترلوچن پال سلطان کے مقابلہ میں داد شجاعت دیتا ہوا مارا گیا اس کے بیٹے رُوترپال، بیرہ کشمیر میں چلے گئے۔ اور وہاں اعلیٰ عہدوں پر سرفراز ہوکر رہنے لگے۔ کشمیر کی تواریخ راج ترنگنی میں ان کا ذکر پایا جاتا ہے۔ ایک بیٹا نے پال کچھ عرصہ تک آوارہ پھرتا رہا۔ آخرکار وہ محمود کی ہی فوج میں شامل ہوگیا۔ جب محمود نے متھرا پر حملہ کیا۔ تو نیپال اس مہم میں شامل تھا۔ اس نے اپنی بہادری اور شجاعانہ کارناموں سے

۳	جگرہ	۷	کلہن
۴	برہمن	۸	وہن
۵	ڈوہک	۹	رام چند
۶	بھون	۱۰	لچھمن چند

کیرگرام کی ایک مشہور ریاست پنجاب میں واقع تھی۔ اس ریاست کا راجہ وہن کانگڑہ کے راجہ ہرجے چند کی بیٹی لکشنکا سے بیاہا گیا تھا۔ اس کے بطن سے رام اور لچھمن دو بیٹے پیدا ہوئے۔ وہن کے بعد رام گدی پر بیٹھا۔ کچھ عرصہ حکومت کرنے کے بعد وہ بھی لاولد مر گیا۔ تو اس کا بھائی لچھمن گدی نشین ہوا۔ لچھمن اور اس کے ماموں راجہ جے چند والی کانگڑہ کے عہد کے دو کتبے بیجناتھ سے برآمد ہوئے ہیں۔ جو کہ اُن کے حکم سے بھرنگک کے بیٹے رام نے نصب کئے تھے۔ ایک پرشا کا سمت ۲۶ اور دوسرے پر لوکک سمت درج ہے۔ اور دونوں باہم مطابق ہیں یعنی دونوں کتبے ایک ہی سال نصب کئے گئے تھے۔ کیرگرام کے راجہ لچھمن چند کی رانی کا نام ستلا اس کتبہ پر لکھا ہوا ہے
کیرگرام کو آج کل کربہا کہتے ہیں۔ جو بنگہ اور نواں شہر کے درمیان ایک پرانا قصبہ اور ریلوے سٹیشن بھی ہے۔ تحصیل گڈھ شنکر ضلع ہوشیارپور کے پرمار راجپوت اپنا نکاس اسی قصبہ سے بتلاتے ہیں۔ ان کی روایات سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کیرگرام کے مذکورہ الصدر راجگان پرمار خاندان کے راجپوت تھے۔

دھن پال نے مذہب اسلام قبول کیا۔ اور رانا کلچہ ہریانہ میں رہ کر حکومت کرنے لگا۔ اسکی ریاست ۷۶۵ دیہات پر مشتمل تھی۔ بھوج پال کو بجواڑہ اور شام چوراسی کے علاقے جاگیر میں ملے۔ اور دھنی نے دھنیت کے علاقہ پر قبضہ کیا۔ بجواڑہ کے ایک حصہ میں اس نے سکونت اختیار کی۔ اور وہ حصہ اسکے نام پر پٹی دھنیات کہلانے لگا۔ آج کل صرف پٹی کہلاتا ہے۔ یہ پرانا قصبہ ہے۔ اور مغلوں کی عملداری میں تحصیل رہ چکا ہے۔

جب مذکورہ بالا تینوں بھائیوں نے مذہب اسلام قبول کیا۔ تو دربار دہلی میں ان کی توقیر بڑھ گئی۔ لیکن دوسری طرف دوآبہ جالندھر کے راجپوت رشتے ان سے عداوت کرنے لگے انہوں نے متواتر حملوں سے انہیں دق کر دیا۔ رانا کلچہ نے دربار دہلی سے اپنی امداد کے لئے پٹھانوں کی فوج منگوائی۔ اپنے علاقہ کی سرحد پر اس کی چوکیاں بٹھائیں۔ آج کل وہ چوکیاں بسیوں کے نام سے شہرت پذیر ہیں۔

رانا شیر خاں نے ہریانہ میں ایک عظیم الشان درسگاہ کی بنیاد ڈالی۔ اور علوم مشرقی کی تعلیم کا انتظام کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ شاہجہاں بادشاہ دہلی کے وزیر اعظم نواب سعد اللہ خاں نے کچھ عرصہ اس درسگاہ میں تعلیم پائی تھی۔ اس کے کھنڈرات آج تک ہریانہ میں موجود ہیں۔ رانا قادر بخش سردار بگھیل سنگھ کا معصر تھا۔ جس نے اس ریاست کا خاتمہ کر دیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں اس کا نام و نشان بالکل ہی مٹ گیا۔

بادشاہ کو خوش کر لیا۔ اور ناہر خاں کا خطاب پایا۔ اس کی اولاد نارد راجپوت کہلانے لگی۔

بنپال نے اپنی خدمات کے صلہ میں مچھوے دریائے ستلج کے گرد و نواح کا علاقہ حاصل کر لیا۔ اور مئو کی بنیاد ڈال کر وہاں حکومت کرنے لگا۔ بنپال کے بیٹے رتن پال نے پھلور کی بنیاد ڈالکر اسے اپنی صدر گاہ قرار دیا۔ اور اپنی ریاست کو رفتہ رفتہ وسعت دینا شروع کیا۔ اور شمال مشرق کی طرف کوہ پرگل تک کا کل علاقہ اپنے قبضہ میں لے لیا۔ اس کے چھوٹے بیٹے ہری پال نے بھنگالہ اور دسوہہ کے علاقہ جات فتح کر کے اپنی علیحدہ ریاست کی بنیاد ڈالی۔ بہت عرصہ ہوا۔ یہ ریاست برباد ہو گئی۔ لیکن ہری پال کی اولاد اب تک اس علاقہ میں آباد چلی آتی ہے۔

رتن پال کے بڑے بیٹے رائے پال کی چوتھی پشت میں رانا سیہرا نے دوآبہ جالندھر کا بیشتر حصہ فتح کر لیا۔ اور اس کے نام پر اس علاقہ کا نام سیہرہ وال مشہور ہوا۔ آج تک یہی نام چلا آتا ہے۔ رانا سیہرا کسی مہم پر ہندوستان کی طرف گیا۔ واپس آتے ہوئے سنام (واقعہ ریاست پٹیالہ) میں اس کا انتقال ہو گیا چنانچہ اب تک اس کی سمادھ وہاں موجود ہے۔ رانا سیہرا نے پھلور کا علاقہ اپنے بھائی گورپال کو دے دیا۔ دوسرے بھائی رائے تھو کو بھونگہ کا علاقہ دیا۔ جو آجکل ریاست کپورتھلہ میں شامل ہے۔ رانا سیہرا کی چوتھی پشت میں رائے مل نے بجواڑہ کو فتح کیا۔ اور اسے اپنی صدر گاہ بنایا۔ ہریانہ۔ نندا چور اور شام چوراسی کے علاقہ جات اسکی ریاست میں شامل تھے۔

رائے مل کے پانچ بیٹوں میں سے رانا کلچہ۔ بھوج پال اور

ملک پر اس نے اپنے خاندان کے سردار اور راجکمار گورنر مقرر کر رکھے تھے۔ تاکہ انتظام درست رہے۔ چنانچہ جیسل دیو کا بیٹا ہیم ہیل بھٹنڈہ کا حاکم مقرر ہوا۔ چند پشت بعد اسکی اولاد کے ہاتھ سے حکومت جاتی رہی۔ اسکی پانچویں پشت میں کھیوا کے ہاں سدھو نامی بیٹا پیدا ہوا۔ اس کی اولاد بہت بڑھی۔ اور مذکورہ الصدر خاندانوں کی بانی مبانی ہوئی۔ سب سے پہلے راجگان فریدکوٹ کا خاندان علیحدہ ہوا۔ اور بعد ازاں بتدریج دوسرے خاندان الگ ہوتے رہے۔ مسلمان نوابوں کی عملداری میں یہ سب خاندان کمزور حالت میں تھے۔ لیکن جب مغلیہ سلطنت کو زوال آنا شروع ہوا۔ اور سکھ پولیٹیکل میدان میں ہاتھ پاؤں مارنے لگے۔ تو سدھو کی اولاد کو موقعہ ہاتھ آیا۔ اور وہ ستلج اور جمنا کے درمیان میں بہت سے ملک پر قابض ہو گئی۔

سولھویں صدی کے وسط میں چودھری کپورا نے کچھ علاقہ پر قبضہ کیا۔ اس نے کوٹ کپورا شہر آباد کیا۔ اور اسے اپنی صدرگاہ قرار دے کر حکومت کرنے لگا۔ اس سے سو سال بعد سردار ہمیر سنگھ خودمختار رئیس بن بیٹھا۔ اس نے اپنے پڑوسیوں کو شکست دے کر ریاست کی بہت کچھ وسعت دی۔ اور فریدکوٹ شہر آباد کر کے اپنی دار الحکومت وہاں منتقل کر لی۔ اس کے بیٹے مہر سنگھ نے کچھ ترقی نہیں کی۔ بلکہ مہر سنگھ کے بیٹے چڑھت سنگھ نے اپنے باپ کو گدی سے علیحدہ کر کے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ چڑھت سنگھ کو اس کے چچا دل سنگھ نے قتل کر دیا اور دل سنگھ کو اس کے چچا زاد بھائی نوجا سنگھ نے قتل کر کے گلاب سنگھ کو گدی نشین کیا۔ اسکی نابالغی میں ریاست کا انتظام

ریاست فریدکوٹ

۱	اسنگھ	۸	دل سنگھ
۲	لالا	۹	گلاب سنگھ
۳	کپورا	۱۰	عطر سنگھ
۴	سکھا	۱۱	پہاڑ سنگھ
۵	ہمیر سنگھ	۱۲	وزیر سنگھ
۶	مہر سنگھ	۱۳	بکرماں سنگھ
۷	چڑھت سنگھ	۱۴	راجہ بلبیر سنگھ

فریدکوٹ۔ پٹیالہ۔ جیند۔ نابھ کے راجگان اور اٹاری کیتھل۔ جھومبہ۔ سدھووال۔ ارنولی۔ لودھ گدھ۔ ملود۔ جیوندان اور بھدوڑ کے سرداران نامدار سب کے سب ایک ہی خاندان کی شاخیں ہیں۔ جن کی ریاستیں۔ علاقہ جات اور جاگیریں دریائے ستلج کے جنوب مشرق میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور شملہ کے پہاڑی علاقہ کے سوائے ستلج اور جمنا کے درمیانی ملک کا بہت سا حصہ اسی خاندان کے قبضہ اقتدار میں چلا آتا ہے۔

ان کی خاندانی روایات اور نسب ناموں سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ سب خاندان جیسلمیر کے بھائی راجہ جیسل دیو کے ایک چھوٹے بیٹے ہیم ہیل کی اولاد میں سے ہیں۔ جیسل دیو نے سمت ۱۲۰۹ سے سمت ۱۲۱۴ بکرمی تک حکومت کی۔ اور اس کا ملک ستلج کے جنوب میں دریائے جمنا سے سندھ تک پھیلا ہوا تھا۔ مختلف عمرجات

دوسری لڑائی میں اس فوج نے کوہاٹ کی سرحد پر کام کیا۔ اس لئے ان کو فرزند سعادت نشان حضرت قیصر ہند کا خطاب عطا ہُوا۔

۸۹ ریاست پٹیالہ

۱	پھول	۶	صاحب سنگھ
۲	راما	۷	کرم سنگھ
۳	آلا سنگھ	۸	نرندر سنگھ
۴	سردول سنگھ	۹	مہندر سنگھ
۵	امر سنگھ	۱۰	مہاراجہ راجندر سنگھ بہادر

اس ریاست کا بانی مبانی راجہ آلا سنگھ ہیم ہیل نامی بھائی راجپوت کی اولاد میں سے پھول کا پوتا تھا۔ احمد شاہ ابدالی کی نئی حکومت کو تباہ کرنے کے لئے سکھوں کا جو جتھا قائم ہُوا۔ اس میں یہ بھی شامل ہوگیا۔ برنالہ کی لڑائی میں سکھوں نے شکست کھائی۔ ان کے بیس ہزار آدمی مارے گئے۔ مسلمانوں نے برنالہ میں قتل اور غارت گری کا بازار گرم کیا۔ لوٹ مچائی۔ آلا سنگھ گرفتار ہوکر احمد شاہ کے روبرو پیش کیا گیا۔ لیکن اس نے چار لاکھ روپیہ تاوان سے کر اسے رہا کر دیا۔ برنالہ کی لڑائی آلا سنگھ کے حق میں بہت مفید ثابت ہوئی۔ بادشاہ نے تاوان لے کر آلا سنگھ کو خلعت فاخرہ عنایت کیا۔ اور راجہ کا خطاب دے کر اسکے وطن کے گرد و نواح کے تمام دیہات کا حاکم بنا دیا۔

احمد شاہ کابل کو واپس چلا گیا۔ تو سکھ پھر جمع ہوئے۔ انہوں نے

خودکرتا رہا۔ زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ رنجیت سنگھ کے جرنیل دیوان محکم چند نے فرید کوٹ پر حملہ کر دیا۔ دو سال تک لڑائی جاری رہی آخرکار مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ایک فوج جرار کے ساتھ چڑھائی کردی۔ ریاست فتح کرکے اس کی عنان حکومت دیوان محکم چند کے ہاتھ میں دیدی۔ اور گلاب سنگھ و اس کے بھائیوں کو صرف پانچ گاؤں جاگیر میں دئے۔ سرکار انگریزی نے اس تنازعہ میں ہاتھ ڈالا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کو مجبور کرکے راجہ گلاب سنگھ کو ازسرنو ریاست پر بحال کر دیا۔ ۱۸۲۶ء تک حکومت کرکے صاحب سنگھ کی سازش سے وہ مقتول ہوا۔ اور عطر سنگھ راجہ بنایا گیا۔ لیکن اسکی عمر نے وفا نہ کی۔ عطر سنگھ کے مرنے پر اس کا چچا سردار پہاڑ سنگھ حکمران ہوا۔ اس نے سب قسم کا انتظام درست کیا۔ نہریں کھدوائیں اور زراعت کو خوب ترقی دی۔ بیس سال بعد سکھوں اور انگریزوں کی جنگ چھڑی۔ تو پہاڑ سنگھ انگریزوں کا طرفدار رہا۔ اور حتی الوسع بہت سی مدد دی۔ اس کے صلہ میں اسے راجہ کا خطاب عطا ہوا کچھ علاقہ بھی مل گیا۔ کوٹ کپورا بھی واپس دیا گیا۔ اور شمالی محالات کے تبادلے میں جنوب کی طرف چند گاؤں مل گئے۔

۱۸۴۹ء میں راجہ وزیر سنگھ مسند نشین ہوا۔ سکھوں کی دوسری لڑائی میں یہ سرکار کا وفادار رہا۔ اور غدر کے دنوں میں اس نے بہت مدد دی۔ باغی فوج کو عبور کرنے سے روکنے کے لئے اس نے دریائے ستلج کے گذرگاہوں کی حفاظت کی۔ کچھ فوج سرسہ بھیجی تھوڑے سواروں اور دو توپوں کو لے کر مشہور باغی شام داس پر حملہ کرکے اس کی گڈھی برباد کردی۔ راجہ بکرم سنگھ ۱۸۷۵ء میں اپنے باپ کی جگہ گدی نشین ہوا۔ افغانستان کی دوسری

میں سرکار کو مدد دیں۔ اس علاقہ کی آمدنی دو لاکھ روپیہ تھی۔
علاوہ ازیں مہاراجہ صاحب نے ایام غدر میں سرکار کو جو قرضہ
دیا تھا۔ اس کے عوض میں انہیں اجازت دی گئی۔ کہ وہ کانود
پرگنہ جھجر اور تعلقہ گھماؤں میں دائمی مطلق العنانی کے اختیارات خریدیں
اسکے علاوہ مہاراجہ صاحب کو بھدوڑ پر اختیارات حکمرانی عطا کئے گئے۔
نیز بھدوڑ کے ان محالات میں جو لاوارث رہ جائیں۔ یا وقتاً فوقتاً
ضبط کئے جائیں۔ حق بازیافت دیا گیا۔ اور ۵۲۶۵ روپیہ سالانہ
جو سرداران بھدوڑ سرکار انگریزی کو خراج دیا کرتے تھے۔ مہاراجہ
صاحب کا حق قرار دیا گیا۔
۱۸۶۲ء میں مہاراجہ مہندر سنگھ صاحب اپنے باپ کے بعد مسند نشین
ہوئے۔ انہوں نے چودہ برس حکومت کی۔ ان کے عہد میں نہر سرہند
جاری کرنے کی تجویز منظور ہوئی۔ اس نہر کی رسم افتتاح ۱۸۸۲ء میں
والسرائے ہند نے اپنے ہاتھ سے ادا کی۔ اس نہر سے ریاستہائے
پٹیالہ۔ نابھہ۔ جیند کا بہت سا حصہ اور لودھیانہ و فیروزپور کے اضلاع
کی زمین سیراب ہوتی ہے۔ مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے اپنی [illegible]
رعایا کے مفاد کو مدنظر رکھکر ایک کروڑ ۲۳ لاکھ روپیہ اس کی
تیاری کے لئے دیا۔ اس نہر کی تیاری کا ۲/۳ حصہ خرچ سرکار انگریزی
نے اپنے ذمہ لیا۔ اور ۱/۳ حصہ پٹیالہ۔ نابھہ اور جیند سے لیا گیا
ستر ہزار روپیہ کی ایک معقول رقم یونیورسٹی کالج لاہور کو دیا۔
۱۸۷۳ء میں قحط زدگان بنگال کی امداد کے لئے دس لاکھ روپیہ
سرکار کو دیا۔ ۱۸۷۵ء میں زرکثیر خرچ کرکے پٹیالہ میں ایک کالج
بنوایا۔ غرضیکہ ریاست پٹیالہ کی تواریخ میں مہاراجہ مہندر سنگھ جی
کا نام نامی اپنے اچھے کاموں کی وجہ سے مدت مدید تک مشہور رہیگا

سرہند پر حملہ کرکے وہاں کے ناظم کو قتل کر ڈالا۔ اور ایک خونریز جنگ کے بعد شاہی فوج کو شکست دے کر سرہند پر قبضہ کرلیا۔ چونکہ اس لڑائی میں راجہ آلا سنگھ تمام سکھ سرداروں میں سربرآوردہ تھا اس لئے اس کے صلہ میں اس نے سرہند اور اس کا نواحی علاقہ حاصل کرلیا۔ لیکن اس نے اس شہر کو رونق دینے کی طرف مطلق توجہ نہ کی۔ کیونکہ گورو گوبند سنگھ جی مہاراج کے صاحبزادے یہیں شہید ہوئے تھے۔ اس لئے سکھوں کے خیال میں یہ شہر منحوس سمجھا جاتا تھا۔

سرہند کی لوٹ اور ۱۸۰۹ء کے درمیانی عرصہ میں جبکہ دریائے ستلج اور جمنا کی درمیانی ریاستوں نے سرکار انگریزی کی عظمت کو تسلیم کرلیا۔ ریاست پٹیالہ کا علاقہ بہت بڑھ گیا۔ مہاراجہ کرم سنگھ نے گورکھوں کی لڑائی میں جو ۱۸۱۴ء میں واقع ہوئی۔ انگریزوں کو مدد دی۔ اس کے صلہ میں سرکار نے کیونتھل اور بگھاٹ کی ریاستوں کے ضبط شدہ علاقے جن کی آمدنی ۳۵ ہزار روپیہ سالانہ تھی۔ دو لاکھ اسی ہزار روپیہ نذرانہ دے کر عطا کئے ۱۸۳۰ء میں جب شملہ آباد ہوا۔ تو ریاست پٹیالہ کے علاقہ میں تھوڑا سا تغیر و تبدل ہوا۔ مہاراجہ صاحب کو اس قطعہ زمین کے عوض میں جو جیکو پہاڑی کے دامن میں واقع ہے۔ سپاٹو کے متصل علاقہ بھرولی کے تین گاؤں سرکار انگریزی نے دئے۔ مہاراجہ پٹیالہ نے سکھوں کی پہلی لڑائی میں انگریزوں کو مدد دی۔ اس کے صلہ میں ریاست نابھ کا کچھ ضبط شدہ علاقہ انکو نذر ۱۸۵۷ء کے بعد مہاراجہ نرندر سنگھ کو نمایاں خدمات کے صلہ میں نواب جھجر کے ضبط شدہ علاقہ میں سے نارنول پر کامل اختیارات حکمرانی اس شرط پر دیئے گئے۔ کہ خطرہ کے ایام

ناظم نے انہیں قید کر کے دہلی بھیج دیا۔ انہوں نے مطالبہ ادا کر دیا
اور شاہ عالم بادشاہ دہلی نے ۱۷۸۲ء میں انہیں ایک سند عطا کی جسمیں
گجپت سنگھ کو راجہ تسلیم کیا گیا۔ اور وہ اسوقت سے خود مختار راجہ بن گئے
اور اپنے نام کا سکہ بھی جاری کر لیا۔ چونکہ ان کا علاقہ ضلع رہتک کی
شمالی مغربی سرحد سے ملتا تھا۔ اس لئے مرہٹے جب کسی دوسری طرف
متوجہ ہو جاتے۔ تو انہیں گوہانہ اور حصار پر حملہ کرنے کا موقعہ مل
جاتا۔ آخر کار راجہ گجپت سنگھ نے یہ علاقے مرہٹوں سے اجارہ
پر لے لئے۔ اور مدت تک انکے قبضہ میں رہے۔ راجہ بھاگ سنگھ نے
دور اندیشی سے سرکار انگریزی کے خلاف گروہ میں شمولیت نہیں کی
جب سندھیا کا زور گھٹ گیا۔ تو راجہ صاحب نے جمنا کے مغربی
مقبوضات سرکار انگریزی کے حوالے کر دئے۔ اور لارڈ لیک نے
گوہانہ کا علاقہ راجہ صاحب کو انعام میں دے دیا۔ جب لارڈ لیک
نے جسونت راؤ ہلکر کا تعاقب کیا۔ تو راجہ بھاگ سنگھ دریائے بیاس
تک ان کے ہمرکاب رہے۔ لارڈ لیک نے راجہ بھاگ سنگھ کو
لاہور بھیجا۔ تاکہ دربار لاہور ہلکر کو مدد نہ دے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ
راجہ بھاگ سنگھ کا بھانجا تھا۔ اس کے کہنے سے سکھوں نے امداد سے
انکار کیا۔ راجہ بھاگ سنگھ کی یہ سفارت کامیاب ہوئی۔ اسکے صلہ
میں راجہ صاحب کو پرگنہ بوانہ انعام میں ملا۔

راجہ بھاگ سنگھ کے مرنے پر اس خاندان پر مصیبت آ لی
راجہ سنگت سنگھ کو غیروں کے ہاتھ میں حکومت دے کر صدر مقام
سے الگ رہنا پڑا۔ ان کے لاولد فوت ہونے پر سروپ سنگھ جانشین
مقرر ہوا۔ لیکن یہ قرار پایا۔ کہ وہ اس علاقہ سے زیادہ کے مستحق نہیں
ہیں۔ جو راجہ گجپت سنگھ کے قبضہ میں تھا۔ اس لئے دو لاکھ ۳۶ ہزار روپیہ

۱۸۷۹ء کی مہم کابل میں ریاست پٹیالہ نے فوجی امداد دی۔ اس فوج نے کورم گھاٹی میں تھل اور پیواڑ کے درمیان سلسلہ آمد و رفت جاری رکھنے کے لئے بہت کام دیا۔ اس خدمت کے صلہ میں مہاراجہ صاحب پٹیالہ کو دربار گورنری میں نذر دکھانے سے مستثنیٰ کیا گیا اس طرح سے اپنی بہادری اور شجاعت نیز وفاداری سرکار کے باعث پنجاب کی ریاستوں میں یہ ایک با اقتدار تسلیم کی گئی۔

۹۰ ریاست جیند

۱ پھول	۶ فتح سنگھ ۱۸۱۹ء
۲ تلوکا	۷ سنگت سنگھ ۱۸۲۲ء
۳ سکھ چین	۸ سروپ سنگھ ۱۸۳۴ء
۴ گجپت سنگھ ۱۷۵۱ء	۹ رگھبیر سنگھ ۱۸۶۴ء
۵ بھاگ سنگھ ۱۷۸۹ء	۱۰ سری راجہ رنبیر سنگھ صاحب بہادر والی حال ۱۸۸۷ء

اس ریاست کے حکمران بھی پھول کی ہی اولاد میں سے ہیں ۱۷۶۳ء میں سرہند کے نواب زین خاں کے خلاف سکھوں کا جو گروہ کھڑا ہوا۔ اس میں گجپت سنگھ بھی شامل ہوا۔ اس سے مفتوحہ علاقہ میں سے بہت سا حصہ اس کے ہاتھ آیا۔ اور اس علاقہ میں جیند اور سفیدوں شامل تھے۔ راجہ گجپت سنگھ نے جیند کو اپنی صدر گاہ بنایا دربار دہلی نے بھی ان کی سرکشی سے درگذر کر کے جو گاؤں انکے قبضہ میں تھے۔ ان کی مالگزاری کا مستاجر تسلیم کر دیا۔ ۱۷۶۷ء میں ایک لاکھ پچاس ہزار مالگزاری کی بابت جو ان کے ذمہ بقایا نکلی

انگریزوں کو جو مدد اس نے دی۔ وہ کسی خوف سے نہیں۔ بلکہ محبت سے دی۔ ان کے بعد راجہ رگھبیر سنگھ نے راج گدی کو زینت دی ان کے عہد میں علاقہ داوری کے پچاس گاؤں کے باشندوں نے ابزادی لگان کی وجہ سے بغاوت کردی۔ اور بیکانیر و شیخاوائی کے لوگوں کو اپنی مدد کے لئے بلایا۔ راجہ صاحب نے بڑی عقلمندی کے ساتھ اس بغاوت کو فرو کیا۔ جنگ افغانستان میں انہوں نے سرکار انگریزی کو بہت مدد دی۔ یہ راجہ بڑا قابل اور روشن دماغ ہوا ہے۔ ۱۸۸۷ء میں عالم جوانی میں ہی اس کا انتقال ہو گیا۔ اب ان کے پوتے ریاست جیند کی گدی پر رونق افروز ہیں۔

ریاست نابھہ

۱ پھول	۷ دیوان سنگھ ۱۸۴۰ء
۲ تلوکا	۸ بھرپور سنگھ ۱۸۴۶ء
۳ گورونتہ	۹ بھگوان سنگھ ۱۸۶۳ء
۴ صورتیا	۱۰ ہیرا سنگھ ۱۸۷۱ء
۵ ہمیر سنگھ	۱۱ راجہ رپودمن سنگھ
۶ جسونت سنگھ ۱۷۸۳ء	

پھول کے بیٹے تلوکا کی اولاد میں سے ہمیر سنگھ نے اس ریاست کی بنیاد ڈالی۔ جو سرہند کی لڑائیوں میں سکھوں کے ساتھ شامل ہوا تھا۔ سرہند کی فتح کے بعد اس کو پہلے پہل املوہ کا علاقہ ملا۔ اور نابھہ آباد کر کے اس نے اپنی صدر گاہ بنایا۔ وہ آزادانہ حکومت

مالگذاری کے ۳۲۲ گاؤں راجہ سروپ سنگھ کو ملے اور ایک لاکھ ۸۴ ہزار روپیہ کا علاقہ سرکار انگریزی نے ضبط کر لیا۔ سکھوں کی پہلی لڑائی میں راجہ سروپ سنگھ نے انگریزوں کو مدد دی۔ باربرداری اور رسد رسانی کے لئے بھی کافی مدد دی۔ اسکے صلہ میں تین ہزار روپیہ سالانہ آمدنی کا علاقہ اور محصول راہداری معاف کرنے کے عوض میں ایک ہزار روپیہ سالانہ آمدنی کا علاقہ اور مل گیا۔ ۱۸۴۷ء میں راجہ صاحب کو ایک سند ملی۔ جس میں درج تھا۔ کہ سرکار اس ریاست سے نہ کبھی خراج طلب کریگی۔ نہ فوج کے عوض روپیہ مانگیگی۔ راجہ صاحب نے وعدہ کیا۔ کہ ضرورت کے وقت فوج اور مال واسباب سے مدد دینگے۔ سڑکیں قائم رکھیں گے اور ستی بردہ فروشی۔ دختر کشی اپنی ریاست کے اندر نہ ہونے دینگے۔

ایام غدر میں راجہ سروپ سنگھ نے سرکار کو بہت مدد دی۔ چھاؤنی کرنال میں اپنا دخل رکھا۔ دریائے جمنا کے گزر باغپت پر انتظام قائم رکھا اس سے میرٹھ کی فوج سر۔ ایچ۔ برنارڈ کے دستہ سے مل گئی علی پور کی لڑائی میں راجہ صاحب خود شریک رہا۔ شہر دہلی پر دھاوا کرنے میں انگریزوں کو مدد دی۔ محاصرہ رکھنے والی فوج کو رسد پہنچائے۔ آمدورفت کا رستہ کھلا رکھنے۔ اور اپنی ریاست کے ملحقہ اضلاع میں انتظام قائم رکھنے میں بڑی ہوشیاری سے کام لیا۔ ان تمام خدمات کے عوض میں علاقہ دادری کے قریب چھ سو مربع میل کا علاقہ جو نواب جھجر سے ضبط کیا گیا تھا۔ راجہ صاحب کو عطا ہو گیا جس کی مالگذاری سالانہ دو لاکھ روپیہ سے زیادہ ہے۔ علاوہ ازیں ۱۳ گاؤں واقعہ پرگنہ کلاراں مرحمت ہوئے۔ جنکی آمدنی ایک لاکھ ۳۸ ہزار روپیہ تھی۔ راجہ سروپ سنگھ کی شکل و شباہت شاہانہ تھی۔

انہیں گدی سے علیحدہ کرکے ڈیرہ دون میں بھیج دیا اور ان کے فرزند کے سن بلوغت پہنچنے تک انتظام ایک کونسل کے سپرد کر دیا۔

۹۲ ریاست کپورتھلہ

۱	سدا و سنگھ	۶	بھاگ سنگھ ۱۷۸۲ء
۲	گوپال سنگھ	۷	فتح سنگھ ۱۸۰۲ء
۳	دیوا سنگھ	۸	نہال سنگھ ۱۸۳۷ء
۴	بدر سنگھ	۹	رندھیر سنگھ ۱۸۵۲ء
۵	جسا سنگھ ۱۷۲۲ء	۱۰	کھڑک سنگھ ۱۸۷۰ء

۱۱ ہز ہائی نس راجہ راجگان سری مہاراجہ جگت جیت سنگھ بہادر فرمانروائے حال ۱۸۷۷ء سے اب تک

مقبوضات:۔ اس ریاست کا خاص علاقہ دریائے بیاس کے بائیں کنارے کے برابر برابر ستلج اور بیاس کے مقام انفصال تک پھیلتا ہوا چلا گیا ہے۔ اس کے علاوہ چوبیس گاؤں کا پرگنہ بھونگہ ہوشیار پور کے مغرب میں ہے۔ اور تحصیل پھگواڑہ جو جالندھر اور پھلور کے درمیان واقع ہے۔ علاوہ ازیں اضلاع لاہور اور امرتسر میں چند دیہات پر اس ریاست کو حق مالکیت حاصل ہے یہ مقبوضات پنجاب میں ہیں جن کا رقبہ ۶۲۰ مربع میل آمدنی قریباً ۱۱ لاکھ روپیہ اور آبادی تین لاکھ کے قریب ہے۔

پنجاب کے علاوہ صوبجات متحدہ آگرہ و اودھ میں بھی فرمانروایان کپورتھلہ کا بہت سا علاقہ ہے جسکا رقبہ ۷۰۰ مربعہ میل اور آمدنی ۱۱ لاکھ کے قریب ہے۔

کرنے لگا۔ اور اس نے اپنے نام کا سکہ جاری کیا۔ ۱۷۸۴ء میں اسکے فوت ہو جانے پر جسونت سنگھ گدی نشین ہوا۔ مرہٹوں کے تعاقب میں اس نے انگریزوں کو مدد دی۔ اور ہی ۱۸۰۹ء میں اس نے انگریزی عظمت کو تسلیم کر لیا۔ گورکھوں کی لڑائی میں اس نے انگریزوں کا ساتھ دیا۔ اور جنگ افغانستان میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں۔ ۱۸۴۰ء میں راجہ دیوا ندر سنگھ نے عنان حکومت سنبھالی۔ چونکہ سکھوں کی پہلی لڑائی میں اس نے انگریزوں کو مدد نہیں دی۔ اس لئے ریاست کا چہارم حصہ ضبط کر لیا گیا۔ اور اسے گدی سے علیحدہ کر کے عنان حکومت اس کے بیٹے بھرپور سنگھ کے ہاتھ میں دی گئی۔ ۱۸۵۷ء کے غدر میں اس نے حتی الوسع انگریزوں کو امداد دی۔ اور اسکے صلہ میں باون اور کانٹی کے پرگنے حاصل کرنے جو نواب جھجر کے ضبط کئے گئے تھے۔ ۱۸۶۳ء میں اسکے لاولد مرنے پر راجہ بھگوان سنگھ گدی نشین کیا گیا۔ ۱۸۷۱ء میں وہ بھی لاولد فوت ہوا اس لئے ریاست پھر لاوارث رہ گئی۔

۱۸۶۰ء میں سرکار انگریزی کے ساتھ عہد نامہ ہوا تھا۔ اس میں یہ شرط قرار پائی تھی۔ کہ ریاستہائے پھولکیاں میں سے اگر کوئی حکمران لاولد مر جائے۔ تو دوسرے دو راجاؤں کو ملکر اسی خاندان میں سے گدی کا وارث انتخاب کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ اس شرط کے مطابق راجگان پٹیالہ اور جیند نے ہم مشورہ ہو کر سردار ہیرا سنگھ رئیس بڈرکھاں کو جو راجہ صاحب جیند کا چچا زاد بھائی تھا۔ راجہ نابھ قرار دیا۔ اس نے اپنے آپکو لائق حکمران ثابت کر دیا۔ ریاست کا انتظام نہایت عمدگی کے ساتھ انجام دیا۔ اور اپنے ملک کے باشندوں کی سوشل اصلاح میں بہت کوشش کی۔ ان کے بعد ان کے بیٹے راجہ رپودمن سنگھ صاحب مسند حکومت پر بیٹھے۔ انگریزوں نے

اور ڈوگراں دلمھ کے پرگنے فتح کرلئے۔ اسی سال ہوشیار پور۔ بھرڈوگ اور نرائن گڈھ بزورِ شمشیر فتح کرکے اپنی قلمرو میں شامل کئے۔ کپورتھلہ کے حاکم رائے ابراہیم نے خراج ادا کرنا منظور کرلیا اس لئے وہ بچ گیا۔

سردار جسا سنگھ نے لاہور کے جنوب میں جھنگ کی جانب اپنی توجہ مبذول کی۔ اور عنایت اللہ سیال سردار سے لڑائی چھیڑ لی لیکن یہاں فتح و نصرت نے ان کا ساتھ نہ دیا۔ پھر گوجرانوالہ پر چڑھائی کی۔ اور سردار چڑھت سنگھ سکر چکیہ کے مقابلہ میں شکست کھائی۔ یہاں ان کی ٹولیوں اور سامان حرب و ضرب کا بہت سا نقصان ہوا۔ اس کے بعد مغربی فتوحات کا خیال چھوڑ کر مشرق کا رخ کیا اور لوٹ مار کرتے ہوئے دریائے جمنا کے جنوب تک پہنچ گئے۔ وہاں یہ خبر سنکر کہ احمد شاہ درانی سرکش سکھوں کو مغلوب کرنے کے لئے کابل سے آرہا ہے۔ پنجاب کو واپس آنا پڑا۔ ستلج کے جنوب میں برنالہ کے مقام پر احمد شاہ اور سکھوں کا زبردست مقابلہ ہوا۔ یہاں احمد شاہ نے فتح پائی۔ اور چند روز بعد سرہند کی لڑائی میں سکھوں نے پھر شکست فاش کھائی۔ سردار جسا سنگھ اور ان کے ساتھی دوسرے سردار کانگڑہ کے پہاڑوں میں جاکر پناہ گزین ہوگئے۔ احمد شاہ کابل کو واپس چلا گیا۔ تو سکھ پھر جمع ہوئے۔ انہوں نے شہر قصور پر حملہ کردیا۔ جہاں خوب غارت ہندی ہوئی تھی۔ یہاں سکھوں کی فتح ہوئی۔ اور اس کو اپنے قبضہ میں لے کر سردار جسا سنگھ کی سرکردگی میں سرہند کی طرف کوچ کیا اس مقام کی بابت مسلمانوں اور سکھوں میں مدت سے جھگڑا چلا آتا تھا۔ نواب زین خاں نے سینہ سپر ہوکر مقابلہ کیا۔ لیکن نواب اور اسکی سپاہ میدان جنگ میں مقتول ہوئی اور

تواریخی واقعات:- اس ریاست کے حکمران اہلو والیہ کے نام سے مشہور ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ خاندان بھاٹی راجپوتوں کی ہی ایک شاخ ہے۔ ان کا بزرگ سداؤ سنگھ ایک صاحب ہمت زمیندار تھا۔ تین سو برس کا عرصہ گذرا کہ اس نے لاہور کے قریب چار گاؤں آباد کئے تھے۔ جن کا حق ملکیت اب تک مہاراجہ صاحب کے پاس ہے۔ ان دیہات میں سے ایک کا نام اہلو ہے۔ جس کے سبب سے یہ خاندان اہلو والیہ کہلاتا ہے۔

سداؤ سنگھ کی پانچویں پشت میں سردار جسا سنگھ صاحب پیدا ہوئے۔ جنہوں نے ریاست کپورتھلہ کی بنیاد ڈالی۔ اس زمانہ میں دہلی کی مغلیہ سلطنت ازحد کمزور ہو چکی تھی۔ نادر شاہ اور احمد شاہ درانی کے حملے ہو رہے تھے۔ اور پنجاب کے سکھ سیاست کے میدان میں ہاتھ پاؤں مار رہے تھے۔ اس ابتری کے زمانہ میں سردار جسا سنگھ نے بہت سی جمعیت فراہم کر لی۔ اور لاہور کے مسلمان ناظموں کے ساتھ جنگ آزمائیاں شروع کر دیں۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ ان لڑائیوں میں سردار صاحب اکثر اوقات فتح پاتے تھے۔ چنانچہ ۱۷۴۸ء میں انہوں نے امرتسر پر حملہ کرکے نواب صلابت خان کو میدان جنگ میں قتل کر دیا۔ اور اس ضلع کے بہت سے حصہ پر اپنا قبضہ کر لیا۔ ۱۷۵۴ء میں وہ آپ جالندھر کے ناظم آدینہ بیگ کو شکست دے کر فتح آباد کا پرگنہ فتح کر دیا جو آج تک اس خاندان کے قبضہ اقتدار میں چلا آتا ہے۔ اور اسی طرح سے سردار جسا سنگھ نے دریائے بیاس تک اپنے مقبوضات کو وسعت دی۔ اسکے بعد سرہند اور دیالپور پر قبضہ کیا۔ جو دریائے ستلج کے جنوب میں واقع ہیں۔ پھر فیروزپور کی جانب بڑھے

مخاطب کئے گئے تھے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ اس وقت رنجیت سنگھ اور فتح سنگھ دونوں کی مساوی حیثیت تھی۔ لیکن بعد ازاں وہ کبھی مساوی خیال نہیں کئے گئے۔ رنجیت سنگھ نے آہستہ آہستہ اپنی طاقت کو بڑھانا اور سردار فتح سنگھ کی طاقت کو گھٹانا شروع کیا۔ اور مہاراجہ رنجیت سنگھ انہیں اپنا مطیع سمجھنے لگا۔ لڑائی بھڑائی کے موقعہ پر باجگزار راجہ کی طرح سردار فتح سنگھ کی فوج کو طلب کرنے لگا اور دربار لاہور میں حاضر باشی کی تاکید بھی ہونے لگی۔ سردار فتح سنگھ اس سلوک کو برداشت نہ کر سکا۔ ۱۸۲۵ء میں دونوں دوالیوں کا علاقہ چھوڑ کر وہ جگراؤں چلا آیا۔ لیکن اس جلد بازی کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ ممکن ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوج ان کے علاقہ کی طرف بڑھی ہوگی۔ اور سردار صاحب کو اندیشہ پیدا ہو گیا ہوگا۔ کہ پنجاب کے دیگر راجگان کی طرح کہیں چپ چاپ ہی رنجیت سنگھ کی طمع کا شکار نہ ہو جاؤں۔

رنجیت سنگھ کو جب معلوم ہوا۔ کہ ان کا ایک پرانا دوست انگریزوں کی پناہ میں چلا گیا ہے۔ تو اسے تعجب اور رنج ہوا۔ انگریز کچھ عرصہ سے دریائے ستلج کے کنارے مقیم تھے۔ سردار فتح سنگھ نے پختہ ارادہ کر لیا تھا۔ کہ ریاستہائے پھولکیاں کی طرح انگریزوں سے مل کر اپنے علاقہ کی بابت اطمینان کر لینگے۔ لیکن سرکار انگریزی کے لئے بھی مشکل تھا۔ کہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی کھلم کھلا مخالفت کئے بغیر سردار موصوف کا منشا پورا کرتے۔ اس حالت میں جو کچھ ہو سکتا تھا وہ صرف یہ تھا۔ کہ دریائے ستلج کے جنوبی مقبوضات کو انگریز اپنی حفاظت میں لے لیں۔ اور دونوں دوالیوں کے علاقہ کی بابت سردار فتح سنگھ کی مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ساتھ صلح کرا دیں۔

سکھوں نے شہر کو خوب لوٹا۔

سرہند کی فتح یابی کے بعد سردار جسا سنگہ صاحب امرتسر آئے فتح کے شکریہ میں زر کثیر خرچ کرکے دربار صاحب کی مرمت کروائی جسکو احمد شاہ نے توڑ ڈالا تھا۔ اور اس کے نزدیک ہی ایک آہلووالیہ بازار بنوایا۔ جو بناوٹ کے لحاظ سے بہت خوبصورت سمجھا جاتا ہے نیز ایک قلعہ تعمیر کروایا۔ جسکی جگہ اب کپڑے کی بہت بڑی منڈی بن گئی ہے۔

سردار جسا سنگہ کی وفات کے بعد ان کے چچا کے پڑپوتے سردار بھاگ سنگہ مسند نشین ہوئے۔ لیکن یہ دل و دماغ کے کمزور تھے۔ انہوں نے اپنے خاندان کی جاہ و حشمت کو کچھ ترقی نہ دی۔ ۱۸ سال حکومت کرنے کے بعد ۱۸۰۱ء میں وہ فوت ہوئے اور ان کے بیٹے سردار فتح سنگہ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ ابتدائی عہد حکومت میں مہاراجہ رنجیت سنگہ والی لاہور کے ساتھ ان کی بڑی محبت رہی۔ لارڈ لیک سے شکست کھا کر جسونت راؤ ہلکر پنجاب میں آیا۔ تو سردار فتح سنگہ امرتسر میں تھے اور انہوں نے رنجیت سنگہ کو منع کیا۔ کہ ہلکر کو امداد دے کر انگریزوں کو ناراض نہ کرے۔ چنانچہ یکم جنوری ۱۸۰۶ء کو جو عہد نامہ رنجیت سنگہ اور انگریزوں کے درمیان ہوا۔ اس پر رنجیت سنگہ اور سردار فتح سنگہ دونوں کے دستخط ثبت ہیں۔ اس عہد نامہ میں انگریزوں نے یہ اقرار کیا تھا۔ کہ ہم ان کے علاقہ میں نہ تو دخیل ہونگے اور نہ ان کی جائدادوں کے چھیننے کے منصوبے باندھینگے۔ بشرطیکہ وہ ہمارے دشمنوں سے کوئی دوستانہ تعلق نہ رکھیں۔ اور نہ ہم سے کوئی مخالفانہ حرکت کریں۔ اس عہد نامہ میں رنجیت سنگہ اور فتح سنگہ دونوں سردار کے خطاب سے

علاقہ میں ہر طرح سے امن رکھا۔ اسکے عوض میں دوابہ باری کا
ضبط شدہ علاقہ انہیں پھر مل گیا۔ ایام غدر میں پنجاب میں امن رہا۔
اس لیئے راجہ رندھیر سنگھ کو اجازت دی گئی۔ کہ اپنی فوج لے کر
اودھ کو جائیں۔ اور جن اضلاع میں بغاوت پھیل رہی ہے۔ انگریزی
سپاہ کے ساتھ ملکر اسکو دبائیں۔ راجہ رندھیر سنگھ دس ماہ تک
اودھ میں رہے۔ باغیوں کے ساتھ چھ بڑی بڑی لڑائیاں لڑے اس
عرصہ میں انہوں نے کبھی نقصان محسوس نہیں کی۔ بلکہ اپنی فوج کی کمان
خود کرتے رہے۔ اور باغیوں کو مغلوب کرنے میں بہادری و شجاعت
سے کام لیا۔ ان اعلیٰ خدمات کے صلے میں راجہ صاحب کو دو ضبط شدہ
علاقوں۔ بونڈی واقعہ ضلع بھڑائچ اور بھولی واقعہ بارہ بنکی میں حقوق
استمراری عطا ہوئے۔ ان علاقوں کی آمدنی آج کل ۴ لاکھ
۳۵ ہزار روپیہ سالانہ ہے۔

ان کے بھائی سردار بکرما سنگھ کو جنہوں نے راجہ صاحب
کے ساتھ شریک ہو کر اودھ کی لڑائیوں میں کام کیا تھا۔ ضلع بھڑائچ
علاقہ اکونہ کا کچھ حصہ جسکی آمدنی ۴۵ ہزار روپیہ سالانہ تھی۔ عنایت
ہوا۔ ۱۸۶۹ء میں سر ہنری ڈیوس صاحب چیف کمشنر اودھ کے ثالثانہ
فیصلہ سے راجہ صاحب نے اکونہ کا علاقہ خود لے لیا۔ اور سردار
بکرما سنگھ کو اسکے معاوضہ میں بریلی اور لکھیم پور میں اپنے پاس
سے ساڑھے پانچ لاکھ روپیہ کا علاقہ خرید دیا۔ اب مہاراجہ صاحب
کپورتھلہ کو اکونہ کے علاقہ سے ۳ لاکھ ۹۰ ہزار روپیہ سالانہ کی آمدنی
ہوتی ہے۔ اور ایک لاکھ ۳۲ ہزار روپیہ سرکار انگریزی کو خراج
دینا پڑتا ہے۔

راجہ رندھیر سنگھ صاحب کئی سال تک اپنے چھوٹے بھائیوں

چنانچہ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ سردار موصوف جو ملک چھوڑ گئے تھے۔ وہ انہیں واپس مل گیا۔ اور ۱۸۰۹ء کے معاہدہ کے مطابق سردار فتح سنگھ کو دریائے ستلج کے جنوبی اضلاع کی بابت اطمینان دلایا گیا سردار فتح سنگھ ۱۸۳۶ء میں فوت ہوگئے۔ اور ان کے بیٹے سردار نہال سنگھ نے مسند حکومت کو زینت دی۔ ان کے عہد میں ریاست کو اہم امور پیش آئے۔ پہلے تو ان کے بھائی سردار امر سنگھ نے بعض وجوہات سے اپنے آپ کو ریاست کا جائز وارث ظاہر کرکے فساد پیدا کیا۔ یہ تنازعہ رفع ہوا۔ تو سکھوں اور انگریزوں کی لڑائی چھڑ گئی۔ ریاست کی فوج باغی ہوگئی۔ اور حیدر علی کے زیر حکم بلہوال اور بدووال کے مقام پر انگریزوں سے لڑائی کی۔ سکھوں نے شکست کھائی۔ تو سردار نہال سنگھ کو دوآبہ جالندھر کا علاقہ ایک لاکھ ۳۸ ہزار روپیہ سالانہ خراج ادا کرنے کی شرط پر مل گیا۔ لیکن دریائے ستلج کے جنوبی مقبوضات جن کی مالگذاری ۵ لاکھ ۶۵ ہزار روپیہ تھی انگریزوں نے ضبط کرلئے۔ کیونکہ سردار نہال سنگھ نے ۱۸۰۹ء کے معاہدہ کے مطابق ستلج کی لڑائی میں مدد نہ دی تھی۔

سکھوں کی دوسری لڑائی میں سردار موصوف نے اپنی پہلی غلطی کی تلافی کردی۔ اور باربرداری و رسد رسانی میں خاطر خواہ مدد کی اس لئے لڑائی ختم ہونے پر لارڈ ڈلہوزی نے انہیں راجہ کا خطاب عطا کیا۔ ۱۸۵۲ء میں ان کا انتقال ہوا۔ اور راجہ رندھیر سنگھ نے مسند حکومت کو زینت دی۔ غدر کے ایام میں سرکار انگریزی کو انہوں نے بہت مدد دی۔ غدر کی خبر پاتے ہی اپنی سپاہ لیکر فوراً جالندھر آئے۔ اور دوآبہ جالندھر کو جہاں سے انگریزی فوج چلی گئی تھی۔ وہاں فتح ہونے تک سنبھالے رکھا۔ فوجی نقشہ جات اس

ہیں خاطر خواہ ترقی ہوئی ہے۔ اشاعت تعلیم کی طرف سری مہاراجہ صاحب بہادر کو ابتدا سے ہی خاص طور پر خیال رہا ہے۔ ایک کالج اور متعدد ہائی سکول ریاست کے اندر چند مقامات پر جاری ہیں۔ ابتدائی پرائمری تعلیم لازمی کر دینے کے متعلق بھی تجربہ کیا جا رہا ہے۔ اپنی ریاست کی حدود سے باہر پنجاب کی مفید علمی تحریکوں میں بھی سری مہاراجہ صاحب بہادر خاص طور پر حصہ لیتے رہے ہیں۔ اور گرانقدر رقوم بطور امداد کے مرحمت فرماتے رہے ہیں۔ صدر مقام کپورتھلہ اپنی بناوٹ۔ خوبصورتی۔ عالیشان عمارت خوشنما باغات اور شان و شوکت کے لحاظ سے پنجاب کے تمام شہروں سے سبقت لے گیا ہے۔

(۹۴) ریاست جموں

۱	اگنی گرھ	۱۲	اگنی کرن
۲	بابو شروا	۱۳	شکتی کرن
۳	پُر سنتر	۱۴	شب پرکاش
۴	لاکھو	۱۵	شام پرکاش
۵	کھیات	۱۶	جوتی پرکاش
۶	ارجن	۱۷	پشپ پرکاش
۷	باہو لوچن	۱۸	رتن پرکاش
۸	جاموں لوچن	۱۹	بھوشن پرکاش
۹	پورن کرن	۲۰	برہم پرکاش
۱۰	دھرم کرن	۲۱	جام پرکاش
۱۱	کیرت کرن	۲۲	کشور اندر

سردار بکرماں سنگھ اور سوچیت سنگھ کے رنجدہ جھگڑوں کے
باعث مضطرب رہے۔ جن کی بنا اس وصیت کی تاویل تھی۔ جو
ان سرداروں کے حق میں راجہ نہال سنگھ نے کی تھی۔ ۱۸۶۹ء
میں صاحب وزیر ہند نے اس جھگڑے کا فیصلہ اس طریق پر کر دیا
کہ راجہ صاحب ان دونوں چھوٹے بھائیوں کو ساٹھ ساٹھ ہزار
روپیہ نقد سالانہ تاحین حیات دیتے رہیں۔ اور ان کی وفات کے
بعد ان کی اولاد کو بھی ریاست کی طرف سے معقول گزارہ ملتا رہے

راجہ رندھیر سنگھ صاحب کو غدر کی خدمات کے صلے میں لارڈ کیننگ نے
ایک سند عطا فرمائی۔ جسکی رو سے راجہ صاحب کو متبنٰی بنانے کا حق
دیا گیا۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کا خطاب دیا۔ راجہ رندھیر سنگھ صاحب
کی مدت سے یہ خواہش تھی۔ کہ ملکہ معظمہ قیصرہ ہند کے حضور میں پیش
ہو کر تاج برطانیہ کے ساتھ اپنی عقیدت اور وفاداری کا اظہار کریں۔
۱۸۷۰ء میں وہ ولایت روانہ ہوئے۔ ابھی عدن میں پہنچے تھے۔ کہ
پیغام اجل آپہنچا۔ ان کی لاش کو ہندوستان میں واپس لائے
اور دریائے گوداوری کے کنارے پر مقام ناسک آخری سنسکار کیا
ان کی سمادھ پر ایک عالیشان عمارت تعمیر کرائی گئی۔

ان کے بعد راجہ کھڑک سنگھ نے سات سال حکومت کی ۱۸۷۷ء
میں ان کی وفات پر سری مہاراجہ جگت جیت سنگھ نے مسند حکومت
کو زینت دی۔ ان کی عمر ابھی پانچ سال کی تھی۔ اس لئے نظام حکومت
پنجاب کمیشن کے ایک افسر بہ امداد کونسل چلاتے رہے۔ جنگ
افغانستان میں ریاست کپورتھلہ نے انگریزوں کو فوجی امداد دی۔
نومبر ۱۸۹۰ء میں سری مہاراجہ صاحب بہادر کو کامل اختیارات حکومت
عطا ہوئے۔ ان کے عہد معدلت مہد میں ریاست کے ہر ایک صیغہ

۶۹	نندگپت	۹۲	جسن دیو سنہ ۱۰۱۹
۷۰	آدراؤ	۹۳	سنگرام دیو سنہ ۱۰۵۳
۷۱	دیوراؤ	۹۴	جگ دیو سنہ ۱۰۹۶
۷۲	گندھرب راؤ	۹۵	برج دیو سنہ ۱۱۶۲
۷۳	گدب راؤ	۹۶	نرسنگھ دیو سنہ ۱۱۸۱
۷۴	کورم راؤ	۹۷	ارجن دیو سنہ ۱۲۲۳
۷۵	کشیر راؤ	۹۸	جودھ دیو سنہ ۱۲۶۸
۷۶	کھوکھر راؤ	۹۹	مالدیو سنہ ۱۳۲۸
۷۷	سندھور راؤ	۱۰۰	ہمیر دیو سنہ ۱۳۹۹
۷۸	جگت راؤ	۱۰۱	اجے دیو سنہ ۱۴۲۵
۷۹	وِدد راؤ	۱۰۲	برہم دیو سنہ ۱۴۵۶
۸۰	جوگ راؤ	۱۰۳	کھوکھر دیو سنہ ۱۵۰۱
۸۱	سورج ہنس دیو	۱۰۴	کپور دیو سنہ ۱۵۳۰
۸۲	گنگا دھر	۱۰۵	سمبل دیو سنہ ۱۵۴۲
۸۳	دیول دھر	۱۰۶	سنگرام دیو سنہ ۱۵۴۹
۸۴	سربلا دھر	۱۰۷	بھوب دیو سنہ ۱۶۲۶
۸۵	کبیرتی دھر	۱۰۸	ہری دیو سنہ ۱۶۵۲
۸۶	ابجے دھر	۱۰۹	سبھ سنگھ سنہ ۱۶۹۸
۸۷	ببجے دھر	۱۱۰	دھرب دیو سنہ ۱۷۰۵
۸۸	بجر دھر	۱۱۱	رنجیت دیو سنہ ۱۷۴۴
۸۹	سورج دیو سنہ ۸۲۹	۱۱۲	بجراج دیو سنہ ۱۷۸۱
۹۰	بھوج دیو سنہ ۹۱۱	۱۱۳	سپورن دیو سنہ ۱۷۸۶
۹۱	اوتار دیو سنہ ۹۶۵	۱۱۴	جیت سنگھ سنہ ۱۷۹۶

۲۳ بجے اندر ۴۶ مرگ برن

۲۴ راج اندر ۴۷ دھرم برن

۲۵ نرندر ۴۸ بجے آکار

۲۶ بجے اندر ۴۹ دیو آکار

۲۷ ہریش چندر ۵۰ آدباراہ

۲۸ ہربنس کل ۵۱ بھوم دت

۲۹ کنول برن ۵۲ ابھے دت

۳۰ دھاتو برن ۵۳ کورم دت

۳۱ تیج برن ۵۴ کسم دت

۳۲ بلی کرن ۵۵ بجے دت

۳۳ بودھ ارجن ۵۶ بجے دت

۳۴ کنول نابھ ۵۷ دامودر دت

۳۵ بجر نابھ ۵۸ اودے چند

۳۶ شب نابھ ۵۹ لچھمن چند

۳۷ کل نابھ ۶۰ سمدر بھوشن

۳۸ کنول نابھ ۶۱ جگت بھوشن

۳۹ سروپ بلبھ ۶۲ سنگتی بھوشن

۴۰ بھوم بلبھ ۶۳ گجسندر

۴۱ راج بلبھ ۶۴ بجے اندر

۴۲ بھانو وکش ۶۵ بجر اندر

۴۳ سمدر وکش ۶۶ دیو گپت

۴۴ ہرت وکش ۶۷ رام گپت

۴۵ سنگھ برن ۶۸ چندر گپت

اپنے آخری عہد حکومت میں اپنی وسیع مملکت دونوں بھائیوں میں منقسم کرکے دھرم کرن کو جموں کا راجہ بنایا۔ اور دیاکرن کو ملک کشمیر کا فرمانروا قرار دیا۔ اس وقت سے دھرم کرن کی اولاد نسلاً بعد نسلاً جموں کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز چلی آتی ہے۔ جسکو آج پانچ ہزار برس سے زیادہ عرصہ ہوتا ہے۔ دنیا بھر میں سوائے کانگڑہ کے دوسری ایسی ریاست نہیں ہے۔ جو جموں کی طرح قدامت کا دعویٰ کر سکے۔

دھرم کرن کی ۲۳ ویں پشت میں راج بلب جموں کا حکمران ہوا اسکو کانگڑہ کے راجہ منگل چند نے میدان جنگ میں قتل کر دیا۔ اسکے بعد جموں کے راجگان جے اندر اور بجر اندر کا ذکر کشمیر کی تواریخ راج ترنگنی میں آتا ہے۔ جن کا زمانہ سن عیسوی کے آغاز سے ایک صدی پیشتر قرار دیا گیا ہے۔ جموں کا راجہ بھوج دیو سنہ بکرمی میں جے پال والی لاہور کی مدد کرتا ہوا سبکتگین کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اس کے جانشین اوتار دیو اور جس دیو محمود غزنوی کے مقابلہ میں لڑتے رہے۔ بعد کے زمانہ میں راجگان جموں کا پنجاب کی تواریخ میں بار بار ذکر آیا ہے۔ ان بیانات سے ان کے زمانہ حکومت کی بخوبی تصدیق ہو جاتی ہے۔ شاہان مغلیہ کے عہد حکومت میں یہ ریاست رفتہ رفتہ کمزور ہوتی چلی گئی۔ اور دیگر راجپوت راجگان کیطرح جموں کے تاجدار اپنی خاندانی عظمت کو قائم نہ رکھ سکے۔ حتیٰ کہ راجہ جیت سنگھ کے عہد حکومت میں اس کی سادگی طبیعت کے سبب سے یہاں بہت بڑی بے چینی پھیل گئی۔ اس وقت پنجاب میں سکھوں کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ اس خاندان کے تین راجکمار دھیان سنگھ سوچیت سنگھ اور گلاب سنگھ جو بلاراجہ رنجیت دیو والی جموں کے چھوٹے بھائی ضورت سنگھ کے پوتے

۱۵ گلاب سنگھ ۱۸۲۲ء ۱۷ پرتاب سنگھ ۱۸۸۵ء
۱۶ رنبیر سنگھ ۱۸۵۵ء ۱۸ سری مہاراجہ ہری سنگھ صاحب بہادر فرمانروائے حال ۱۹۲۶ء

اس ریاست کے تاجداروں کا مورث اعلیٰ اگنی گربھ اجودھیا کے آخری سورج بنسی راجہ اگنی برن کا چھوٹا بھائی تھا۔ جب اگنی برن عیش و عشرت میں پڑ کر امورات سلکداری سے لاپرواہ ہوگیا۔ تو اس نے سمجھایا۔ کہ تمہاری اس روش سے سورج بنسی خاندان کی عظمت کا قائم رہنا ناممکن ہے لیکن وہ راہ راست پر نہ آیا۔ اس لئے اگنی گرو بھائی سے ناراض ہوکر ترک وطن کرنے پر آمادہ ہوگیا۔ راجپوتانہ۔ کانگڑہ ہوتا ہوا پنجاب کے اس علاقہ میں پہنچا۔ جہاں آجکل کٹھوعہ آباد ہے۔ اور کچھ علاقہ دباکر وہاں حکومت کرنے لگا۔ اسکے بیٹے باہو شروا نے دریائے توی تک علاقہ فتح کرکے اپنے مقبوضات کو وسعت دی۔ اس کے پوتے لاکھو نے کشمیر پر حملہ کیا۔ اور وہاں اپنی سلطنت کی بنیاد رکھی تین پشت تک وہ کشمیر میں حکومت کے ڈنکے بجاتے رہے۔ چوتھے پشتین باہو لوچن نے شمالی پنجاب کے راجہ چندر بنس کو میدان جنگ میں شکست دیکر قتل کرڈالا۔ اور اس کا ملک اپنی قلمرو میں شامل کرلیا۔ اس وسیع سلطنت کے استحکام کی خاطر اس نے اپنے نام پر شہر باہو آباد کرکے اسے اپنی صدر گاہ قرار دیا۔

باہو لوچن لاولد مرگیا۔ تو اسکے بھائی جاموں لوچن نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اور اپنے نام کی یادگار میں شہر جموں آباد کرکے اسے اپنی دارالسلطنت قرار دیا۔ اس وقت سے اب یہ شہر آج تک اسی نور کے خاندان کے تاجداروں کی صدرگاہ چلا آتا ہے۔ جاموں لوچن نے

انگریزوں کی طرف سے ان کو بادشاہ کا خطاب مرحمت ہوا۔ ہندوؤں کی ہر ایک مفید علمی تحریک میں انہوں نے حصہ لیا۔ اس نئے ان کو راجہ رشی کا خطاب ملا۔ راجپوتوں کی سوشل انجمن آل انڈیا کشتری مہا سبھا اور راجپوت پراونشل سبھا پنجاب کے عہدہ پریزیڈنٹی کو زینت دی ان کے اعلیٰ اخلاق۔ بے لوث چلن اور گورنمنٹ ورعایا کی خیرخواہی کے سبب سے ہر ایک طبقہ کے لوگ ان کی تعظیم میں صدق عقیدت سے سر جھکاتے رہے۔ سنہ ۱۹۲۵ء میں ان کے انتقال پر ان کے بھتیجے سری مہاراجہ ہری سنگھ صاحب بہادر مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوئے۔ جو بیدار مغز۔ قابل اور اعلیٰ درجہ کے منتظم راجپوت حکمران ہیں۔

(۱۹۴) ریاست منکوٹ

۱	بھودرک دیو	۱۲	بیسرم دیو
۲	بیر دیو	۱۳	سُریر دیو
۳	کرپال دیو	۱۴	پرتاب دیو
۴	اپل دیو	۱۵	ارجن دیو
۵	مانک دیو	۱۶	ستپل دیو
۶	ادے دیو	۱۷	مہی پت دیو
۷	ناگر دیو	۱۸	ڈھوتا دیو
۸	اتم دیو	۱۹	ترپڈی دیو
۹	ہری چند	۲۰	عظمت دیو
۱۰	اپل دیو	۲۱	دلیل سنگھ
۱۱	کیلاس دیو	۲۲	چھتر سنگھ

کشور سنگھ کے بیٹے تھے۔ لاہور میں جاکر مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فوج میں ملازم ہو گئے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں ترقی کر کے سپہ سالار کے مرتبہ پر پہنچ گئے ریاست جموں کی بدنظمی کا حال سنکر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ۲ ہاڑ سمت ۱۸۷۹ کو اس ریاست کی عنان حکومت مہاراجہ گلاب سنگھ کے ہاتھ میں دیدی۔ انہوں نے کشمیر۔ تبت اور لداخ کو فتح کر کے اپنی قلمرو میں شامل کیا ۱۸۴۶ء میں سرکار انگریزی کا پنجاب پر تسلط ہوا۔ تو اس نے مہاراجہ گلاب سنگھ کو اس ملک کا فرمانروا تسلیم کر لیا۔ اور وہ انگریزوں کے باجگزار کی حیثیت سے حکومت کرتا رہا

۱۰ ساون سمت ۱۹۱۴ کو مہاراجہ گلاب سنگھ کی وفات ہوئی۔ اور ان کے بیٹے مہاراجہ رنبیر سنگھ نے ریاست جموں وکشمیر کے تخت وتاج کو زینت دی مہاراجہ گلاب سنگھ کا نام نامی فتوحات ملکی کی وجہ سے مشہور ہے۔ لیکن مہاراجہ رنبیر سنگھ نے انتظام مملکت کی وجہ سے زندہ جاوید شہرت حاصل کر لی۔ ہر ایک صیغہ کا خاطر خواہ بندوبست کر کے انہوں نے اشاعت تعلیم کی طرف اپنی توجہ مبذول کی۔ سنسکرت کے فاضلوں کو ہندوستان کے مختلف حصوں سے بلا کر قدیم سنسکرت لٹریچر کو مہیا کیا۔ علم طب۔ جیوتش وغیرہ کئی ایک علوم میں اپنے نام پر اچھی اچھی کتابیں تصنیف کروائیں جموں کا رنبیر سینکالہ ان کی علمی تحقیقات کی ایک عمدہ شہادت دے رہا ہے۔ حاصل کلام اس زمانہ میں ہندوستان کے راجاؤں میں مہاراجہ رنبیر سنگھ والی جموں وکشمیر اور مہاراجہ رام سنگھ والی بوندی یہ دو رتن سمجھے جاتے تھے۔ جن کی تصنیف کرائی ہوئی کتابیں ہندوستان کے ہر حصہ میں قدر ومنزلت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔

ماہ بھادوں سمت ۱۹۴۲ میں مہاراجہ رنبیر سنگھ کا انتقال ہوا۔ اور ان کے بیٹے وحرم مورت مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی مسند حکومت پر جلوہ افروز ہوئے

نامی کتاب میں مرقوم ہے۔

راجہ پورب سنگھ کے عہد میں مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور نے یہ ریاست ضبط کرکے رائے کیسری سنگھ کو دیدی۔ اور پورب سنگھ کے گزارہ کے لئے کچھ نقدی مقرر کردی۔ جو خراج ریاست کلیر کیطرف سے آتا تھا۔ وہ پورب سنگھ کو دیا گیا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے مرنے پر سمت ۱۸۹۸ میں راجہ صاحب کلیر کی درخواست پر یہ نقدی بند ہوکر اس کے عوض میں ریاست بلاسپور سے یہ نقدی دلوا لی گئی۔ لیکن انگریزی عملداری کے آغاز میں صرف نقدی مقرر کی گئی۔ جو آجتک انہیں ملتی ہے

راجہ الکھ دیو کی مہاراجہ صاحب بلاسپور سے کچھ ناراضگی ہوگئی اس لئے وہ کہلور کو چھوڑ کر سلانگڑی میں رہنے لگا۔ جو دریائے ستلج کے کنارے پر ریاست کوٹلہر میں ایک خوشنما مقام ہے۔ راجہ جگدیش سنگھ اور ان کے بھائی راجہ بلبیر سنگھ لاولد فوت ہوئے اس لئے ان کے تیسرے بھائی شب دیو سنگھ کے بیٹے نورنگ سنگھ کو گدی نشین کیا گیا۔

۹۵ ریاست جسروٹہ

۱ کرن دیو	۷ پرتاب دیو
۲ بیر دیو	۸ جنار دیو
۳ کان دیو	۹ عطر دیو
۴ اچل دیو	۱۰ سلطان دیو
۵ بولا دیو	۱۱ شکست دیو
۶ کیلاش دیو	۱۲ دولت دیو

۲۳	پورب سنگھ	۲۶	بلبیر سنگھ
۲۴	الکھ دیو	۲۷	سری راجہ نرنگ سنگھ صاحب
۲۵	جگدیش سنگھ		گدی نشین حال

مہاراجہ بھوج دیو والی جموں سمت ۱۰۴۲ میں جے پال والی لاہور کی مدد کرتا ہوا سبکتگین کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اسکے چار بیٹے تھے۔ بھوورک دیو اوتار دیو۔ سرن دیو اور سہلا دیو۔ ان میں سے بھوورک دیو بڑا ہونے کے سبب سے جموں کی ریاست کا اصلی وارث تھا۔ لیکن اس نے اس زمانہ کی پولٹیکل بدامنی اور مسلمانوں کے متواتر حملوں کا خیال کر کے اپنے آپ کو سورج بنسی خاندان کی عظمت کو بحال رکھنے کے قابل نہ سمجھا۔ بلکہ اپنے چھوٹے بھائی اوتار دیو کے ہاتھ میں عنان حکومت خود ہی دیدی۔ اور آپ معمولی جاگیر پر قناعت کی اسکا پوتا کرپال دیو بہت بہادر تھا۔ اس نے راجہ جگ دیو والی جموں کی طرف سے بہت سی لڑائیاں فتح کر کے ناموری حاصل کی۔ اسکے پوتے مانک دیو نے جو راجہ نرسنگھ دیو والی جموں کا ہمعصر تھا۔ اپنے نام پر منکوٹ شہر آباد کر کے اسے اپنی صدر گاہ بنایا۔ اور ریاست کو بہت کچھ وسعت دی۔ اسکے جانشین رفتہ رفتہ ریاست منکوٹ کی حدود میں اضافہ کرتے رہے۔ راجہ ترپڑی سنگھ مہاراجہ دھرب دیو والی جموں کا ہمعصر تھا۔ اس نے اورنگ زیب بادشاہ دہلی کی طرف سے ایک لڑائی میں کامیابی حاصل کر کے علاقہ محل موری جاگیر میں حاصل کیا۔ لیکن یہ علاقہ تھوڑا ہی عرصہ اسکے قبضہ میں رہا۔ راجہ عظمت دیو مہاراجہ رنجیت دیو والی جموں کے زمانہ میں ہوا۔ جب رنجیت دیو نے اپنے بیٹے برجراج دیو کو ریاست کانگڑہ پر فوجکشی کرنے کا حکم دیا۔ تو عظمت دیو بھی اس مہم میں شامل ہوا۔ اس لڑائی کا مفصل ذکر برجراج پنجاتکہ

ریاست واپس چھڑانے کے لئے بہت کچھ جدوجہد کی۔ لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہوسکا۔

۹۶ ریاست باہو

۱	جگ دیو	۷	بسنت دیو
۲	پرسرام	۸	ہر دیو
۳	کرشن دیو	۹	شہزاد دیو
۴	عظمت دیو	۱۰	گمبھیر دیو
۵	کرپال دیو	۱۱	سنسار دیو
۶	نند دیو		

راجہ کپور دیو والی جموں کے بعد اس کے دو بیٹوں جگ دیو اور سمیل دیو میں ریاست کی بابت تنازعہ پیدا ہو گیا۔ آخرکار ملک کو دو حصوں میں تقسیم کرکے اس جھگڑے کا فیصلہ کیا گیا۔ سمیل دیو جموں کا حکمران ہوا۔ اور جگ دیو نے باہو کو اپنی صدر گاہ قرار دیا۔ جگدیو کے بیٹے پرسرام کی سنگرام دیو والی جموں سے بہت دشمنی بڑھ گئی۔ جہاں تک کہ دونوں ریاستوں کا جو باشندہ دریائے توی کو جو حد فاصل تھی عبور کرتا فوراً قتل کر دیا جاتا۔ آخرکار دونوں ریاستوں میں صلح ہو گئی اس خاندان کا آخری راجہ سنسار دیو سکھوں کی لڑائی میں کام آیا اس کی اولاد جلاوطن کی گئی۔ اور ریاست باہو سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دی گئی۔

۱۳	رائے جبھو	۲۰	دھرب دیو
۱۴	بھوج دیو	۲۱	کیرت دیو
۱۵	فتح دیو	۲۲	رتن دیو
۱۶	عطار دیو	۲۳	بھاگ دیو
۱۷	شب دیو	۲۴	عجیب دیو
۱۸	جگ دیو	۲۵	بمل دیو
۱۹	سکھ دیو	۲۶	رندھیر سنگھ

مہاراجہ بھوج دیو والی جموں کے تیسرے بیٹے کون دیو کو ریاست کی طرف سے گزارہ کے لئے جسروٹہ کا علاقہ ملا۔ شہر جسروٹہ راجہ جسن دیو والی جموں نے آباد کیا تھا۔ کسی زمانہ میں یہ ایک بارونق شہر تھا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور نے راجہ ہیرا سنگھ کو یہ شہر دیا۔ تو اسکی رونق بہت بڑھ گئی۔ لیکن راجہ ہیرا سنگھ کے مرتے ہی اس کی ساری رونق جاتی رہی۔ آج کل کھنڈرات کی صورت میں موجود ہے۔ گرد و نواح میں جنگل اُگ رہا ہے۔ لیکن اسکے کھنڈرات اس کی گذشتہ عظمت کی شہادت دے رہے ہیں

کرن دیو بانی ریاست جسروٹہ کا بیٹا بیر دیو جموں کے راجہ سنگرام دیو کا ہمعصر تھا۔ ایمل دیو نے مہاراجہ برج دیو والی جموں کی امداد میں پرتھوی راج چوہان والی دہلی سے جنگ کی۔ راجہ سلطان دیو دہلی کے بادشاہ اکبر کے زمانہ میں ہُوا۔ دربار دہلی میں اسکی بڑی قدر تھی۔ راجہ رندھیر سنگھ کے مرنے پر مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور نے یہ ریاست ضبط کر لی۔ اور راجہ ہیرا سنگھ کے ہاتھ میں اس کی عنان حکومت دیدی۔ رندھیر سنگھ کے بھائی بھوری سنگھ نے

۳ پرمار خاندان

۱ نو ۲۰۹۷ ق م	۳ کنگ اندر ۲۰۵۸ ق م
۲ کشن ۲۰۶۲ "	۴ سربندر ۱۹۹۸ "

۴- گودھر خاندان

۱ گودھر ۱۹۶۷ ق م	۵ گرگ اندر ۱۷۹۹ ق م
۲ سورن ۱۹۳۲ "	۶ بل دیو ۱۷۵۰ "
۳ جنک ۱۸۷۲ "	۷ نل سین ۱۶۹۷ "
۴ پنچی نر ۱۸۶۶ "	

۵- اکشواکو خاندان

۱ گوکرن ۱۶۶۹ ق م	۳ بمبور ۱۶۲۲ ق م
۲ پرہلاد ۱۶۳۴ "	

۶- گودھر خاندان

۱ پرتاپ شیل ۱۶۱۲ ق م	۶ بھگونت ۱۴۸۶ ق م
۲ سنگرام چند ۱۵۷۸ "	۷ اشوک ۱۴۶۹ "
۳ الرک چند ۱۵۷۶ "	۸ جلوک ۱۴۰۷ "
۴ بیرم چند ۱۵۲۵ "	۹ دامودر ۱۴۷۷ "
۵ ببیشن ۱۵۰۰ "	۱۰ نرندر ۱۴۵۲ "

سلطنت کشمیر

۱- اگنشوا کو بنش

۱ دیا کرن
۲ گونند ۳۲۴۲ ق م
۳ دامودر ۳۲۱۲ ″
۴ رانی یشووتی ۳۱۸۱ ق م
۵ سومتر ۳۱۸۱ ″

۲- پانڈو خاندان

۱ ہرنیہ دیو ۳۰۹۶ ق م
۲ رام دیو ۳۰۶۶ ″
۳ بیاس دیو ۳۰۰۷ ″
۴ دروناد دیو ۲۹۵۱ ″
۵ سہم دیو ۲۸۹۴ ″
۶ گوپال دیو ۲۸۳۹ ″
۷ بجے آنند ۲۸۱۱ ″
۸ سکھ دیو ۲۷۸۶ ″
۹ راما نند ۲۷۵۲ ″
۱۰ سندھیمان ۲۶۸۵ ″
۱۱ مہن دیو ۲۶۲۰ ″
۱۲ چندر دیو ۲۵۶۵ ق م
۱۳ آنند دیو ۲۵۱۱ ″
۱۴ دروپد دیو ۲۴۸۵ ″
۱۵ ہرنام دیو ۲۴۳۳ ″
۱۶ سوکمشن دیو ۲۳۹۵ ″
۱۷ سیناوت ۲۳۶۷ ″
۱۸ منگل دت ۲۳۵۰ ″
۱۹ کشیم دت ۲۳۱۱ ″
۲۰ بھیم سین ۲۲۴۵ ″
۲۱ اندر سین ۲۱۸۴ ″
۲۲ سندر سین ۲۱۳۴ ″

٥ برورسین سنہ ٢٩
٦ یدھشٹر سنہ ٩٩
٧ نرنیدرآدیتہ سنہ ١٢٩
٨ تنجین سنہ ١٤٢
٩ سربسین سنہ ١٨٥
١٠ گندھربسین سنہ ٢٢٣
١١ پچہمن سنہ ٢٧٢
١٢ شورک سنہ ٣٠٢
١٣ بجرآدیتہ سنہ ٣٥٦
١٤ رناونیہ سنہ ٤١٦
١٥ دیپادتیہ سنہ ٤٧٧
١٦ بکرماوت سنہ ٥٢٠
١٧ بالاوت سنہ ٥٦٢

١٠- کرکوٹک خاندان

١ ورلبھ بردھن سنہ ٥٩٩
٢ درلبھک سنہ ٦٣٥
٣ چندرپیڑ سنہ ٦٨٥
٤ تاراپیڑ سنہ ٦٩٣
٥ للتاوتیہ سنہ ٦٩٨
٦ کوبیاپیڑ سنہ ٧٣٥
٧ بجراوت سنہ ٧٣٧
٨ پرتھوی پیڑ سنہ ٧٤٢
٩ سنگرامہ پیڑ سنہ ٧٤٨
١٠ ج سنہ ٧٢٨
١١ جیاپیڑ سنہ ٧٥١
١٢ ملتاپیڑ سنہ ٧٨٢
١٣ سنگرام پیڑ سنہ ٧٩٤
١٤ چیت جیاپیڑ سنہ ٨٠١
١٥ اجت پیڑ سنہ ٨١٣
١٦ انگ پیڑ سنہ ٨٥٠
١٧ اتپل پیڑ سنہ ٨٥٣

١١- نامعلوم خاندان

١ اونتی برمن سنہ ٨٥٥
٢ ششنکر برمن سنہ ٨٨٣
٢ ششنکر برمن سنہ ٨٨٣
٣ گوپال برمن سنہ ٩٠٢

۷۔ اکشواکو خاندان

۱ اکنشک	۱۳۵۲ ق م	۱۳ بسوکل	۸۳۹ ق م
۲ ابھمنیو	۱۲۹۲ ؍؍	۱۴ مہرکل	۷۷۹ ؍؍
۳ گونرو	۱۲۵۷ ؍؍	۱۵ بک	۷۰۹ ؍؍
۴ بھبشن	۲۲:۲ ؍؍	۱۶ کشتی نند	۶۴۶ ؍؍
۵ اندرجیت	۱۱۶۸ ؍؍	۱۷ بسونند	۶۰۶ ؍؍
۶ رادن	۱۱۳۱ ؍؍	۱۸ نر	۵۶۳ ؍؍
۷ بھبشن	۱۱۰۱ ؍؍	۱۹ اکش	۵۰۲ ؍؍
۸ نر	۱۰۴۷ ؍؍	۲۰ گوپادت	۴۴۳ ؍؍
۹ رسدو	۱۰۲۷ ؍؍	۲۱ گوکرن	۴۸۳ ؍؍
۱۰ انپلاکش	۹۷۷ ؍؍	۲۲ نرنیدرآدیتہ	۳۲۵ ؍؍
۱۱ ہمریناکش	۹۳۶ ؍؍	۲۳ پدھشٹر	۲۸۶ ؍؍
۱۲ ہرنیہ کل	۸۹۹ ؍؍		

۸۔ پرمار خاندان

۱ پرتاپ آدیتہ	۲۶۱ ق م	۴ بجے	۱۶۱ ق م
۲ جلوکس	۲۲۹ ؍؍	۵ بجے اندر	۱۵۲ ؍؍
۳ تنجین	۱۹۷ ؍؍	۶ سنمھی تی	۱۱۶ ؍؍

۹۔ اکشواکو خاندان

۱ میگھ باہن	۹۹ ق م	۳ ہرتیہ	۵ ق م
۲ سریشٹ	۴۵ ؍؍	۴ ماترگپت	سنہ ۲۵ء

۱۵	راج دیو	سنہ ۱۲۳۲	۱۸	لچھمن دیو	سنہ ۹۵
۱۶	سنگرام دیو	سنہ ۱۲۵۲	۱۹	سیہم دیو	سنہ ۱۳۰۸
۱۷	رام دیو	سنہ ۱۲۷۳	۲۰	سہدیو	سنہ ۱۳۲۲

۱۴۔ مسلمان فرمانروایان کشمیر

۱	رینچن شاہ	سنہ ۱۳۱۸	۱۲	حیدر	سنہ ۱۴۹۲
۲	ادیان دیو	سنہ ۱۳۲۲	۱۳	حسن شاہ	سنہ ۱۴۹۳
۳	رانی کوٹہ	سنہ ۱۳۳۹	۱۴	محمد شاہ	سنہ ۱۵۰۲
۴	شمس الدین	سنہ ۱۳۳۹	۱۵	ابراہیم	
۵	جمشید	سنہ ۱۳۴۲	۱۶	نازک شاہ	سنہ ۱۵۳۲
۶	علاؤالدین	سنہ ۱۳۴۳	۱۷	محمد شاہ	سنہ ۱۵۳۳
۷	شہاب الدین	سنہ ۱۳۴۵	۱۸	شمس الدین	سنہ ۱۵۳۸
۸	قطب الدین	سنہ ۱۳۹۵	۱۹	اسمعیل	سنہ ۱۵۳۹
۹	سکندر	سنہ ۱۳۱۱	۲۰	ابراہیم	سنہ ۱۵۴۱
۱۰	علی شاہ	سنہ ۱۴۳۵	۲۱	مرزا حیدر	سنہ ۱۵۴۲
۱۱	زین العابدین	سنہ ۱۴۲۲			

۱۵۔ خاندان چک

۱	دولت چک	سنہ ۱۵۵۳	۴	علی خاں	سنہ ۱۵۷۰
۲	غازی چک	سنہ ۱۵۵۶	۵	یوسف خاں	سنہ ۱۵۷۹
۳	حسین خان	سنہ ۱۵۶۳	۶	مبارک شاہ	سنہ ۱۵۸۵

۴	سنکٹ برمن	سنہ ۹۰۲	۱۰	پارتھ	سنہ ۹۳۴
۵	رانی سوگندھا	سنہ ۹۰۴	۱۱	چکربرمن	سنہ ۹۳۵
۶	پارتھ	سنہ ۹۰۶	۱۲	شمبھوبرمن	سنہ ۹۳۵
۷	نرجت برمن	سنہ ۹۲۱	۱۳	چکربرمن	سنہ ۹۳۶
۸	چکربرمن	سنہ ۹۲۳	۱۴	انمتاونتی	سنہ ۹۳۷
۹	شوربرمن	سنہ ۹۳۳	۱۵	شوربرمن	سنہ ۹۳۹

۱۲- نامعلوم خاندان

	ایشمکر	سنہ ۹۳۹	۵	ابھمنیو	سنہ ۹۵۸
۲	سنگرام دیو	سنہ ۹۴۸	۶	نندی گپت	سنہ ۹۷۲
۳	پروگپت	سنہ ۹۴۹	۷	تربھون	سنہ ۹۷۴
۴	کشیم گپت	سنہ ۹۵۰	۸	بھیم گپت	سنہ ۹۷۵

رانی دوا سنہ ۹۸۱

۱۳- خاندان لوہر

۱	سنگرام راج	سنہ ۱۰۰۳	۸	رڈ	سنہ ۱۱۱۱
۲	ہرراج	سنہ ۱۰۲۸	۹	سلہن	سنہ ۱۱۱۱
۳	اننت	سنہ ۱۰۲۸	۱۰	سسل	سنہ ۱۱۱۲
۴	کلش	سنہ ۱۰۶۳	۱۱	بھکشاچر	سنہ ۱۱۲۰
۵	اتکرش	سنہ ۱۰۸۹	۱۲	سسل	سنہ ۱۱۲۱
۶	ہرش	سنہ ۱۰۸۹	۱۳	جے سنگھ	سنہ ۱۱۲۷
۷	اوچل	سنہ ۱۱۰۱	۱۴	نامعلوم راجگان	

شروع کی۔ اس کا بیٹا گونرد مسیح سے ۳۲۵۲ برس پہلے تخت کشمیر پر جلوہ افروز ہوا۔ اس نے ترکستان کا بہت سا علاقہ فتح کر کے اپنی سلطنت کو بہت کچھ وسعت دی۔ چنانچہ یارقند اور خیوا کے علاقہ جات جو اس زمانہ میں ختون ولیش کے نام سے شہرت پذیر تھے۔ بہت مدت تک اس خاندان کے قبضہ اقتدار میں رہے۔ مہابھارت اور پورانوں میں گونرد فرمانروائے کشمیر کا بار بار ذکر آیا ہے۔ اس سے ظاہر ہے۔ کہ سری کرشن جی کے عہد معدلت مہد میں یہ ایک با اقتدار حکمران تھا۔ جراسندھ والی مگدھ اور سری کرشن جی کی معرکہ آرائیوں میں جو ۳۲۴۹ قبل مسیح سے ۳۲۲۶ قبل مسیح تک متھرا میں ہوتی رہیں۔ مہاراجہ گونرد جراسندھ کی امداد میں جادو بنسیوں سے لڑتا رہا۔ پنڈت کلہن مصنف راج ترنگنی رقم طراز ہے۔ کہ انہیں لڑائیوں میں وہ سری کرشن جی کے بھائی بلرام کے ہاتھ سے دریائے کالندی کے کنارے پر داد شجاعت دیتا ہوا مارا گیا۔ لیکن یہ بات غلط معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ جنگ گومنت پربت اور بدربھ دیش کی شاہزادی رکمنی کے سوئمبر میں گونرد والی کشمیر موجود تھا۔ اور یہ واقعات متھرا کی لڑائیوں سے بعد ظہور میں آئے۔ گونرد کے بعد اس کا بیٹا دامودر تخت کشمیر پر جلوہ افروز ہوا۔ اور وہ قندہار کے راجہ کی بیٹی کے سوئمبر میں سری کرشن جی کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اسکی رانی یشودتی حکومت کرنے لگی۔ چند ماہ بعد اسکے بطن سے گونند نامی بیٹا پیدا ہوا۔ کشمیر کے ارکان سلطنت نے نام کرن سنسکار کے ساتھ ہی اس کے راج تلک کی رسم ادا کر دی۔ اگرسین والی دوارکا کے راجسو یگیہ کی تقریب پر پردومن کی فوج ظفر موج فتح کے پھریرے اڑاتی کشمیر میں وارد ہوئی تو راجہ سومتر ان ایام میں حکومت کر رہا تھا۔ کشمیر کی قدیم تواریخوں میں

تواریخی حالات

اکشواکو خاندان ریاست جموں کے حالات میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ مسیح سے چار ہزار برس پہلے اجودھیا کے راجہ اگنی برن کا بھائی اگنی گرھ پنجاب میں آیا۔ اور جہاں آجکل کٹھوعہ آباد ہے کچھ علاقہ دبا کر حکومت کرنے لگا۔ اسکے پڑپوتے لاکھو نے بزور شمشیر شمال تک تمام علاقہ فتح کر کے اپنی قلمرو میں شامل کیا۔ اور بجائے کٹھوعہ کے کشمیر کو اپنی صدر گاہ قرار دے کر اس نے جہانبانی شروع کی۔ اسکے چوتھے جانشین باہو لوچن نے دریائے توی کے کنارے پر شہر باہو آباد کر کے اسے اپنی دار القیام قرار دیا۔ اور باہو لوچن کے بھائی جاموں لوچن نے پیچھے نام پر شہر جموں آباد کیا۔ اور باہو سے اپنی دار الحکومت وہاں منتقل کر لی۔ جاموں لوچن نے اپنی وسیع مملکت دو حصوں میں تقسیم کر کے اپنے بڑے بیٹے دھرم کرن کو جموں کا راجہ بنایا۔ اور چھوٹے بیٹے دیا کرن کو کشمیر کی حکومت پر تفویض کیا دیا کرن نے بابل کو اپنی صدر گاہ قرار دے کر ملک کشمیر پر حکمرانی

کشمیر کیطرف مراجعت کی۔ کماؤں۔ کانگڑہ۔ بنکوٹ اور ان تمام ریاستوں کے تاجداروں کو جو کوہ شوالک کے دامن میں واقعہ تھیں۔ فتح کرتا ہوا کشمیر کو واپس آیا۔ راجہ جموں نے ایک خونریز جنگ کی۔ لیکن شکست کھائی اور رام دیو کو یہاں سے بہت دولت ہاتھ لگی۔ تیسری دفعہ ہندوستان کے فرمانرواؤں کو مطیع اور باجگزار بناتا ہوا راس کماری تک جا پہنچا۔ پھر خلیج بنگالہ کے ساحل کے راستہ سے ہوتا ہوا بنگال میں آیا۔ وہاں کے راجہ کو فتح کر کے قنوج سے ہو کر کشمیر آیا۔ بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس مرتبہ اس نے پانچ سو تاجداروں کو اپنا باجگزار بنایا۔ پنڈت رتناکر بیان کرتا ہے کہ فتوحات ملکی سے فارغ ہو کر اس نے ایک عظیم الشان یگیہ کیا۔ اور اپنے مال غنیمت کا نصف حصہ رعایائے کشمیر میں تقسیم کر دیا۔ لوگ دولت سے مالا مال کر دیئے۔ اور اس ملک میں کوئی بھی مفلس و نادار نہ رہا۔ اس کے بیٹے بیاس دیو نے اشاعت تعلیم کے لئے اپنی ساری طاقت صرف کر دی۔ علامہ عصر پنڈتوں کی خدمات حاصل کرنے کے لئے اسکے خزانوں کے منہ کھول دئے۔ اور اسکے عہد میں کشمیر میں گھر گھر علم و ہنر کا چرچا ہو رہا تھا۔ اس کے نزور کے راجہ جسونت رائے کی بیٹی کے ساتھ شادی کی۔ اسکے بعد درونا دیو اور بھیم دیو نے بھی رعایا کی رعایا کی بہتری اور بہبودی میں کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔

راجہ گوپال دیو کی شادی کاشغر کے راجہ کی بیٹی سے ہوئی۔ اسکے عہد میں راجہ ختن نے کاشغر پر حملہ کر کے وہاں کے راجہ کو قتل کر دیا۔ اس واقعہ کی اطلاع ملنے پر راجہ گوپال دیو نے اپنے سپہ سالار ششن پال کو ایک فوج دیکر راجہ ختن کو سزا دینے کے لئے بھیجا۔ کوہ تونک پر لڑائی ہوئی لیکن ششن پال نے شکست کھائی۔ اور کشمیری فوج میدان جنگ میں تباہ ہو گئی۔ راجہ گوپال دیو اس کے غصہ میں ہی چند روز بیمار رہ کر مر گیا۔

اس کا دوسرا نام گونر دوم بھی لکھا ہے۔ اس نے ۵۸ سال حکومت کے ڈنکے بجائے۔ اس کے آخری عہد حکومت میں دہلی کے راجہ پریکشت کا دوسرا بیٹا ہرینہ دیو اپنے بھائی جنمیجے کے ولیعہد سلطنت قرار پائے جانے سے آشفتہ خاطر ہو کر کشمیر میں چلا آیا۔ اور راجہ سومتر کو قتل کر کے سلطنت کشمیر پر قابض ہو گیا۔ سومتر کا بیٹا اودے دت ہون دیش کی طرف بھاگ گیا۔ اور یار قند وغیرہ کے علاقہ جات پر حکومت کرنے لگا۔

پانڈو خاندان۔ ہرینہ دیو نے تخت کشمیر پر جلوہ افروز ہو کر اس ملک میں پانڈو خاندان کی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اس کے بیٹے رام دیو نے ½ حصہ کی بجائے ⅙ حصہ خراج مقرر کر کے رعایا کو بہت کچھ آسودہ حال کر دیا۔ کریوہ پٹن پر ۱۱ لاکھ مکانات تعمیر کروا کر بابل نامی ایک عالیشان شہر آباد کیا۔ اور اسے اپنی صدر گاہ بنایا۔ کوہستان ادچھن پارہ سے ایک نہر کاٹ کر زراعت کو ترقی دی۔ مارتنڈ ایشور نامی ایک مندر تعمیر کروایا بڑے بڑے پتھر جن کو آجکل ایک ہزار مزدور نہ اٹھا سکیں۔ بڑی کاریگری سے لگوا کر پچاس گز بلند عمارت بنوائی۔ اسکی درزیں اس صفائی کے ساتھ جوڑیں۔ کہ تمام مندر ایک ہی پتھر سے بنا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ دو سو چالیس منقش ستونوں سے مزین بارہ دری کی شکل کا دالان اس مندر کی عظمت کو دوبالا کرتا تھا۔ اس راجہ نے انتظام ملکی سے تسلی پا کر فتوحات ملکی کا عزم کیا۔ افغانستان۔ پنجاب۔ ملتان۔ مارواڑ اور نرود کو فتح کرتا ہوا لکھنؤ تک جا پہنچا۔ اور اس شہر کو فتح کر کے اس کی حکومت اپنے چچازاد بھائی کو دیدی تین سال بعد قنوج اور مالوہ کو فتح کر کے وہاں کے راجاؤں کو اپنا باجگزار بنایا۔ اور نرور کی عمارات کی جسے اپنے پہلے حملہ کے وقت گولہ باری سے تڑوا دیا تھا۔ از سر نو مرمت کروائی۔ راجہ بیجانگر اور راجہ شوراٹے کو شکست دیکر ان کی بیٹیوں کے ساتھ شادی کی۔ پھر گونڈوانہ کو فتح کر کے

سب لوگ تعریف ہی کرتے تھے۔ اس نے پانڈوں خاندانوں
کی گرتی ہوئی عظمت کو از سر نو بحال کر دیا۔ اس کا بیٹا سندھی مان
بھی ویسا ہی مدبر اور منتظم تھا۔ اس نے حکومت کشمیر کو اور بھی استحکام
اور تقویت بخشی اپنے نام پر سندمت نگر ایک شہر آباد کیا۔ اکیس دلکش
مندر اور بہت سی عالیشان عمارتیں تعمیر کروائیں۔ جن سے ملک کشمیر کی
خوبصورتی کو اور بھی چار چاند لگ گئے۔ ان تمام مندروں میں اشٹی ایشور کا
مندر اپنی خوبصورتی اور بناوٹ کے لحاظ سے خاص شہرت رکھتا تھا۔ جو
جو کوہ شنکر اچارج کی چوٹی پر بنا تھا۔ اور مسلمان اسی مندر کو تخت سلیمان
کہتے ہیں۔

اندرونی انتظام کو درست کرکے کھوئے ہوئے ملکوں کی بازیافت کا
خیال کیا۔ ایک لشکر جرار تیار کرکے ہندوستان کا رخ کیا۔ تمام فرمانرواں
کو زیر کرتا ہوا قنوج تک جا پہنچا۔ بعد ازاں ہندوستان کے مشہور تیرتھوں
کی زیارت کی اور پھر قندھار پر حملہ کیا۔ راجہ قندھار نے اپنی بیٹی کی شادی
کرکے اسکے ساتھ صلح کر لی۔ سندھی مان کے بعد اس کا بیٹا موہن دیو
تخت نشین ہوا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد اسکے بھائی کامن دیو نے علم بغاوت
بلند کیا۔ اور مغربی حصہ کشمیر پر قبضہ کرکے آزادانہ حکومت کرنے لگا کامن دیو
کے علاقہ کو کامراج اور موہن دیو کے ملک کو مراج کہنے لگے۔ اس کے
عہد میں کشمیر میں طوفان آیا۔

موہن دیو کے بیٹے چندر دیو نے کامن دیو کو شکست دیکر قتل
کر دیا۔ اور دونوں ریاستوں کی پھر ایک ہی متحدہ حکومت بنا دی۔
اس لیئے ملک میں بدامنی پھیل گئی۔ اسکے مرنے پر اس کا بھائی آنند دیو
تخت نشین ہوا۔ اس نے سختی کو کام میں لاکر بدامنی کو دور کیا۔ اسکے
بیٹے دروپد دیو نے رعیت کو ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچائیں۔ اور

اس کے بھائی بجے آنند نے تخت کشمیر کو زینت دی اور ایک لاکھ پیدل
و پچاس ہزار سوار ہمراہ لیکر راجہ ختن پر دھاوا بول دیا۔ راجہ ختن نے
شکست کھائی۔ اور اپنی بیٹی سمرن کی شادی کرکے بجے آنند کے ساتھ
صلح کر لی۔ بجے آنند نے اپنے نام پر بجیشوری مندر تعمیر کروایا۔ جو
متانت اور استواری میں بے نظیر نقش و نگار سے مزین تین سو گز
اونچا تھا۔ اسکے درمیان میں ایک مصنوعی گائے کشش مقناطیس کے
زور سے معلق ٹھہرائی گئی۔ رتناگر لکھتا ہے۔ کہ اس مندر کے نقش و نگار
اور ملمع پر دس لاکھ اشرفی صرف ہوئی تھی۔

بجے آنند کے بعد اس کا بھتیجا سکھ دیو تخت کشمیر پر جلوہ افروز ہوا
اس زمانہ میں کشمیر کی وسعت ترکستان سے ملتان تک پھیلی ہوئی
تھی۔ اور ہندوستان و ایران کے راجے اسکے باجگزار تھے۔ یہ راجہ
تخت نشین ہوتے ہی عیش و عشرت میں پڑ گیا۔ اسکا بھتیجا رامانند کچھ عرصہ تک
بطور مدار المہام کے حکومت کو سنبھالتا رہا۔ لیکن پھر ناراض ہوکر اپنی
جاگیر میں چلا گیا۔ اسکے بعد راجہ چھتر رتھ والی دہلی نے بغاوت کا جھنڈا
بلند کرکے پنجاب پر بھی قبضہ کر لیا۔ ترکستان بھی ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور
کشمیر میں بھی ابتری پھیل گئی۔ یہ حال دیکھکر رامانند سے رہا نہ گیا۔ اس
نے سکھ دیو کو گرفتار کرکے دریائے بھووری میں غرق کرایا۔ اور
عنان حکومت ہاتھ میں لیکر اپنی کھوئی ہوئی عظمت کو بحال کر دیا۔ پہلے
ملک کشمیر کی اندرونی بغاوتوں کو دور کیا۔ تمام سرکشوں کو مغلوب
کرکے امن و امان بحال کیا۔ بعد ازاں جموں اور کانگڑہ کے راجاؤں
پر فوجکشی کرکے انہیں اپنا باجگزار بنایا۔ راجہ سکھ دیو کی بدعنوانیوں
کی وجہ سے خزانہ خالی تھا۔ اس لئے مالگذاری دسویں حصہ کی بجائے
پانچواں حصہ کر دی۔ پھر بھی رعایا بہت خوشحال ہوگئی۔ اور راجہ کی

راجہ ختن پر حملہ کیا۔ لیکن کوہ قراقرم عبور کرتے ہوئے تمام فوج برف گر کر تباہ ہوگئی۔ اسکے بیٹے اندرسین کے عہد میں وزیر شوانند نے بغاوت کی۔ لیکن شکست کھائی اور راجہ نے عیاشی کو ملک میں خوب ترقی دی۔ اس کے بیٹے سندرسین کے عہد میں نند گپت نامی ایک کمہار نے ملک کی اخلاقی حالت کو درست کرنے کے لئے وعظ کرنا شروع کیا۔ لیکن نقارخانے میں طوطی کی کون سنتا ہے۔ اس کی پندو نصائح پر کسی نے بھی التفات نہ کی۔ وہ مایوس ہوکر شہر سے نکل گیا۔ اور کشمیر میں ایسا سخت زلزلہ آیا۔ کہ راجہ اور اس کا تمام خاندان ارکان سلطنت اور ان کے متعلقین مکانات گرنے سے ان کے نیچے دب کر سب کے سب مرگئے۔ علاقہ کامراج پانی سے بھر گیا۔ دیہات اور قصبے برباد ہوگئے۔ بہت سی مخلوقات تباہ ہوگئی۔ جو بچے وہ جان بچاکر پہاڑوں کی طرف چلے گئے۔ اور اس طرح سے پانڈو خاندان کے آخری راجاؤں کی نالائقیوں کی وجہ سے ملک برباد ہوگیا۔

پرمار خاندان پانڈو خاندان کے آخری راجہ کے عہد میں مالوہ کا ایک راجکمار تو نامی کسی وجہ سے ترک وطن کر کے کشمیر میں چلا آیا۔ اور اپنی حسن لیاقت سے علاقہ آلاب کا جاگیردار بن گیا۔ راجہ سندسین کی تباہی کے بعد دو ماہ تک یہاں کوئی حکمران نہ رہا۔ پھر اہالیان کشمیر نے تو کو حکومت کے قابل سمجھکر اپنا فرمانروا تسلیم کرلیا۔ اس خاندان کے چار راجاؤں نے کشمیر میں حکومت کے ڈنکے بجائے۔ انہوں نے ہر طرح سے انتظام درست کیا۔ لوگوں کے اخلاق سنوارے۔ دھرم۔ اخلاق اور تعلیم و تعلّم کو رواج دیا۔ نئے نئے شہر اور قصبے آباد کئے۔ ملک کو سرسبز اور شاداب بنایا۔ ان چار راجاؤں نے ۱۴۰ سال حکومت کی اور اس عرصہ میں ملک کی

نہایت ہی عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کی۔ اس کے عہد معدلت مہد تک پانڈو خاندان کا اقبال ترقی پر رہا۔ لیکن اسکے بھائی ہر نام دیو نے ادھر سے کچھ جمیعت فراہم کر کے علم بغاوت بلند کیا۔ اور لڑائی میں درو پد دیو کو قتل کر کے تخت کشمیر پر قدم رکھا۔ اس خاندان کو زوال آنا شروع ہوا۔ اس نے شراب نوشی اور عیش و عشرت کو ہی اپنا معراج بنایا۔ اسکی دیکھا دیکھی رعیت کا بھی چلن بگڑ گیا۔ کشمیر کے ہر ایک شہر اور قصبہ کے گلی کوچوں میں میخانے جاری ہو گئے۔ سر بازار عورتوں کی بے عزتی کیجاتی۔ یہ حالت دیکھکر سپہ سالار درگاہ کے دل میں خون حمیت نے جوش مارا۔ اس نے شاہی محل پر دھاوا کر کے اسے آگ لگادی۔ اور اس سے شہر بابل کا بھی ایک بھی ایک حصہ جل گیا بادشاہی فوج کو شکست دینا کچھ مشکل نہ تھا۔ لیکن اس غلطی سے تمام لوگ اس کے دشمن بن گئے۔ اور اس کی سپاہ پر لوٹ پڑے۔ درگا شکست کھاکر مارا گیا۔ ہر نام دیو نے رعیت کو دو سال کا معاملہ معاف کر دیا۔ اور پھر عیش و عشرت میں پڑ گیا۔ درگا کے بیٹے رنگو نے اسے موقعہ پاکر قتل کر دیا۔ اور ہر نام دیو کا بیٹا سولکشن دیو تخت پر بیٹھا۔ یہ ہفتہ میں ایک دن ریاست کے کاروبار کو دیکھتا۔ اور چھ دن عیش و عشرت میں محو رہتا۔ اس کے بیٹے سینادت نے انتظام ملک تو وزیر کے سپرد کر دیا۔ اور خود ہر وقت عیش و عشرت میں ہی محو رہتا۔ یہ بہت بیوقوف تھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بھائی سنگادت تخت نشین ہوا۔ اسکے عہد میں سے نوشی۔ عیاشی اور قمار بازی کو بہت بڑی ترقی ہوئی۔ اسکے بیٹے کھیم اندر نے انتظام ملک درست کرنے کیطرف توجہ کی۔ لیکن جلدی ہی وہ بھی اپنے دادا کی چال پر چلنے لگا۔ اسکے بیٹے بھیم سین کے عہد میں راجہ ختن نے کاشغر پر قبضہ کر دیا۔ اس مے

گودھر خاندان پرتاپ شیل سے جو گودھر خاندان کے سابق راجہ
ترنگ اندر کا پوتا تھا۔ عنان حکومت ہاتھ میں لیکر عدل و انصاف اور جود و سخا
سے رعایا کو خوش کیا۔ اسکے بیٹے سنگرام چندر نے اپنے نام پر سنگرام پور
شہر بسایا۔ سنگرام چندر کے بیٹے ارک چندر نے پرگنہ لار میں الارک پور
شہر آباد کیا۔ اور ایک نہر کھدوائی اس خاندان کے ساتویں راجہ اشوک
نے سری نگر نامی شہر آباد کیا۔ جو آج تک کشمیر کا صدر مقام چلا آتا ہے
مورخین کشمیر بیان کرتے ہیں۔ کہ راجہ پہلے شیو دھرم کا پیرو کار تھا
لیکن بعد ازاں اس نے بودھ مذہب قبول کر لیا۔ اس کا بیٹا جلوک
بہت طاقتور راجہ ہوا۔ اس کا اتالیق بھوت رشی تھا جس نے
بودھوں کو جو اس زمانہ میں بہت زور پکڑ گئے تھے۔ مباحثوں میں
شکست دی۔ اس نے راجہ جلوک اور دوسرے بہت سے لوگوں کو
ویدک دھرم میں شامل کیا۔ راجہ اشوک کے عہد میں مغربی ممالک کے
حملہ آور بہت زور پکڑ گئے تھے۔ اور ملک کشمیر پر بھی بار بار یورشیں
کرتے تھے۔ راجہ جلوک نے انہیں شکست دے کر اپنے ملک سے
نکال دیا۔ اس سے پہلے کشمیر میں صرف سات بڑے بڑے محکمے
ہوتے تھے۔ اشوک نے ۱۸ محکمے قائم کئے۔ اشوک کا تیسرا جانشین
مہاراجہ نر اندر ابھی تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا تھا۔ کہ چند ماہ بعد سندھی
مان نامی ایک رشی مغربی ممالک سے یہاں آیا۔ اس کا ہوائی تخت
جبت لارک ہا کوہ شنکر اچارج کی چوٹی پر اترا۔ اہالیان کشمیر اسکی
فوق الفطرت طاقتوں کو دیکھکر اس کے معتقد ہو گئے۔ راجہ نرندر
بھی اسکے معتقدوں میں داخل ہوا۔ اس زمانہ سے قریباً ایک ہزار
برس پہلے سندست نگر غرقاب ہو کر تباہ ہو چکا تھا۔ اور بارہ مولا
کے پاس پہاڑ کا ایک ٹکڑا گر کر اور مخرج آب کے سد راہ ہو کر

عالت ہی درست ہوسکی۔ اس خاندان کے آخری راجہ سر بیندر کے
لا ولد مرنے پر گودھر نے کشمیر پر قبضہ کیا۔

خاندان گودھر اس خاندان کے سات راجاؤں نے ۲۹۸
سال حکومت کی۔ اپنے اعلیٰ اخلاق۔ رعیت پروری۔ جود و سخا سے
رعیت کو ہمیشہ خوش رکھا۔ چھٹے راجہ بلدیو کے عہد میں راجہ بھیکھم والی
اجین نے کشمیر پر لوجکشی کی۔ لیکن شکست کھا کر واپس چلا گیا۔ مورخین کشمیر
بیان کرتے ہیں۔ کہ جنگ مہابھارت کے بعد یہ پہلا حملہ غیر ملکی حکمران کا
کشمیر پر ہوا۔ راجگان اجین کے نسب نامہ میں بھیکھم نامی کوئی حکمران
نہیں آیا۔ ممکن ہے۔ کہ یہ اجین کے کسی راجہ کا سپہ سالار ہو۔ بلدیو
کے بیٹے نل سین نے ظلم و ستم پر باندھی۔ ارکان سلطنت اور
رعایا نے تنگ آکر ہون ونش (یا رفندم) کے راجہ گوکرن کی
پناہ لی۔ اس نے نل سین کو حکومت کشمیر سے بیدخل کرکے اس ملک
پر قبضہ کیا۔

اکشوا کو خاندان۔ ہون ونش کے راجہ گوکرن نے ملک کشمیر
کا اپنی سلطنت میں الحاق کرلیا۔ اس نے ہندوستان کے تمام مشہور
تیرتھوں کی زیارت کی اس نے ۴۴ سال اور اس کے بیٹے پرہلاد
نے ۱۱ سال کشمیر میں حکومت کی۔ پرہلاد کے مرنے پر اس کا
نائب السلطنت بمبور خودسر ہوگیا۔ اور اپنی آزادانہ حکومت کی بنیاد
ڈالی۔ لیکن آٹھ سال حکومت کرنے پر اسے خلل دماغ کا عارضہ ہوگیا
اور ارکان سلطنت سر دربار اسے تخت و تاج سے بیدخل کرکے
نئے حکمران کے انتخاب کے متعلق سرگوشیاں کرنے لگے۔ اتنے
میں بمبور مرگیا۔ اور ارکان سلطنت نے گودھر خاندان کے ہی ایک
شاہزادہ پرتاپ شیل کو اپنا حکمران بنایا۔

جلوہ افروز ہوا۔ اس نے ویدک دھرم کی اشاعت میں بہت کچھ کوشش کی اور سلطنت کو استحکام بخشا۔ اسکے چھٹے جانشین راجہ نر نے کسی بدھ فقیر سے ناراض ہوکر بودھوں کے ہزاروں دہار جلا ڈالے ان کی متعلقہ جاگیریں ضبط کرکے برہمنوں کے حوالے کردیں۔ دریائے جہلم کے کنارے پر ایک شہر آباد کیا۔ جس کا نام نرپور رکھا۔ یہ شہر ایک تجارتی منڈی بنایا گیا۔ جہاں ہمیشہ مال کی خرید و فروخت ہوتی رہتی تھی۔ عالیشان عمارات اور خوبصورت باغات کے ذریعہ اس کو دلکش بنایا گیا۔ نر کے بعد اس کا بیٹا سدھ تخت نشین ہوا۔ اس نے اپنے نیک کاموں سے رعایا کو بہت آرام دیا۔ اس کے بعد جو چار راجے کشمیر میں حکمران ہوئے۔ نہایت ہی نیک۔ رحمدل اور ہمدرد خلائق تھے۔ پانچواں راجہ مہر کل نہایت ہی ظالم اور سنگدل تھا اس نے لنکا پر فوجکشی کی۔ وہاں کے راجہ کو حکومت سے محروم کرکے اس کی جگہ دوسرا راجہ بنایا۔ واپس آتے ہوئے اس نے چولا۔ کرناٹک اور لاٹ کے راجاؤں کو شکست دیکر ان کی ریاستیں تباہ کردیں۔ پنڈت کلہن بیان کرتا ہے۔ کہ اس نے اپنی زندگی میں تین کروڑ آدمی مختلف لڑائیوں میں قتل کئے۔ علاوہ ازیں اس نے بہت سے مندر بنوائے۔ رفاہ عام کے کام کئے اس سے کئی ایک قدیم مورخ اس کی تعریف کرتے ہیں۔ زمانہ حال کے مورخ ان متضاد بیانات سے راجہ مہر کل کے کیرکٹر کا صحیح اندازہ نہیں لگا سکتے۔ اسکے چوتھے جانشین بسو نند نے سمر کشا سستر نامی ایک مشہور کتاب تصنیف کی۔ بسو نند کا چوتھا جانشین گوپادتیہ اپنی قابلیتوں اور نیک اخلاق کی وجہ سے بہت کچھ شہرت رکھتا تھا۔ راجہ زنیدر آوتتا کے عہد تک اس خاندان کے راجہ بڑے دھرماتما

نقصان حصہ کشمیر کو غرق آب کئے ہوئے تھا۔ اس سے زراعت
اور ملک کی آبادی کو سخت نقصان پہنچ رہا تھا۔ سندھی مان کی
عظمت وشان کو دیکھکر رعایائے کشمیر نے اس تکلیف کو رفع کرنے
کے لئے استدعا کی۔ رشی نے قوم اجنہ کو حکم دیا۔ اور انہوں نے
دریائے جہلم کو گہرا کرکے تمام پانی خارج کردیا۔ اور سوائے جھیل وار
کے تمام علاقہ کا مزاج خشک ہوکر آبادی کے لائق بن گیا۔ ایک ہفتہ
کے بعد راجہ نرندر سندھی مان کے ہمراہ مغرب کو چلدیا۔ اور راجہ
کنشک کشمیر پر حکومت کرنے لگا۔

اکشواکو خاندان۔ راجہ کنشک جو سندھی مان رشی کی امداد سے
ملک کشمیر کا حکمران بن گیا۔ ہون دیش کے راجہ سنگرام دیو کا بیٹا تھا
اس نے مناں حکومت ہاتھوں سے کرچین۔ ترکستان۔ تبت چین
تاتار۔ افغانستان۔ ایران۔ بلوچستان۔ پنجاب۔ سندھ
اور گجرات کاٹھیاوار کو فتح کرکے اپنی قلمرو میں شامل کیا۔ اس کے
عہد میں بدھ کو نروان حاصل کئے ڈیڑھ سو برس گزر چکے تھے اور
بدھ کا تیرھواں جانشین سدھ ناگ ارجن تمام دنیا کے بودھوں
کے واحد مذہبی پیشوا کی حیثیت سے سدراودوں میں رہتا تھا۔ اسکی
کوششوں سے راجہ کنشک نے بودھ دھرم قبول کیا۔ پرشاپور
(پشاور) شہر آباد کرکے اس نے اپنی صدر گاہ بنایا۔ اس کے عہد
میں چند راچارج برہمن نے ناگ ارجن سدھ اور دوسرے بودھوں
کو مذہبی مباحثوں میں شکست دے کر راجہ ابھمنیو اور اہالیان کشمیر
کو از سر نو ویدک دھرم میں شامل کیا۔ اشٹادھیائی نامی سنسکرت
گرامر کی مشہور کتاب پر چندر دیا کرن نامی شرح لکھی نیز یونان میں مندر سے مراسم کو کشمیر میں مروج کیا
اسکا بیٹا گرڈدیو جسکو گونرد سوم بھی کہتے ہیں سیح ۲۰۵۶ برس پہلے کشمیر کے تخت سلطنت پر

معروف رہ کر امورات ملک سے لاپرواہ ہوگیا۔ اور ارکان
سلطنت دربار میں بیٹھے ہوئے نئے حکمران کے انتخاب کے متعلق مشورہ
کرنے لگے چند روز بعد اس عابد راجہ نے دربار آراستہ کیا۔ ارکان
سلطنت اور رعایا کے سربرآوردہ اشخاص کو مدعو کر کے سلطنت ترک
کر دی اور جنگل کا راستہ لیا۔

اکشو اگو خاندان۔ سندھی متی کے ترک سلطنت کرنے کے بعد
اہلکار قندھار میں جاکر میگھ واہن کو لے آئے۔ جو سابق راجہ اندھ یدھشٹر کی
اولاد میں سے گوپادت کا پوتا تھا۔ اور اپنی کھوئی ہوئی سلطنت کو دوبارہ
حاصل کرنے کی غرض سے گردونواح کے راجاؤں کے پاس امداد کے
لئے التجائیں کرتا پھرتا تھا۔ اب بغیر کسی کوشش کے وہ کشمیر کا مالک
بن گیا۔ اس نے تخت نشین ہوتے ہی ملک کے اندر جانوروں کا مارنا
بالکل بند کر دیا۔ اور پھر محض جانور کشی کو بند کرنے کی غرض سے ہندوستان
پر چڑھ آیا۔ اس کی غرض معلوم کر کے تمام راجاؤں نے اپنی اپنی مملکت
میں جانوروں کو مارنا اور ایذا رسانی قطعی بند کر دی۔ میگھ واہن اپنے
مقصد میں کامیاب ہوتا ہوا لنکا تک جا پہنچا۔ اور وہاں کے راجہ کو اپنے
مقصد سے آگاہ کر کے اور جانور کشی کے رواج کو ترک کرنے کا وعدہ
لے کر کشمیر کو واپس آیا۔ اس کے بیٹے سریشٹ سین نے بھی اپنے
باپ کے نقش قدم پر چلکر مدت تک حکومت کی۔ سریشٹ سین کے بعد
اس کا بڑا بیٹا ہرنیہ تخت پر بیٹھا۔ اور چھوٹا تورمان مدار المہام بنایا گیا۔
لیکن کچھ عرصہ بعد اس نے اپنے نام کا سکہ مضروب کر دیا۔ اس پر
ہرنیہ نے ناراض ہو کر اسے قید کر دیا۔ جیل میں ہی تورمان نے
وفات پائی۔ اس کی حاملہ رانی اپنے باپ بجر اندر والی جموں کے
ہاں چلی آئی۔ اسکے بطن سے پرور سین نامی بیٹا پیدا ہوا۔ جو

مدبر اور بہادر ہوئے۔ انہوں نے رعایا کو ہر طرح سے آسائشیں
ہم پہنچائیں۔ لیکن نریندرا دت کا بیٹا یدھشٹر جسکو چھوٹی چھوٹی
آنکھوں کی وجہ سے اندھا یدھشٹر بھی کہتے تھے۔ پہلے پہل تو اپنے
بزرگوں کے نقش قدم پر چلتا رہا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد اسکو حکومت
کا غرور ہو گیا۔ عالموں اور داناؤں کی بجائے وہ خوشامدیوں کی
قدر کرنے لگا۔ مدبروں کی عزت نہ کیا کرتا تھا۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا
کہ نیک لوگ اس سے پرے رہنے لگے اور مکار و خوشامدیوں
سے اسکا دربار بھر گیا۔ انہوں نے راجہ کو عیبوں میں ڈال دیا
ملک میں عام ناراضگی پھیل گئی۔ اور وہی بد ظن اہلکار راجہ کے
خلاف سازشیں کرنے لگے۔ وزرا کی مطلق العنانی اور راجہ کی
اس کمزوری کو معلوم کر کے گرد و نواح کے حکمران اس پر حملہ کرنے
کی تیاریاں کرنے لگے۔ اس پر انہیں ناکامی ہوئی۔ امراء نے اس کے محل
پر حملہ کر کے بمعہ رانیوں اور بال بچوں کے نکال دیا۔ اور راجہ پرتاپ آدتیہ
کو کشمیر کا حکمران بنایا۔

پرمار خاندان۔ پرتاپ آدتیہ نے تخت کشمیر پر جلوہ افروز ہو کر ملک کے
اندرونی انتظام کو درست کیا۔ اس کے پوتے تنجین کے عہد میں کشمیر
میں قحط عظیم پڑا۔ راجہ نے ہر ایک ممکن کوشش سے خود تکلیف
برداشت کر کے رعایا کو فاقہ کشی سے بچایا۔ اسکے تیسرے جانشین
جے اندر کی اپنے وزیر سندھی متی کے ساتھ ناراضگی پیدا ہو گئی
جسکی وجہ سے اس نے سندھی متی کو وزارت سے علیحدہ کر کے
سخت تکلیفیں دیں۔ سندھی متی عبادت میں معروف ہو گیا۔ راجہ
کے لاولد مرنے پر رعایائے کشمیر نے اسے اپنا فرمانروا منتخب کیا
کچھ عرصہ تک تو انتظام اچھا کرتا رہا۔ لیکن پھر عبادت میں دن بھر

حکومت کو سخت نقصان پہنچایا۔ تمام باجگزار راجے خودسر ہو گئے
کشمیر میں بھی بدامنی پھیل گئی۔ یہ حال دیکھکر تنجن کے پوتے لچھمن
نے جو دچھن پارہ کا جاگیردار تھا۔ بہت سی فوج لیکر گندھرب سین پر
حملہ کر دیا۔ اور اسے تخت و تاج سے بیدخل کر کے خود حکومت
کرنے لگا۔ اس نے تمام راجاؤں کو جو جادۂ اطاعت سے نکل
گئے تھے۔ از سر نو مطیع کر لیا۔ راجہ سوکرم پال والی ملتان پر حملہ آور
ہوا . . . . . لیکن راستہ میں ہی
جان بحق تسلیم ہوا۔ اس کا بھتیجا شورک جو ہمراہ تھا۔ تاج شاہی سر پر رکھکر
ملتان پر حملہ آور ہوا۔ راجہ سوکرم پال کو مغلوب کر کے کشمیر کو واپس
لوٹا۔ لچھمن کا بیٹا بجروت ابھی نابالغ تھا۔ اسلئے یہاں بھی اسے کوئی
رکاوٹ پیش نہ آئی۔ شورک حکومت کرنے لگا۔ بہت عرصہ بعد راجہ
دروستان نے کشمیر پر حملہ کر کے علاقہ کامراج کو تاخت و تاراج
کر ڈالا۔ راجہ شورک فوج لے کر مقابلہ کے لئے نکلا۔ پہلی لڑائی میں
فتح حاصل کر کے دوسری مرتبہ شکست کھائی۔ اور شورک قید ہو کر
پٹن بھیجا گیا۔ یہ خبر سنکر بجروت نے عنان حکومت ہاتھ میں لی۔
اور ٹڈی دل سپاہ لیکر دروستان پر حملہ کر دیا۔ راجہ دروستان
کو شکست دیکر کشمیر میں واپس آیا۔ شورک کو قلعہ پٹن میں لڑائی
سے پہلے ہی راجہ دروستان نے قتل کر دیا تھا۔ اسکے بیٹے جے اندر
نے بجروت کی حکومت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ اور علاقہ کا
مراج کو دبا کر حکومت کرنے لگا۔ بجروت اور جے اندر کی ایک
سال تک جنگ جاری رہی۔ بعد ازاں دھوکا سے اس نے جے اندر
کو قتل کر دیا۔ بجروت کے بعد رنادت نے تخت کشمیر کو زینت دی۔ یہ
مرتاضوں کا سرتاج مدت تک عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کرتا رہا

جموں میں ہی پرورش پاتا رہا۔

راجہ ہرینہ بھی لاولد مرگیا۔ اور بکرماجیت والی اجین نے ملک کشمیر پر قبضہ کرکے ماتری گپت نامی برہمن کو اسکی حکومت سپرد کردی۔ چارسال کے بعد بکرماجیت کا انتقال ہوگیا۔ تو ماتری گپت بھی اپنے محسن اور مربی کی موت کے غم میں دنیا سے کنارہ کشی اختیار کرنے کے لئے تخت وتاج خالی چھوڑکر کاشی کو روانہ ہوگیا۔ راستہ میں اسے پرارسین ایک لشکر جرار لئے ہوئے کشمیر کی طرف جاتے ہوئے ملا۔ اور بعد ملاقات کے کشمیر کے تخت سلطنت پر قابض ہوگیا۔

پرورسین نے ہندوستان کے تمام راجاؤں کو فتح کرکے اپنا باجگزار بنایا۔ اور بکرماجیت کے بیٹے پرتاپ شیل کو جسے دشمن ملک اجین کی حکومت سے محروم کرچکے تھے پھر بحال کردیا۔

ترکستان کے راجہ سرمن کو اس نے آٹھ مرتبہ شکست دی۔ اپنے نام پر پرور پور شہر آباد کیا۔ اس کے تیسرے جانشین نرندرآدت کے مرنے پر اس کا بھائی تنجین حکمران ہوا۔ اور نرندرآدت کا بیٹا شیر دول وزارت کے عہدہ پر مامور ہوا۔ کچھ عرصہ تک تو اتفاق سے حکومت کرتے رہے۔ لیکن بعد ازاں دونوں میں ان بن ہوگئی۔ اور لڑائی تک نوبت پہنچ گئی۔ جس میں شیر دول مارا گیا۔ اور کچھ عرصہ تک امن قائم رہا۔ شیر دول کا بیٹا سرب سین کشمیر سے بھاگ گیا۔ اور کانگڑہ وجموں کے راجاؤں کی مدد سے میدان جنگ میں تنجین کو قتل کرکے ملک پر قبضہ کرلیا۔ پھر ہندوستان پر فوجکشی کی۔ تمام راجاؤں کو مطیع کرتا ہوا قنوج تک جاپہنچا۔ وہاں کے راجہ سے دوستی پیدا کرکے کشمیر کو واپس آیا۔

سرب سین کے بیٹے گندھرب سین نے عیش وعشرت میں پڑکر

کونکن۔ ملیباگدی وغیرہ کے راجاؤں کو فتح کرتا ہوا مغربی ساحل
کے کنارے کنارے افغانستان میں گیا۔ وہاں کے راجہ کو
مطیع کر کے ترکستان۔ چینی تاتار۔ چین۔ جالندھر۔ دوسرے حکمرانوں
کو اپنا باجگزار بنایا۔ اسکے بعد [illegible] مہاراجہ جیاپیڑ کشمیر کے تخت
پر جلوہ افروز ہوا۔ وہ ایک لشکر جرار جمع کر کے ہندوستان کے راجاؤں
کو فتح کرنے کے لئے گیا۔ تین سال تک وہ ہندوستان میں پھرتا رہا۔
اسکے پیچھے جج جو اس کا سالا تھا کشمیر پر آزادانہ حکومت کرتا رہا۔ جیاپیڑ
نے واپس آکر جج کو قتل کیا۔ اور عنان حکومت ہاتھ میں لیکر اشاعت علم
کی طرف توجہ کی۔ اسکے دربار میں [illegible]
چھلک۔ سندھی متی وغیرہ اپنے اپنے وقت کے [illegible]
تھے جن کی اعلیٰ پایہ کی کتابیں [illegible] جیاپیڑ
جس کا دوسرا نام [illegible] کشمیر کے تخت پر [illegible]
اس کی نابالغی [illegible] اتپل کہیان
مم اور دھرم یہ پانچ بھائی بڑے بڑے عہدوں پر سرفراز ہو کر سلطنت
کا کام چلاتے رہے۔ اور انہوں نے کرکوٹ خاندان کی
عظمت کو خاک میں ملا دیا۔ [illegible] تو انہوں نے [illegible] جیاپیڑ کو مار
ڈالا اور پھر اپنی اپنی پسند کے موافق راجہ بنانے کے لئے ان
پانچوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ اتپل نے اجتاپیڑ کو حکمران بنایا۔ لیکن وہ
محض برائے نام راجہ تھا۔ حکومت کی [illegible] پر اس کا قبضہ نہ تھا۔
چونکہ پانچوں عہدہ داروں میں باہمی پھوٹ تھی۔ اس لئے وہ ایک کے
ساتھ ہوتا۔ تو دوسرے ناراض ہو جاتے۔ اس خوف کی حالت
میں اجتاپیڑ رہ گیا۔ دوسرے حکمران کے انتخاب کے متعلق مم اور
اتپل میں سخت لڑائی ہوئی۔ اور مم کی طاقت سب پر غالب آئی

اسکی رانی چول کے راجہ رتی سین کی بیٹی تھی۔ اسکا بیٹا ونیادت بھی عابد اور مرتاض تھا۔ اس نے اپنے ملک میں جھوٹ بولنا وعدہ خلافی بیگانہ حق کھانا اور جانورکشی بالکل بند کر دیئے۔ ملازمان ریاست کو ہر مہینے نقد تنخواہ دینے کا قاعدہ جاری کیا۔ اسکے بعد اس کا چھوٹا بھائی بکرماوت تخت نشین ہوا۔ اس نے بھی عدل و انصاف کے ساتھ حکومت کی

بکرماوت کے جانشین بالادت نے بنگال تک تمام شمالی ہند فتح کیا۔ اس کی بیٹی اننگ لیکھا کے متعلق جوتشیوں نے بتلایا کہ یہ کشمیر کی ملکہ ہو گی۔ بالادت نہیں چاہتا تھا۔ کہ اس کی اولاد نرینہ کی بجائے اسکا داماد ملک کشمیر کا حکمران ہو۔ اس لئے اس نے اننگ لیکھا کی شادی درلبھ بردھن نامی کرکوٹک خاندان کے راجپوت کے ساتھ کر دی۔ جس کے بزرگوں نے مدت مدید اور عرصہ بعید سے کبھی تخت و تاج کی شکل نہ دیکھی تھی۔ درلبھ بردھن نے نجومیوں کی بات پر اعتقاد کر کے اپنا چلن درست کرنا شروع کیا۔ اور اپنی نیکیوں کے باعث ارکان سلطنت اور رعایا کے سربرآوردہ اشخاص کے ساتھ رسوخ پیدا کر لیا چنانچہ بالادت کے مرنے پر اس کے بیٹے سنارت کو تخت و تاج سے محروم کر کے کھنکھ وزیر کی مدد سے ملک کشمیر کا فرمانروا بن گیا۔ سنارت نے بہت کوشش کی۔ آخرکار اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو کر بارقند کی طرف بھاگ گیا۔ اور وہاں حکومت کرنے لگا

کرکوٹک خاندان۔ اس خاندان کے راجہ للتادتیہ نے قنوج کے راجہ یشوورمن کو شکست دے کر اپنا باجگزار بنایا۔ اس کے بعد بنگال کو فتح کر کے کرناٹک پر حملہ کیا۔ جہاں راجکماری رتا حکومت کر رہی تھی۔ اس نے بھی للتادتیہ کی حکومت منظور کر لی۔ بعد ازاں

گورجر سے کلہن کی مراد ترکستان کے ایک علاقہ سے ہے۔ جہاں
یابک خاں حکومت کرتا تھا۔ اور وہ غور خاندان میں سے تھا۔ جس نے
بعد کے زمانہ میں افغانستان میں اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔ ایلک خاں
نے دلیشن شنکر برمن کے سپرد کر کے صلح کر لی۔ کلہن بیان کرتا
ہے۔ کہ جب غور پر حملہ کرنے کی تیاریاں کی گئیں۔ تو کانگڑہ کے
راجہ پرتھوی چندر نے اگرچہ اپنے بیٹے بھون چندر کو فوج ہمراہ
دے کر شنکر برمن کے پاس بھیج دیا تھا۔ لیکن بعد میں اس نے شنکر برمن
کے ارادوں کا تمسخر اڑایا۔ اور پھر اظہار وفاداری کے لئے کشمیر میں آیا
یہاں دیکھا کہ بہت سے ماتحت راجگان اپنی اپنی سپاہ لے کر
امداد کے لئے آئے ہیں۔ تو اسکو حیرت ہوئی۔ اور اس خیال سے
کہ کہیں گذشتہ تمسخر کی وجہ سے گرفتار نہ ہو جاؤں شنکر برمن
کی ملاقات کئے بغیر ہی کانگڑہ کو [illegible] گیا۔ اودھا نڈ (افغانستان)
کے راجہ بھوج نے شنکر برمن کی اطاعت منظور نہیں کی۔ اس
طرح سے فتوحات ملکی کی دھن میں ریاست [illegible] میں سے اس
کا گزر ہوا۔ اور وہاں قیام کرتے وقت باشندوں سے اس کا
تکرار ہو گیا۔ ایک دیہاتی نے تیر سے راجہ کا کام تمام کر دیا۔
شنکر برمن کے بعد اس کا بیٹا گوپال برمن تخت پر بیٹھا۔ اسکے
وزیر پربھاکر نے اودھانڈ (افغانستان) کے راجہ پر حملہ کیا اور اسے
شکست دے کر اس کے بیٹے تورمان کو تخت نشین کیا۔ اور اس کا
نام کملک رکھا۔ پربھاکر نے شنکر برمن کو مروا کر اس کے بھائی
سنکٹ کو راجہ بنایا۔ لیکن دس دن حکومت کرنے کے بعد وہ بھی
مر گیا۔ اب کوئی شاہزادہ نہ رہا۔ تو مجبوراً گوپال برمن کی
والدہ رانی سوگندھا حکومت کرنے لگی۔ دو سال حکومت کرنے کے بعد

اس نے اتنگ پیڑ کو راجہ بنایا اتپل کے مرنے پر اسکے بیٹے سکھ برمن نے اپنا پیر کے ہاتھ میں حکومت دیدی۔ اور رنگا پیڑ علیحدہ کیا گیا اور سکھ ورمن وزیر بہت طاقت پکڑ گیا۔ لیکن اسے اس کے ہی ایک رشتہ دار شنک نے حسد کی وجہ سے مار ڈالا۔ اس پر وزیر شور نے سکھ برمن کے لائق بیٹے اونتی برمن کا ساتھ دیا۔ اور اسکی نسبت اعلان کر دیا۔ کہ وہ تخت کا حقدار ہے۔ چنانچہ اتپل پیڑ کو تخت وہ تاج سے بیدخل کر کے عنان حکومت اونتی برمن کے ہاتھ میں دیدی۔ کرکوٹک خاندان ہمیشہ کے لئے حکومت کشمیر سے محروم کیا گیا۔

اونتی برمن کا خاندان۔ اونتی برمن نے تخت نشین ہو کر رفاہ عام کے بہت سے کام کئے۔ اور زرعی پیداوار بڑھانے میں بہت کوشش کیں۔ بہت سے مندر اور عالیشان عمارتیں تعمیر کیں۔ مختلف علوم و فنون کو ترقی دی۔ اونتی برمن کے بعد رتن بردھن وزیر نے اس کے بیٹے ششنکر برمن کو کشمیر کا راجہ بنایا۔ اور اس کے بھائی سکھ برمن کو مدار المہام کا عہدہ دیا۔ کچھ عرصہ بعد ششنکر برمن میں جنگ چھڑ گئی۔ اور سلطنت کشمیر کی بنیادیں متزلزل ہوگئیں۔ اور اس لڑائی میں بڑے بڑے بہادر اور جان نثار مر گئے۔ آخر کار بڑی مشکل سے ششنکر برمن نے وزیر سکھ برمن کو شکست دی۔ اور اپنے تمام مخالفوں کو آہستہ آہستہ مغلوب کر لیا۔ اسکے بعد نو لاکھ فوج لیکر دوسرے راجاؤں پر فوج کشی کر دی۔ وارو ابھسار کو فتح کر کے گورجر پر حملہ کیا۔ اور وہاں کے مسلمان بادشاہ ایلک خاں کو شکست دی۔ گورجر کے متعلق بہت سے مورخ غلطی میں پڑے ہوئے ہیں۔ اور اس سے گجرات پنجاب مراد لیتے ہیں۔ لیکن اس وقت تک مسلمان پنجاب میں ابھی داخل نہیں ہوئے تھے۔ بلکہ اصل بات یہ ہے۔ کہ

وہ تنتری ان لوگوں کو ہنڈیوں کا روپیہ ادا نہ کر سکا۔ اس لئے تخت چھوڑ کر خود ہی خوف کے مارے فرار ہو گیا۔ ششنکر برمن نے جو تخت کا خواہشمند تھا شمبھو بردھن کو تنتری لوگوں کے پاس سفیر بنا کر بھیجا۔ کہ وہ اس کی مدد کریں۔ لیکن شمبھو بردھن نے خود ہی اپنے لئے ان کی امداد حاصل کر لی۔ اور تخت کشمیر کا مالک بن بیٹھا۔ ایک سال بعد چکر برمن نے تنتری سپاہ کو مغلوب کر کے تیسری مرتبہ تخت سلطنت پر قدم رکھا۔ اس نے ڈامروں کی مدد سے حکومت حاصل کی۔ لیکن جلدی ہی ان سے بگاڑ ہو گیا۔ ڈامروں نے اسے محل کے اندر قتل کر کے پارتھ کے بیٹے انشاونتی کو راجہ بنایا۔ دو سال بعد وہ بھی مر گیا۔ تو اسکے بیٹے شور برمن کو تخت نشین کیا۔ لیکن کمل بردھن نے دارالحکومت پر حملہ کر کے اسے معزول کر دیا۔ اور بیوقوفی سے تخت نشین ہونے میں دیر کر دی۔ دوسرے دن اس نے برہمنوں کو بلایا اور کشمیر کا راجہ انتخاب کرنے کا سوال ان کے سامنے پیش کیا۔ برہمن اس معاملہ پر بہت بحث مباحثہ کرنے لگے۔ اور یہ سوال حل نہ ہوتا تھا۔ کمل بردھن نے جس کا خیال تھا۔ کہ برہمن اسے راجہ منتخب کرینگے۔ جب کسی نے اسکا نام تک نہ لیا۔ تو برہمنوں کی توجہ دلاتے ہوئے اپنا نام پیش کر دیا۔ برہمنوں نے اسے اینٹ پتھر مار کر دربار سے نکال دیا۔ اور پھر اتفاق رائے سے سب نے پربھاکر نامی سابق خزانچی کے ایک غریب اور مفلس بیٹے یشسکر کو تخت کشمیر پر جلوہ افروز کیا۔

یشسکر کا خاندان۔ یشسکر نے تخت کشمیر پر قابض ہو کر دربانوں کو حکم دیا۔ کہ برہمنوں کو پرے ہٹا دو۔ جب وہ دور کھڑے ہو گئے۔ راجہ نے ان کو پرنام کر کے کہا۔ چونکہ تم نے مجھے راج دیا ہے۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ تمہارے دل میں نخوت پیدا ہوگی۔ اور سلطنت کی

زندگیاں۔ اعزاز اور دولت تباہ کرتے چلے آتے تھے۔ رانی ددا نے ان سب کو برباد کرکے رکھ دیا۔ ان لڑائیوں میں وزیر نرواہن نے نہایت ہی وفاداری کا ثبوت دیا تھا۔ اور اس کی ہی مدد سے رانی ہر معرکہ میں کامیاب ہوئی تھی۔ بعض لوگوں نے نرواہن اور رانی ددا میں دشمنی پیدا کر دی۔ اسی اثنا میں راجہ ابھیمنو مر گیا۔ اور اس کا بیٹا نندی گپت تخت نشین کیا گیا۔ نندی گپت۔ تربھون اور بھیم گپت تینوں بھائی جو یکے بعد دیگرے تخت نشین کئے گئے۔ اور اپنی دادی رانی ددا کے اقتدار کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتے رہے ددا کے ہی ہاتھوں مارے گئے۔ اور رانی ددا اب خود تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوئی۔ اس کا بھائی وگرہ راج والی لوہر تخت کشمیر پر قبضہ کرنے کی کوششوں میں مصروف ہوا۔ لیکن وزیر تنگ کی دانائی سے وہ ناکامیاب ہو کر لوہر کو واپس چلا گیا۔

راجپوری کے راجہ پرتھوی پال نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ لیکن وزیر تنگ نے اسے شکست دیکر پھر مطیع کر لیا۔ ۲۴ برس حکومت کرنے کے بعد مہارانی ددا نے اپنے بھائی ادے راج والی دارو بھیلہ (لوہر) کے بیٹوں کو اپنے پاس بلایا اور بہت سے سیب زمین پر پھینک کر ان سے کہا تم میں سے جو سب سے زیادہ سیب حاصل کرلے اسکو ملک کشمیر کی حکومت دیجائیگی۔ چنانچہ زیادہ سیب حاصل کرنے کے لئے انہوں نے کوشش کی۔ رانی نے دیکھا۔ کہ باقیوں نے بہت سی چوٹیں کھانے کے بعد صرف چند سیب حاصل کئے ہیں۔ لیکن سنگرام راج کے پاس سیب بھی سب سے زیادہ ہیں۔ اور کسی نے اسکے چھوا تک نہیں۔ رانی نے اسے اپنا جانشین مقرر کر دیا۔ اس رانی کے آخری ایام حکومت میں سلطان محمود غزنوی نے کشمیر پر حملہ

خرابیاں اسی طرح بدستور قائم رہینگی۔ ملک میں امن قائم رکھنے
کے لئے لازم ہے۔ کہ تم سوائے ضروری کام کے میرے پاس کبھی
نہ آؤ۔ راجہ کی اس تقریر سے سب نے جان لیا۔ کہ یہ ہر خاص و عام
کی رسائی سے باہر ہے چنانچہ اس نے اپنی دانائی اور تدبیر سے
ملک کی تمام خرابیوں کو بہت جلد دور کر دیا۔ اچھے سے اچھے عالم
اور مدبر اپنے اہلکار مقرر کئے۔ اور ملک کا انتظام ہر پہلو سے درست کر دیا
اس کے بعد اس کا بیٹا سنگرام دیو تخت نشین کیا گیا۔ لیکن وہ کم سن تھا
اس لئے وزیر پھر طاقت پکڑ گئے۔ پروگپت نے باقی چاروں وزیروں کو
کمزور کر کے اور سنگرام دیو کو مار کر عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے
لی۔ ایک سال حکومت کر کے وہ بھی مر گیا۔ اور اس کا بیٹا کشیم گپت
تخت نشین ہوا۔ اسکے عہد میں دربار کشمیر میں شرابیوں۔ جواریوں
کسبیوں وغیرہ کا دور دورہ ہو گیا۔ انہیں ایام میں سنگھ راج والی
لوہر نے اپنی بیٹی ددا کی شادی راجہ کشیم گپت کے ساتھ کر دی۔ جو ددھبانڈ
را افغانستان کے فرمانروا بھیم شاہی کی نواسی تھی۔ کشیم گپت کے
مرنے کے بعد اس کا کم سن بیٹا ابھمنیو تخت نشین ہوا اور رانی ددا اس
کی سرپرست بن گئی۔ تھوڑے عرصہ بعد ہی من نے بغاوت کر دی
لیکن رانی نے اسے قتل کر کے بغاوت کو فرو کر دیا۔ سپہ سالار نے
شاہی راجہ ٹھکن پر فوج کشی کر کے اسے شکست دی۔ لیکن پیچھے سے چند
شریر لوگوں نے سپہ سالار کے خلاف رانی کے کان بھر دئے۔ چنانچہ
جب وہ فتح کی خوشی میں واپس آیا۔ تو رانی نے اسے جلا وطنی کا حکم
دیا۔ اسی طرح سے اور بھی چالاک شاطر اور وفادار لوگوں کے ساتھ
بدسلوکی ہوئی۔ اور ان سب نے ملکر رانی کے خلاف بغاوت کر دی
اس طرح کے وزیر راجہ گوپال برمن کے عہد سے ۶ راجاؤں کی

ہمراہی جل کر راکھ کا ڈھیر بن گئے۔ محمود نے ترلوچن پال کو شکست دیکر افغانستان پر قبضہ کر لیا۔ تو شاہی خاندان کے شاہزادے کشمیر میں آ کر راجہ اننت کے دربار میں اعلیٰ عہدوں پر مامور ہوئے۔ انہوں نے بڑی بڑی تنخواہیں لے کر خزانہ خالی کر دیا۔ انہوں نے یہاں بہت کچھ اقتدار حاصل کر لیا۔ رُدرپال ان سب کا سردار تھا۔ کچھ عرصہ بعد سپہ سالار ڈھون نے ملک کشمیر پر قبضہ کرنے کے لئے بغاوت کر دی۔ لیکن اننت نے اسے شکست دیکر مغلوب کیا۔ اننت نے اپنے ایک رشتہ دار برہم راج کو افسر خزانہ مقرر کیا۔ اور رُدرپال شاہی سے اس کی ان بن ہو گئی۔ اس لئے وہ ناراض ہو کر چلا گیا درود کے راجہ اچل منگل اور سات اور ترک راجاؤں کو ہمراہ لے کر کشمیر پر حملہ آور ہوا۔ لیکن رُدرپال نے ان سب کو میدان جنگ میں قتل کیا اور بعض کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

کچھ مدت بعد رُدرپال اور دوسرے شاہی شاہزادے مر گئے تو اننت کی رانی سوریہ متی نے نظام حکومت پر آہستہ آہستہ اپنا قبضہ کیا۔ اور ملک میں اس کا حکم چلتا تھا۔ راجہ محض برائے نام رہ گیا۔ رانی سوریہ متی بڑی فاضلہ تھی اور عالموں کی قدر کرتی تھی۔ اسکے حکم سے سوم دیو نے برہت کتھا کا سنسکرت میں ترجمہ کیا اور اس کا نام کتھا سرت ساگر رکھا۔ یہ کتاب نہایت ہی دلچسپ ہے۔ راجہ اننت نے بہت سے دوسرے راجاؤں کو فتح کر کے اپنا باجگزار بنایا چنانچہ چمپہ کے راجہ سال کو شکست دی۔ اسکی جگہ اسکے بیٹے سوم کو گدی نشین کیا۔ اسی طرح سے بلاور اور ارشہ پر بھی حملے ہے۔ آخرکار اننت نے رانی سوریہ متی کے کہنے سے اپنے بیٹے کلش کو تخت نشین کر دیا۔ اور وہ حکومت کے غرور میں اپنے باپ اور پورانے اہلکاروں کو

گیا۔ لیکن اس کی فوج راستہ بھول گئی۔ برف گرنے لگی۔ بہت سی فوج ہلاک ہوئی اور محمود ناکام واپس گیا۔

خاندان لوہر۔ مہارانی دِدّا کے مرنے کے بعد سنگرام راج کشمیر کے تخت پر بیٹھا۔ اس کے دوسرے وزیروں اور رعایا کے بہت سے سربرآوردہ اشخاص نے مگر راجہ کو مجبور کیا کہ وزیر تنگ کو عہدہ وزارت سے علیحدہ کر دے۔ چنانچہ اسے سبکدوش کیا گیا۔ تو اس نے بغاوت کر دی۔ اور کامیاب ہو کر اپنے عہدہ پر پھر بحال ہو گیا انہیں دنوں میں سلطان محمود غزنوی نے ویہند پر حملہ کر دیا۔ وہاں کے راجہ ترلوچن پال نے سنگرام راج سے مدد طلب کی اور تنگ ایک لشکر جرار لے کر افغانستان میں گیا۔ لیکن محمود سے شکست کھا کر کشمیر کو واپس آیا۔ کچھ عرصہ بعد سنگرام راج کے بھائی وگرہ راج والی لوہر نے راجہ کو ترغیب دی۔ کہ تنگ کی طاقت کو توڑ دینا چاہیے چنانچہ اس نے ایک دن اپنے محل میں بلایا۔ اور فریب سے قتل کر دیا

سنگرام راج کے بعد اس کا بیٹا ہری راج تخت نشین ہوا لیکن اس کی ماں نے انہیں دن کے بعد خود حکومت کرنے کے لالچ سے مروا دیا۔ اور محل کے اندر غسل کرنے لگی۔ تاکہ لباس شاہانہ زیب تن کر کے تخت نشین ہو۔ لیکن اس عرصہ میں ہری راج کے سوتیلے بھائی ساگر نے اس کے بیٹے اننت کو تخت پر بٹھا دیا۔ اسی اثنا میں وگرہ راج والی لوہر نے جو اننت کا چچا تھا۔ کشمیر پر قبضہ کرنے کے لئے فوج کشی کر دی اور کوچ کرتا ہوا دارالخلافہ کے اندر جا داخل ہوا۔ ایک مکان کے اندر ٹھہر گیا۔ رانی اننگ لیکھا کی فوجوں نے اس مکان کو جلا دیا۔ جہاں وگرہ راج مقیم تھا۔ وگرہ راج اور اس کے

راجہ سنگرام پال سرکش ہوگیا۔ لیکن سپہ سالار کندرپ نے اسے شکست دیکر خراج وصول کیا۔ ہرش کے آخری ایام حکومت میں پھر ملک میں بدامنی پھیل گئی۔ خاندان لوہر کی باہمی خانہ جنگی میں شکست کھاکر مرگیا۔ اور اس کی جگہ اچل تخت کشمیر پر جلوہ افروز ہوا۔ اس کے عہد میں بھی خاندان لوہر کی دونوں شاخوں والیان کشمیر اور داروابھیار میں خانہ جنگی کی آگ اسی طرح مشتعل رہی۔ جیسی کہ ہرش کے دوران حکومت میں تھی۔ ان لڑائیوں میں بہت سی جدوجہد کے بعد رڈ تخت نشین ہوگیا۔ اس نے راجہ اچل کے تمام طرفداران کو قتل کیا۔ لیکن خود بھی مارا گیا۔ اس پر گگن چندر نے ازراہ نا داری رعایا کی مرضی کے خلاف اچل کے بھائی سلہن کو تخت نشین کردیا۔ جب سسل کو اس واقعہ کی خبر ہوئی۔ تو وہ بہت بڑی جمعیت لیکر لوہر کوٹ سے کشمیر پر حملہ آور ہوا۔ لیکن کشتواڑ میں فوج سے شکست کھاکر واپس چلا گیا۔ اور گگن چندر نے دامروں کو بھی شکست دے کر بغاوت کو فرو کیا۔ کچھ عرصہ تک تو گگن چندر حکومت کا کام چلاتا رہا۔ لیکن بعد ازاں راجہ سلہن کی نامناسب حرکات سے ناراض ہوکر سلطنت داروابھیار کی سرحد پر ایک قلعہ بناکر رہائش اختیار کی اور سسل سے نامہ و پیام جاری کرکے اسے تسخیر کشمیر کی ترغیب دی۔ وہ بہت بڑی فوج لیکر کشمیر پر چڑھ آیا۔ سلہن کو شکست دے کر گرفتار کیا۔ اور لوہر کے قلعہ میں قید کرکے تخت کشمیر پر بیٹھ گیا۔ تخت نشین ہوکر سسل نے تمام مفسدوں کو جلاوطن کردیا۔ وہ لوگ گردونواح کے راجاؤں کی پناہ میں رہ کر سازشیں کرتے رہے۔ اسی اثنا میں ہرش کے پوتے بھکشا چرنے کشمیر پر حملہ کردیا۔ لیکن شکست کھائی۔ کچھ دنوں بعد گگن چندر نے دامروں سے بغاوت کرادی۔ سسل کے

ساتھ بدسلوکی سے پیش آنے لگا۔ تو اننت نے اختیارات چھین
لئے اور کلش برائے نام راجہ رہ گیا۔ کچھ عرصہ بعد باپ بیٹے میں
دشمنی بہت بڑھ گئی۔ اور جنگ وجدال تک نوبت پہنچی۔ اس کا انجام
یہ ہوا۔ کہ اننت خودکشی کرکے مرگیا۔ رانی سوریہ ستی اسکے ساتھ ستی ہوگئی
راجہ ہیج پال کے مرنے پر اس کا بیٹا سنگرام پال راجوری کے
تخت پر بیٹھا۔ اس کا چچا مدن پال تخت غصب کرنے کے لئے اسے
تنگ کرنے لگا۔ کلش نے مدن پال کو شکست دیکر سنگرام کی
حفاظت کی۔ کلش کے دربار میں راجاؤں کا اجلاس ہوا۔ جس
میں حسب ذیل تاجدار جمع ہوئے۔

راجہ بدھاپور۔ چمبہ کا راجہ آسٹ۔ بلاور کا راجہ کلش۔
راجوری کا راجہ سنگرام پال۔ لوہر کا راجہ ات کرش۔ ارشہ کا
راجہ سنگت۔ کانڈ کا راجہ کاھ بھیرسی۔ کشتواڑ کا راجہ اتم راج
کلش کا بیٹا ہرش بہت دانشمند۔ عالم اور مدبر تھا۔ کچھ عرصہ بعد باپ
بیٹے میں ان بن ہوگئی۔ اور ہرش نے بغاوت کردی۔ لیکن شکست
کھاکر قید ہوگیا۔ کلش کی موت کا وقت نزدیک آیا۔ تو اس کا
ارادہ تھا۔ کہ ہرش کے ہاتھ میں عنان حکومت دے۔ لیکن وزرا کی
مخالفت سے وہ ایسا نہ کرسکا۔ بلکہ لوہر سے ات کرش کو بلاکر اسے
تخت نشین کیا گیا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد ہرش کے طرفداروں نے بغاوت
کا جھنڈا بلند کرکے ات کرش کو حکومت کشمیر سے بیدخل کرکے
ہرش کو قید سے چھڑایا اور اس کی راج تلک کی رسم ادا کردی
اسکے بھائی وجے مل نے بغاوت کردی۔ لیکن جلدی ہی فرو کی گئی
راجہ ہرش نے ملک کا انتظام درست کیا۔ عالموں اور فاضلوں
کی قدر کی۔ رعایا کو بہت سی آسائشیں بہم پہنچائیں۔ راجوری کا

گھر میں پھوٹ پڑ گئی۔ اس لئے وہ شکست کھا کر لوہر کوٹ کو بھاگ گیا۔ اور بھکشا چر نے تخت کشمیر پر قبضہ کیا۔ اس کی بعض باتوں سے اس کے ساتھی بھی اس سے برگشتہ ہو گئے۔ اس دوران میں اس نے غلطی سے کھس۔ اور ترک راجاؤں کی امداد دے کر سسل کے خلاف لوہر کوٹ پر حملہ کر دیا۔ فوجوں کو لوہر میں بھیج دیا۔ اور آپ عیش و عشرت میں محو ہو گیا۔ لوگ اس کی حرکات ناشائستہ دیکھکر اس کی ذلت اور سسل کی تعریف کرنے لگے اور اسی ناراضگی کے اظہار میں کشمیر میں عام ہڑتال کی گئی۔ اُدھر شاہی فوجوں نے سسل سے شکست کھائی اور وہ کشمیر کی طرف روانہ ہوا۔ اِدھر بھکشا چر کے خلاف جنک سنگھ نے بغاوت کر دی۔ اس لئے سسل بے خوف کشمیر پر قابض ہو گیا۔ بھکشا چر ملک میں بغاوت پھیلاتا رہا۔ بہت سی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ سسل نے اپنی کمزوریوں کا خیال کر کے اپنے بیٹے جے سنگھ کو لوہر سے بلایا اور اس کی تاجپوشی کی رسم ادا کر کے عنان حکومت اس کے ہاتھ میں دیدی۔ لیکن جلدی ہی سسل کو لوگوں نے جے سنگھ کی طرف سے برگشتہ خاطر کر دیا۔ باپ بیٹے میں جنگ شروع ہوئی۔ ان لڑائیوں میں سسل مارا گیا۔ اور جے سنگھ بے کھٹکے راج کرنے لگا۔ بعد ازاں بھکشا چر۔ ڈامروں۔ سجی بھتن اور بھوج نے یکے بعد دیگرے بغاوتیں کیں۔ لیکن جے سنگھ نے دانائی سے کام لے کر سب کو مغلوب کر لیا۔ اور اطمینان کے ہاتھ حکومت کرنے لگا۔

راج دیو کے عہد میں قوم بٹ نے بغاوت کی۔ لیکن اس نے اس قوم کو نیست و نابود کر دیا۔ اسکے بیٹے سنگرام دیو کے زمانہ میں اس کے بھائی سورج دیو نے بغاوت کی۔ راجہ نے اسے

بیٹھا۔ اس نے افغانستان اور بدخشاں تک تمام ملک فتح کر کے اپنی قلمرو میں شامل کیا۔ پھر تبت پر حملہ کیا۔ جو بادشاہ کاشغر کے قبضہ میں تھا اسے فتح کر کے کشمیر کے ساتھ الحاق کر لیا۔ پھر کشتواڑ اور کانگڑہ کے راجاؤں کو اپنا باجگزار بنا کر ہندوستان پر حملہ کیا۔ دریائے ستلج کے کنارہ پر فیروز شاہ بادشاہ دہلی سے اسکی جنگ ہوئی۔ لیکن صلح ہو کر سرہند تک کا تمام پنجاب کشمیر کے ماتحت کیا۔ اس نے ہندوؤں کے ساتھ سلوک رکھا۔ اس لئے ہر طرف فتح و نصرت اس کا ساتھ دیتی رہی اسکے جانشین قطب الدین کے عہد میں سید علی ہمدانی نے یہاں آ کر مذہب اسلام کو بہت اشاعت دی۔ ہندوؤں کو مسلمان بنایا۔ مشہور تیرتھ کپالی کنڈ پر قبضہ کیا۔

قطب الدین کے بعد اس کا بیٹا سکندر مسند نشین ہوا۔ اس نے بہت سے ملکوں کو فتح کیا۔ بعد ازاں سید علی ہمدانی کا بیٹا سید محمد کشمیر میں آیا۔ اس نے بادشاہ کو مذہب اسلام پھیلانے کی ترغیب دی۔ اس پر بادشاہ نے مندروں کو مسمار کر کے مسجدیں بنانا۔ ہندوؤں کو جبراً مسلمان بنانا شروع کیا۔ اور ہر طرف آہ وزاری کی صدائیں بلند ہوئیں۔ کشت و خون۔ لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم رہا جنہوں نے اسلام قبول نہ کیا۔ ان پر جزیہ لگایا۔ کتابیں دریا برد کیں جلا دیں۔ شاردا حروف ہجی کے سوائے کوئی کتاب باقی نہ رہی اس بادشاہ کے ظلم و ستم سے تاریخ کے اوراق بھرے پڑے ہیں اس کے بیٹے علی شاہ نے بھی ہندوؤں کے قتل و غارت کا سلسلہ بدستور جاری رکھا۔ اس نے ہندوؤں کو پوجا پاٹھ۔ تیرتھ یاترا۔ اور تلک لگانے کی ممانعت کر دی۔ ہندوؤں پر بلا وجہ جرمانہ کرتا۔ زر جزیہ بڑی سختی سے وصول کرنا۔ جس نے حکم عدولی کی۔ فوراً قتل کر دیا گیا۔ لوگ

لایا۔ ریچن شاہ نے تخت نشین ہوکر ہندوؤں کی دلجوئی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ اسکی بڑی خواہش رہی۔ کہ برہمن اسے ہندو دھرم کا اپدیش کریں۔ بار بار درخواست کرنے پر بھی کسی نے التفات نہ کی۔ اپنے آبائی دھرم بدھ کے اصولوں سے بھی وہ بے خبر تھا۔ کیونکہ چھوٹی عمر میں ہی تبت سے آگیا تھا۔ جب شری دیو وغیرہ برہمنوں نے اسے اپنے مذہب میں شامل نہ کیا۔ تو اس نے تنگ آکر دل میں عہد کیا۔ کہ کل صبح جو شخص مجھے سب سے پہلے دکھائی دیگا۔ اسی کا مذہب قبول کرونگا۔ اتفاقاً صبح کو بلبل شاہ فقیر کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ اور اسے بلاکر مذہب اسلام میں داخل ہو گیا۔

ریچن شاہ کے مرنے پر اس کا بیٹا ابھی کم سن تھا۔ اس لئے کوٹہ رانی نے سابق راجہ سہدیو کے بھائی اودیان دیو کو مسند حکومت پر بٹھایا۔ اسکے عہد میں اورڈل نامی ایک ترک نے کشمیر پر حملہ کیا اودیان دیو خوف سے تبت کی طرف بھاگ گیا۔ کوٹہ رانی نے .. ..

. بڑی دانائی سے ترکوں کو ملک سے نکال دیا۔ اور اودیان دیو پھر واپس آکر حکومت کرنے لگا۔ لیکن بلبل شاہ سے اس کی ان بن ہو گئی۔ اس فقیر نے اودیان دیو کے طرفداروں کو قتل کرکے راجہ کو بھی مار ڈالا۔ اب کوٹہ رانی خود تخت نشین ہوئی۔ لیکن بلبل شاہ نے رانی کو قید کرکے خود تخت پر قبضہ کیا۔ اور اپنا نام شمس الدین رکھکر حکومت کرنے لگا۔ تین برس حکومت کرکے مر گیا۔ تو اسکا بیٹا جمشید تخت پر بیٹھا۔ لیکن اسکے بھائی علاؤ الدین نے اسے علیحدہ کرکے حکومت کرنی شروع کی اسکے عہد میں کشمیر میں سخت قحط پڑ گیا۔ بعد ازآں اس کا بیٹا شہاب الدین مسند حکومت پر

ہاتھ میں آگیا۔ اس کے عہد میں ظلم وستم۔ فسق وفجور۔ لوٹ کھسوٹ
قتل وغارت۔ انہدام عمارات۔ آتشزدگی۔ جزیہ وجرمانہ کی وصولی
اور اور خانہ جنگی کا بازار گرم رہا۔ محمد شاہ کئی دفعہ تخت وتاج سے
بیدخل ہوا۔ اور کئی مرتبہ بادشاہ بنا۔ اس کے مرنے پر ابراہیم
تخت پر بیٹھا۔ لیکن مفسدوں نے اس کو بھگا کر نازک شاہ کو تخت
پر بٹھایا۔ ایک برس کے بعد اسے بھی علیحدہ کیا گیا۔ اور محمد شاہ
بادشاہ بنا۔ ہمایوں کے بھائی کامران نے کشمیر پر حملہ کیا۔ قتل و
غارت لوٹ کھسوٹ اور شہر ودیہات جلا کر واپس گیا۔ پھر سعید خاں
والی کاشغر اور اس کے بیٹے سکندر خاں نے بھی کشمیر اور تبت
حملہ کر کے وہی خونریزی۔ آتشزدگی لوٹ مار شروع کی۔ اس کے
بعد شمس الدین کو بادشاہی کا خلعت پہنایا گیا۔ اس کے عہد میں امرا
میں عناد رہا۔ اور یہی حال اس کے جانشین اسمعیل۔ ابراہیم۔ اور
مرزا حیدر کے عہد میں رہا۔ غرض کہ اس خاندان کا زمانہ حکومت
سوائے زین العابدین کے بالکل ظلم وستم اور قتل وغارتگری کا تھا۔

خاندان چک پہلے بادشاہوں کے عہد میں [illegible]

آخر کاجی چک کے بیٹے دولت چک نے عنان حکومت ہاتھ میں لی
اس کے عہد میں کشمیر میں سخت زلزلہ آیا۔ ہندوستان کے افغان
کشمیر پر حملہ آور ہوئے۔ لیکن قتل کر دیے گئے۔ اس کے برادران
غازی وغیرہ ناراض ہو گئے۔ اور اس کی تخریب کے درپے ہوئے
ایک سال کے بعد اسے قتل کر کے غازی چک بادشاہ بنا۔ اس نے
تبت۔ گلگت۔ دارو۔ پکھلی۔ وانگلی بھمبر۔ کشتواڑ کو فتح کیا
اسی پر سید ابوالعالی کاشغری نے کشمیر پر دعاوا کیا۔ لیکن شکست
کھا کر واپس گیا۔ پھر ہندوستان کے مغلوں نے کشمیر پر حملہ

ملک چھوڑ چھوڑ کر پنجاب کی طرف بھاگنے لگے۔ تو بادشاہ نے راستہ میں پہرے لگا دیئے۔ ہندوؤں کے لئے نہ راہ رفتن نہ جائے ماندن وہ پہاڑوں سے گر کر آگ میں جلکر۔ کنوؤں میں ڈوب کر جانیں دینے لگے۔ آخرکار راجہ دسرتھ والی گکھڑ سے شکست کھاکر بھاگ گیا۔ اور زین العابدین تخت پر بیٹھا۔ اس نے ہر قسم کے جور و ستم۔ اور ظلم و تعدی کو روکا۔ عدل و انصاف سے حکومت کی۔ جزیہ موقوف کیا۔ دارد۔ سندھ۔ قندھار۔ پنجاب۔ اور تبت کو اس نے فتح کیا۔ زراعت۔ تجارت۔ صنعت و حرفت اور علوم و فنون کو ترقی دی۔ رفاہ عام کے کام بے شمار کئے۔ مدرسے اور پاٹھ شالائیں جاری کیں۔ پچھلے بادشاہوں نے سنسکرت کی جو کتابیں نیست و نابود کی تھیں۔ ہندوستان سے منگوا کر برہمنوں کو تقسیم کیں۔ ایک زبان کی کتابوں کا دوسری میں ترجمہ کروایا۔ بھاگے ہوئے ہندوؤں کو واپس بلاکر کشمیر میں بڑی عزت کے ساتھ آباد کیا۔

اس کے بعد سلطان حیدر بھائیوں سے لڑ جھگڑ کر بزور شمشیر تخت نشین ہوا۔ اس کے عہد میں ایک مسلمان حجام نے زور پکڑا اور ہندوؤں کو تنگ کرنا شروع کیا۔ ناک کا ٹنا۔ دریا برد کرنا۔ جلانا وغیرہ اپنا شیوہ بنایا۔ سلطان حیدر کو ورغلا کر ارکان سلطنت کو برطرف کرا دیا۔ اور نئے بھرتی کرائے۔ سلطان نے اپنے دادا کا وہی پرانا زمانہ ہندوؤں کے واسطے لاکر کھڑا کر دیا۔ لوٹ کھسوٹ۔ قتل و غارت۔ کتابیں جلانا پھر شروع ہوا۔ اس کے بعد حسن خان نے تخت کشمیر پر قبضہ کیا۔ اس کے عہد میں سید شمس الدین عراقی نے خراسان سے آکر شیعہ مذہب کی اشاعت کی۔ حسن شاہ کے بعد اس کا کمسن بیٹا محمد شاہ تخت نشین ہوا۔ اور نظام حکومت سیدوں کے

پارقند

ہون ونش

۱- اگنی گرہ ۴۹۱ق م ۲۰ مانک دت

۲- بابو نشروا ۲۱ سنار دت

۳- پُر منتر ۲۲ گپت دت

۴- لاکھو ۲۳ بوجن پرکاش

۵- کھیات ۲۴ بگیہ ناجھ

۶- ارجن ۲۵ ابھے دت

۷- باہو نوچن ۲۶ جوتی سروپ

۸- جاسون لوچن ۲۷ دیودھیان

۹- پورن کرن ۲۸ ہنسراج

۱۰- دیا کرن ۲۹ بلی کرن

۱۱ گوبند ۳۴۲ق م ۳۰ بخت مل

۱۲ دامودر ۳۲۱۲ " ۳۱ بھرت ناجھ

۱۳ رانی سیوتا ۱۶۸۱ ۳۲ اکشے راج

۱۴ سو منتر ۳۱۸۱ ۳۳ مان دھاتا

۱۵ ادے دت ۳۰۹۶ " ۳۴ جیتر سین

۱۶ بھوگی دت ۳۵ سبے کرن

۱۷ ہری دت ۳۶ بھوپت

۱۸ گیان دت ۳۷ پرتھوی پت

۱۹ تارا دت ۳۸ بلی بھدر

لیکن شکست کھائی۔ پھر اس کا چھوٹا بھائی علی خاں تخت نشین ہوا
اس کے عہد میں سخت قحط پڑا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے اکبر بادشاہ دہلی کی
اطاعت منظور کی۔ آخری بادشاہ یعقوب چک نے بادشاہ دہلی سے
بغاوت کی۔ تو یہ ملک سلطنت دہلی کے ساتھ ملحق کر لیا گیا۔

بعد کے حالات۔ اکبر کے عہد سے لے کر محمد شاہ بادشاہ دہلی کے زمانہ
تک کشمیر مغلیہ سلطنت کا ایک صوبہ رہا۔ مغلیہ سلطنت کے کمزور ہو جانے پر
نادرشاہ درانی لاہور میں آیا ہوا تھا۔ تو فخر الدولہ نے لاہور پہنچکر فرمان
حاصل کر لیا۔ چونکہ نادرشاہ نے دہلی فتح کر کے محمد شاہ کو پھر عطا کر دی۔
ادھر تمام منصب دار اور سردار فخر الدولہ سے ناراض ہو گئے۔ اس لئے
عنایت اللہ خاں نے ابوالبرکات خاں کو صوبہ دار بنایا۔ دو سال بعد
پھر خود ہی اس سے برسر پیکار ہوا۔ لیکن مغلوب ہوا۔ کچھ عرصہ بعد
احمد شاہ درانی نے کشمیر پر قبضہ کیا اور اسکے نائب یہاں حکومت
کرتے رہے۔ درانیوں کو کمزور ہونے پر راجہ سکھ جیون نے عنان
حکومت ہاتھ میں لی۔ اور دھنور۔ سیالکوٹ۔ گجرات اور بھمبر تک
تمام ملک فتح کیا۔ رعیت کے آرام و آسائش کے لئے بڑے بڑے
کام کئے۔ احمد شاہ درانی نے نورالدین خاں کی ایک لشکر جرار دیکر
کشمیر فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس نے رنجیت دیو والی جموں
کی امداد سے سکھ جیون کو شکست دیکر اذیتوں سے مارا۔ سکھوں کے
زمانہ تک رنجیت دیو کو خراج کشمیر میں سے ایک گرانقدر رقم ملتی رہی
۴۔ مارچ ۱۸۴۶ کو مہاراجہ رنجیت سنگھ والی لاہور نے مہاراجہ گلاب سنگھ
جموال کو جموں و کشمیر کی ریاست عطا کی۔ اس وقت سے یہ
ریاست مہاراجہ گلاب سنگھ کے خاندان میں چلی آتی ہے

٨٦ پچھمن سنہ ٢٧٠	٩٦ کاک برہم
٨٧ سورک سنہ ٣٠٢	٩٧ بید متر
٨٨ بجراوت سنہ ٣٥٦	٩٨ شمبھورت
٨٩ رناوت سنہ ٤١٦	٩٩ سرب دیو
٩٠ دنیاوت سنہ ٤٧٤	١٠٠ سونتھو دیو
٩١ بکرماوت سنہ ٥٢٠	١٠١ سبل دیو
٩٢ بالاوت سنہ ٥٦٢	١٠٢ جنک دیو
٩٣ سنساردت سنہ ٥٩٩	١٠٣ لبشن دیو
٩٤ اجمبیر	١٠٤ بھاؤ دیو
٩٥ نریندر	

خاندان ایلک خاں

١ ایلک خاں	٩ ارسلان
٢ ایلک نصر	١٠ یوسف قدر
٣ عبدالکریم	١١ شجاع
٤ موسیٰ	١٢ محمود
٥ ہارون	١٣ طغرل خاں
٦ نصر	١٤ طغرل تگین
٧ احمد	١٥ ہارون
٨ طمغان	١٦ احمد

۳۹ وشودیو ۶۲ بک ۷۰۹ ق م
۴۰ نرائن دیو ۶۳ کشتی نند ۶۴۶ ״
۴۱ ارجن دیو ۶۴ بسونند ۶۱۶ ״
۴۲ گوکرن ۱۴۶۹ ق م ۶۵ نر ۵۶۳ ״
۴۳ پرہلاد ۱۴۳۴ ״ ۶۶ اکش ۵۰۲ ״
۴۴ شام دیو ۱۴۲۲ ״ ۶۷ گوپادت ۵۴۴ ״
۴۵ دھیاں دیو ۶۸ گوکرن ۴۸۳ ״
۴۶ کنول دیو ۶۹ نریندرادت ۳۲۵ ״
۴۷ زوپ دیو ۷۰ بدھشٹر ۲۸۶ ״
۴۸ سورج دیو ۷۱ کنلکم دیو
۴۹ سنگرام دیو ۷۲ ہے لوچن
۵۰ کنشک دیو ۱۳۵۰ ق م ۷۳ بھوج دیو
۵۱ ابھمنو ۱۲۹۲ ״ ۷۴ چندر دیو
۵۲ گونرد ۱۲۰۷ ״ ۷۵ شیلادت
۵۳ ببیکھن ۱۲۲۲ ״ ۷۶ گویادت
۵۴ اندرجیت ۱۱۶۸ ״ ۷۷ میگھ باہن ۶۹ ق م
۵۵ راون ۱۱۳۴ ״ ۷۸ سریشٹ سین ۳۵ ق م
۵۶ نر ۱۰۴۷ ״ ۷۹ ہرنیہ ۵ ق م
۵۷ سدھ ۱۰۲۷ ״ ۸۰ پرورسین سنہ ۲۹
۵۸ اپتاکش ۹۷۷ ״ ۸۱ یدھشٹر سنہ ۹۰
۵۹ ہرناکش ۹۳۶ ״ ۸۲ نریندرادت سنہ ۱۲۹
۶۰ [illegible] ۸۹۹ ״ ۸۳ تنجیں سنہ ۱۳۲
۶۱ مہرکل ۷۷۹ ״ ۸۴ سربیں سنہ ۱۸۵

۹ محمود سنہ ۱۹۳

خاندان اُزبک

نمبر	نام	سنہ	نمبر	نام	سنہ
۱	محمد شیبانی	سنہ ۱۵۱۰	۲۰	یادگار	سنہ ۱۷۱۲
۲	البرز	سنہ ۱۵۱۵	۲۱	اوانک	سنہ ۱۷۱۲
۳	سلطان حاجی	سنہ ۱۵۲۵	۲۲	شیر غازی	سنہ ۱۷۱۵
۴	حسن قلی		۲۳	البرز ثانی	
۵	سنبان		۲۴	نادر شاہ	سنہ ۱۷۴۰
۶	بجوگہ		۲۵	تاگیبر	سنہ ۱۷۴۱
۷	اوانگ		۲۶	ابو محمد	سنہ ۱۷۴۱
۸	کال		۲۷	ابوالغازی	
۹	اکاتالی	سنہ ۱۵۴۰	۲۸	کیپ	سنہ ۱۷۴۵
۱۰	دوست	سنہ ۱۵۴۶	۲۹	ابوالغازی	سنہ ۱۷۷۰
۱۱	حاجی محمد	سنہ ۱۵۵۸	۳۰	النتزر	سنہ ۱۸۰۳
۱۲	عرب محمد	سنہ ۱۶۰۲	۳۱	محمد رحیم	سنہ ۱۸۰۶
۱۳	اسفندیار	سنہ ۱۶۲۳	۳۲	اللہ قلی	سنہ ۱۸۲۵
۱۴	ابوالغازی	سنہ ۱۶۴۳	۳۳	رحیم قلی	سنہ ۱۸۴۲
۱۵	انوشہ	سنہ ۱۶۶۳	۳۴	محمد امین	سنہ ۱۸۴۵
۱۶	محمد ازبک	سنہ ۱۶۷۴	۳۵	عبداللہ	سنہ ۱۸۵۵
۱۷	اسحاق	سنہ ۱۶۸۷	۳۶	قتلو محمد	سنہ ۱۸۵۵
۱۸	عرب محمد	سنہ ۱۷۰۲	۳۷	سید محمد	سنہ ۱۸۵۶
۱۹	حاجی محمد		۳۸	محمد رحیم	سنہ ۱۸۶۵

سلجوق

۱	انوش تگین سنہ ۱۰۷۷	۵	سلطان شاہ سنہ ۱۱۷۲
۲	قطب الدین سنہ ۱۰۹۷	۶	تکوش سنہ ۱۱۷۲
۳	اتسیز سنہ ۱۱۲۷	۷	علاؤ الدین سنہ ۱۱۹۹
۴	ارسلان سنہ ۱۱۵۶	۸	جلال الدین سنہ ۱۲۲۰

خاندان ایلک خاں دوسری شاخ

۱	چنگیز خاں	۸	مبارک خوجہ سنہ ۱۳۲۰
۲	جوجی	۹	چمتائی سنہ ۱۳۴۴
۳	اردا سنہ ۱[illegible]۶	۱۰	ارس سنہ ۱۳۶۱
۴	کوجی سنہ ۱۲۸۰	۱۱	تکتکیہ سنہ ۱۳۷۵
۵	بایاں سنہ ۱۳۰۱	۱۲	تیمور ملک سنہ ۱۳۷۵
۶	ساسی بوکہ سنہ ۱۳۰۹		تکتمش سنہ ۱۳۷۶
۷	ابیان سنہ ۱۳۱۵		

خاندان تیموریہ

۱	تیمور سنہ ۱۳۹۱	۵	عبد اللطیف سنہ ۱۴۴۹
۲	خلیل سنہ ۱۴۰۴	۶	عبداللہ سنہ ۱۴۵۰
۳	شاہ رخ سنہ ۱۴۰۴	۷	ابوسعید سنہ ۱۴۵۲
۴	الغ بیگ سنہ ۱۴۴۷	۸	احمد سنہ ۱۴۶۷

اور دیاکرن کو کشمیر اور ہون دیش کا حکمران بنایا۔ دیاکرن کی اولاد
پانچ پشت تک دونوں ملکوں پر حکومت کرتی رہی۔ آخری راجہ
سوشتر کے مرنے پر اس کا سپہ سالار ہرہنیہ دیو کشمیر کا ملک دبا بیٹھا اور
علم بغاوت بلند کرکے اس ملک میں اس نے اپنی آزادانہ حکومت
کی بنیاد ڈالی۔ توسومتر کا بیٹا اوسے دت ہون دیش میں حکومت کرنے
لگا۔ اسکے بعد کشمیر اور یارقند کی تواریخ بہت کچھ الجھی ہوئی ہے۔ کیونکہ
اوسے دت کی اولاد جہاں مسلسل طور پر ہون دیش میں حکومت کرتی
رہی وہاں کئی مرتبہ ملک کشمیر پر [illegible] کا قبضہ ہوا۔ اور کئی
دفعہ یہ ملک اسکے ہاتھ سے نکل گیا۔ چنانچہ نسب نامہ میں جن تاجداروں
کے سمت تخت نشینی ہم نے درج کئے ہیں۔ انہوں نے یارقند
اور کشمیر دونوں ملکوں پر جہانبانی کی ہے۔ اور جن کے سمت درج
نہیں ہیں۔ انہوں نے محض ہون دیش پر ہی حکومت کی ہے کشمیر
ان کے قبضہ اقتدار میں نہیں رہا۔

۲۴۰۰ برس قبل مسیح سے شروع ہوکر ۵۹۹ء تک ہون دیش
میں ۳۰ سو سال تک ایک ہی خاندان نے حکمرانی کی ہے۔ جس کا
نسلی تعلق اجودھیا کے سورج بنسی خاندان سے ملتا ہے۔ جس کو
قدیم الایام میں اس ملک میں اکشواکو خاندان کہتے تھے۔ اور
ہون دیش میں سکونت پذیر ہونے کی وجہ سے ہون قوم کے نام
سے بھی مشہور تھا۔ اپنے آخری عہد حکومت تک اس خاندان کے
تعلقات رشتہ داری پنجاب اور ہندوستان کے راجپوتوں کے
ساتھ بدستور قائم رہے۔ جب اس خاندان کے ہاتھ سے اس
ملک کی حکومت جاتی رہی۔ تو یہ لوگ شمالی پنجاب میں آکر آباد ہوگئے
ریاست جموں میں اب بھی یہ خاندان موجود پایا جاتا ہے۔

تواریخی حالات

ترکستان کا وہ حصہ جو کشمیر کے شمال میں یارقند اور خیوا کے علاقہ جات پر مشتمل ہے۔ قدیم زمانہ میں ہون ویش کے نام سے شہرت پذیر تھا۔ اور یہاں کے باشندے ہوں کے نام سے مشہور تھے۔ اور یہاں قدیم الایام میں آریوں کی ایک زبردست سلطنت تھی۔ پورانوں میں سب سے پہلے اس ملک کا ذکر مہاراجہ رگھو والی اجودھیا کے حالات میں آتا ہے بیان کیا گیا ہے۔ کہ مہاراجہ رگھو ایشیائی تاجداروں کو فتح کرتا ہوا اس ملک میں پہنچا۔ تو ہون قوم کے دلاوران کا رزار اور بہادران ضیغم شکار نے جان توڑ کر مقابلہ کیا۔ اسی طرح سے پورانوں میں جہاں کہیں براعظم ایشیا کا جغرافیہ بیان کیا گیا ہے۔ ہون ویش کا نام اور محل وقوع بتلایا گیا ہے۔ لیکن اس ملک کی ابتدائی تواریخ امتداد زمانہ کے باعث مورخوں کی یاد سے فراموش ہو گئی۔

ہون ویش کے حالات اور واقعات تواریخی کا سلسلہ بائیس سو سال قبل مسیح سے شروع ہوتا ہے۔ جب کہ اجودھیا کے راجہ اگنی بدن کے بھائی اگنی گرھ کے بیٹے بالیو شروا نے کشمیر پر اپنا قبضہ جمایا اسکی اولاد کئی پشت تک جموں۔ کشمیر اور ہون ویش پر حکومت کے ڈنکے بجاتی رہی۔ اس ملک کا نام یارقند سنسکرت لفظ آریہ کھنڈ کا بگڑا ہوا تلفظ ہے۔ اور اس امر کا بدیہی ثبوت ہے۔ کہ یہاں آریوں نے مدت مدید اور عرصہ بعید تک کوس لمن الملوکی بجایا بالیو شروا کی اولاد آٹھ پشت تک جموں کشمیر اور ہون ویش پر حکومت کرتی رہی۔ آٹھویں جانشین پورن کرن نے اپنی وسیع مملکت اپنے دونوں بیٹوں میں تقسیم کر دی۔ دھرم کرن کو جموں کا ملک دیا۔

پھر اس خاندان کے قبضہ اقتدار سے نکل گیا۔ وزیر بمبور جو ان کی طرف سے کشمیر میں گورنر مقرر تھا۔ خود سر ہو بیٹھا۔ اس لئے شام دیو فرزند پرہلاد محض ہون دیش کا ہی حکمران رہ گیا۔ چھ پشت تک پرہلاد کی اولاد ملک کشمیر کو واپس لینے کی جدوجہد میں مصروف رہی۔ لیکن کامیابی نہ ہوئی۔ ساتویں جانشین کنشک دیو نے حضرت سلیمان فرمانروائے ملک شام کی امداد سے ۱۳۵۲ قبل مسیح میں ملک کشمیر کا پھر اپنی قلمرو کے ساتھ الحاق کر لیا۔ اس نے اپنے دو بھائیوں ہوشک اور جوشک کو مختلف علاقوں کا گورنر بنایا۔ کشمیر کی قدیم تواریخی کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ ان تینوں بھائیوں نے ہشک پور، جشک پور اور کنشک پور نامی تین شہر آباد کئے۔ بہت سے مندر، مٹھ اور چیتیہ اور اس قسم کی عمارات تعمیر کروائیں جنرل کنگھم صاحب نے پتہ لگایا ہے۔ کہ ہشک پور کا موجودہ نام اسکور ہے۔ جو بارہ مولا سے جنوب مشرق کی طرف دو میل کے فاصلہ پر ایک چھوٹا سا گاؤں ہے۔ اور دریائے جہلم کے بائیں کنارے پر واقعہ ہے۔ اور جشک پور کا موجودہ نام زوکر ہے۔ یہ ایک بڑا قصبہ سرینگر کے شمال کیطرف ہار پربت سے تقریباً چار میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ جنرل صاحب کا بیان ہے۔ کہ مسلمانوں کی مسجدوں اور قبروں کا بہت مصالحہ اسی شہر کی قدیمی عمارات سے لیا گیا تھا۔ سٹائن صاحب کہتے ہیں۔ کہ کنشک پور کا موجودہ نام کانس پور ہے۔ جو دریائے جہلم اور اس شاہی سڑک کے درمیان واقعہ ہے۔ جو بارہ مولا سے سرینگر کو جاتی ہے۔ پنڈت صاحب رام نے تیرتھ سنگرہ میں اس کا نام کنشک پوری لکھا ہے۔ پنڈت کاشی رام کو جو سٹائن صاحب کیطرف سے تحقیقات کے لئے وہاں گیا تھا۔ تو برہمنوں نے بتلایا۔ کہ یہ شہر کنشک راج نامی ایک راجہ نے آباد کیا تھا۔ اس گاؤں کے پاس

۴۰۹۶ قبل مسیح میں مہاراجہ سوسنر کے مرنے پر اس کا سپہ سالار ہربنبہ دیو کشمیر کا ملک دبا بیٹھا۔ تو سوسنر کا بیٹا اوے دت ہون دیش میں حکومت کرنے لگا۔ اس کی اولاد ۲۷ پشت تک حکمرانی کرتی رہی۔ ان ۲۷ راجاؤں کے حالات اور واقعات عہد امتداد زمانہ کے باعث مورخوں کی یاد سے فراموش ہو گئے۔ ۲۷ویں راجہ ارجن دیو کی بابت کشمیر کے ملک میں ایک قصہ مشہور ہے۔ جسے ہر ایک کشمیری بڑے ذوق شوق سے پڑھتا اور ورد زبان رکھتا ہے۔ قصہ یہ ہے کہ ان ایام میں کشمیر میں راجہ بل دیو حکومت کرتا تھا۔ اسکی لڑکی ہیے مالا نہایت خوبصورت تھی اور اس کے حسن کا شہرہ چاردانگ عالم میں پھیلا ہوا۔ ہون دیش کے راجہ نرائن دیو کا بیٹا ارجن دیو اس لڑکی کی کشش محبت کے باعث فقیرانہ لباس زیب تن کر کے گھر سے نکلا اور کشمیر کی طرف روانہ ہوا۔ ہیے مالا اس کی صورت دیکھتے ہی فریفتہ ہو گئی۔ اور اپنے باپ سے اجازت لیکر سوئمبر کا اشتہار دیا۔ اور اسی ادھونکے ساتھ شادی کر لی۔ اور اپنے ملک کو واپس چلا گیا۔ وہاں جاکر پہلی بیویوں کی سازش سے ان جوڑے میں تفرقہ پیدا ہو گیا۔ اور ایک عرصہ تک ہیے مالا اپنے شوہر کے فراق میں سرگرداں رہی آخر بہت سی جدوجہد کے بعد اپنے خاوند کے گھر پہنچی۔ اور اس کی مصیبتوں کا خاتمہ ہو گیا۔ اس واقعہ کے اظہار میں مورخوں نے بڑی مبالغہ آمیزی سے کام لیا ہے۔ نرائن دیو کے بعد ارجن دیو ہون دیش کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ ادھر کشمیر میں بل دیو کے بیٹے نل سین کی تباہی پر ارجن دیو کے بیٹے گوکرن نے ملک کشمیر کو اپنی مملکت کے ساتھ ملحق کر لیا۔

گوکرن کے بیٹے پرہلادوسک کے مرنے پر ۱۶۲۲ قبل مسیح میں ملک کشمیر

دریافت کیا۔ تو سادھو نے کہا۔ کہ میں تو اپنے کام میں مصروف ہوں مجھے تمہارے ہرن کی بابت کیا معلوم ہے۔ جب پھر راجہ نے پوچھا کہ تم کیا کام کر رہے ہو۔ تو سادھو نے جواب دیا۔ کہ مہاتما بدھ کا مندر بنا رہا ہوں۔ راجہ نے کہا کہ تم اتنے بڑے مندر کو اکیلے کیسے بناسکوگے تو سادھو بولا۔ مہاتما بدھ کی یہ پیشینگوئی تھی۔ کہ راجہ کنشک اس مقام پر ایک عالیشان مندر تعمیر کروائیگا۔ لیکن افسوس کہ راجہ نے ابھی تک اس کام کی طرف کوئی توجہ نہیں کی۔ اس لئے مجبوراً میں نے اس کام کو اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ اور جو کچھ مجھ سے بن پڑیگا کرونگا۔

معلوم نہیں۔ سادھو نے راجہ کو ایک معمولی آدمی سمجھ کر یہ گفتگو کی تھی۔ یا اس کو علم تھا۔ کہ یہ راجہ ہے۔ تاہم کنشک کے دل پر سادھو کی گفتگو کا گہرا اثر ہوا۔ اس نے کہا میں ہی راجہ کنشک ہوں۔ اب تم کو زیادہ تکلیف کرنے کی ضرورت نہیں اس مندر کو میں خود بنواؤنگا۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد راجہ نے ایک عالیشان مندر تعمیر کروانے کا بندوبست کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جب مندر بن کر تیار ہوا۔ تو اس کی چھت خود بخود گر گئی۔ دوبارہ تیار کی گئی تب بھی یہی واقعہ ہوا۔ اس طرح کئی مرتبہ گری اور بنوائی گئی۔ راجہ نے اس سادھو سے وجہ پوچھی۔ تو اس نے کہا کہ اگرچہ تم نے اپنے قول کے مطابق یہ مندر بنوایا۔ لیکن مہاتما بدھ پر تمہیں پورا اعتقاد نہیں ہے۔ اس لئے چھت گر جاتی ہے۔ اور جب تک تم خود اس مذہب کو قبول نہ کروگے۔ برابر گرتی رہیگی کہتے ہیں۔ کہ راجہ کنشک نے اسی وقت بدھ دھرم قبول کر لیا۔ اور پھر چھت نہیں گری۔

ایک چینی سیاح بیان کرتا ہے۔ کہ یہ مندر پانچ سو فٹ بلند تھا

ایک بلند ٹیلہ ہے۔ جہاں سے کبھی کبھی پرانے سکے اور کتبے ملتے ہیں۔ لوگوں کا خیال ہے۔ کہ یہاں راجہ کے محل تھے۔

ان تینوں راجاؤں کے جو سگے بھائی تھے۔ اور ایک ہی زمانہ میں انہوں نے حکومت کی۔ آج تک بہت سے سکے ملتے ہیں۔ جن پر کنشک کا نام کنیکی اور ہشک کا نام اوہکی درج ہے۔ بھاٹ راجپوتوں کے نسب نامہ میں مہاراجہ کنشک کا نام کنیچن دیو لکھا ہے۔ مہاراجہ کنشک نے قریباً تمام ایشیا کو فتح کر لیا تھا۔ کشمیر پر قابض ہونے کا ذکر مذکورہ بالا سطور میں کیا جا چکا ہے۔ چین کو بھی اس نے فتح کر کے اپنا باجگزار بنایا۔ اور چین کا ولیعہد سلطنت اس کے دربار میں بطور ضمانت کے حاضر رہا کرتا تھا۔ اس نے تبت کے فرمانروا کو اپنا مطیع کیا۔ شمالی ہند کے تمام تاجداروں کو فتح کر کے ان سے خراج وصول کیا۔ گوجروں کی بھویاولی میں لکھا ہے۔ کہ گجرات کاٹھیاوار کا ملک بھی چار سال تک اس کا صوبہ رہا۔ کنشک نے بلوچستان۔ ایران۔ افغانستان اور چینی تاتار کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کیا۔

بیان کیا جاتا ہے۔ کہ کچھ عرصہ سلطنت کرنے کے بعد اس نے بودھ دھرم اختیار کیا۔ اور پرشون ویش کی بجائے پشاور شہر آباد کر کے اسے اپنی صدرگاہ قرار دیا۔ کہتے ہیں۔ کہ مہاراجہ کنشک سے پہلے یہاں ایک لق و دق جنگل تھا۔ راجہ کنشک اس جنگل میں اکثر اوقات شکار کھیلنے آیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ راجہ ایک ہرن کے پیچھے اس جگہ آنکلا۔ راجہ کی نظر اتفاقاً ایک سادھو پر پڑی۔ جو چند اینٹوں کے ڈھیر کے پاس بیٹھا ہوا ایک چبوترہ تیار کر رہا تھا۔ راجہ نے اس سے ہرن کی بابت

اور اسکے عہد میں بدھ مذہب کو بہت کچھ عروج حاصل ہوا۔ چنانچہ تبت۔ چین اور چینی تاتار وغیرہ ملکوں میں جہاں بودھ دھرم آج تک موجود ہے۔ مہاتما بدھ کی طرح مہاراجہ کنشک کا نام بھی شہرت کے آسمان پر آفتاب و ماہتاب کی مانند چمک رہا ہے۔ اور اس کے متعلق بہت سی کہانیاں ہر خاص و عام کے زبان زد چلی آتی ہیں۔ مہاراجہ کنشک کے عہد معدلت مہد تک بدھ کو نروان حاصل کئے ڈیڑھ سو برس گذر چکے تھے اور ان کا نیر ھوان جانشین ناگ ارجن سدھ دنیا بھر کے تمام بودھوں کے مذہبی پیشوا اور دینی بادشاہ کی حیثیت سے سدراودن میں رہتا تھا۔ ہندوستان کی طبی تواریخ میں سدھ ناگ ارجن کا نام بھی خاصی شہرت حاصل کئے ہوئے ہے۔ اس نے علم سدنباتات پر بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ جن کے حوالے سنسکرت کتب میں پائے جاتے ہیں۔

سدراودن کے لفظی معنی چھ رشیوں کے بن کے ہیں۔ ایک ناسل نے اس کا نام ہرون گرام لکھا ہے۔ جسکو آج کل ہاروں کہتے ہیں۔ جو سرینگر کے قریب شالامار باغ کے شمال مشرق میں ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر فاصلہ پر واقعہ ہے۔ ہاروں کے دکن کی طرف ایک پہاڑی کے دامن میں قدیم زمانہ کی اینٹوں کے فرش کے نشان پائے گئے ہیں جن پر عمدہ نقش کاری کی ہوئی تھی۔ اور یہ اس وقت برآمد ہوئے تھے۔ جب موجودہ سرینگر میں پانی کی بہم رسانی کے لئے واٹر ورکس کی کھدائی ہو رہی تھی۔ خیال کیا گیا ہے۔ کہ اس چبوترہ پر بیٹھ کر سدھ ناگ ارجن بودھوں کی مذہبی دنیا کا جوراہب بادشاہ کے انتظام کیا کرتا تھا۔

کنشک کے بیٹے اشمنیہ کے عہد میں سدھ ناگ ارجن اور چندر آچاریہ ویدک دھرم کے ایک فاضل کے درمیان زبردست مباحثے ہوئے

اور دنیا کے عجائبات میں شمار کیا جاتا تھا۔ رات کے وقت اس مندر
مندر میں جواہرات کی چمک سے ہی روشنی ہوتی تھی۔ اور اس کی
دیواروں میں جواہرات سے بھرے ہوئے برتن اس مطلب سے
رکھے گئے تھے۔ کہ اگر بعد کے زمانہ میں اس کو کسی طرح کا گزند پہنچے
تو ان جواہرات کی قیمت سے اسے پھر مرمت کر دیا جاوے۔ افسوس
کا مقام ہے۔ کہ سلطان محمود غزنوی نے مذہبی تعصب کے جوش سے
اس مندر کو تڑوا دیا۔ محمود کے جانے کے بعد پھر اسے تعمیر کروا لیا گیا۔
لیکن اس نے دوسری دفعہ پھر اسے مسمار کر دیا۔ اور آگ سے جلا کر
اس محبوبہ روزگار عمارت کا نام و نشان تک مٹا دیا۔ صدیوں تک یہ
جگہ مٹی کا ایک تودہ بنی رہی۔ لوگوں کو معلوم نہ تھا۔ کہ اس کے نیچے
دنیا کے سب سے بڑے ریلیارک کی ہڈیاں دبی پڑی ہیں۔ آخر کار
محکمہ آرکیالوجی کی کوششیں اس کا پتہ لگانے اور ایشیا کی
تاریخی دنیا پر ایک اور روشن شعاع ڈالنے میں کامیاب ہوئیں
شہر پشاور سے ½ میل جانب مشرق اس مندر کے کھنڈرات برآمد
ہوئے ہیں۔ دیواروں کے زیریں حصے میں ہندو دیوتاؤں
کی مورتیاں بنی ہوئی تھیں۔ یہ مورتیاں اگرچہ شکستہ حالت
میں برآمد ہوئیں۔ لیکن اپنی گذشتہ عظمت اور شان و شوکت
کا بخوبی اظہار کر رہی ہیں۔ بدھ کے دو سنگین بت بھی شکستہ
حالت میں نکلے۔ اور جلی ہوئی لکڑیوں سے اس امر کا پتہ لگتا ہے
کہ اس مندر کو مسمار کرنے سے پہلے آگ لگائی گئی تھی۔

شہر پشاور کا اصلی نام پرشاپور تھا۔ کنشک نے اسے آباد
کر کے اپنی دارالقیام قرار دیا۔ کنشک نے بدھ مذہب قبول کرنے
کے بعد غیر ملکوں میں اس کی اشاعت کے لئے واعظ بھیجے۔

ہون دیش کے تخت سلطنت پر اپنا قدم رکھا۔ اب ہون قوم پھر اٹھی چونکہ شاہان اٹلی کی طاقت کمزور ہو جانے کے باعث ہون قوم کی سپاہ کا سامنا کرنے والا کوئی نہ رہا۔ اس لئے یہ قوم گرد و غبار کی طرح یورپ کے انتہائے مغرب تک جا پہنچی۔ تنزل سلطنت روم کے وقائع نگاروں نے ہون قوم کے داخلہ یورپ کے جو حالات زیب قلم کئے ہیں۔ وہ نہایت ہی دلچسپ ہیں۔ جن کو مزید تفصیلات بہم پہنچانا مطلوب ہو۔ وہ ماسٹے برن کا جغرافیہ مطالعہ فرما کر مزید معلومات حاصل کر سکتے ہیں

اس خاندان کے راجہ بالادت کے ایک لڑکی اننگ لیکھا نامی پیدا ہوئی۔ جو اس زمانہ میں اپنے حسن اور خوبصورتی کے لحاظ سے عجوبہ روزگار سمجھی جاتی تھی۔ اس کی پیدائش کے وقت جوتشیوں نے بتلایا۔ کہ یہ لڑکی ملک کشمیر کی ملکہ ہوگی۔ بالادت نہ چاہتا تھا۔ کہ اس کی اولاد تخت و تاج سے محروم ہو اور اس کا داماد حکومت کرے۔ چنانچہ اس نے کارکنان قضا و قدر کا مقابلہ کرنے کی ٹھانی اور کرکوٹک خاندان کے ایک کم حیثیت شخص درلبھ بردھن کے ساتھ اس کی شادی کر دی۔ جس کے باپ دادوں نے کبھی تخت و تاج کی صورت بھی نہ دیکھی تھی۔ لیکن جب بالادت مر گیا۔ تو کھنکھ وزیر نے اسی درلبھ بردھن کو تخت کشمیر پر جلوہ افروز کر دیا۔ اور بالادت کا بیٹا سنار دت ہون دیش میں حکومت کے واسطے چلا گیا۔

سنار دت کی اولاد بارہ پشت تک یارقند میں حکومت کرتی رہی۔ اس زمانہ میں ایلک خانیوں نے جن کو غور خانی بھی کہتے ہیں مذہب اسلام قبول کر کے سیاست کے میدان میں ہاتھ پاؤں مارنے شروع کئے۔ اور اکشوا کو خاندان کے آخری راجہ بھاؤ دیو کو

چندر آچارج نے بودھوں کو شکست دے کر ان ملکوں میں ازسرنو ویدک دھرم کی اشاعت کی۔ ابھمینو کے بعد بھی اس ملک میں جو بادشاہ تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوتے رہے۔ وہ سب کے سب دانشمند۔ مدبر۔ فاتح اور جنگجو ہوئے۔ یورپین محققوں نے اپنی تحقیقات کے ذریعہ پتہ لگایا ہے۔ کہ اس زمانہ میں یہ خاندان بحرالکاہل کے سواحل سے لے کر یورپ کے انتہائے مغرب تک پھیلا ہُوا تھا۔ ایشیا اور یورپ کے بڑے بڑے بادشاہ ان کی تعظیم میں سر تسلیم خم کرتے تھے۔ ہرکل۔ بسوکل۔ ہرنیہ کل وغیرہ اس خاندان کے فتح مند راجاؤں کے نام سے زمانہ حال کے مورخ ناآشنا نہیں ہیں

یورپین محققوں نے تحقیقات سے یہ امر پایۂ تصدیق تک پہنچا دیا ہے کہ سن عیسوی کے آغاز کے قریبی زمانہ میں ہون قوم کے مقبوضات ساحل ارتش محاذی کوہ الطائی سے لے کر بحرہ زرد تک پھیلے ہوئے تھے۔ اور یورپ میں اس زمانہ میں شاہان اٹلی کا ڈنکہ بج رہا تھا مسیح سے ۷۰ برس پہلے مہاراجہ بکرماجیت اجین کے تخت پر جلوہ افروز ہوا۔ اور ۱۵ برس کے قلیل عرصہ میں اس نے ایشیاء کے قریباً چھ سو راجاؤں کو اپنا مطیع اور باجگزار بنا لیا تھا۔ اُدھر یورپ میں روم کے شہنشاہ جولیس قیصر نے مغربی دنیا کے تمام تاجداروں کو فتح کر لیا تھا۔ اس وقت کچھ عرصے کے لئے ہُون قوم کی طاقت پست ہو گئی۔ بلکہ قریباً ۵ سال تک یا قند اور کشمیر کے تخت سلطنت سے بھی محروم رہی مہاراجہ بکرماجیت نے جولیس قیصر کو شکست دے کر مسیح سے ۵۷ برس پہلے اپنا سمت چلایا۔ جو آج تک بکرمی سمت کے نام سے ہندوستان میں مروج چلا آتا ہے۔ بکرماجیت کے مرنے پر راجگان اجین کی طاقت ٹوٹ گئی۔ اسی سال پر دوسین نے

جس نے ہزاروں سال تک ترکستان میں حکومت کے ڈنکے بجائے
اور جس کے مورث اعلیٰ اگنی گربھ نے اجودھیا سے چل کر ہون ویش
میں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی تھی۔ جو سورج بنشی خاندان کا ایک
شاہزادہ تھا۔

ایک خانیہ خاندان کے حالات سلمانوں کی تواریخوں میں بھی
بہت ہی کم پائے جاتے ہیں۔ کشمیر کی تواریخ میں ذکر آتا ہے۔ کہ
وہاں کے راجہ شنکر برمن نے غور پر حملہ کیا۔ الّ خان نے جس نے
ترکستان میں بہت کچھ طاقت حاصل کر لی تھی۔ راجہ شنکر ورمن
کو ٹنک ویش کا علاقہ دے کر اس سے اپنے آپ کو بچایا۔ تاریخ
کشمیر کے مترجم گورجر سے مراد گجرات پنجاب لیتے ہیں۔ لیکن یہ
خیال نہیں کرتے۔ کہ دسویں صدی عیسوی کے آغاز میں پنجاب میں ابھی
سلمانوں نے قدم نہ رکھا تھا۔ تو گجرات پنجاب میں سلمانی حکومت کا
قائم ہونا کس طرح سے قرین قیاس ہو سکتا ہے۔ اصل بات یہ ہے
کہ گورجر سے مراد غور خاں سے ہے۔ اور ال خان دراصل ایلکناں
ہے۔ جو گجرات میں نہیں۔ بلکہ ترکستان کے علاقہ جات بخارا وغیرہ میں
حکومت کرتا تھا۔ اور کننگھم صاحب نے ٹنک ویش کا مطلب ریاست
"شیہ کیا" کیا ہے۔ جس کی حدود دریائے بیاس سے دریائے سندھ
تک پھیلی ہوئی تھیں۔ صاحب موصوف کا یہ خیال بھی غلط واقعات کی
بنا پر قائم ہے۔ کیونکہ سلطان محمود غزنوی سے پہلے پنجاب میں سلمانوں
کی کوئی ریاست قائم نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے ٹنک ویش بھی ترکستان
کے ہی ایک حصہ کا نام تھا۔

مندرجہ بالا سطور میں بیان کیا جا چکا ہے کہ ایلکانیہ خاندان کے
حالات مسلمانوں کی تواریخوں میں بھی بہت کم پائے جاتے ہیں۔ معلوم

تخت و تاج سے بیدخل کر کے یارقند اور خیوا کے علاقہ جات پر قابض ہو گئے
بھاؤ دیو ہون ویش کو چھوڑ کر کشمیر میں چلا آیا۔ اور کچھ عرصہ رینہ واڑی
میں رہ کر جموں کیطرف روانہ ہوا۔ علاقہ کلیٹھ پر قبضہ کر کے اس نے
سہارنپور کی ریاست قائم کر لی۔ چنانچہ اسکی اولاد آج تک اس
علاقہ میں سکونت پذیر ہے۔ اور بھاؤ راجپوت کے نام سے شہرت پذیر
ہے۔

بالادت کے مرنے پر اکشوا کو خاندان پر زوال آنا شروع ہوا۔
کشمیر کے ملک پر ور بھو بدوھن نے قبضہ کر لیا۔ اور دور و دراز کے ملک
اس خاندان کے قبضہ سے نکل گئے۔ یورپ میں اس قوم کے جو افراد
رہ گئے۔ وہ جرمنی میں آباد ہوئے۔ اور وہاں ایک عظیم الشان سلطنت
کی بنیاد ڈالی۔ چنانچہ اہل جرمن اسی ہُون قوم کے نامخان یورپ
کی بقائے یادگار ہیں۔ جنہوں نے یورپ کے انتہائے مغرب تک
اپنی فتوحات کا سکہ بٹھایا تھا۔ رائل ایشیاٹک سوسائٹی کی تحقیقات
سے جرمنی۔ فرانس اور انگلینڈ وغیرہ ملکوں میں ہُون قوم کے مشاہیر
کی قبریں برآمد ہوئی ہیں۔ کچھ عرصہ بعد انہوں نے عیسائی مذہب قبول کر لیا۔
اکشوا کو خاندان کا دوسرا گروہ جو ترکستان میں ہی رہ گیا۔ بعد
کے زمانہ میں اس نے مذہب اسلام قبول کیا۔ اور یہ لوگ مغلوں کے
عروج کے زمانہ میں ان میں ملکر ادہون قوم کے مغل کہلانے لگے
جن کی تھوڑی بہت تعداد آج کل بھی ترکستان میں موجود ہے۔
بھاؤ دیو جو ایلک خانیوں سے شکست کھا کر پنجاب کی طرف بھاگ
آیا۔ اس کی اولاد بھاؤ راجپوت کے نام سے شہرت پذیر ہوئی۔
اسلئے پنجاب کے بھاؤ راجپوت۔ ترکستان کے ادہون قوم کے مغل
اور یورپ کے اہل جرمن ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں

ملک میں غزنوی سپاہ کے ساتھ سخت خونریز جنگ کرکے سنہ ۱۲۱۰ء میں ایران کا بہت سا حصہ چھین لیا۔ اور بخارا و سمرقند کو تسخیر کرکے غور خاں کے ملک قراکھیتے پر دھاوا کر دیا۔ اور اسکے صدر مقام نزار پر اپنا تسلط جمایا سنہ ۱۲۱۴ء میں اس نے افغانستان میں داخل ہو کر غزنی کو فتح کیا۔ بعد ازاں اپنا مذہب بدل کر شیعہ ہو گیا۔ اس کے بعد اس عالی حوصلہ بادشاہ نے خلافت نیست و نابود کر دینے کا ارادہ کیا۔ لیکن چنگیز خانی مغلوں کے شمالی سرحد پر دفعتہً نمودار ہو جانے سے اس کی فتوحات کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ محمد مغلوں کے اس سیلاب کے سامنے سے بھاگ نکلا۔ اور بحرۂ کسپین کے ایک جزیرہ میں جا کر مر گیا۔ اس کے تین لڑکے کچھ عرصہ تک ایران کے صوبجات میں آوارہ پھرتے رہے۔ ان میں سے ایک کا نام جلال الدین تھا۔ جو ہندوستان میں دو سال تک رہ گیا۔ اور بعد ازاں بڑی جد و جہد کے بعد آذربائیجان پر متسلط ہوا ایک زمانہ تھا۔ کہ خیوا کے ان بادشاہوں کی سلطنت وسعت کے لحاظ سے سلجوقیوں کی قلمرو کے برابر ہو گئی تھی۔ لیکن یہ عظمت و شوکت بارہ سال سے زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہ سکی۔

اس کے بعد مغلوں کی باری آئی۔ اور انہوں نے بھی ہون ولیش میں حکمرانی کے ڈنکے بجائے۔ دسویں صدی عیسوی کے اختتام تک مغلوں کا نام ایشیا کی تواریخ میں کسی کو معلوم نہ تھا۔ چنگیز خاں نے اس قوم کی رگوں میں زندگی کی روح پھونک دی۔ اور اس قوم نے سیاست کے میدان میں ایسی شہرت حاصل کر لی۔ کہ گذشتہ آٹھ صدیوں میں ایشیا کے براعظم کا شاید ہی کوئی ملک ان کے سیاسی اثر سے باقی رہ گیا ہوگا۔

مغلوں کی ابتدائی تواریخ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ کہ یہ لوگ

ہوتا ہے۔ کہ دسویں صدی کے آغاز میں مشرق فرغانہ کے ترکی قبائل کو جو مسلمان ہو چکے تھے۔ مغلوب کرکے صاحب تخت و تاج بن گئے ان کی دارالحکومت کاشغر نامی شہر میں تھی۔ پھر سامانیوں سے ماوراالنہر کا ملک فتح کرکے انہوں نے بخارا کو اپنی صدر گاہ قرار دیا۔ اس خاندان نے یارقند۔ خیوا کو فتح کرکے مغرب کی جانب اپنی عنان توجہ پھیری اور جیحوں کے جنوبی صوبجات تک بھی پہنچ گئے۔ لیکن ۱۰۰۰ء میں سلطان محمود غزنوی نے اس خاندان کو شکست دے کر آگے بڑھنے سے روک دیا۔ اور ان کی حکومت ماوراالنہر۔ کاشغر اور یارقند میں ہی محدود رہی۔ اس خاندان کے دور حکومت میں البیرونی نامی ایک فاضل خیوا میں پیدا ہوا۔ اور سلطان محمود غزنوی کے دربار میں جا پہنچا۔ اس نے ہندوستان کی ایک عمدہ تواریخ زیب قلم کی ہے۔ جو انڈیا بائی البیرونی کے نام سے ملتی ہے۔

ایلک خانیہ خاندان کو شکست دے کر سلجوقیوں نے یارقند کو فتح کر لیا اور سلجوقیہ خاندان کے سلطان ملک شاہ نے اپنے ساقی انوشتگین کو جو غزنی کا ایک ترکی غلام تھا۔ خیوا کا گورنر مقرر کرکے بھیجا۔ اس کا لڑکا قطب الدین محمد اپنا نام خوارزم شاہ رکھ کر باپ کا جانشین مقرر ہوا۔ انوشتگین کے پوتے اتسیز کے دماغ میں خودسری کے خیالات پیدا ہوئے۔ اس نے ۱۱۳۸ء میں بغاوت کی۔ اس لئے سلطان سنجر سلجوقی نے اسے خیوا سے نکال دیا۔ لیکن تھوڑے ہی عرصہ بعد اتسیز پھر واپس آیا۔ اور یہ خاندان سلاجقہ کی اطاعت سے آزاد ہوگیا۔ اس نے دریائے جیحوں تک اپنی سلطنت کو وسعت دی۔ توکوش نے خراسان۔ رے اور اصفہان کے صوبجات بھی اپنے قلمرو میں شامل کئے۔ اسکے نامور بیٹے علاؤالدین محمد نے خراسان کے

بدل کر چنگیز خاں رکھا۔ اور کہا۔ کہ درگاہ الہی سے اس کو سب سے بڑا بادشاہ چنگیز خاں کا خطاب ملا ہے۔ اس وقت سے اس کی فتوحات کا آغاز ہوا۔ تین سال کے عرصہ میں اس نے غور کے قبائل کو اپنا مطیع کیا۔ اسکے بعد یہ چین پر حملہ آور ہوا اگرچہ اس وسیع مملکت کی کامل فتح اسکے پوتے قبلائی خاں کی قسمت میں لکھی تھی۔ لیکن چنگیز خاں نے شمالی صوبجات کا بہت بڑا حصہ فتح کرکے اپنی قلمرو میں شامل کر لیا تھا۔ اور لیوٹانگ وہیا کی قدیمی سلطنتیں بھی اس کی باجگزار بن گئیں۔ اس کے بعد قرا کھیتے کی ترکی سلطنت کے فرمانرواؤں کے ساتھ اس کی مڈبھیڑ ہوئی۔ جو غور خانی خاندان سے تھے۔ اور ان کی حکومت تمام ترکستان میں پھیلی ہوئی تھی۔ ان کا دارالخلافہ نزار تھا غور خانی بادشاہ ایران کے سرحدی صوبجات اور ماوراءالنہر سے بھی خراج وصول کرتے تھے۔ چنگیز خاں نے غور خانیوں کا سارا ملک فتح کر لیا جس میں کاشغر۔ ختن اور یارقند کے بڑے بڑے علاقے شامل تھے۔ اس فتح سے اس کی قلمرو کی حد شاہان خیوا سے جا ملی۔ اور اس رکاوٹ کو دور کرنا بھی اس کے لئے لازم ہو گیا۔ چنانچہ مغلیہ سپاہ کئی حصوں میں منقسم ہو کر تینوں طرف حملہ آور ہوئی۔ ایک بریگیڈ نے ہون ویش خراسان اور افغانستان پر حملہ کیا۔ دوسرا آذربائیجان اور جارجیہ میں ہوتا ہوا جنوبی روس میں جا داخل ہوا۔ تیسرا حصہ چین میں جا گھسا۔ ان معرکہ آرائیوں میں مغلوں نے ایشیائی ممالک میں طوفان برپا کر دیا۔ اور انہیں ایام میں ۱۲۵۷ء یہ بہادر جرنیل مر گیا۔ اس کی موت کے وقت اسکی مملکت کی حدود پورانی سے بحرہ زرد تک پھیلی ہوئی تھیں۔ اور اس میں چینی۔ تنگوت۔ ترک۔ افغان اور ایرانی قومیں آباد تھیں۔ اس کی وفات کے بعد اسکے بیٹوں نے یہ وسیع

بڑے متحدہ خانہ بدوش گروہ کا ایک فرقہ ہے۔ جو گوبی کے شمالی صحرا
میں پانی اور چراگاہوں کی تلاش میں آوارہ پھرا کرتا تھا۔ اہل ختن اہل
چین اور ترکوں کے ساتھ مویشیوں کی خرید و فروخت ان کی تجارت تھی
اور اسی پیشہ سے اپنی گذراوقات کرتے تھے۔ اس قوم میں سب سے
پہلے عیسوغائی کو اپنی قوم کی آزادی کی فکر ہوئی۔ اور اس نے اپنے
اہل قوم کو چینیوں کی زنجیر اطاعت سے آزاد کرایا۔ عیسوغائی کی فتوحات
والی تاتات کے بعد اس کی رعایا کا تخمینہ چالیس ہزار خیموں پر کیا گیا تھا۔
عیسوغائی کے بیٹے تموجن نے اسی حکومت کو اپنے کام کی بنیاد قرار
دے کر بیس سال کے عرصہ میں ایک ایسی عظیم الشان سلطنت قائم کر لی
جس کی نظیر و بالکل تواریخ میں مشکل سے مل سکتی ہے۔

۱۱۷۵ء میں عیسوغائی کا انتقال ہوا۔ اس کا بیٹا تموجن تیرہ سال
کی عمر میں مغلوں کی اقوام کا جو دریائے اونون کے کناروں پر پھیلی ہوئی
تھیں حکمران ہوا۔ تیس سال کی جنگ و جدل کے بعد خانگی دشمنوں کے
مقابلہ میں کامیاب ہو کر اس نے اپنی حکومت مغلوں اور ہمسایہ قوموں
پر اچھی طرح قائم کر لی۔ اس عرصہ میں اسکے خلاف بے شمار سازشیں
پیدا ہوئیں۔ اور اس با حوصلہ بہادر نے بڑی دلیری اور جوانمردی کے
ساتھ تمام سازشوں کو ملیامیٹ کر دیا۔ خانگی جھگڑوں سے فرصت پاکر
اس نے دریائے گوبی کی جنوبی اقوام کو جو ارتش سے کھنگال تک
پھیلی ہوئی تھیں۔ مطیع کر کے کرنیں کو بھی آزادی سے محروم کر دیا۔
کیونکہ وہاں کے بادشاہ ونگ خان نے تموجن کے خلاف ایک سازش
کی تھی۔ تموجن نے ۱۲۰۲ء میں اپنے سردار وں کی ایک ضیافت کی
اس سے پہلے تموجن اور اس کا باپ بدھ مذہب کی پیرو کار تھی۔ اس
ضیافت میں اس نے مذہب اسلام قبول کیا۔ قاضی نے اس کا نام

بگاڑ پیدا کر کے اپنی حکومت ہمیشہ کے لئے برباد کر لی۔ ۱۳۹۱ء میں
تیمور نے تکتمش کو کامل شکست دے کر ہون دیش پر اپنا قبضہ جما لیا
چنگیز خان کی اولاد میں سے یہ بھی ایک فتحمند بادشاہ ہُوا ہے۔ چین
کی مغربی حدود سے لے کر ایشیا کوچک تک اور جنوب میں دہلی
تک اس نے تمام ملک تاخت و تاراج کر ڈالے۔ لیکن اس
کی اولاد وسیع مملکت پر اپنا قبضہ قائم رکھنے کے قابل نہ تھی۔ عثمانیہ
فرمانرواؤں نے اپنے کھوئے ہوئے مقبوضات پھر واپس لے لئے
ایران میں اسکے خاندان کی حکومت اگرچہ ایک صدی تک رہی
لیکن صفویوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کو تیموریہ بادشاہ روک نہ سکے۔ سولہویں
صدی میں خاندان شیبانی کی ایک شاخ نے صدر مقام سمرقند کو فتح
کر لیا۔ تو تیموریہ خاندان کی حکومت صرف بخارا میں ہی محدود رہ گئی
اس خاندان کی باہمی خانہ جنگیاں اور رقیبوں کی معرکہ آرائیاں
اس خاندان کی عظمت کو تباہ کرنے کا باعث بن گئیں۔ شاہ رخ
اگرچہ کسی قدر عالی ہمت بادشاہ ہوا۔ لیکن خانگی جھگڑوں کو مٹانے
میں ہی اس کی طاقت خرچ ہو گئی۔ اس کے مرنے پر پھر سلطنت
کے ٹکڑے ہو گئے۔ اور شیبانی خاندان نے ترکستان میں اس
خاندان کی حکومت کا چراغ اقبال گل کر دیا۔
جب تیموریہ خاندان کے آخری بادشاہ محمود کے تین بیٹے آپس
میں لڑنے لگے۔ تو خاندان محمد شیبانی کے ازبک ان کو مغلوب
کر کے ماوراء النہر کے علاوہ خیوا پر قابض ہو گئے۔ سنہ ۱۵۱۵ء میں البرز نے
ہون دیش میں اپنی سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اس خاندان کی ابتدائی
تاریخ تاریکی میں پڑی ہوئی ہے۔ شاہان بخارا کے ساتھ ان کی ہمیشہ
لڑائی جاری رہی۔ سنہ [illegible] میں نادر شاہ درانی نے حملہ کر کے اس ملک کو

مملکت آپس میں تقسیم کر لی۔ چنانچہ جوجی کو جو علاقہ ملا۔ اس میں
ہون ویش بھی شامل تھا۔ اسی طرح سے جوجی کے بیٹوں نے بھی اپنا
ملک باہم تقسیم کر لیا۔ نو اروا کو اس ملک کی حکومت ملی۔ اس
خاندان کے ابتدائی فرمانرواؤں کا حال کچھ ایسا دلچسپ نہیں ہے
عموماً باپ کے بعد بیٹا تخت نشین ہوتا رہا۔ البتہ یہ ظاہر کر دینا ضروری
معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوجی بادشاہ نے غزنی اور بامیان پر بھی قبضہ
کر لیا۔ جو ایلک خانی یا چغتائی خاندان کے ماتحت تھے۔ اس خاندان
کے بادشاہ ارس نے کئی مرتبہ تیمور کو شکست دے کر ناموری
حاصل کر لی۔ تیمور بھی ہوشیار تھا۔ اس نے اس خاندان کے ایک
اور شاہزادہ تکتمش کو ارس کے بالمقابل سلطنت کا دعوے دار
کھڑا کر کے ان کے گھر میں ہی تنازعہ پیدا کر دیا۔ اس نے اس کے
باپ کو قتل کر کے تکتمش کو ملک سے باہر نکال دیا تھا۔ اس لئے وہ
ارس کے خلاف بڑی خوشی سے کھڑا ہو گیا۔ لیکن ارس نے اسے
بہت سی شکستیں دیں۔ تکتمش اس جدوجہد میں معروف رہا
ارس کے انتقال اور اس کے بیٹے تکیکیہ کے قلیل عہد حکومت
کے بعد تیمور ملک سے ہون ویش کی سلطنت چھین لینے میں کامیاب
ہو گیا۔ اور تیمور لنگ کی امداد کی اسے ضرورت نہ پڑی۔ جس کی تحریک
اور ترغیب سے یہ دعوے دار سلطنت بنا تھا۔ تکتمش نے
تخت نشین ہو کر مغربی قبچاق کی نیلگوں قوم پر حملہ کر دیا۔ اور وہاں
کے بادشاہ کو شکست دے کر اس کا ملک اپنی قلمرو میں شامل کر لیا
اور تاخت و تاراج کرتا ہوا ماسکو تک جا پہنچا۔ شہر کو آگ لگا کر پھونک
ڈالا۔ حاصل کلام تکتمش کے عہد میں اس سلطنت کو بہت کچھ عروج
حاصل ہوا۔ لیکن بدقسمتی سے اس نے اپنے محسن تیمور لنگ کے ساتھ

۱۳	کھمب	۲۴	تخت مل
۱۴	لدھا سنگھ	۲۵	سمیل
۱۵	پھیرن سنگھ	۲۶	سولکشن
۱۶	جمن دیو	۲۷	سین
۱۷	جیبر دیو	۲۸	ماندھاتا
۱۸	اودے راؤ	۲۹	راج روپ
۱۹	مرون	۳۰	اوار سنگھ
۲۰	بھوپال	۳۱	رِپیا سنگھ
۲۱	بھونڈر	۳۲	گھمنڈ چند
۲۲	لارم چند	۳۳	گرداہ چند
۲۳	سنگر چند		

اکشواکو خاندان کے آخری راجہ بھاؤ دیو کو جب سلطنت فراغ پہنچے کے ایلک خانیوں نے شکست دیکر ہون ونشی کی سلطنت چھین لی تو وہ کشمیر میں چلا آیا اور کچھ عرصہ یہاں قیام پذیر رہ کر جموں میں چلا گیا بھاؤ دیو کے پوتے سارن دیو نے اپنے نام پر سارن پور آباد کرکے اپنی ریاست قائم کی۔ اس کی اولاد بجائے راجہ کے راؤ کہلانے لگی۔ راؤ جیبر دیو نے سارن پور کے ساتھ علاقہ کلیٹھ بھی شامل کر لیا اس وقت اسکی حکومت قریباً ۸۰ دیہات پر مشتمل ہو گئی۔ اس کی اولاد نسلاً بعد نسلاً یہاں قابض رہی۔ جب مہاراجہ گلاب سنگھ کو جموں وکشمیر کی ریاست ملی۔ تو اس نے یہ جاگیر ضبط کر لی۔ اگرچہ سارن پور کے راؤ چنداں طاقتور نہیں ہوئے۔ اور نہ ہی انہوں نے سیاست کے میدان میں کوئی معرکہ سر کیا۔ بلکہ ان کی حکومت

فتح کیا۔ اور تاگیر کو یہاں کا گورنر مقرر کر کے بھیجا۔ جو صرف ایک سال رہا
اصلی وارثوں نے پھر آزادی حاصل کر لی۔ ۱۸۷۲ء میں جنرل کنمان
نے ہون ویش کے فرمانروا سید محمد رحیم کو شکست دیکر سلطنت روس
کا باجگزار بنایا۔ اب اس کا بیٹا یا پوتا اس ملک میں سلطنت روس کے
باجگزار کی حیثیت سے حکومت کر رہا ہے۔ جو خیوا کا خان کہلاتا ہے۔

مذکورہ بالا سطور میں جو حالات بیان کئے گئے ہیں۔ ان سے واضح
ہوتا ہے۔ کہ ہون ویش کے حکمران ہر ایک زمانہ میں صاحب اقتدار رہے
ہیں۔ قدیم زمانہ میں یہاں ایک زبردست آریہ سلطنت تھی۔ اور یہاں
کے مہاراجے فتوحات ملکی کے ذریعے بحر الکاہل سے لے کر یورپ کے
انتہائے مغرب تک پہنچ گئے تھے۔ بعد ازاں مسلمانوں کی باری آئی
تو ان کے بادشاہوں نے بھی ایشیا میں اپنی فتوحات کا سکہ بٹھا دیا
تھا۔ اب قریباً نصف صدی سے اس ملک کے فرمانرواؤں کی آزادی
انسط ہو چکی ہے۔

---

۹۹ سارن پور

۱	ابھاؤ دیو	۷	آساوت
۲	گندھرب دیو	۸	بشن وت
۳	سرن دیو	۹	جتی
۴	بھراوڑ	۱۰	لوبھڑ
۵	بھرت	۱۱	بھاگ دت
۶	شمبھو	۱۲	جج

گمنام ہی رہی۔ راجہ سنگراج نے جو افغانستان کے حکمران بھیم شاہی کا داماد تھا۔ اپنی لڑکی ردوا کی شادی کشمیر کے راجہ کشیم گپت سے کر دی۔ اس تعلق رشتہ داری نے دارو ابھیسار کے حکمرانوں کو یکایک گمنامی سے باہر نکالا۔ اور ہوتے ہوتے یہ خاندان تخت و تاج کشمیر کا بھی مالک بن بیٹھا۔

اس ریاست کا صدر مقام قلعہ لوہر کوٹ ایک نہایت ہی مضبوط قلعہ تھا۔ اور ایسی جگہ واقعہ تھا۔ جہاں دشمن کی رسائی کسی طرح بھی ممکن نہ تھی۔ کشمیر کے راجگان اور شاہزادے مشکل کے وقت اس قلعہ میں پناہ لیتے تھے۔ کشمیر کا راجہ کشیم گپت مر گیا۔ تو اس کی رانی ردوا نے اپنے بیٹوں اور پوتوں کو بھی ٹھکانے لگایا اور خود حکومت کرنے لگی۔ بڑھاپے کی عمر میں اس نے اپنے بھائی اودے راج کے بیٹے سنگرام راج کو اپنا جانشین منتخب کیا۔ اور لوہر اس کے بھتیجے وگرہ راج کے قبضہ میں رہا۔ یہ بات معلوم نہیں ہو سکی۔ کہ وگرہ راج اودے راج کا بیٹا تھا۔ یا سنگراج کے بہت سے بیٹوں میں سے کسی دوسرے کا فرزند تھا۔

مہارانی ردوا نے اپنے کنبہ کو تباہ کر کے ملک کشمیر کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ تو اس نے وزیر تنگ کو تمام اختیارات دے دیئے۔ دوسرے وزیروں نے اس فعل سے ناراض ہو کر سازش کی اور ردوا کے بھائی وگرہ راج کو جو لوہر کوٹ کا حکمران تھا۔ ملک کشمیر پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی۔ یہ بڑا بہادر اور عقلمند تھا۔ اس نے کشمیر میں پہنچکر بڑی دانائی سے کام لیا۔ تمام برہمنوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ ملک کے اندر بدامنی پھیلانے کے لئے فاقہ کشی شروع کر دیں جب برہمن متفق ہو گئے۔ تو ساری رعایا میں ایک کہرام مچ گیا۔ رانی نے

ایک تحقیق سے زیادہ نہیں بڑھ سکی۔ تاہم سلسلہ حسب و نسب قائم کرنے کے لئے ہم نے ان کا نسب نامہ درج کتاب ہذا کر دیا ہے۔ اس خاندان کے بھاؤ راجپوت علاقہ جموں میں آباد ہیں ان کی رگوں میں اب تک بھی ہُون قوم کا خون موجود ہے۔ اور ان کی جسمانی بناوٹ و خط و خال پنجابیوں سے نہیں۔ بلکہ ترکوں سے ملتے جلتے ہیں۔

---

(۱۰۰) دارد ابھیسار

۱	نر	۱۰	کشتی راج
۲	نر باہن	۱۱	ات کرش
۳	پھل	۱۲	ہرش
۴	سانت باہن	۱۳	سسل
۵	پھند	۱۴	لوٹھن
۶	چندوراج	۱۵	ملا رجن
۷	سنگراج	۱۶	جے سنگھ
۸	اوے راج	۱۷	گلہن
۹	وگرہ راج		

یہ ریاست ملک کشمیر میں مدت سے چلی آتی تھی۔ راجگان بلخ۔ کابل۔ بخارا۔ قندھار وغیرہ کے ساتھ اس ریاست کے تاجداروں کے تعلقات رشتہ داری قائم تھے۔ لیکن عام طور پر یہ ریاست

مدت بعد ہرش کے طرفداروں نے بغاوت کردی اور اس نے کرش کو
تخت وتاج سے بیدخل کرکے ہرش کے ہاتھ میں عنان حکومت دیدی۔
راجہ بھی کشمیر اور دارو ابھیار دونوں کا مالک بن گیا۔
ہرش کے مرنے کے بعد اس کے بیٹوں اچل اور سسل میں پھر
جھگڑا پیدا ہو گیا۔ بہت سی کشمکش کے بعد اچل کشمیر کے تخت پر جلوہ افروز
ہوا۔ اور سسل نے دارو ابھیار پر اپنا قبضہ جمایا۔ اس وقت دونوں
سلطنتیں پھر جدا جدا ہو گئیں۔ لیکن کچھ عرصہ بعد سسل نے اپنے بڑے
بھائی اچل کو مالک کشمیر سے بیدخل کر دینے کی غرض سے اس پر فوجکشی
کردی۔ جب وہ سرینگر کی طرف کوچ کر رہا تھا۔ تو سیلیہ پور کے قریب مغلوب
ہوا۔ اور اسے دردوں کے ملک میں بھاگ جانا پڑا۔ اور دشوار گذار پہاڑی
رستوں سے لوہر کوٹ پہنچا۔ جب اچل والی کشمیر سازش کا شکار ہوا۔ اور
اون کے اندر سسل کو اس کی اطلاع مل گئی۔ تو وہ تخت کشمیر پر
قابض ہونے کے لئے سرینگر کی طرف روانہ ہوا۔ اس موقعہ پر ناکام رہ کر
سسل بڑی مشکل سے ان راستوں سے ہوتا ہوا لوہر پہنچا۔ جہاں برف
بڑی شدت کے ساتھ گر رہی تھی۔ اور راستہ میں غارت گر قصبوں سے
بھی اس کا مقابلہ ہوتا چلا گیا۔ اس سے چند ماہ بعد سسل اپنے سوتیلے بھائی سہن
سے کشمیر حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اسکے عہد میں قلعہ لوہر خطرناک
رشتہ داروں کو نظر بند کئے جانے کے کام آتا تھا۔ یا جابرانہ طریق حکومت
سے کمایا ہوا روپیہ اس جگہ جمع رکھا جاتا تھا۔
جب بھکشاچر کی باغی فوج کے حملہ سے سسل کو ملک کشمیر معرض
خطر میں نظر آیا۔ تو اس نے حفاظت کے خیال سے اپنا سامان کنبہ لوہر کوٹ
میں بھیج دیا۔ اور آپ بھی وہاں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ تخت کشمیر پر جلوہ
افروز ہونے کے وقت سسل نے جن شاہزادوں کو لوہر میں قید

اس بغاوت سے ڈر کر برہمنوں کو رشوتیں دیں۔ انہیں فاقہ کشی سے روکا۔ وگرہ راج کی طاقت ٹوٹ گئی۔ اور وہ ناکام لوہرکوٹ کو واپس چلا آیا۔

راجہ ہری راج والی کشمیر کے مرنے پر ارکان سلطنت نے جب اس کے خوردسال بیٹے انت کو تخت کشمیر پر جلوہ افروز کیا۔ تو وگرہ راج نے پھر ملک کشمیر پر قبضہ کرنے کے لئے حملہ کیا۔ وہ لوہرکوٹ سے روانہ ہوا۔ دوار کو جلا ڈالا۔ اور اڑھائی دن کے عرصہ میں دارالسلطنت کے اندر داخل ہوا۔ اس نے لوتھکا مٹھ میں ڈیرہ لگایا۔ لیکن رانی سری لیکھا کی بھیجی ہوئی فوجوں نے مکان کو آگ لگاکر وگرہ راج اور اس کے ہمراہیوں کو جلا دیا۔

وگرہ راج کے بعد اس کا بیٹا کشتی راج لوہرکوٹ کا حکمران ہوا اسکے بیٹے بھون راج نے اپنے باپ کو بہت دق کر دیا اور تخت سلطنت پر قبضہ حاصل کرنے کی غرض سے نیل پور کے راجہ کے پاس گیا۔ اس کی فوج ہمراہ لے کر لوہرکوٹ پر حملہ کرنے کی تیاریاں کرنے لگا۔ کشتی راج خوف زدہ ہو کر کشمیر میں گیا۔ اور راجہ کلش کے چھوٹے بیٹے اُت کرش کو جو ابھی شیر خوار تھا۔ اپنا راج دے دیا۔ اور تونگ کو اس کا سرپرست مقرر کیا۔ تونگ نے اس ریاست کو خوب رونق دی۔ اُت کرش بالغ ہو گیا۔ تو ریاست کا انتظام اس کے سپرد کر کے خود کشمیر کو چلا گیا۔

اس کے بعد جب کشمیر کے راجہ کلش اور اس کے بیٹے ہرش میں فساد پیدا ہو گیا۔ تو ارکان سلطنت نے ہرش کو قید کر کے کلش کے مرنے پر لوہرکوٹ کے راجہ اُت کرش کو کشمیر کا راجہ بنایا۔ اور وہ کشمیر و دارد ابھیسار دونوں ملکوں پر حکومت کرنے لگا۔ لیکن کچھ

بہت سی فوج تباہ کرکے غزنی کو واپس چلا گیا۔

قلعہ لوہر زمانہ حال میں بھی ایک اور حملہ آور کی ناکامی دیکھ چکا ہے ۱۸۱۴ء کے موسم گرما میں مہاراجہ رنجیت سنگھ والی پنجاب سکھ فوج کا ایک دستہ لے کر خود اس غرض سے اس وادی میں پہنچا تھا۔ کہ درہ توش میدان کے رستہ سے کشمیر میں داخل ہوا۔ لیکن اس جگہ پہنچنے پر کچھ تو پہاڑیوں نے مقابلہ کیا اور کچھ پہاڑی علاقہ کی قدرتی تکالیف اس کے عزم میں سدراہ ثابت ہوئیں۔ اس علاقہ کے باشندوں میں ایک روایت مشہور ہے۔ کہ سید حسن نامی ایک فقیر کے معجزہ سے مہاراجہ رنجیت سنگھ کو شکست ہوئی۔ اس کے مزار سے مہیب آوازیں آنے لگیں جس سے سکھوں کی فوج ہراسان ہو کر بھاگ گئی۔ لیکن یہ بات غلط معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ رنجیت سنگھ کی واپسی زیادہ تر قدرتی بواعث سے واقعہ ہوئی تھی۔ توش میدان کی سطح مرتفع کی طرف بڑھتے ہوئے اس کی فوجیں کچھ تو بیماری اور کچھ سپاہیوں کی فراری سے بہت گھٹ گئی تھیں۔ اور جب اس کی ہراول فوج توشہ میدان میں پہنچی۔ تو سکھوں کے پاس سامان رسد بالکل نہ رہا تھا۔ اور مقابلہ میں کشمیر کا افغان گورنر عظیم خاں ایک مضبوط سپاہ لے کر ڈٹا کھڑا تھا۔ چندروز تو فوجیں چپ چاپ ڈیرہ ڈالے پڑی رہیں۔ لیکن بعد ازاں رنجیت سنگھ کو اس امر کی اطلاع مل گئی۔ کہ جرنیل رام دیال جو تھوڑی سی فوج لے کر درہ پیر پنجال کی طرف بڑھا تھا۔ شوپین کے قریب مغلوب ہو گیا ہے۔ یہ سنکر رنجیت سنگھ کو واپس لوٹنا پڑا۔

اس کے بعد جب راجہ پونچھ کے پہاڑی آدمیوں نے واپس جاتی ہوئی فوج پر حملہ کیا۔ تو رنجیت سنگھ کے رہے سہے ہوش بھی اڑ گئے۔

گیا تھا۔ ان میں لوتھن بھی شامل تھا۔ ایک دن قلعہ کا محافظ پرمین کہیں باہر
گیا ہوا تھا۔ تو لوتھن نے سپاہ کے ساتھ سازش کر کے اپنی تاجپوشی کی
رسم ادا کر دی۔ تمام قیدیوں کو رہا کر دیا۔ اور خزانے پر قبضہ کر لیا۔ اور
لوہر کوٹ کا راجہ بن کر حکومت کرنے لگا۔ پرمین واپس آیا۔ تو اسے
شکست دے کر بھگا دیا۔

راجہ جے سنگھ والی کشمیر کو اس بغاوت کی اطلاع ملی۔ تو اس نے
لوہر کوٹ کو دوبارہ حاصل کرنے کی غرض سے فوج روانہ کی۔ یہ فوج
آنالکا میں جا کر گھر گئی۔ راجوری کے راجہ نے اس فوج پر دھاوا کر دیا
اور یہ سپاہ تباہ ہو گئی۔ کچھ عرصہ حکومت کرنے کے بعد لوتھن کہیں باہر
گیا ہوا تھا۔ تو سپاہ کے ساتھ سازش کر کے ملارجن نے لوہر کوٹ اور
اس کے متعلقہ ملک پر اپنا قبضہ جمایا۔ لوتھن نے واپس آکر دیکھا۔ تو
نقشہ ہی بدلا ہوا پایا۔ قلعہ کے باہر رہ کر کچھ عرصہ تک وہ ملارجن کو
تنگ کرتا رہا۔ آخرکار دونوں میں صلح ہو گئی۔ کچھ مدت بعد مہاراجہ جے سنگھ
والی کشمیر نے ملارجن کو شکست دے کر لوہر کوٹ پر اپنا تسلط جمایا۔ اور
اپنے بیٹے گلہن کو جس کی عمر ابھی صرف سات سال کی تھی۔ جداگانہ طور پر
لوہر کوٹ کا حکمران بنایا۔ اس کے بعد کے حالات اس ریاست کے متعلق
معلوم نہیں ہو سکے ہیں۔

قلعہ لوہر کوٹ کی مضبوطی اور اسکے محفوظ مقام پر واقعہ ہونے کے
متعلق مختلف تواریخی کتابوں میں بہت سے واقعات درج پائے جاتے
ہیں۔ سلطان محمود غزنوی نے اس پر حملہ کیا۔ اس نے اس قلعہ کا
محاصرہ کر رکھا تھا کہ برف باری شروع ہو گئی۔ اور موسم میں بے حد
سردی آگئی۔ راجہ لوہر کوٹ کو کشمیر سے بھی کمک پہنچ گئی۔ اس لئے
سلطان کو مجبوراً اپنے منصوبہ سے دست بردار ہونا پڑا۔ اور وہ

۲۵	بھدررتھو	۴۴	دیومنتر
۲۶	برہدرتھو	۴۵	سونت پال
۲۷	برہت کرما	۴۶	برج پال
۲۸	برہت وربھو	۴۷	جے پال
۲۹	بریدبھانو	۴۸	نرندرپال
۳۰	برہت منا	۴۹	بھرت روپ
۳۱	جیدرتھو	۵۰	بندو پال
۳۲	دڑھ رتھو	۵۱	ہری سکھ
۳۳	وشوجت	۵۲	مہیندرپال
۳۴	کرن	۵۳	برہم پال
۳۵	بکرن	۵۴	یون پال
۳۶	لو	۵۵	اودین پال
۳۷	دھرونت پال	۵۶	کشدردھام
۳۸	چرپال	۵۷	دیویندر
۳۹	سنگ پال	۵۸	چھتر پال
۴۰	سہسرپال	۵۹	سوبل پال
۴۱	سوہن پال	۶۰	لنگ پال
۴۲	نارائن پال	۶۱	ہینول پال
۴۳	شجھ پال		

پریاگ کے چندربنسی راجہ ردوراشو کے دس بیٹوں میں سے تیسرے کا نام ککشیئو تھا۔ اس نے ترکستان میں جاکر اور اس ملک کے تاجداروں کو زیر کرکے ایک زبردست آریہ سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ اس عظیم الشان سلطنت کی موجودگی کا مختلف تواریخی شہادتوں سے

آخرکار ۲۰ جولائی ۱۸۱۳ء کو رنجیت سنگھ تمام مال و اسباب اور اپنی فوج کا بہت سا حصہ ضائع کرکے منڈی کی طرف بھاگ گیا۔ غرض کہ یہ قلعہ ایسا مضبوط تھا۔ کہ کوئی دشمن جس کے پاس توپیں نہ ہوں اس کے اندر داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ لیکن زمانہ کی گردش سے وہ قلعہ جو اس قدر مضبوط تھا۔ پتھروں کے ناہموار ڈھیر اور ایک چھوٹی سی روایت کی صورت میں باقی رہ گیا ہے۔

۱۰۱۔ سلطنت باختر

(بیکٹریا۔ ترکستان)

۱	گلگشیو	۱۳	سرہتسا
۲	سبھائر	۱۴	بلی
۳	کالائل	۱۵	انگ
۴	سربنجے	۱۶	ودھی باہن
۵	پربنجے	۱۷	پار
۶	جھمبے	۱۸	ودھی رتھ
۷	مہاشال	۱۹	دھرم رتھ
۸	مہامنا	۲۰	رزم پاد
۹	مہاگن	۲۱	چیتر تگ
۱۰	ننگشو	۲۲	پرتھولاکش
۱۱	اپدرتھ	۲۳	چینپ
۱۲	پچھین	۲۴	ہریگیہ

اس ملک کی قدیم تواریخ کے متعلق تمام حالات روشنی میں آجاتے ہیں
سلطنت پریاگ کے ضمن میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ مہاراجہ رودراشو
والی پریاگ کے حسب ذیل میں بیٹے تھے۔ رچیٹو۔ کرکشیو گکشیو
ستھنڈلیئو۔ سنیتٹو۔ و مثارنیئو۔ جینئو۔ ستھیئو۔ مہا بلوان بت نیئو
یہ دس بھائی بڑے عالم اور شجاع ہوئے۔ ان میں سے سب سے
بڑا رچیئو اپنے باپ کے بعد پریاگ کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز
ہوا۔ اور باقی بھائیوں نے مختلف ملکوں میں پھیل کر اپنی جداگانہ
حکومتوں کی بنیاد ڈالی۔ چنانچہ گکشیو نے پنجاب کے دریاؤں
کو عبور کر کے کوہ ہندوکش کی رہ گذر کر اس ملک میں اپنے پائے
استقامت جمائے۔ جس کو آج کل ترکستان کہتے ہیں۔ اس ملک
کے فرمانرواؤں کو زیر کر کے ایک زبردست آریہ سلطنت کی بنیاد
ڈالی۔

مہاراجہ گکشیو کے بھانر۔ چاکشش اور پرتھو تین بیٹے
تولد ہوئے۔ جو اپنے باپ سے بھی بڑھکر دلاور اور جنگجو تھے۔ انہوں
نے اپنے مقبوضات کو بہت کچھ وسعت دی۔ بھانر کی اولاد میں کئی
پشت بعد مہاراجہ مہامنا نہایت ہی دانشمند۔ مدبر اور صاحب اقبال
ہوا۔ اس نے رسوخ پیدا کر کے ایشیائی ممالک کے تمام تاجداروں
کے ساتھ دوستانہ تعلقات بڑھائے اور سب کو ایک ہی رشتہ یگانگت
میں گانٹھ دیا۔ ایشیا کے تمام حکمران اس کی بڑی عزت کرتے۔ اور اس
کی دانشمندی کے سامنے سر تسلیم خم کرتے تھے۔ یہاں تک کہ امراوتی
کا فرمانروا اندر بھی اس کا مربی اور دوست بن گیا۔ اس نے اپنی سلطنت
کو بہت کچھ وسعت دی۔ افغانستان۔ [illegible] کو
فتح کر کے اس نے پنجاب کو بھی اپنی قلمرو میں شامل کیا۔ اس کے

سن عیسوی کے آغاز کے قریبی زمانہ تک ثبوت ملتا ہے۔
مسلمان مورخ بیان کرتے ہیں۔ کہ ترکستان قدیم زمانہ میں توران۔ باختر اور سوغدی کے نام سے مشہور رہ چکا ہے۔ پورانوں میں مرقوم ہے۔ کہ اس ملک کو زمانہ ماسبق میں تنکشو استہان ہترک ولیش اور انگ ولیش وغیرہ ناموں سے نامزد کیا جاتا تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ تنکشو استہان کا تلفظ بگڑ کر ترکستان اور ہترک کا باختر مشہور ہو گیا۔ اس عظیم الشان سلطنت کی دارالحکومت پہلے مالنی نامی شہر میں تھی۔ راجہ چمپ نے اس شہر کا نام بدل کر چمپا رکھا۔ لیکن عام لوگ چمپا اور مالنی کو ملا کر چمپا مالنی کہنے لگے اور یہی نام مدت مدید تک شہرت پذیر رہا۔ بہت سے محقق انگ دیش کو آسام یا بنگال کے ایک حصہ کا نام قرار دیتے ہیں۔ اور بیان کرتے ہیں۔ کہ شہر چمپا مالنی بھاگلپور کے قریب واقعہ تھا۔ لیکن ان کا یہ خیال صحیح واقعات کی بنا پر قائم نہیں ہے۔ کیونکہ یہ محض قیاس ہے۔ کوئی تواریخی شہادت ایسی نہیں ملتی۔ جس سے یہ امر پایہ تصدیق تک پہنچ سکے برخلاف اس کے انگ ولیش ترکستان کا قدیم نام ہونے کے بیشمار شہادتیں سنسکرت لٹریچر میں موجود ہیں
سلطنت باختر کے متعلق یورپین محققوں نے بھی بہت سے حالات کا سراغ لگایا ہے۔ لیکن اس کے حکمران خاندان کے بارے میں تحقیقات کرتے ہوئے انہوں نے بہت سی غلطیاں کھائی ہیں۔ ان کے خیال میں باختر کے حکمران بھارت کے راجپوت نہیں۔ بلکہ یونانی تھے۔ یہ خیال بھی محض وہم وقیاس پر مبنی ہے۔ ان چند تمہیدی ریمارکس کے بعد اب ہم پورانوں کی تحریرات کے مطابق اس قدیم عظیم الشان سلطنت کے تواریخی واقعات معرض تحریر میں لاتے ہیں۔ جن سے

بیٹے تولد ہوئے۔ انہوں نے بھی اپنے باپ کے ملک کو چار مساوی حصوں میں تقسیم کر کے اپنی اپنی جداگانہ ریاستوں کی بنیاد ڈالی۔ برہدور کو سوات اور دوابہ سندھ ساگر کا شمالی حصہ ملا۔ برہدرتھ کا بیٹا سوبرت اور سوبرت کا انبشٹ ہوا۔ اس کے نام پر خاندان کا نام انبشٹ مشہور ہوا۔ اسکو بعد میں انبھی کہنے لگے۔ طوفان نوح کے بعد کے زمانہ میں انبھی خاندان نے ٹکشلا کو اپنی صدر گاہ بنایا۔ چنانچہ جب سکندر اعظم ایران پر حملہ آور ہوا۔ تو انبھی خاندان کا راجہ جو ٹکسلا میں حکومت کرتا تھا۔ سکندر کو راجہ پورس پر حملہ کرنے کی ترغیب دے کر لے آیا تھا۔ مدر کو پنجاب کا علاقہ دیا گیا۔ اس کے نام پر یہ ملک مدر دیش کہلایا سوبیر کو دوابہ سندھ ساگر کا جنوبی علاقہ ملا۔ اس کے نام پر یہ ملک سوبیر دیش کہلایا۔ کیکے کو افغانستان کا ملک ملا۔ اس کے نام پر اس ملک کا نام کیکے دیش پڑ گیا۔ اور اس کی اولاد کیکے خاندان کے نام سے شہرت پذیر ہوئی۔ رام چندر جی کے زمانہ میں یہ خاندان بہت مشہور تھا۔ یہ علاقہ بعد میں ہرات کے نام سے مشہور ہوا تتاشو کو ترکستان کا ملک حصہ میں آیا۔ اور وہ اپنی آبائی دارالحکومت مالنی میں رہ کر وسط ایشیا پر حکومت کرنے لگا۔ اس کی اولاد میں سے بہت مدت بعد مشہور راجہ بلی ہوا۔ اس نے عنان حکومت ہاتھ میں لے کر اپنی سپاہ کو آراستہ کیا۔ اور دیارو امصار کی فتح کے لئے روانہ ہوا۔ پورانوں کی تحریرات سے یہ بات مترشح ہوتی ہے۔ کہ تتاشو کی اولاد کی آٹھ مشہور سلطنتوں کے تاجدار جن کے علاقہ جات دریائے بیاس سے لے کر ایشیا کوچک تک پھیلے ہوئے تھے۔ حسب دستور فرمانروایان مالنی کو اپنا شہنشاہ تسلیم کرتے تھے۔ اور یہ سب مہاراجہ بلی کے تخت اور

مقبوضات دریائے بیاس سے شروع ہو کر ایشیا کوچک تک پھیلے ہوئے تھے۔

مہامنا کے بیٹے مہاگن نے تمام مملکت اپنے دو بیٹوں میں تقسیم کر دی۔ تنکشو کو ترکستان کا ملک دیا۔ جہاں اس کی آبائی دارالحکومت بالنی واقعہ تھی اور اُشی نر کو جنوبی مغربی ایشیائی ممالک کا حکمران بنایا۔ اُشی نر نے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہو کر مختلف ممالک کے راجاؤں کی بیٹیوں سے پانچ شادیاں کیں۔ انکی رانیوں کے نام یہ تھے۔ نرگا۔ کری۔ نوا۔ وربا۔ ورکھد ولی۔ ان کے بطن سے ایک ایک لڑکا پیدا ہوا۔ ان لڑکوں کی اولاد کا نام والدہ کے نام پر مشہور ہوا۔ راجہ اُشی نر نے اپنے مقبوضات پانچ حصوں میں تقسیم کر کے اپنے بیٹوں میں بانٹ دیئے۔ ان ملکوں کے نام اور خاندان ان کے ہی نام پر شہرت پذیر ہوئے۔ جن کی تفصیل اس طرح پر ہے۔

(۱) رانی نرگا کا بیٹا نرگ ہوا۔ اس کی اولاد نرگ خاندان کے نام سے مشہور ہوئی۔ اور اس کا ملک نرگ دیش کہلایا۔

(۲) کریا کا فرزند کری تھا۔ اس نے اپنے نام پر کرمیا پوری شہر بسا کر وہاں اپنی حکومت قائم کی۔ یہ علاقہ بعد میں کرمان کے نام سے شہرت پذیر ہوا

(۳) نوا کا بیٹا نوہو اس کی ریاست کا نام نوویش مشہور ہوا۔

(۴) وربا کے بیٹے وارب کے نام پر اسکے مقبوضات وارب ویش کے نام سے شہرت پذیر ہوئے۔ اسکو آجکل بلوچستان کہتے ہیں۔ اجودھیا کے راجہ سگر کے زمانہ میں وارب قوم بہت زبردست تھی۔

(۵) رانی ورکھدولی کے بطن سے جو لڑکا پیدا ہوا۔ اس کا نام شوی تھا اسکے نام پر اس کے ملک کا نام سوات مشہور ہوا۔ آج تک یہی نام برقرار چلا آتا ہے۔ شوی کے بہادر بچے شوبیر کہلائے۔ اور چار

راجہ اندر کے ساتھ سوم پان کیا۔ اور یہ فخر بہت ہی کم آرایہ راجاؤں کو نصیب ہوا ہوگا۔

دھرم رتھ کا بیٹا چتر رتھ بھی ایک عقلمند اور صاحب اقبال حکمران ہوا۔ اسی کا دوسرا نام روم پاو بھی تھا۔ یہ اجودھیا کے راجہ دسرتھ کا دلی دوست تھا۔ اس کے کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔ اس لئے بہت فکر مند اور اداس رہتا تھا۔ راجہ دسرتھ نے اپنی اکلوتی بیٹی شانتا اس کی گود میں دی۔ تاکہ اس کی پرورش کرکے اپنا غم غلط کرے روم پاو کے عہد حکومت میں ترکستان (انگ دیش) میں کئی سال تک مینہ نہ برسا۔ رعایا قحط سالی سے تکلیف اٹھانے لگی۔ امرائے سلطنت کے مشورہ سے اس نے بھانڈک رشی کے بیٹے شرنگی کو بلا کر یگیہ کروایا۔ بھانڈک رشی کا آشرم ہندوستان میں چترکوٹ پربت کے پاس دریائے گنگا کے جنوب میں واقعہ تھا۔ اور اس کا بیٹا شرنگی رشی یگیہ کے علم وعمل میں کمالیت کا درجہ حاصل کئے ہوئے تھا۔ رامائن میں لکھا ہے۔ کہ شرنگی رشی جب اپنے آشرم سے انگ دیش کی طرف روانہ ہوا۔ تو اس کا یہ سفر ایک سال میں ختم ہوا۔ مالنی میں پہنچکر شرنگی نے یگیہ کیا۔ جس سے بارش ہو کر قحط سالی دور ہوئی۔ اس کے بعد روم پاد نے اپنی لے پالک بیٹی شانتا کی شادی رشی سے کردی۔ اور شرنگی نے پتر ایشٹی یگیہ کے ذریعہ روم پاو کے ہاں چتر نگ نامی بیٹا پیدا کیا۔ جس سے راجہ کے دل سے لاولدی کا غم دور ہوا۔ شرنگی نے ترکستان میں ہی سکونت اختیار کی اور اس ملک میں اپنے نام پر ایک نئے آشرم کی بنیاد ڈالی۔ اسی شرنگی رشی نے راجہ رام پاو کی سفارش سے اجودھیا میں جاکر مہاراجہ دسرتھ کے لئے پتر ایشٹی یگیہ کیا۔ جس سے سری رام چندر

باجگزار تھے۔ اس لئے اس راجہ نے ایشیا کے مشرقی اور شمالی ممالک کو فتح کرکے ملک ہندوستان کی تسخیر کا عزم کیا۔ پورانوں میں لکھا ہے۔ کہ یہ اقبالمند راجہ آریہ ورت کے تاجداروں کو فتح کرتا ہوا خلیج بنگالہ تک جا پہنچا۔ اور مفتوحہ ممالک میں اپنی حکومت کو پایدار اور مستحکم بنانے کے لئے ہمالیہ پربت سے لے کر راس کماری تک مشرقی ہندوستان چار حصوں میں تقسیم کر کے اپنے چار چھوٹے بیٹوں کو وہاں کا حکمران بنایا۔ مہاراجہ بلی کے پانچ بیٹے تھے۔ ترکستان میں اس نے اپنے سب سے بڑے بیٹے انگ کو مالی کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز کیا۔ مہاراجہ انگ کے نام پر ملک ترکستان انگ دیش کہلانے لگا۔ دوسرے بیٹے بنگ کو مشرقی ہند میں جو ملک دیا۔ اس کے نام پر یہ ملک بنگ دیش یا بنگال کہلایا۔ تیسرے بیٹے سوہم کو بنگال کے جنوب میں خلیج بنگالہ کے مغربی ساحل کا حکمران بنایا۔ اس کے نام پر یہ ملک سوہم دیش کہلاتا۔ اس کے جنوب میں کلنگ اور پنڈر کو جو علاقے دئے۔ وہ کلنگ دیش اور پونڈر دیش کے نام سے شہرت پذیر ہوئے۔

مذکورہ بالا سطور میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ بلی کے بیٹے مہاراجہ انگ کے نام پر ترکستان کا نام انگ دیش مشہور ہوا۔ اور اس کی اولاد انگ یا انگال خاندان کے نام سے شہرت پذیر ہوئی انگ کی کئی پشتوں کے بعد اس خاندان میں مہاراجہ دھرم رتھ ترکستان کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ یہ راجہ زبردست جنگجو۔ اعلیٰ درجہ کا منتظم اور فتح مند ہوا۔ ہری بنش پوران میں لکھا ہے۔ کہ اس راجہ نے بشنو پد پربت پر امراوتی کے فرمانروا

سنجے نامی ایک لڑکا پیدا ہوا۔ سنجے کا بیٹا دھرتی۔ اس کا دھرت برت اور اس کا فرزند ست کرما ہوا۔ یہ ست کرما ترکستان کو چھوڑ کر ہندوستان میں چلا آیا۔ اور ہستنا پور میں آکر مہاراجہ دھرت راشٹر کی رتھوالی کرنے لگا۔ اس کا بیٹا ادھی رتھ بھی اسی عہدہ پر مامور رہا۔ ادھی رتھ کا فرزند کرن بہت مشہور جنگجو تھا۔ اور اس نے مہابھارت کی لڑائی میں سپہ سالاری کے فرائض انجام دیئے۔ بہت سے مورخ جنگ مہابھارت کی ساری ذمہ داری کرن پر ہی عاید کرتے ہیں۔ کیونکہ دریودھن والی ہستنا پور ارجن اور بھیم سے ڈرتا تھا۔ اور ان کے مدمقابل کا کوئی جوان اس کے پاس موجود نہ تھا۔ کرن کے بھروسہ پر اس کے حوصلے بلند ہو گئے۔ اگر کرن اس کی مدد پر نہ ہوتا۔ تو اس لڑائی کا وقوع میں آنا امکان سے باہر تھا۔

مہاراجہ جیدرتھ والی ترکستان کے خاندان کا آخری راجہ بکرن جنگ مہابھارت میں مارا گیا۔ کرن اور اس کے چھ بیٹے برکھ سین۔ پرسین۔ سکھین۔ چتر سین۔ ست سین۔ بھانو سین سب کے سب اسی لڑائی میں دریودھن کی مدد کرتے ہوئے ارجن کے ہاتھ سے مقتول ہوئے۔ برکھ سین کا ایک خورد سال بیٹا تو باقی بچا۔ مہابھارت کی لڑائی فتح کرکے مہاراجہ یدھشٹر ہستنا پور کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اور ایشیائی ممالک کے مقتول راجاؤں کے وارثوں کو اس نے اس نے ان کے ملکوں کی حکومتیں عطا کیں۔ تو کرن کے پوتے کو اس نے بترک ویش (ترکستان) کی حکومت بخشی۔ جو ان کا آبائی ملک تھا۔

مندرجہ بالا سطور میں بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ ترکستان کا نام پہلے پہل انگ ویش تھا۔ لیکن مہابھارت کے مطالعہ سے معلوم

لچھمن۔ بھرت اور شتروگھن یہ چار بیٹے تولد ہوئے۔ شرنگی آشرم کے برہمنوں نے ترکستان کی مذہبی اور اخلاقی تواریخ میں بعد کے زمانہ میں بڑے بڑے کام کئے۔

روم پاد کی اولاد میں سے بہت مدت بعد مشہور راجہ چنپ ترکستان کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس نے اپنے نام کی یاد تازہ رکھنے کی خاطر اپنی دارالحکومت مالنی کا نام تبدیل کرکے چمپا رکھا۔ اور عام لوگ اسے چمپا مالنی کہنے لگے۔ چنپ کے خاندان میں مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد مشہور راجہ برہگیہ ترکستان کا فرمانروا ہوا۔ جس کے ایما سے شرنگی آشرم کے گدی نشین نے اندر والی امراوتی کا ایراوت ہاتھی زبردستی چھین لیا۔ اور اندر اپنا سا منہ لے کر رہ گیا۔

طوفان نوح سے قریباً چار صدی پہلے اس خاندان کا راجہ برہت منا ترکستان کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس کے یشووتی اور ستیا نامی دو رانیاں تھیں۔ یشووتی کے بطن سے جیدرتھ بیٹا تولد ہوا۔ جو اپنے باپ کے بعد چمپا مالنی کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہو کر ترکستان میں حکومت کرنے لگا۔ اور راجہ بکرن تک اس کی اولاد نسلاً بعد نسلاً اس ملک میں حکومت کے ڈنکے بجاتی رہی۔ راجہ بکرن مہابھارت کی مشہور لڑائی میں داد شجاعت دیتا ہوا مارا گیا۔

برہت منا کی دوسری رانی ستیا صحیح النسب نہ تھی۔ بلکہ برہمن خاندان کی والدہ۔ اور کشتری خاندان کے والد کے اختلاط سے پیدا شدہ تھی۔ ہندو شاستروں میں ایسی اولاد کو سوت قوم کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس لئے ستیا اور اسکے بطن سے پیدا شدہ اولاد سوت کہلائی۔ راجہ برہت منا کے ہاں ستیا کے بطن سے

دریائے سندھ سے لے کر یونان تک پھیلی ہوئی تھی۔ پنجاب کے
راجاؤں اور یوناں کے بادشاہوں سے بھی وہ خراج وصول کرتا
تھا۔ فیلقوس کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے سکندر نے بغاوت
کا جھنڈا بلند کیا۔ اور بہت بڑی جمعیت لے کر وہ ایران کو فتح کرنے
کی غرض سے روانہ ہوا۔ دارا نے بھی اپنے ماتحت حکمرانوں کی
امداد لے کر سکندر کا مقابلہ کیا۔ چونکہ اس لڑائی کا سلطنت ہامنش
کی تباہی کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ اس لئے اس کے تفصیلی حالات
ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

دارا اور سکندر کا سب سے پہلا مقابلہ دریائے گرنیکس پر ہوا
جو بحرہ مارمورا میں گرتا ہے۔ دارا کے سردار ممنن نے منع کیا۔ کہ
یہ مقام لڑائی کے لئے غیر موزوں ہے۔ کیونکہ ایرانی فوج یہاں
غیر محفوظ تھی۔ سکندر نے دریا کو عبور کرکے لڑائی شروع کی۔ ایک
خونریز جنگ کے بعد دارا شکست کھا کر بھاگ گیا۔ اور سکندر کی فتح
ہوئی۔ اس کے بعد دوسرا حملہ بلیکارنیس پر کیا۔ لیکن دارا کے
مشیر جنگی میمنن نے یہ مقام بغیر لڑائی کے ہی چھوڑ دیا۔ اس کے پاس
فوج کم تھی۔ اور قبضہ بحال رکھنا اسے ناممکن دکھائی دیا۔ بعدازاں
سکندر نے سلیین کے قلعہ پر بھی بغیر لڑائی کے ہی قبضہ کر لیا۔ مسیح سے
۳۲۳ برس پہلے ایک مشہور مقام گورڈیم پر بھی بغیر جنگ کئے
اس نے اپنا تسلط کر لیا۔ اور اسی طرح سے شہر طرطوس میں بلا مزاحمت
داخل ہو گیا۔ اصل بات یہ تھی۔ کہ جنگ گرنیکس کے بعد دارا کا
جنگی مشیر ایک لشکر جرار اکٹھا کرتا ہوا۔ یونان کی ایک آزاد
ریاست لیس ڈیمون کی طرف جا رہا تھا۔ تاکہ وہاں کے حکمران کی امداد
حاصل کرکے مقدونیہ پر حملہ کر دے اور سکندر کو ایران پر حملہ کرنیکا

ہوتا ہے۔ کہ اس زمانہ میں اس کا نام بزرگ ویش مشہور ہو چکا تھا اور یہی لفظ بدل کر بعد کے زمانہ میں باختر کے نام سے مشہور ہوا یونانیوں نے اسے بیکٹریا لکھا ہے۔

کرن کا پوتا یو مسیح سے ۳۱۷۶ برس پہلے مہاراجہ یدھشٹر کے حکم سے باختر کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اور اس خاندان کا آخری راجہ سوبل ۳۲۰ برس قبل مسیح میں سکندر اعظم کے ہاتھ سے مارا گیا۔ راجہ سوبل کی موت کے ساتھ ہی باختر کے ملک سے اس خاندان کی حکومت اٹھ گئی۔ اس لئے طوفان نوح سے ۲۸۱۲ برس بعد تک یہ خاندان ترکستان میں حکومت کرتا رہا۔ مہاراجہ مینندر کے عہد معدلت مہد تک وسط ایشیا میں ان کے اقبال کا ڈنکہ بجتا رہا۔ یورپین محققوں نے تحقیق کیا ہے۔ کہ مینندر نے وسط ایشیا کے بہت سے تاجداروں کو فتح کر کے اس نے اپنا باجگزار بنایا۔ اور ہندوستان پر بھی اس نے یورش کی۔ تمام راجاؤں کو مطیع اور باجگزار بناتا ہوا متھرا تک جا پہنچا۔ اور پھر باختر کو واپس چلا گیا۔

مینندر کے مرنے کے بعد باختر کے انگ خاندان کی حکومت کو زوال آنا شروع ہوا۔ ایران کے فرمانرواؤں نے زور پکڑا۔ اور انہوں نے باختر کے حکمرانوں کو اپنا مطیع اور باجگزار بنا لیا۔ یونانی مورخ ایرین کی تحریرات سے یہ بات مترشح ہوتی ہے۔ کہ اہل باختر ایرانیوں کی اطاعت سے آزادی حاصل کرنے کے لئے ہمیشہ جدوجہد کرتے رہے اور اسی کوشش میں اپنی سلطنت کھو بیٹھے راجہ سوبل جسکو یونانیوں نے بل سیس لکھا ہے۔ دارا بادشاہ ایران کا ہمعہد اور اس کا باجگزار تھا۔ اور اس زمانہ میں دارا کی حکومت

جو دارا کی طرف سے وہاں حکومت کرتا تھا۔ خود بخود ملک سکندر کے حوالے کر دیا۔ اس پر اپنا قبضہ جما کر سکندر پھر ایشیا کی طرف چلا۔

دارا نے تیسری لڑائی گو اکا میلا میں کی۔ لیکن یہاں بھی اسے شکست ہی نصیب ہوئی۔ اور وہ باختر کی طرف بھاگ گیا۔ تاکہ راجہ سیل سے امداد لے کر سکندر کا مقابلہ کرے۔ لیکن رستہ میں ہی راجہ سیل نے اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ اہل باختر شاہان فارس کی غلامی سے آزادی حاصل کرنے کے لئے مدت سے کوشاں تھے۔ سیل کو یہ موقعہ از خود ہاتھ آگیا اس نے یہ سوچکر کہ سکندر واپس چلا جائیگا۔ اور وہ نہ صرف آزادی ہی حاصل کریگا۔ بلکہ سلطنت فارس پر بھی قبضہ کر لینے کا موقعہ مل جائیگا۔ دارا کو پابہ زنجیر کر دیا۔

گو اکا میلا کی فتح کے بعد سکندر نے اربیلا تک دارا کا تعاقب کیا۔ اس لئے یہ لڑائی جنگ اربیلا کے نام سے مشہور ہے۔ اس فتح سے سکندر نے قریباً تمام سلطنت ایران پر اپنا قبضہ کر لیا۔ ایران کی دارالحکومت شہر پرسی پولس (پارس پور) میں پہنچکر سکندر نے دارا کے تخت سلطنت پر جلوس کیا۔ اور وہاں سے دارا کے تعاقب میں شہر ہمدان میں پہنچا۔ وہاں جاکر معلوم ہوا۔ اہل باختر کے فرمانروا سوبل نے اسے قید کر رکھا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا۔ کہ راجہ سوبل جنگ اربیلا میں دارا کے ساتھ تھا۔ اور انیطس کے مرنے کے بعد دارا نے اسے اپنی رہی سہی فوج کا سپہ سالار بنا دیا تھا۔ جب جنگی طاقت اس کے ہاتھ آگئی۔ تو دارا کو قید کر لینا اس کے لئے بالکل سہل ہو گیا تھا۔

پرسی پولس سے روانہ ہو کر سکندر رے سے ہوتا

خیال چھوڑ کر گھر کو بچانے کے لئے واپس لوٹنا پڑے عنقریب تھا کہ میمنن بو بوا پر حملہ کر دے۔ اس کی اجل آپہنچی اور اپنے دل کے ارادوں کو دل میں ہی لے کر عالم بقا کو سدھار گیا۔

میمنن کے مرنے کے بعد دارا نے انیطس کو اپنا جنگی مشیر مقرر کیا۔ یہ بھی میمنن کی طرح بڑا تجربہ کار تھا۔ اس نے انطاکیہ کے میدان میں بہت سی فوج جمع کر لی۔ تاکہ یہاں سکندر کا مقابلہ کیا جائے۔ اگرچہ دارا اس مقام کو لڑائی کے لئے موزوں نہ سمجھتا تھا۔ اور وہاں سے فوجیں اٹھا کر کسی دوسری جگہ جانے کے لئے اصرار کرتا تھا۔ لیکن انیطس نے پرواہ نہ کی۔ جب لڑائی شروع ہوئی۔ تو طرفین نے اپنی اپنی سپاہ کے دو دو حصے کر کے لڑنا شروع کیا۔ انیطس کا دستہ یونانیوں پر غالب آرہا تھا۔ اور دوسرا دستہ جس کی کمان دارا کے اپنے ہاتھ میں تھی یونانیوں سے مغلوب ہوتا جاتا تھا۔ اسی اثنا میں دفعتہً دارا میدان جنگ سے بھاگ نکلا اس کی سپاہ بھی بھاگنے لگی۔ لیکن انیطس بدستور ڈٹا رہا۔ آخر کار جب اس کے پاس فوج ہی نہ رہی۔ تو وہ بھی میدان جنگ میں داد شجاعت دیتا ہوا مارا گیا۔ دارا کے سامان حرب و ضرب اور مال و اسباب پر سکندر نے قبضہ کر لیا۔ اس فتح سے سکندر کے لئے بابل اور مصر دونوں طرف کے رستے کھل گئے۔

سکندر نے اس خیال سے کہ اس کی غیر حاضری میں اہل مصر یونان پر حملہ نہ کر دیں۔ دوسرے یہاں سے دارا کو فوجی امداد نہ مل سکے پہلے مصر کو اپنے ہاتھ میں لینا مناسب خیال کیا۔ راستہ میں فلسطین تھا۔ وہاں کے تجارتی شہر سور کو سات ماہ میں اور غازا کو دو ماہ میں فتح کر لیا۔ اہل اورشلیم بغیر لڑائی کے ہی مطیع ہو گئے۔ مصر کے صوبہ دار نے

اسے قتل کر ڈالا۔ اور سمرقند و ماوراالنہر کے صوبوں پر بھی قبضہ کر لیا
جو راجہ سوبل کی قلمرو میں شامل تھے۔ اس طرح سے سکندر نے سلطنت
باختر کو نیست و نابود کر دیا۔ اور راجہ سوبل جو ایرانیوں کی اطاعت کا
جوا اپنے کندھوں سے اتار کر پھینک دینا چاہتا تھا اس کی یہ کوشش
سابقہ اقتدار کو ملیا میٹ کر دینے کا باعث ثابت ہوئیں۔ جب راجہ
سوبل مارا گیا۔ اور سلطنت باختر پر سکندر نے قبضہ حاصل کر لیا۔ تو انگ
خاندان کے راجپوتوں پر تباہی آئی۔ یہ لوگ جوق در جوق دوسرے
ملکوں کی طرف بھاگ گئے۔ ایک گروہ نے یورپ کا رخ کیا۔ یہ لوگ
جرمنی کے اس حصہ میں جا کر آباد ہو گئے۔ جہاں سیکسن (ساکا سینی)
اور جوٹ (جیتی) تو میں سکونت پذیر تھیں۔ انگ وینش سے جاٹ
اور انگ خاندان سے تعلق رکھنے کی وجہ سے یہ لوگ انگ وال یا
انگل کہلاتے رہے۔ بہت عرصے تک جرمنی میں قیام پذیر رہ کر
انہوں نے برطانیہ پر قبضہ کیا۔ اور اپنی قوم کے نام پر اس ملک کا نام
انگلینڈ رکھا۔ بعد کے زمانے میں انہوں نے ہندو دھرم کو چھوڑ کر
عیسائی مذہب قبول کر لیا۔

اس قوم کے بچے کھچے افراد جو ترکستان میں رہ گئے۔ یہ انگت
انگت سی یا انگتی قوم کے نام سے مشہور ہوئے۔ بہت عرصہ بعد جب
ترکستان میں مسلمانوں کا عمل دخل ہو گیا۔ اور منگلوں نے زور پکڑا۔ تو
انگتی قوم منگلوں میں ہی مل جل گئی۔ مشہور مورخ ابوالغازی تاتاری
نے اپنی تحریرات میں انگتی قوم کا وضاحت کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ وہ
لکھتا ہے۔ کہ سکندر کے بعد اس قوم نے پھر بھی تھوڑا بہت اقتدار
حاصل کر لیا تھا۔ اور کچھ عرصہ تک چین کی دیوار قہقہہ کی حفاظت پر بھی
یہ قوم مامور رہ چکی ہے۔

ہوا کوہ البرز کی ایک تنگ گھاٹی میں سے گذر کر راجہ سبل پر
حملہ آور ہوا۔ اگرچہ سکندر کے پاس اس وقت فوج بہت ہی
تھوڑی تھی۔ لیکن سبل نے غلطی سے یہی خیال کیا۔ کہ یونانی سپاہ
ساری کی ساری اس پر ٹوٹ پڑی ہے۔ وہ بھاگنے پر تیار ہوا
جاتے وقت اس نے دارا کو بھی ہمراہ لے جانا چاہا۔ لیکن اس نے
کہا۔ تیری قید سے میں سکندر کی قید کو اچھا خیال کرتا ہوں۔ جانے
سے انکار کر دیا۔ اس پر سبل نے دارا کو زخمی کر دیا۔ اور مردہ
سمجھکر اسے سڑک کو ڈال کر چھ سو سواروں کے ہمراہ بھاگ نکلا۔
جب سکندر دارا کے پاس پہنچا۔ تو اس کو مرا ہوا پایا۔ اور اسکی
تجہیز و تکفین کی رسم ادا کر کے سبل کے تعاقب میں بخارا
کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن اس سے پہلے سوبل سلطنت ایران
کے شہنشاہ کی حیثیت سے تخت نشینی کی رسم ادا کر کے دارا
کا تاج اپنے سر پر رکھ کر اس کی تمام قلمرو کا مدعی بن بیٹھا
ابھی سکندر بخارا میں پہنچنے نہیں پایا تھا اور راستہ میں ہی
اطلاع ملی۔ کہ صوبہ ایریا کا حاکم جسے وہ خود مقرر کر آیا تھا۔ باغی
ہو گیا ہے۔ اس لئے وہ واپس لوٹ آیا۔ اور مشہد و نیشاپور ہوتا ہوا
ہرات میں گیا۔ جو صوبہ ایریا کا صدر مقام تھا۔ وہاں کی بغاوت کو فرو کیا
اس کے بعد چند چھوٹی چھوٹی قوموں کو مطیع کر کے سکندر باختر کی طرف
روانہ ہوا۔ اس عرصہ میں سوبل نے رستہ کے دیہات کو اجاڑ دیا۔ تاکہ دشمن
کو جو اس کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔ سامان خورش نہ مل سکے۔ اور خود دریائے
جیحوں کو عبور کر کے صوبہ سوغدی کے شہر نوطیکا میں جا کر پناہ گزین
ہو گیا۔ سکندر نے بعد مزاحمت ارلوس اور باختر کے صوبجات پر اپنا
تسلط کر لیا۔ بعد ازاں بڑی مشکل سے راجہ سوبل کو شکست دیکر

۷	دھرم	۱۱	سنام
۸	دھرت	۱۲	شل
۹	دُرگم	۱۳	ششکنی
۱۰	پرچیتیا		

صدر مقام ویہند

۱	لگتورماں	۵	بھیم
۲	کلر	۶	انند پال
۳	للیہ	۷	ترلوچن پال
۴	کملک		

صدر مقام غزنی

۱	الپ تگین سنہ ۹۶۲	۱۰	مودود سنہ ۱۰۴۰
۲	اسحاق سنہ ۹۶۳	۱۱	مسعود ثانی سنہ ۱۰۴۸
۳	بلک تگین سنہ ۹۶۶	۱۲	علی ابوالحسن سنہ ۱۰۴۹
۴	پیری سنہ ۹۷۲	۱۳	عبدالرشید سنہ ۱۰۴۹
۵	سبک تگین سنہ ۹۷۶	۱۴	طغرل سنہ ۱۰۵۲
۶	اسمعیل سنہ ۹۹۷	۱۵	فرخ زاد سنہ ۱۰۵۳
۷	محمود سنہ ۹۹۸	۱۶	ابراہیم سنہ ۱۰۵۹
۸	محمد جلال الدولہ سنہ ۱۰۳۰	۱۷	مسعود ثالث سنہ ۱۰۹۹
۹	مسعود سنہ ۱۰۳۰	۱۸	شیرزاد سنہ ۱۱۱۴

راجہ سبل کے قتل ہو جانے کے بعد اس کا بیٹا لنگ پال بھاگ کر پنجاب میں چلا آیا۔ اس کی اولاد لنگیہہ راجپوتوں کے نام سے مشہور ہوئی۔ اور آج تک پنجاب میں موجود ہے۔ لنگ پال کے بیٹے ہنیول نے جس کو بعض مورخ ہرماؤں بھی کہتے ہیں۔ پنجاب میں کچھہ جمیعت فراہم کر کے سلطنت باختر کو واپس حاصل کرنے کی غرض سے پھر ترکستان پر حملہ کیا۔ لیکن وہ اپنی کوششوں میں کامیاب نہ ہو سکا اس کی اولاد پنجاب میں رہنے لگی۔ جب نوشیرواں نے پنجاب پر حملہ کر کے بھاٹی راجپوتوں کی سلطنت کو تباہ کر دیا۔ تو لنگیہہ راجپوتوں نے ملتان پر اپنا قبضہ جمایا۔ اور بہت عرصہ تک جنوبی پنجاب میں حکومت کرتے رہے۔ بعد ازآں مسلمانوں نے ان کی حکومت تباہ کر دی۔

مذکورہ بالا سطور سے یہ امر واضح ہو جاتا ہے۔ کہ پنجاب کے لنگیہہ راجپوت۔ ترکستان کے انگتی خاندان کے مغل اور برطانیہ کے انگریز ایک ہی نسل سے ہیں۔ جو نسلی طور پر پرباگ کے چندر بنسی خاندان کے راجپوتوں کی ہی شاخیں ہیں۔

---

۱۰۲ افغانستان

صدر مقام قندھار

۱	درہیو	۴	آرووال
۲	بھرو	۵	انگار
۳	سینو	۶	گندھار

۱۱ یعقوب خاں ۱۸۷۹ء ۱۲ عبدالرحمن خاں ۱۸۷۹ء

۱۳- امیر حبیب اللہ خاں ۱۹۰۱ء

سلطنت پرباگ کے حالات میں بیان کیا جاچکا ہے۔ کہ وہاں کے راجہ ججاتی نے اپنے چار بڑے بیٹوں کو جلاوطن کرکے سب سے چھوٹے پرد کو اپنا ولیعہد سلطنت بنالیا تھا۔ انہیں جلاوطن شدہ شاہزادوں میں سے ایک کا نام وردہبو تھا۔ اس نے افغانستان پر قبضہ کرکے یہاں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ اس کی اولاد میں سے کئی پشتوں کے بعد مشہور راجہ آروودان ہوا۔ جس نے اپنی سلطنت کو بہت زیادہ وسعت دی افغانستان کا راجہ انگار اجودھیا کے راجہ یوناشو کا ہمعصر تھا۔ پرانوں میں لکھا ہے۔ کہ یوناشو اور انگار میں چودہ ماہ تک ایک خونریز جنگ جاری رہی۔ آخرکار صلح ہوگئی۔ اس کے بیٹے گندھار نے اپنے نام پر گندھار شہر آباد کرکے اسے اپنی صدر گاہ قرار دیا۔ یہ شہر آج کل قندہار کے نام سے شہرت پذیر ہے۔ راجہ اگرسین والی دوارکا نے راجسو یگیہ کیا اور سری کرشن کا بیٹا پردومن فتوحات عالم کے لئے روانہ ہوا۔ تو افغانستان میں بھی اس کا گزر ہوا۔ ان ایام میں یہاں راجہ سنام قندھار کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوکر حکومت کر رہا تھا۔ اسکے جانشین شل اور شکنی مہاراجہ جنمیجا والی دہلی کے ہمعصر تھے۔ اسی شکنی والی قندھار نے جودریودھن والی ہستناپور کا ماموں تھا سلطنت دہلی مہاراجہ یدھشٹر سے جوئے میں جیت کر دریودھن کو دلوا دی تھی یدھشٹر اور اسکے بھائی تیرہ برس تک جنگلوں کی خاک چھانتے رہے مسیح سے ۱۲۹۲ برس پہلے تک یہ خاندان قندھار میں حکومت کرتا رہا۔ بعد ازآں انہوں نے دیہند نامی ایک شہر آباد کرکے اپنی صدر گاہ بنایا۔ یہ شہر کابل اور قندھار کی وادی میں واقعہ تھا۔ اس شہر کو مختلف تواریخوں میں اوک ہانڈ اودبھانڈ۔ اودیند اور

۱۹ ارسلان سنہ ۱۱۱۶ ۲۱ خسرو شاہ سنہ ۱۱۵۲

۲۰ بہرام شاہ سنہ ۱۱۱۸ ۲۲ خسرو ملک سنہ ۱۱۸۶

صدر مقام غور

۱ محمد بن سوری ۵ غیاث الدین سنہ ۱۱۹۰

۲ قطب الدین سوری ۶ شہاب الدین سنہ ۱۲۰۲

۳ سیف الدین سوری سنہ ۱۱۴۹ ۷ محمود سنہ ۱۲۰۶

۴ علاء الدین سنہ ۱۱۶۵ ۸ بہاء الدین سنہ ۱۲۳۹

صدر مقام ہرات

۱ شمس الدین سنہ ۱۲۴۵ ۵ شمس الدین سنہ ۱۳۲۸

۲ رکن الدین سنہ ۱۲۷۸ ۶ حافظ سنہ ۱۳۲۹

۳ فخر الدین سنہ ۱۲۸۵ ۷ معز الدین سنہ ۱۳۳۱

۴ غیاث الدین سنہ ۱۳۰۷ ۸ غیاث الدین سنہ ۱۳۸۹

جانشین ایرانی و مغل ہندوستان

درانی صدر مقام کابل

۱ احمد شاہ سنہ ۱۷۴۷ ۶ شاہ شجاع سنہ ۱۸۰۳

۲ تیمور شاہ سنہ ۱۷۷۳ ۷ علی شاہ سنہ ۱۸۱۷

۳ زمان شاہ سنہ ۱۷۹۳ ۸ دوست محمد سنہ ۱۸۲۶

۴ شاہ شجاع سنہ ۱۸۰۳ ۹ شجاع سنہ ۱۸۳۹

۵ محمود شاہ سنہ ۱۸۰۱ ۱۰ شیر علی سنہ ۱۸۶۳

لکھتا ہے۔ کہ بعد کے زمانہ میں کلر کی اولاد کے بہت سے بھائی راجپوت اپنا ہندو دھرم چھوڑ کر مسلمان ہو گئے۔ اور افغانوں میں مل جل گئے۔ چارن رام ناتھو رتن کے علاوہ ٹھاکر کاہن سنگھ صاحب بلوریہ بھی اپنی کتاب تواریخ راجپوتاں میں کلر کو بانند کا بیٹا بتلاتے ہیں۔ یہ خیال بالکل درست واقعات کی بنا کر قائم ہے۔

دروہیو کی اولاد کے چندر بنسی راجگان قندھار اور ویہند میں شاہی یا شاہیہ کے خطاب سے مخاطب کئے جاتے تھے۔ اس خاندان کی ایک شاخ نے قندھار سے اٹھ کر گجرات کاٹھیا واڑ میں حکومت کی۔ جس کا مورث اعلیٰ نہ پان (رتن) تھا۔ اس کی اولاد کے حکمران بھی گجرات میں شاہی کے خطاب سے مخاطب کئے جاتے رہے۔ لگتورمان کو قتل کر کے جب کلر افغانستان کا حکمران بنا۔ تو اس کی اولاد بھی شاہی یا شاہیہ کے ہی نام سے مخاطب کی جاتی رہی۔

کلر کی اولاد میں سے راجہ للیہ کا ذکر کشمیر کی تواریخ راج ترنگنی میں آتا ہے۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ جب ششنکر ورمن راجہ کشمیر نے ترکستان کی ریاست ترائیتے کے حاکم ایلک خاں کو جس کی دارالحکومت نزار میں تھی۔ شکست دے کر اس کا علاقہ تک دیش چھین لیا۔ تو ان ایام میں ویہند کا راجہ للیہ ایلک خاں کا مددگار تھا۔ اور اس زمانہ میں ریاست ویہند گردو نواح کے شکست یافتہ حکمرانوں کی جائے پناہ ہوتی تھی۔ راج ترنگنی میں لکھا ہے۔ کہ ویہند کے حکمران شرافت اور مہمان نوازی میں گردو نواح کے تمام فرمانرواؤں سے بڑھے ہوئے تھے۔ اس لئے ہر ایک راجہ ان کی دل سے عزت کرتا تھا۔ پنڈت کلہن لکھتا ہے۔ کہ ویہند کا راجہ للیہ شاہی دردوں اور ترکوں سے

اہند وغیرہ کئی ایک ناموں سے نامزد کیا گیا ہے۔ سلطان محمود غزنوی کے دربار کا مشہور مورخ البیرونی بیان کرتا ہے۔ کہ ۲۹ ۱ قبل مسیح سے لے کر لکتورمان تک جو اس خاندان کا سب سے آخری آریہ راجہ ویہند کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس خاندان کے ساٹھ تاجداروں نے مسلسل طور پر حکومت کی ساٹھویں راجہ لگتورمان کو میدان جنگ میں قتل کر کے کلر نے ویہند کے تخت سلطنت پر سمت ۹۲۱ بکرمی میں قبضہ کیا۔

کلر کے خاندان کی نسبت مورخوں کی آرا میں بہت سا اختلاف پایا جاتا ہے۔ البیرونی کہتا ہے۔ کہ وہ برہمن نسل سے تھا۔ لیکن اس کی یہ بات غلط معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ اس کی اولاد میں سے راجہ بھیم پال کی بیٹی دارواابھیسار کے راجہ سنگھ راج کے ساتھ بیاہی گئی تھی۔ جس کے بطن سے کشیم گپت فرمانروائے کشمیر کی رانی دوا پیدا ہوئی۔ چونکہ کشمیر اور دار وابھیسار کے راجے راجپوت تھے۔ اس لئے ویہند کا راجہ بھیم پال اور اس کا بزرگ کلر بھی راجپوت ہی تھے کیونکہ اس زمانہ میں برہمنوں اور راجپوتوں میں تعلقات رشتہ داری قائم نہ تھے۔

چارن رام ناتھو رتن اپنی کتاب اتہاس راجستان میں لکھتا ہے۔ کہ حصار کے راجہ بالندجی کے بارہ بیٹوں میں سے ایک کا نام کلر یا کلور راؤ تھا۔ بالند کا بیٹا بھالی حصار کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا اور اس کے گیارہ بھائیوں نے پنجاب افغانستان اور سندھ میں پھیل کر اپنی اپنی جداگانہ ریاستیں قائم کر لی تھیں۔ چنانچہ کلر نے ویہند (افغانستان) کے راجہ لگتورمان کو شکست دے کر اور میدان جنگ میں اسے قتل کر کے ریاست ویہند پر قبضہ کر لیا تھا۔ چارن رام ناتھو رتن

کہا۔ جب تک تم مسلمانوں کے طریق جنگ سے بخوبی واقف نہ ہوجائیں بہتر ہے۔ کہ اس پہاڑی کی چوٹی پر ٹھہر کر حسب خواہش آرام کریں لیکن تنگ نے یہ نیک نصیحت نہ مانی۔ اور لڑائی کا منتظر رہا۔

تنگ تھوڑی فوج لے کر توشی کے دوسرے کنارے پر چلا گیا۔ اور محمود کے بھیجے ہوئے ایک دستہ فوج کو اس نے مغلوب کر دیا صبح کے وقت مسلمانوں کی فوج کا سپہ سالار جو فن حرب سے اچھی طرح واقف تھا۔ جوش میں بھرا ہوا میدان جنگ میں نکلا۔ کشمیری فوج تتر بتر ہو کر بھاگ گئی۔ اور ان میں سے صرف جے سنگھ۔ سری بردھن اور بربارک لڑتے رہے۔ ترلوچن پال کی فوج تعداد میں بہت کم تھی۔ اس نے شکست کھائی۔ مسلمان سارے افغانستان میں پھیل گئے۔ اور اس ملک سے آریوں کی حکومت کا چراغ اقبال ہمیشہ کے لئے گل ہو گیا۔ دریائے سندھ کے پار ترلوچن پال سب سے آخری ہندو راجہ تھا۔ جو سلطان محمود غزنوی کے ہاتھ سے مارا گیا۔

کیکے خاندان درو ہیو خاندان کے بعد ترکستان (باختر) کے گاشیپو خاندان کے ایک شاہزادہ مشی نزگی اولاد میں سے راجہ شوی کے بیٹے کیکے نے سری رام چندر جی کے زمانہ سے کچھ عرصہ پہلے مغربی افغانستان میں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ یہ سلطنت مہاراجہ سگر کے عہد میں کمزور حالت میں تھی کیونکہ سگر کی فتوحات میں اس کا ذکر نہیں ہے۔ لیکن بلوچستان کی وارب قوم کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ وارب اور کیکے دونوں خاندان ایک ہی وقت میں پیدا ہوئے۔ اس لئے قیاس کیا جاسکتا ہے۔ کہ مہاراجہ سگر کے عہد معدلت مہد میں یہ خاندان افغانستان میں حکومت کرتا تھا لیکن

درمیان اس طرح اپنے آپ کو بچائے ہوئے تھا۔ جس طرح دوشیزوں کے درمیان ریچھ کیونکہ اس زمانہ میں درد اور ترک غاصب تندخو اور خونخوار قومیں بنی ہوئی تھیں۔

اس کے بعد راج ترنگنی میں ویہند کے راجہ کملک کا ذکر آتا ہے بیان کیا گیا ہے۔ کہ کشمیر کے راجہ گوپال برمن نے اودبھانڈ پور (دیہند) کے مقام پر شاہیہ خاندان کے راجہ للیہ کو شکست دے کر اور اسے تخت سلطنت سے علیحدہ کرکے اس کے بیٹے تورمان کو تخت نشین کیا اور خود ہی اس کا نام کملک رکھا۔

کملک کے بعد ویہند کے راجہ بھیم پال شاہی کا ذکر راج ترنگنی میں آتا ہے۔ لکھا ہے۔ کہ کشیم گپتا والی کشمیر کی رانی ردوا کے نانا مشہور معروف بھیم شاہی نے کشمیر میں بھیم کیشو کا مندر بنوایا۔

ویہند کا قلعہ ہندوستان کا پھاٹک سمجھا جاتا تھا۔ مدت مدید اور عرصہ بعید تک یہاں کے آریہ فرمانرواؤں نے مغربی ممالک کے بادشاہوں کے حملوں کو روکے رکھا۔ لیکن بھیم پال کے پوتے ترلوچن پال کے عہد میں سلطان محمود غزنوی نے اس ریاست پر حملہ کر دیا۔ اور ترلوچن پال کو میدان جنگ میں قتل کرکے اس پھاٹک کو توڑ دیا۔ اور ترکوں و مغلوں کے لئے ہندوستان کا دروازہ کھول دیا۔ راج ترنگنی میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ کشمیر کے راجہ سنگرام راج نے تنگ وزیر کی زیر سرکردگی اپنی فوج راجہ ترلوچن پال کی امداد کے لئے روانہ کی کشمیری فوج کو ویہند میں گئے چھ دن گذر گئے۔ اور ترلوچن پال نے دیکھا۔ کہ یہ لوگ رات کے پہروں۔ جاسوسوں کی تعیناتی۔ فوجی قواعد اور حملہ کی دیگر تیاریوں کی طرف توجہ نہیں دیتے۔ تو اس نے تنگ سے

جو ترکستان کے شاہزادہ اشی نر کی اولاد میں سے تھا دریائے سندھ کے مغرب کی طرف اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ راجہ شوی کے حالات سے پورانوں کے اوراق بھرے پڑے ہیں۔ اس کے نام پر اس ریاست کا نام سوات مشہور ہوا۔ اور یہی نام اس علاقہ کا اب تک مشہور چلا آتا ہے۔

جادو بنسی خاندان - بمطابق کشمیر ہسٹری پر جادو بنسی خاندان کی تباہی کے بعد ۳۱۴۰ برس قبل مسیح میں مہاراجہ یدھشٹر والی دہلی نے سری کرشن کے پڑپوتے بجر ناتھ کو متھرا کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز کیا۔ اور پنجاب و افغانستان کی حکومت بھی اسے دیدی۔ یہ خاندان ۳۱۴۰ برس قبل مسیح سے ۹۷۹ء تک افغانستان میں حکومت کرتا رہا۔ اس خاندان کے آخری راجہ گوجی کو شکست دے کر نوشیروان کے بیٹے نوشیزاد اور سپہ سالار حسین شاہ نے اسکی حکومت تباہ کردی۔ لیکن بعد ازاں جادو بنسی خاندان کی ایک شاخ چکینائی کے سرداروں کو اس ملک کی حکومت دیدی۔ جادو بنسی خاندان کے راجہ گج نے قریباً ۲۷۰۰ برس قبل مسیح میں اپنے نام پر قلعہ گجنی تعمیر کروا کر شہر گجنی آباد کیا۔ جو آج تک غزنی کے نام سے افغانستان میں آباد چلا آتا ہے۔ جادو بنسی خاندان کے حالات سلطنت متھرا اور لاہور کے ضمن میں بیان کئے جا چکے ہیں۔ اس لئے یہاں دوبارہ اعادہ کرنے کی ضرورت معلوم نہیں ہوتی۔ حاصل کلام ۹۷۸ء تک افغانستان میں ہندو عملداری تمام ملک پر قائم رہی اسکے بعد ایک سو تیس برس کے عرصہ میں یہاں مسلمان سارے ملک پر حاوی ہو گئے۔ ہندوؤں کا بستر بوریا اٹھا کر اپنا قبضہ جما لیا۔

صاحب اقتدار نہ تھا۔

مہاراجہ دسرتھ والی اجودھیا کے عہد میں اس ریاست نے کسی قدر عروج حاصل کر لیا تھا۔ یہاں کے راجہ کی بیٹی سُو دیشا جو کیکئی کے نام سے مشہور تھی۔ مہاراجہ دسرتھ کی رانی تھی۔ رانی کوشلیا کے بطن سے جب کوئی اولاد پیدا نہ ہوئی۔ تو راجہ کیکے نے اپنی لڑکی اس شرط پر بیاہی تھی۔ کہ اس کے بطن سے جو لڑکا پیدا ہوگا۔ وہ اجودھیا کے تخت و تاج کا مالک ہوگا۔ اسی لئے کیکئی بھرت کو ولیعہد سلطنت قرار دینے کے متعلق جو اصرار کر رہی تھی۔ وہ حق بجانب تھی۔ اور سری رام چندر جی نے بھرت کے سامنے یہی عذر پیش کیا تھا۔ جب وہ چترکوٹ پربت پر رام کو واپس لے جانے کے لئے تقاضا کر رہا تھا۔

اس کے بعد ہندوستان کی ہر ایک زمانہ کی تواریخ میں ریاست کیکے کا ذکر آتا ہے۔ لیکن مہابھارت کے زمانہ میں کیکے خاندان کی حکومت کا ذکر افغانستان میں نہیں۔ بلکہ مغربی بنگال میں آتا ہے۔ گرگ سنگھتا میں آسام کے علاقہ ابھر کا محل وقوع افغانستان میں اور افغانستان کے کیکے دیش کا محل وقوع بنگال میں بیان کیا ہے۔ یہ بات ابھی تحقیق طلب ہے۔ کہ مہابھارت کے زمانہ سے کچھ عرصہ پہلے ان دونوں قوموں نے اپنی جائے سکونت تبدیل کر لی تھی۔ یا گرگ سنگھتا میں ہی غلطی سے لکھا گیا ہے۔ افغانستان میں کیکے خاندان کی دارالحکومت گربرج پور اس جگہ واقعہ تھی۔ جہاں آجکل شہر ہرات آباد ہے۔ اس خاندان کے تاجداروں کا نسب نامہ اور ان کے واقعات عہد پورانوں میں ہمیں نظر سے نہیں گزرے۔

سواتت خاندان۔ کیکے خاندان کے قریبی زمانہ میں مہاراجہ شیوی نے

میں چلا گیا۔

سامانیہ۔ اس خاندان کا بانی مبانی سامان بلخ کا ایک ایرانی سردار تھا۔ خراسان کے گورنر اسد کی ترغیب سے زردشتی مذہب چھوڑ کر یہ مسلمان ہوگیا۔ اسکے بیٹے اسد کے چار لڑکے تھے جو خلیفہ ماموں کی ملازمت میں ناموری حاصل کرکے چار صوبوں کے گورنر مقرر ہوگئے۔ چنانچہ الیاس ہرات کا حاکم مقرر ہُوا۔

الیاس کے بھائی نوح نے جو خلیفہ بغداد کی طرف سے سمرقند کا گورنر مقرر ہُوا تھا۔ بہت کچھ عروج حاصل کرلیا۔ اور اس نے خلیج فارس کے متصلہ صحراے پر بغداد تک قبضہ کرکے سامانیہ خاندان کی آزاد حکومت کی بنیاد ڈالی۔ سمرقند اور بخارا اس خاندان کی دارالحکومتیں رہیں۔ اور ہرات میں ان کی طرف سے گورنر حکومت کرتے رہے۔ خاندان لوبہ کی روزافزوں ترقی سے سامانیہ خاندان کو زوال آنا شروع ہُوا۔ جب یہ سلطنت کمزور ہوگئی۔ تو صوبوں کے گورنر خودمختار بن بیٹھے۔ جو زیادہ تر ترکی غلام تھے۔

غزنوی ان ترکی غلاموں سے جو بخارا کے سامانیہ خاندان کی طرف سے معزز عہدوں پر ممتاز تھے۔ ایک کا نام الپ تگین تھا۔ عبدالملک کی قدردانی سے یہ افواج خراسان کا سپہ سالار مقرر ہوگیا تھا۔ لیکن اپنے مربی کے مرنے ہی یہ اپنے عہدوں سے معزول ہوگیا۔ ۹۶۲ء میں یہ غزنی چلا آیا۔ یہاں اس کا باپ گورنر رہ چکا تھا۔ اس لئے الپ تگین کو اس ملک پر قبضہ کرنے میں کوئی دقت پیش نہ آئی۔ اور اس علاقہ کے کوہستانی دروں کا انتظام کرلینے سے یہ اپنے آقاؤں کے بڑے ارادوں کا بخوبی مقابلہ کرسکتا تھا۔ اس نے غزنی پر قابض ہوکر افغانستان میں سب سے پہلے ایک آزاد اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ لیکن موت نے اسے

خاندان صفاریہ:۔ مسلمانوں میں سے سب سے پہلا حملہ عربوں نے ۶۶۳ء میں افغانستان پر کیا۔ ہرات کو فتح کرکے اسی سال کابل پر چڑھائی کی۔ لیکن اس حملہ سے مسلمانوں کی کسی مستقل حکومت کی بنیاد نہیں پڑی۔ بعد ازآں قریباً دو سو سال تک عرب اور بغداد کے مسلمان سندھ کے راستہ ہندوستان پر حملہ آور ہوتے رہے۔ اور سندھ سے ملتان تک کچھ علاقہ اپنے قبضہ میں بھی رکھا۔ لیکن افغانستان کی طرف انہوں نے رخ نہیں کیا۔ سجستان کے خاندان صفاریہ کا نامور فرمانروا یعقوب بن لیث پہلا شخص تھا جس نے کابل میں اسلامی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ یہ شخص تانبے کے برتن بناکر فروخت کیا کرتا تھا۔ قسمت کی یاوری سے غارت گروں کی سرداری سے خلیفہ بغداد کے گورنر سیستان کا قائم مقام بنا ۸۶۸ء میں اس نے ہرات کا الحاق کیا

گورنری کی حالت میں اس نے شیراز۔ بلخ۔ طفارستان خراسان۔ طبرستان وغیرہ علاقہ جات فتح کرکے صوبہ سیستان کو وسعت دی۔ بعد ازآں خلیفہ معتمد کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کرکے ڈنکے کی چوٹ اپنی آزادی کا اعلان کردیا۔ اور خلافت بغداد پر بھی دندان آز تیز کرکے بڑھا۔ لیکن سپہ سالار موافق سے شکست کھاکر ۸۷۸ء میں یہ مارا گیا۔ بعد ازآں اس کا بھائی عمر سیستان کا بادشاہ ہوا۔ اس کی بڑھتی ہوئی طاقت سے ڈر کر خلیفہ نے اسمٰعیل سامانی کو اس پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ کیا۔ اس نے عمر کو شکست دیکر قید کرلیا۔ اس کا پوتا طاہر بادشاہ بنا۔ وہ بھی اپنی سلطنت کو بڑھانے کی کوشش کرتا ہوا پکڑا گیا۔ ۸۹۶ء میں سیستان کا علاقہ خلفائے بغداد نے سامانیوں کو عطا کردیا۔ اور اس طرح سے ہرات بھی ان کے ہی قبضہ

گجرات اور نارائن کے ہندوؤں کو جو باقی رہ گئے تھے۔ جبراً مسلمان بنایا۔ اور اس ملک سے بھی ہندوؤں کا نام ونشان مٹا دیا۔ ہندوستان کی بے شمار دولت لوٹ کر غزنی کے بازار پُر کر دیے۔ پنجاب کا مستقل طور پر افغانستان کے ساتھ الحاق کر لیا۔ ہندوؤں کو جبراً مسلمان بنانے کے صلہ میں خلیفہ بغداد کی طرف سے اس کو امین الملت و یمین الدولہ کا خطاب ملا۔

فتوحات ملکی اور اشاعت اسلام کے علاوہ اس نے علوم و فنون کی اشاعت اور افغانوں کی وحشت دور کرنے کے لئے بہت کوشش کی۔ اس کا دربار مشہور شعرا اور ارباب علم و فضل سے بھرا رہتا تھا۔ اسکے عہد میں فردوسی نے شاہنامہ لکھا۔ عتبی نے تاریخ یمینی اور البیرونی نے ہندوستان کی تواریخ زیب قلم کی۔ یہ کتابیں نہایت ہی اعلیٰ پایہ کی شمار کی جاتی ہیں۔

اس کی سلطنت لاہور سے اصفہان اور سمرقند تک پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن محمود کے بعد اس سلطنت کے مغربی اضلاع کمزور ہو گئے۔ سلجوقیوں نے مرو کے قریب مسعود کو شکست دے کر ایران اور ماوراءالنہر کے علاقے فتح [illegible] خوارزم۔ اصفہان اور رے وغیرہ چھین لئے۔ سنہ ۱۱۵۱ء میں غوریوں نے غزنی چھین لیا۔ اور اس خاندان کے بادشاہوں کو افغانستان کی سرزمین سے نکال کر پنجاب کی طرف دھکیل دیا۔ سنہ ۱۱۸۶ء میں غوریوں نے پنجاب بھی ضبط کر لیا۔

غوری کچھ حصہ سے غور (رگور) کے پہاڑی علاقہ میں جو ہرات اور غزنی کے مابین واقع ہے۔ افغانوں کی ایک آزاد قوم کئی مدت سے چلی آتی تھی۔ جس نے فیروز کوہ کو اپنا مسکن بنایا۔ اور محمود کے ہاتھوں [illegible] جنہوں نے رشتہ داری کے ذریعہ غزنوی خاندان کے ساتھ تعلقات [illegible]

توسیع حکومت کی مہلت نہ دی۔ ایک سال بعد یہ مر گیا۔ اس کے جانشیں اسحاق اور بلک تگین بھی ترقی دینے میں ناکامیاب ثابت ہوئے۔ غزنویہ حکومت کو تقویت دینے والا سبک تگین تھا۔ اس نے دونوں طرف اپنے ملک کو بڑھایا۔ مشرق میں پنجاب کے راجپوتوں کو شکست دے کر پشاور کا الحاق کر لیا۔ اور مغرب میں خراسان پر بھی قابض ہو گیا۔ اس کے عہد میں صرف ویہند کی ایک ہندو ریاست افغانستان میں باقی رہ گئی تھی۔ جو دشوار گزار پہاڑوں کے درمیان گھری ہوئی تھی۔ اور اس کے چاروں طرف مسلمان باز اور شکرے کی طرح اس پر منڈلا رہے تھے۔

سنہ ۹۹۳ میں ماوراء النہر میں ایک بغاوت کو فرو کرنے کے صلہ میں سامانیہ امیر نوح کی طرف سے سبک تگین باقاعدہ طور پر خراسان کا گورنر تسلیم کر لیا۔ اگرچہ ظاہرا طور پر یہ سامانیہ حکومت کی بزرگی تسلیم کر رہا تھا۔ لیکن درحقیقت یہ اپنے کار و بار میں بالکل آزاد تھا۔ اور سامانیہ خاندان کی نسبت اس کی طاقت بہت بڑھی ہوئی تھی۔ سبک تگین کا بیٹا محمود مسلمانوں کی تواریخ میں ایک عظیم الشان بادشاہ ہوا ہے۔ اپنے چھوٹے بھائی اسمعیل کو معزول کر کے غزنی کے تخت پر بیٹھا۔ اپنے طاقتور ہمسایہ ایلک خانیہ کی طرف سے بے فکر ہو کر اس نے ہندوستان کی طرف اپنی توجہ مبذول کی سنہ ۱۰۰۰ سے سنہ ۱۰۲۳ تک اس نے ہندوستان پر ۱۷ حملے کئے۔ اور قنوج۔ متھرا و انہلواڑہ تک سارا ملک تہ و بالا کر ڈالا۔ جن میں ہزاروں عالیشان مندر گرائے۔ لوٹ کھسوٹ۔ قتل و غارت گری۔ ہندوؤں کو جبراً لونڈی غلام اور مسلمان بنانا جاری رکھا۔ اس نے ویہند کے راجہ ترلوچن پال کو شکست دے کر افغانستان سے ہندو سلطنت کا نام و نشان مٹا دیا۔ ترکستان کے ایک کونہ میں

گھکڑوں نے قتل کر دیا۔ گھکڑ کھوکھروں کے سر الزام دیتے ہیں۔ چند کوئی کہتا ہے۔ پھر پرتھوی راج چوہان نے سشید بید ھی تیر سے اس کا کام تمام کیا۔ جب کہ وہ غزنی میں نیند تھا۔

شہاب الدین کے بعد محمود تخت نشین ہوا۔ اس کے عہد میں صوبہ دار باغی ہو گئے۔ قطب الدین ایبک نے دہلی پر قبضہ کر لیا ناصر الدین قباچہ نے سندھ دبا لیا۔ یلدز نے غزنی پر تسلط کیا اور محمد کے پاس وہی اصلی ملک فیروزکوہ۔ غور۔ ہرات اور کچھ حصہ خراسان باقی رہ گیا۔ لیکن یہاں سے بھی خوارزم شاہوں نے انہیں نکال دیا کچھ عرصہ کے بعد محمد کی اولاد نے ہرات پر پھر اپنا قبضہ جما لیا۔ جن کو کارت خاندان کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔

کارت خاندان غور کا کارت گروہ مغلیہ سلطنت ایران کے ابتدائی زمانہ میں ہرات میں اپنی حکومت قائم کر چکا تھا۔ جوں جوں مغل کمزور ہوتے گئے۔ کارت کی طاقت بڑھتی گئی۔ جب تیمور نے ہرات فتح کر لیا۔ تو کچھ عرصہ تک کارت باجگزار ہو کر اپنی حکومت کھو بیٹھے

ایرانی ہندوستانی غوریوں کے انتزاع حکومت کے باعث افغانستان اپنی حکومت سے محروم ہو گیا۔ اگرچہ غوری خاندان کی ایک شاخ کارت کچھ عرصہ تک حکمران رہی لیکن اس کی حکومت محض ہرات میں ہی محدود رہی۔ ایران کے ایلک خانیوں نے افغانستان کو فتح کر کے اپنا صوبہ بنایا۔ پھر خاندان تیموریہ کے تسلط میں آیا۔ جب ہندوستان میں مغلیہ سلطنت قائم ہوئی۔ تو افغانستان کبھی ہندوستان اور کبھی ایران کے ماتحت رہا۔ اور کبھی دونوں بانٹ لیتے رہے۔ لیکن عام طور پر کابل اور قندھار اور غزنی کی صوبہ تک مغلیہ شاہان ہند اور ہرات فرمانروایان ایران کا صوبہ رہا۔ ۱۷۳۸ء میں نادر شاہ افشار نے کابل

پیدا کرتے تھے۔ فیروز کوہ اور بامیاں کے حاکم بنے رہے۔ جب بہرام شاہ
غزنوی نے اپنے داماد قطب الدین محمد سوری کو قتل کروا دیا۔ تو اسکے
بھائی سیف الدین سوری نے غزنی کو فتح کرکے بدلہ لیا۔ لیکن دوسرے
سال بہرام شاہ نے پھر غزنی میں داخل ہوکر حملہ آور کو ایسی سخت تکلیفیں
دیں۔ کہ وہ مر گیا۔ سیف الدین سوری کے بھائی علاؤالدین حسن نے
غزنی پر حملہ کرکے قتل عام کا بازار گرم کیا۔ شہر غزنی کو جلاکر راکھ
کا ڈھیر بنا دیا۔ اس لئے اس کا نام علاؤالدین جہانسوز مشہور ہوا
علاؤالدین جہانسوز کو خراسان کے حاکم سلطان سنجر سلجوقی نے قید کرکے
مار دیا۔ اس عرصہ میں گز ترکمان تمام افغانستان پر چھا گئے۔ اور
انہوں نے کچھ عرصہ کے لئے غزنوی اور غوری دونوں خاندانوں کو حکومت
افغانستان سے بیدخل کر دیا۔ جب گز ایران کو واپس چلے گئے
تو علاؤالدین جہاں سوز کے دو بھتیجوں نے غور کی حکومت اپنے ہاتھ
میں لی غیاث الدین بادشاہ بنا اور شہاب الدین سپہ سالار انہوں
نے ۱۱۷۳ء میں گز قوم سے غزنی چھین لی۔ دو سال بعد ہرات لے لیا
پھر سلجوقیوں سے خراسان کا ایک حصہ لے کر ہندوستان کی طرف
توجہ کی۔ پہلے سندھ اور ملتان کو فتح کیا۔ جہاں کے باشندوں
کو ابتدائی عربی حملہ آور مسلمانوں کی حکومت کا عادی بنا چکے تھے۔ پھر
لاہور سے غزنوی خاندان کو علیحدہ کرکے دہلی کی طرف بڑھا۔ چوہان
راجپوتوں کے سرتاج مہاراج پرتھوی راج چوہان سے پہلی دفعہ شکست
کھائی۔ دوسرے سال اسے فتح کر لیا۔ اسکے بعد قنوج۔ بندیل کھنڈ
بہار اور بنگال کو شہاب الدین کے سپہ سالاروں نے فتح کیا۔ غیاث الدین
کے بعد . . . . شہاب الدین غور کا بادشاہ بنا۔ وہ خوارزم شاہ
کی پیش قدمی کو روکنے کے لئے تیاری کر رہا تھا۔ کہ اجل آپہنچی۔ بعض کہتے ہیں

اگرچہ دوست محمد نے اپنے آپ کو حوالے کر دیا تھا۔ لیکن اس کا بیٹا اکبر خان بدستور انگریزوں کی مخالفت پر اڑا رہا سنہ ۱۸۴۱ء میں میکناٹن اور برنس دغا بازی سے قتل کئے گئے۔ اور سولہ ہزار انگریزی سپاہ و شاگرد پیشہ جن سے مزاحمت نہ کرنے کا عہد کیا تھا۔ سب کے سب قتل کر دیئے گئے صرف ایک آدمی زندہ بچ کر آیا۔ اور اس نے درد ناک داستان بیان کی۔ اس پر جنرل پالک کی فوج نے اس کشت و خون کا بدلہ لیا۔ اس کے بعد افغانستان کو اپنے کاروبار سلطنت بلا مداخلت غیرے انجام دینے کی اجازت مل گئی۔ دوست محمد مر گیا تو اس کے بیٹوں اور پوتوں میں تخت و تاج کے لئے تنازعہ ہوتا رہا۔ روسی اثر کو روکنے کے لئے انگریزوں نے مسٹر کو کناری کو سفیر مقرر کر کے کابل بھیجا لیکن افغانوں نے اسے بھی قتل کر دیا۔ اس لئے سٹوارٹ اور لا[illegible] کو فوجکشی کرنی پڑی۔ چنانچہ شیر علی کو شکست دے کر راستے [illegible] کیا گیا۔ اور سید عبد الرحمن خان کو افغانستان کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز کیا۔ اس نے بڑی ہوشیاری اور قابلیت کے ساتھ اپنے فرائض انجام دئے نہ صرف انتظام ہی اچھا کیا بلکہ کافرستان کو فتح کر کے اپنی مملکت کو وسعت دی۔ اس نے افغانوں کی وحشت دور کرنے اور ملکی ترقی کے لئے بہت کوشش کی۔ کئی کارخانے جاری کئے۔ سنہ ۱۹۰۱ء میں اس کا انتقال ہو گیا۔ اب اس کا بڑا لڑکا امیر حبیب اللہ خاں افغانستان کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہے

پراگ جیوتش پور (۱۰۴)

سلطنت چین

۱ بھوم ۲ نرک

کو فتح کیا۔ اور دس سال اپنے قبضہ میں رکھا۔

دُرّانی ۱۷۴۷ء میں نادر شاہ کے مرنے پر افغانوں نے اپنی آزادی کے لئے حکومت ایران سے بغاوت کی۔ احمد شاہ درانی کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اور وزارت کا عہدہ بارک زئی خاندان کے موروثی سردار جمال خان کو عطا ہوا۔ سو سال تک یہی حالت رہی۔ کہ بادشاہ درانی اور وزیر بارک زئی ہوتے تھے۔ احمد شاہ درانی نے تمام افغانستان اپنے قبضہ میں کر لیا ہرات اور خراسان بھی اس کے ماتحت ہو گئے۔ اس نے پنجاب، سندھ اور کشمیر کا بھی الحاق کر لیا۔ لیکن اس کے پنجابی مقبوضات آہستہ آہستہ سکھوں نے دبا لئے۔ احمد شاہ کے پوتے زمان شاہ نے بارک زئیوں کا اثر کم کرنے کے لئے ان کے چیدہ چیدہ آدمی مروا دیئے۔ لیکن اس کارروائی کا نتیجہ الٹا نکلا۔ چنانچہ محمود شاہ اور شاہ شجاع کے ابتدائی عہد حکومت میں دراصل افغانستان کے یہی فرمانروا تھے۔ ۱۸۱۸ء میں بارک زئی سردار فتح خاں کو پہلے اندھا کرنے پھر قتل کروا دینے سے سلطنت درانیہ کا خاتمہ ہو گیا۔

بارک زئی۔ چند سال کے کشت و خون کے بعد مقتول وزیر کا بھائی دوست محمد ۱۸۲۶ء میں بطور پہلے بارک زئی امیر کے افغانستان کا بادشاہ بن گیا۔ آخری درانیوں کے عہد میں ایرانی سپاہ نے ہرات کو فتح کرنے کا ارادہ کیا۔ لیکن انگریزوں نے مداخلت کی اس لئے ایرانی کامیاب نہ ہو سکے۔ جب دوست محمد نے روسیوں کی طرف میلان ظاہر کیا۔ تو گورنمنٹ ہند نے اس کے ہوش و حواس درست کرنے کے لئے اس کے خلاف اعلان جنگ دے دیا۔ جو ۱۸۳۹ء کی مصیبتوں کا باعث ہوئی۔ خاندان درانیہ کا رکن شاہ شجاع افغانستان کے تخت پر بٹھایا گیا۔ اور سر ولیم میکناٹن ریزیڈنٹ کابل مقرر کئے گئے

۳	بھگ دت	۱۴	بسیر باہو
۴	بجر دت	۱۵	بل برمن
۵	راون	۱۶	برہم پال
۶	جیت بگ	۱۷	رتن پال
۷	سال ستنبھ	۱۸	پرندر پال
۸	پالک	۱۹	سرندر پال
۹	بیجے	۲۰	اندر پال
۱۰	پرالنب	۲۱	تنگ دیو
۱۱	ہرجر	۲۲	یونگ دیو
۱۲	بن ملل	۲۳	بودھ دیو
۱۳	بیجے مال	۲۴	وید دیو

کامروپ (آسام) کے شمال کی طرف ہمالیہ پربت کے سلسلہ کوہ میں پراگ جیوتش پور نامی ایک ریاست واقع تھی۔ جس کے مقبوضات ہمالیہ کے شمال میں پھیلے ہوئے تھے۔ جنہیں آج کل سلطنت چین کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ اس سلطنت کے فرمانرواؤں نے اکثر اوقات ہمالیہ سے اتر کر ملک آسام کے کچھ حصہ پر اپنا تسلط جمایا۔ چنانچہ بعض راجاؤں کے نصب کئے ہوئے کتبے آسام کی شمالی پہاڑیوں میں برآمد ہوئے ہیں۔ ان میں سے چار کتبہ جات کی نقل جرنل بنگال ایشیاٹک سوسائٹی میں درج کردی گئی ہے۔ ان کتبہ جات کی بنا پر لاسن صاحب نے پتہ لگایا۔ کہ یہ ریاست ہمالیہ پربت کے شمالی حصہ میں موجود تھی۔ اور دیگر یورپین مورخوں نے بھی پراگ جیوتش پور کی نیم روایتی ریاست کی موجودگی کو درست تسلیم کر لیا۔

برخلاف اس کے ہندوستان کی ہر ایک زمانہ کی تواریخ میں

اور مستحکم قلعہ تعمیر کروایا۔ کہ اس کی مانند روئے زمین پر دوسرا تعمیر نہیں ہوا
کئی میل لمبی چوڑی ایک چٹان کو باہر سے کاٹ کر ہی دیوار بنالی گئی۔
جس کے چاروں طرف اندر کی جانب چھاؤنیاں اور اسلحہ جات جنگ کے
مکانات بنوائے۔ اس کے اندر پانی سے بھری ہوئی گہری نہر تھی۔ تاکہ
اگر کوئی دشمن کوہی دیوار سے گزر کر اور فوج کو شکست دے کر
آگے بڑھنے کا قصد کرے۔ تو نہر کا پل توڑ کر اس کا گزرنا ممکن بنا دیا جائے
پانی کی کھائی کے اندر لکڑی کے مکانات بنوا کر بھک سے اڑ جانے
والا بارود اور اشیا گندھک وغیرہ ان میں بھر دیں۔ اس آگ کے
قلعے کے اندر کی طرف ہوا کا قلعہ بنایا۔ اور آندھی و گرد و غبار فوراً
پیدا کر دینے کا اس میں انتظام کیا گیا۔ اس کے اندر کی طرف دھاتوں
کو گلا کر ایک مضبوط فصیل تیار کی گئی۔ جو کوہی دیوار کی طرح مستحکم اور
مضبوط تھی۔ جس پر گولہ بارود کا اثر نہ ہو سکے

اس مضبوط قلعہ کے اندر ایک وسیع میدان میں محلات خزانہ اور
دربار تعمیر کروائے۔ اپنی دارالحکومت کا اس طرح سے انتظام
کر کے راجہ جگ نے گرد و نواح کے ملکوں میں لوٹ مار اور غارت گری
کا بازار گرم کیا۔ یہ قلعہ زر و جواہر اور دولت سے بھر دیا۔ پورانوں
میں لکھا ہے۔ کہ اس نے جزیرہ نما ہند چینی۔ چین۔ جاپان وغیرہ ملکوں کو
فتح کر کے اپنے قبضہ میں کیا۔ مغرب کی طرف سمیر دیو [illegible] کے نزدیک
دیوتا لوگ [illegible] نے جانے والے راستہ دیوتاؤں [illegible] کی ملک پنی
قلعہ [illegible] سلطنت امراوتی کو تاخت و تاراج کر کے دولت
[illegible] لے گیا۔ اس نے کنواری لڑکیاں جمع کر لی
[illegible] بلکہ بیس ہزار لڑکیوں کے ساتھ بیک وقت
مرتبہ [illegible] تعداد [illegible] ہزار ایک سو تک پہنچ گئی

موجود ہے۔ اور دوسری پراگ جیوتش پور ہمالیہ پربت کے مشرقی حصہ میں تھی۔ جو چند صدیاں گزریں۔ نیست و نابود ہو گئی۔ پراگ جیوتش پور کا ذکر ہندوستان کی تواریخ میں سب سے پہلے مہاراجہ رگھو والی اجودھیا کے حالات میں آتا ہے۔ جب رگھو ایشیائی ممالک کی فتح کے لئے روانہ ہوا۔ تو پراگ جیوتش پور میں بھی اس کا گزر ہوا۔ اور یہاں کے فرمانروا کو میدان جنگ میں شکست دے کر اس سے خراج وصول کیا۔

طوفان نوح سے کچھ عرصہ پہلے منگل کے خاندان کا راجہ نرگ پراگ جیوتش پور کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ یہ بڑا اولوالعزم۔ شہ زور اور بہادر تھا۔ گرگ سنگھتا میں لکھا ہے۔ کہ جب متھرا کے شاہزادہ کنس نے فتوحات ملکی کے لئے فوجکشی کی۔ تو اس نے پراگ جیوتش پور پر بھی حملہ کیا۔ راجہ نرگ نے بہادری سے اس کا مقابلہ کیا۔ اس کے سپہ سالاروں پرلمب۔ مرگیندر سرگیندر و ھینک اور بک وغیرہ نے باری باری سے کنس کے ساتھ لڑائی کی۔ لیکن شکست کھائی۔ اس کے بعد بک سپہ سالار کی بہن پوتنا میدان جنگ میں لڑائی کے لئے آئی۔ لیکن کنس نے عورت ذات سمجھکر اس کے ساتھ لڑنے سے انکار کر دیا۔ راجہ نرگ نے صلح کر لی۔ اور اپنی شکست مان کر خراج ادا کر دیا۔ کنس واپس آتے ہوئے بک۔ دھینک اور پوتنا کو اپنے ساتھ متھرا میں لے آیا۔ اور یہ جاسوسی کا کام سرانجام دیتے رہے کنس کے یہ پرائیویٹ اہلکار تھے۔

ہری بنش اور بھاگوت وغیرہ پورانوں میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ راجہ نرگ نے اپنی دارالحکومت میں ایک ایسا عجیب و غریب

کرنے لگا۔ سری کرشن جی اور مہاراجہ یدھشٹر کے دربار میں وہ ہمیشہ حاضر ہوتا رہا۔ بھگ وت کی بیٹی بربری کے ساتھ مہاراجہ یدھشٹر فرمانروائے دہلی کے بھائی بھیم سین کے بیٹے گھٹوت کچہ نے شادی کی اور اس کے بطن سے بربر نامی بیٹا پیدا ہوا۔ اس نے شمالی افریقہ پر اپنا قبضہ کیا۔ اس لئے اس علاقہ کا نام ہی بربر دیش مشہور ہو گیا۔

مہاراجہ اگرسین والی دوارکا کے راجسو یگیہ کی تکمیل کے لئے پردومن فتوحات عالم کے لئے روانہ ہوا۔ اور دکن کی ایک ریاست راج پور میں گیا۔ تو راجہ شالب مقابلہ کے لئے آیا۔ اس نے شکست کھا کر خراج ادا کر دیا۔ لیکن اس کا ایک باجگزار راجہ دوبدر بانز حاکم کشکندھا میدان جنگ سے بھاگ نکلا۔ اس نے ریاست پراگ جیوتش پور میں جا کر پناہ لی۔ راجہ بھگ وت نے اسے جاگیر عطا کر دی کیونکہ دوبد بانز راجہ نرگ کا دوست تھا۔ بعد ازاں پردومن دنیا کے تاجداروں سے خراج وصول کرتا ہوا پراگ جیوتش پور میں پہنچا تو بھگ وت نے خراج ادا کر دیا لیکن دوبد نے عداوت کی وجہ سے مقابلہ کیا۔ اور شکست کھا کر پھر کشکندھا کو واپس چلا آیا۔ پراگ جیوتش پور کی ریاست میں گوپور کی جاگیر اسے ملی تھی۔

بھگ وت کے بہت مدت بعد اس خاندان میں مشہور راجہ راون پراگ جیوتش پور کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ اس کے عہد میں ہکاولی کا راجہ اجے پال ہندوستان کے تمام حکمرانوں کو فتح کرتا ہوا کامروپ کی شمالی سرحد پر جا پہنچا۔ پراگ جیوتش پور پر حملہ کیا۔ تو راجہ راون اپنے باجگزار راجاؤں ہیڈال اور بڈمب وغیرہ کو ہمراہ لے کر مقابلے کے لئے نکلا۔ اجے پال نے راون اور اس کے مددگار راجاؤں کو میدان جنگ میں تہ تیغ کیا۔ راون کے بعد

قلعہ میں بند کرکے سپہ سالار مُر کا اُن پر پہرہ لگا دیا۔

امراولی کے راجہ اندر کی درخواست پر سری کرشن جی نے راجہ نرگ کو سزا دینے کے لیے فوج کشی کر دی۔ رانی ست بھاماں بھی اس زبردست جنگ کو دیکھنے کی غرض سے ہمراہ گئی۔ سری کرشن جی گرڑ بوان پر سوار ہو کر قلعہ کے عین درمیان میں جا اترے۔ چھ قلعوں کے دروازوں پر پہرہ داروں کو قتل کرکے جادوبنسی سرداروں کو اُن کی جگہ تعینات کر دیا۔ اور اس طرح سے بیرونی امداد پہنچنے کا رستہ بند کر دیا۔

بعد ازاں سپہ سالار مُر کی چھ ہزار سپاہ کو تلوار کے گھاٹ اتارا۔ پھر نسنہ سے گرلو پنچ نہ سپہ سالاروں کو مع ان کی فوج کے تہ تیغ کیا جب درمیان قلعہ کے اندر مقیم تمام جرنیل مارے گئے۔ تو نرگ خود میدان میں آیا۔ لیکن سری کرشن جی نے سدرشن چکر سے اس کا سر تن سے جدا کرکے کیفر کردار کو پہنچایا۔ نرگ کے مرتے ہی اس کی بڑھی ماں اپنے پوتے بھگ دت کو جو ابھی کمسن تھا۔ اور سری کرشن کے قدموں پر ڈال کر معافی کی خواستگار ہوئی۔ کرشن جی نے جادوبنسیوں کے منع کرنے پر بھی بھگ دت کی جان بخشی کی اور اس کے راج تلک کی رسم ادا کرکے پراگ جیوتش پور کا حکمران بنا دیا۔ چونکہ وہ نابالغ تھا۔ اس لئے اس کے چچا نیل کو سرپرست مقرر کیا۔ سولہ ہزار ایک سو لڑکی کو قید سے چھوڑ دیا اور انہیں اپنے والدین کے گھر جانے کی اجازت دیدی۔ لیکن ان لڑکیوں نے جو جوان ہو چکی تھیں۔ بطور اظہار شکریہ کے دوارکا میں جانا پسند کیا۔ پورانوں میں لکھا ہے۔ کہ ان سب نے سری کرشن جی سے شادی کر لی۔ لیکن اصل بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ جادوبنسی شاہزادوں کے ساتھ ان کی شادیاں کر دی گئی ہونگی۔

راجہ بھگ دت سلطنت دوارکا کے باجگزار کی حیثیت سے حکومت

خوش کیا۔ چنانچہ کمارپال نے وید دیو کو پراگ جیوتش پور کی ریاست واپس دیدی اور تنگ دیو کے عہد میں جتنا علاقہ اس کے قبضہ میں تھا۔ سب وید دیو کو عطا کر دیا۔ یہ بات ایک دان پتر سے معلوم ہوئی ہے۔ جو پراگ جیوتش پور کے مہاراجہ ادھراج وید دیو نے مراری کے بیٹے منورتھ کو کول میں عطا کیا تھا۔ اور آج کل لکھنؤ کے میوزیم میں موجود ہے۔ وید دیو سے بعد کے حالات پراگ جیوتش کے متعلق معلوم نہیں ہو سکے ہیں۔

ایشیائی روم

واقعات قبل از طوفان نوح

سلطنت بابل

١	ہرنیہ کشپ	٢	برد چن
[illegible]	پرخاگن	٥	بلی
٣	پرہلاد		

سلطنت اسیلہ

١	ترمیشش	٦	نل
٢	کسس	٧	تاجھ
٣	ستھلیہ	٨	مہاملہ
٤	ستھنکہ	٩	پاتاپ
٥	میوان	١٠	منومکا

اس کا بیٹا جٹ بک پراگ جیوتش پور کے تخت پر بیٹھا۔ اس نے اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینے کے لئے اپنے پا ! ہ کے بیٹے بھٹ ولن کے ساتھ لڑائی کی۔ جس میں بھٹ ولن اور اس کے ۲۱ بھائی جٹ بک کے ہاتھ سے مارے گئے۔ بھٹ ولن کے بعد اس کا بیٹا انگ راج بھی مع اپنے دو بھائیوں کے جٹ بک کے ہی ہاتھ سے مارا گیا۔

انگ راج کے بعد اسکا بیٹا بھیم مہکا دت کا حکمران ہوا۔ وہ بھی پراگ جیوتش پور کے راجہ جٹ بک کے ہی ہاتھ سے مع اپنے بیس بھائیوں کے اس طویل جنگ میں کام آیا۔ لیکن بھیم کے بعد اس کے بیٹے گوگا چوہان نے جٹ بک اور اس کے بھائیوں کو میدان کارزار میں تہ تیغ کرکے اس طول طویل جنگ کا خاتمہ کیا۔ جو چار پشتوں سے فرمانرویاں پراگ جیوتش پور کے ساتھ چلی آتی تھی۔ گوگا نے پراگ جیوتش پور والوں کی ساری طاقت توڑ دی۔ اور شکستوں سے انہیں ایسا کمزور کر دیا۔ کہ پھر وہ ہندوستان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھ سکے۔

جوشٹ بک کی اولاد مدت مدید اور عرصہ بعید تک پراگ جیوتش پور میں حکومت کرتی رہی۔ بعد ازاں بنگال کے پال خاندان کے راجہ رام پال نے زور پکڑا۔ اس نے متھلا پور کے راجہ کو شکست دے کر اس ریاست کا اپنی قلمرو میں الحاق کر لیا۔ اس کے بعد اس نے پراگ جیوتش پور کے راجہ تنگ دیو کو بھی قتل کرکے اس ریاست پر قبضہ کر لیا۔ اور بھوم خاندان کے ہاتھ سے یہ ریاست چھن گئی۔ تنگ دیو کے بیٹے یوگ دیو نے رام پال کے بیٹے کمار پال والی بنگال کی ملازمت اختیار کی۔ اور عہدہ وزارت کے فرائض انجام دیتا رہا۔ یوگ دیو کے بیٹے بودھ دیو اور اس کے فرزند ویدیو نے اپنی خدمات حسنہ سے راجہ کمار پال کو

اور ایشیائی روم میں جاکر ایک زبردست سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ جسکو قدیم نوشتہ جات میں سلطنت بابل کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ پورانوں میں اس سلطنت کے فرمانرواؤں کے واقعات بعہد وضاحت کے ساتھ قلمبند کئے ہوئے پائے جاتے ہیں۔

ایشیا کے مغربی ممالک کی تواریخ سے بھی بابل کی قدیم عظیم الشان سلطنت کا پتہ ملتا ہے۔ جو اپنے عروج و اقبال کے زمانہ میں مغربی ایشیا اور یورپ کے ممالک پر بھی حکمران ہو رہی تھی۔ یہاں کے بادشاہ بڑے بہادر اور جنگجو ہوتے تھے۔ ان کے محلات بڑے عظیم الشان تھے۔ جن کے کھنڈرات آج کل بھی دنیا کے عجائبات میں شمار کئے جاتے ہیں۔ اور دیکھنے والوں کو متعجب کرتے ہیں۔ اگرچہ سکندر اعظم کے زمانہ سے ہزاروں برس پہلے یہ سلطنت غارت ہو چکی تھی۔ لیکن شہر بابل اس وقت بھی اچھی رونق پر تھا۔ جب سکندر اس شہر میں داخل ہوا۔ تو یہاں کے پوجاریوں نے اس وقت سے چار لاکھ برس پہلے کے لکھے ہوئے نجوم کے زائچے دکھلائے۔

پورانوں میں لکھا ہے۔ کہ ہرنیہ کشیپ اور ہرنیاکش نے ملک کشمیر سے جلاوطن ہوکر اس سلطنت کی بنیاد ڈالی۔ چونکہ مصر کی حکومت اس سے پہلے قائم ہو چکی تھی۔ اس لئے ہرنیہ کشیپ اور ہرنیاکش نے اپنی بہن سنگھدکا کی شادی بیرچنت شاہ مصر کے ساتھ کر کے اس سے دوستانہ تعلقات پیدا کر لئے۔ اور اہل مصر کی امداد حاصل کر کے امراوتی کے راجہ اندر کے خلاف ملک تبت پر فوجکشی کر دیا اس معرکہ آرائی کا جو کچھ حال سنسکرت لٹریچر میں کھینچا گیا ہے۔ اس سے ہرنیہ کشیپ کی بہادری اور شجاعت۔ دانشمندی اور فن جنگ میں کمالیت کا پورا پورا پتہ ملتا ہے۔ اس نے اتفاپوری۔ سیفنی پوری

۱۱	ایل.بل	۲۰	ہماپیرت
۱۲	خسرم	۲۱	کلپ پیریہ
۱۳	انجک	۲۲	چکر
۱۴	نرک	۲۳	دکپات
۱۵	کال	۲۴	بودھی
۱۶	نابھو	۲۵	مہاپل
۱۷	پرمان	۲۶	سشنگ
۱۸	رابھو	۲۷	پترن
۱۹	سورجھانو	۲۸	بجر ناتھ

سلطنت حلب

۱ برہم دت ۲ ہنس
۴ بھمار دھن

بابل۔ اس کتاب کی ابتدا میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ ملک کشمیر
میں مہرسی کشیپ کا ایک آشرم واقع تھا۔ اس آشرم کے ایک
گدی نشین کی عورت ولی کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوئی۔ وہ دیت
قوم کے نام سے شہرت پذیر ہوئی۔ اس قوم کے مورثان اعلیٰ ہرنیہ کشیپ
اور ہرنیا کش نے سلطنت مرادلی سے فرمانروا راجہ اندر کے خلاف
بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ اس سے ان کو ملک بہشت اور کشمیر کی سرزمین
سے جلاوطن کر دیا گیا۔ ان دونوں بھائیوں نے سید عامغرب کا رخ کیا

کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ہرناکش کے بیٹے پرہلاد نے وشنو دہرم
کی تعلیم سے بہرہ یاب ہو کر اس مذہب کو قبول کر لیا۔ اور ہرنیاکش
کو یہ بات سخت ناگوار و مسموم ہوئی۔ چنانچہ اس نے پرہلاد کو اپنے خیالات
ترک کر دینے کی ہدایت کی۔ پرہلاد کے دل میں یہ تعلیم گھر کر چکی
تھی۔ اس نے جب اس مذہب کو نہ چھوڑا تو ہرنیاکش نے اسے
نوع بنوع کی اذیتیں دینی شروع کیں۔ مگر پرہلاد نے ستیہ آگرہ کیا۔
اور تمام تکالیف کو جو اس کے باپ نے اسے دیں ٹھنڈے دل
سے برداشت کیا۔ لیکن اپنے دھرم کو نہ چھوڑا۔

پرہلاد کے ستیہ آگرہ کی کہانیاں گھر گھر دہرائی جانے لگیں اسکی
ایثار نفسی اور قوت برداشت اس کے اعتقاد اور وشواس کا شہرہ
دنیا میں بڑی سرعت کے ساتھ پھیل گیا۔ اور ہرنیاکش کے ظلم و ستم
کا کہرام مچ گیا۔ وشنو دہرم کے پیشوا بھگوان نرسنگھ جی
ان ایام میں وشنو پوری کی گدی پر رونق افروز تھے۔ جب ان
کو ان واقعات کی اطلاع پہنچی۔ تو انہوں نے بابل پر فوج کشی کر دی
اور اپنے سدرشن چکر سے ہرناکش کو قتل کر کے اس کے ظلم و تعدی
کا خاتمہ کیا۔ پرہلاد کو قید سے چھڑا کر بابل کے تخت سلطنت پر جلوہ
افروز کیا۔ اور عنان حکومت اس کے ہاتھ میں دیکر وشنو پوری کو واپس
چلے آئے۔ پرانوں میں ان واقعات کو مبالغہ آمیز پیرایہ میں بیان
کیا گیا ہے۔ لیکن اس کا نفس مطلب یہی ہے۔ جو ہم نے مذکورہ
بالا الفاظ میں بیان کر دیا۔ پرہلاد نے عنان حکومت ہاتھ میں لے کر
مغربی ایشیا میں وشنو دہرم کی خوب اشاعت کی۔ اس نے اپنی
مملکت میں ویدک تہذیب اور شائستگی کو بہت کچھ درجہ کمال
تک پہنچایا۔

کرشنا گنا۔ وغیرہ سلطنت امراوتی کی ماتحت ریاستوں کے
حکمرانوں کو اسیر کرکے راجہ اندر کی طاقت کو بالکل کمزور کر دیا
اور ان ریاستوں پر اپنے گورنر مقرر کرکے امراوتی کا محاصرہ کر لیا۔
ایک خونریز جنگ کے بعد اندر نے بھی شکست کھائی۔ اور وہ بھی تخت و
تاج سے محروم ہو کر ہرنیہ کشیپ کے اسیران سلطانی کے زمرہ میں
داخل کیا گیا۔ اس فتح سے ہرنیہ کشیپ تمام روئے زمین کا چکرواتی
فرمانروا بن گیا۔ اس کے دل میں غرور اور تمکنت کا مادہ پیدا ہو گیا
امراوتی کے تخت سلطنت پر جلوس فرما کر اس نے راگ رنگ کی
محفلیں گرم کیں۔ بعد ازاں اپنے ملک کو واپس جانے لگا۔ لیکن شمالی
ہند کی سرزمین میں وشنو پوری کے حکمران بھگوان باراہ کے ساتھ اسکی
مڈبھیڑ ہو گئی۔ ایک خونریز جنگ کے بعد باراہ نے ہرنیہ کشیپ کو
سدرشن چکر کے ساتھ قتل کر ڈالا۔ امراوتی کے راجہ اندر اور اس کے
ماتحت سرداروں کو قید سے آزاد کر کے ان کی اپنی اپنی حکومتوں
پر بحال کر دیا۔ اور دیتوں کی سپاہ کو مار مار کر بھگا دیا۔

ہرنیہ کشیپ کے مرنے کے بعد بابل کے دیتوں نے اس کے
بھائی ہرنیاکش کو اپنا فرمانروا تسلیم کیا۔ اس نے بہت سی جمعیت
فراہم کرکے ہندوستان پر فوجکشی کر دی۔ لیکن آریوں کے سب
سے پہلے راجہ سوئمبھو منو نے اسے شکست دے کر واپس ہٹا دیا
اس کتاب کے آغاز میں بتلایا گیا ہے۔ کہ اس زمانہ میں وشنو اور
شیو ویدک دھرم کی یہ دو شاخیں پیدا ہو چکی تھیں۔ اور وشنو پوری
کے گدی نشین ویدک دھرم کے پیشوا راجہ اندر والی امراوتی
کی حفاظت کے لئے اسکے مخالفوں کو ہمیشہ نیست و نابود کرتے
رہتے تھے۔ اس لئے وہ لوگ وشنو دھرم کو نفرت اور حقارت

مقابلہ میں میدان جنگ میں آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ لیکن ویدک دھرم کی حفاظت کی ذمہ داری کا سارا بوجھ اس کے ذمہ تھا۔ اس لئے کمال دانائی اور مصلحت وقت کو کام میں لا کر اس نے تمام دنیا کی حکومت راجہ بلی سے خیرات میں لے لی۔ اگرچہ سلطنت بابل کے ارکان اور امرا نے اپنے فرمانروا کو منع کیا۔ کہ اس فریب کو سمجھیں۔ لیکن بلی نے کہا۔ کہ میں وعدہ کر چکا ہوں۔ اور ایفائے وعدہ سے گریز کرنا میرے جیسے شہنشاہ کی شان کے شایاں نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے باون کو دنیا بھر کی حکومت سپرد کر دی۔ اور ان کے ارشاد کے بموجب اپنی اہل قوم کو ہمراہ لے کر جنوبی افریقہ کی طرف چلا گیا۔ وہاں شونت پور نامی شہر آباد کر کے اپنا دارالحکومت بنایا۔ اور اس کی اولاد طوفان نوح کے زمانہ تک افریقہ میں جہانبانی کرتی رہی۔

اسیریا۔ مذکورہ بالا سطور میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ بابل کے سب سے پہلے حکمران ہرنیہ کشیپ نے شاہان مصر کے ساتھ دوستانہ تعلقات پیدا کرنے کی غرض سے اپنی بہن سنگھکا کی شادی بپر چند فرمانروائے مصر کے ساتھ کی اس کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوئی۔ وہ سنگھ کے خاندان کے نام سے شہرت پذیر ہوئی۔ ہرنیہ کشیپ نے اپنے بھانجے کو ایک جاگیر دے کر روم میں ہی اسے سکونت پذیر کر دیا اس نے نینوہ نامی شہر آباد کر کے شاہان بابل کے باجگزار کی حیثیت سے حکومت کرنی شروع کی۔ اس سلطنت کے فرمانروا خاندان کو اسر کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اس لئے یہ حکومت اسیریا کہلائی صرف پرانوں سے ہی نہیں۔ بلکہ مغربی دنیا کے قدیم نوشتہ جات سے بھی اس قدیم سلطنت کا پتہ ملتا ہے۔ اگرچہ اس سلطنت کو برباد ہوئے ہزاروں سال گزر چکے ہیں۔ لیکن اس کی روایات اب تک

پرہلاد کے بیٹے بروچن نے دنیا میں ایک نئے نظام فلسفہ کی بنیاد ڈالی۔ اس نے اپنی تعلیم میں روح کو نظر انداز کر کے مادی تعلیم کی اشاعت میں اپنی ساری طاقت صرف کر دی۔ سنسکرت کی کتاب مقدسہ اپ نشدوں میں بروچن کی مذہبی اور فلسفانہ تعلیم کا واضح پیرایہ میں خاکہ کھینچا گیا ہے۔ اور مغربی ممالک کے مذاہب۔ اخلاق اور تعلیم میں آج تک اس فلاسفی کا اثر موجود پایا جاتا ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ مغربی ایشیا۔ یورپ اور افریقہ کے ممالک میں بعد کے زمانہ میں اگرچہ کئی ایک آریہ راجاؤں نے بھی حکومت کی۔ اور بعض خاندان مسلسل طور پر جہانبانی کرتے رہے۔ لیکن تواریخ شاہد ہے۔ کہ ان آریہ راجاؤں کے مذہبی اور سوشل خیالات اور اعتقادات کچھ عرصہ قائم رہ کر بروچن کے مذہب میں ہی جذب ہو گئے۔ اس تعلیم کا ان ملکوں میں ہمیشہ عنصر غالب رہا۔

بروچن کے بعد اس خاندان میں سب سے مشہور راجہ بلی بابل کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ یہ بڑا دانا۔ مدبر۔ منتظم۔ دھرما تما خوش اخلاق۔ عالم باکمال فاضل بے بدل اور ہمہ صفت موصوف تھا اس کے عہد میں سلطنت بابل کو وہ عروج حاصل ہوا۔ کہ جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ اس نے روئے زمین کے تمام حکمرانوں کو زیر کر کے اپنا باجگزار بنایا۔ امراوتی کے راجہ اندر کو تخت و تاج سے محروم کر کے اپنا تسلط جمایا۔ اس نے سلطنت بابل کو روئے زمین کی مرکزی حکومت کے رتبہ پر پہنچا دیا۔ دیوتاؤں کے راجہ اندر اور اس کے سرداروں کو حکومت سے محروم کر کے تمام دنیا کا چکر ورتی بادشاہ اور تمام بنی نوع انسان کا مذہبی پیشوا بن گیا۔ یہ ایسا طاقتور۔ جنگجو اور فن جنگ میں ماہر کامل تھا۔ کہ وشنوپوری کے گدی نشین باون جی کو بھی اس کے

مقابلہ میں میدان جنگ میں آنے کی جرأت نہ ہو سکی۔ لیکن دیگ دھرم
کی حفاظت کی ذمہ داری کا سارا بوجھ اس کے ذمہ تھا۔ اس لئے کمال
دانائی اور مصلحت وقت کو کام میں لا کر اس نے تمام دنیا کی حکومت راجہ
بلی سے خیرات میں لے لی۔ اگرچہ سلطنت بابل کے ارکان اور امرا نے
اپنے فرمانروا کو منع کیا۔ کہ اس فریب سے بچیں۔ لیکن بلی نے کہا۔ کہ
میں وعدہ کر چکا ہوں۔ اور ایفائے وعدہ سے گریز کرنا میرے جیسے
شہنشاہ کی شان کے شایاں نہیں ہے۔ چنانچہ اس نے بادل کو
دنیا بھر کی حکومت سپرد کر دی۔ اور ان کے ارشاد کے بموجب اپنے
اہل قوم کو ہمراہ لے کر جنوبی افریقہ کی طرف چلا گیا۔ وہاں شونت پور
نامی شہر آباد کر کے اپنی دارالحکومت بنایا۔ اور اس کی اولاد طوفان
نوح کے زمانہ تک افریقہ میں جہانبانی کرتی رہی۔

اسیریا۔ مذکورہ بالا سطور میں بیان کیا گیا ہے۔ کہ بابل کے سب
سے پہلے حکمران ہرنیہ کشیپ نے شاہان مصر کے ساتھ دوستانہ تعلقات
پیدا کرنے کی غرض سے اپنی بہن سنگھکا کی شادی بیرجہنت فرمانروائے
مصر کے ساتھ کی اس کے بطن سے جو اولاد پیدا ہوئی۔ وہ سنگھ کے
خاندان کے نام سے شہرت پذیر ہوئی۔ ہرنیہ کشیپ نے اپنے
بھانجے کو ایک جاگیر دے کر روم میں ہی اسے سکونت پذیر کر دیا
اس نے نینوہ نامی شہر آباد کر کے شاہان بابل کے باجگزار کی حیثیت
سے حکومت کرنی شروع کی۔ اس سلطنت کے فرمانروا خاندان کو
اسر کے نام سے یاد کرتے تھے۔ اس لئے یہ حکومت اسیریا کہلائی
صرف پورانوں سے ہی نہیں۔ بلکہ مغربی دنیا کے قدیم نوشتہ جات
سے بھی اس قدیم سلطنت کا پتہ ملتا ہے۔ اگرچہ اس سلطنت کو برباد
ہوئے ہزاروں سال گزر چکے ہیں۔ لیکن اس کی روایات اب تک

پرہلاد کے بیٹے بروچن نے دنیا میں ایک نئے نظام فلسفہ کی بنیاد ڈالی۔ اس نے اپنی تعلیم میں روح کو نظر انداز کر کے مادی تعلیم کی اشاعت میں اپنی ساری طاقت صرف کر دی۔ سنسکرت کی کتاب مقدسہ اپ نشدوں میں بروچن کی مذہبی اور فلسفانہ تعلیم کا واضح پیرایہ میں خاکہ کھینچا گیا ہے۔ اور مغربی ممالک کے مذاہب اخلاق اور تعلیم میں آج تک اس فلاسفی کا اثر موجود پایا جاتا ہے۔ یہ بات اظہر من الشمس ہے۔ کہ مغربی ایشیا۔ یورپ اور افریقہ کے ممالک میں بعد کے زمانہ میں اگرچہ کئی ایک آریہ راجاؤں نے بھی حکومت کی۔ اور بعض خاندان مسلسل طور پر جہانبانی کرتے رہے۔ لیکن تواریخ شاہد ہے۔ کہ ان آریہ راجاؤں کے مذہبی اور سوشل خیالات اور اعتقادات کچھ عرصہ قائم رہ کر بروچن کے مذہب میں ہی جذب ہو گئے۔ اس تعلیم کا ان ملکوں میں ہمیشہ عنصر غالب رہا۔

بروچن کے بعد اس خاندان میں سب سے مشہور راجہ بلی بابل کے تخت سلطنت پر جلوہ افروز ہوا۔ یہ بڑا دانا۔ مدبر۔ منتظم۔ دھرماتما خوش اخلاق۔ عالم باکمال فاضل بے بدل اور ہمہ صفت موصوف تھا اس کے عہد میں سلطنت بابل کو وہ عروج حاصل ہوا کہ جس کی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ اس نے روئے زمین کے تمام حکمرانوں کو زیر کر کے اپنا باجگزار بنایا۔ امراوتی کے راجہ اندر کو تخت و تاج سے محروم کر کے اپنا تسلط جمایا۔ اس نے سلطنت بابل کو روئے زمین کی مرکزی حکومت کے رتبہ پر پہنچا دیا۔ دیوتاؤں کے راجہ اندر اور اس کے سرداروں کو حکومت سے محروم کر کے تمام دنیا کا چکرورتی بادشاہ اور تمام بنی نوع انسان کا مذہبی پیشوا بن گیا۔ یہ ایسا طاقتور۔ جنگجو اور فن جنگ میں ماہر کامل تھا۔ کہ وشنو پوری کے گدی نشین باون جی کو بھی اس کے

پوجا ہٹاکر اس کی جگہ بادشاہ ونت کی پوجا کا رواج اپنی مملکت
میں اپنی سلطنت میں جاری کر رکھا تھا۔ بابل کا راجہ بل یا بلی کی عظمت
اور شان وشوکت کا مختصر سا تذکرہ مذکورہ بالا سطور میں کیا جا چکا ہے۔ اس
کے عہد میں اس کی مورتی مندروں میں رکھی جاتی
تھی۔ اور جب دیتیوں کو اس ملک سے جلاوطن کیا گیا۔ تو بعد کے زمانہ
میں بھی اس ملک کے باشندے بل کو دیوتا سمجھکر اس کی پرستش
کرتے رہے۔

یورپین محققوں نے بیان کیا ہے کہ نینوا کے بادشاہ بڑے
زبردست تھے۔ بعض اوقات ان کی حکومت تمام ایشیا میں
پھیلی ہوئی تھی [illegible] ہندوستان میں بھی ان کا لوہا مانا جاتا تھا۔ راجہ
[illegible] تھے۔ تیز رتھوں پر سوار ہوتے اور تیر کمان
باندھتے تھے۔ علم نجوم کی ان کے ملک میں بہت ترقی تھی۔ ان
کے راجاؤں کے نام کے پیچھے لفظ اسر استعمال کیا جاتا تھا۔ یہ بادشاہ
نہایت خونخوار۔ بے درد اور ظالم تھے۔ ان کے نوشتہ جات منقوش
[illegible] پر لکھے جاتے تھے۔ یونان لوگوں کی توجہ عبرانی کرکے نینوا
[illegible] اس کی طرف بھیجی گئی۔ ایک شہر ہندیہ کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ اس
نام کا مشہور بادشاہ نمرود ہوا۔ جس نے نینوا شہر آباد کیا تھا۔ اس ملک
کی ایک ملکہ سمی رومس نے مصر اور ایشیائی ممالک کو فتح کرکے ہندوستان
پر یورش کی۔ لیکن یہاں راجہ استھادرپتی سے شکست کھائی وغیرہ۔
پرانوں میں مرقوم ہے۔ کہ سنگھ کا خاندان کے اسر پہلے تو شاہان بابل
کے باجگزار کی حیثیت سے ایشیائی روم کے کسی قدر علاقہ پر حکومت کرتے
رہے۔ بعد ازاں جب باون جی نے دیتیوں کے راجہ بلی کو جلاوطن
کرکے جنوبی افریقہ کی طرف بھیج دیا۔ تو میدان خالی پاکر نینوا کے اسر

لوگوں کے زبان زد ہر خاص و عام چلی آتی ہیں۔ صدر مقام شہر نینوا مٹی کے نیچے دبا پڑا تھا۔ اس کا نشان تک بھی باقی نہ رہا۔ لیکن روایات مشہور تھیں۔ کہ فلاں موقعہ پر یہ شہر تھا۔ اور یہ سلطنت ایسی زبردست تھی۔ کہ اس کے فرمانروا اپنے زمانہ میں کسی کو بھی خاطر میں نہ لاتے تھے اور اپنے سامنے کسی کی ہستی نہ سمجھتے تھے۔ یورپین محققوں نے ۱۸۴۲ء میں اس عظیم الشان دارالحکومت کی کھوج کرنی شروع کی مدت تک حیران ہونے کے بعد آخرکار بوبارڈ صاحب نے اس موقعہ کو تلاش کر کے کھدائی شروع کی۔ اور اس کے نیچے دبے ہوئے عظیم الشان محلات کا پتہ لگایا۔ کسی قدر کھدائی کرنے پر پہلے دیواریں نظر پڑیں۔ بعد ازاں دیر تک کھدوانے کے بعد سالم مکانات برآمد ہو گئے۔ اور ان میں ہزاروں سال کے رکھے ہوئے برتن۔ ہتھیار۔ زیور۔ پیسے اور شیشیاں وغیرہ جوں کی توں ملیں۔ دیواروں پر جو تحریرات کندہ تھیں۔ ان کو پڑھ کر معنی لگائے گئے۔ ان کھنڈرات میں سے جو اشیا برآمد ہوئیں۔ وہ سب لنڈن کے برٹش میوزیم میں محفوظ رکھی گئی ہیں۔ اور ان سے جو حالات تواریخی معلوم ہوئے ان کا مفصل بیان بیٹرو صاحب نے اپنی کتاب نینوا اینڈ بابل میں کیا ہے۔ اور دو کتابیں شہر نینوا کے قدیم کھنڈرات کے متعلق زیب قلم کی ہیں۔

یورپین محققوں کا بیان ہے۔ کہ اس ملک کا نام اسیریا تھا۔ اور اس سلطنت کا سب سے پہلا حکمران اشر کے نام سے مشہور تھا۔ اس شہر میں ایک عظیم الشان مندر محل دیوتا کا تھا۔ جس میں سونے کی ... مورتی نصب کر کے اس کی پوجا کی جاتی تھی۔ پورانوں کی بیان قوم ہے۔ کہ بابل کے دیبت حکمرانوں نے خدا کی پرستش کا

دیدی۔ کچھ عرصہ بعد روم پر حملہ کرکے راہو خاندان کو بھی نیست و
نابود کر دیا۔ اور اس ملک کی عنان حکومت بھی تال جگھا خاندان کے ہی
سپرد کردی۔

حلب کچھ عرصہ تک تال جگھا خاندان کے راجگان عرب میں اور
روم پر بھی حکومت کے ڈنکے بجاتے رہے۔ لیکن بعد ازاں اس خاندان
کی ایک شاخ نے روم کا ملک الگ کرکے وہاں اپنی جداگانہ حکومت
کی بنیاد ڈالی۔ اور شالب نامی شہر آباد کرکے اسے اپنی دارالقیام
قرار دیا۔ یہی شالب آج کل حلب کے نام سے مشہور ہو رہا ہے۔
ایشیائی روم کے حکمران اس تال جگھا خاندان کا مکمل نسب نامہ ابھی
تک ہماری نظر سے نہیں گزرا۔ تاہم تحقیقات بدستور جاری ہے۔ اور
امید کی جاتی ہے۔ کہ پورانوں کی مزید ورق گردانی کرنے سے تال
جنگھا خاندان کے اور بھی بہت سے حکمرانوں کے نام اور ان کے واقعات
عہد دستیاب ہو جائیں گے۔

ہری بنش میں لکھا ہے۔ کہ بلخ کے مغرب کیطرف شالب ولیش
واقعہ تھا۔ اور طوفان نوح سے کچھ عرصہ پہلے وہاں راجہ برہم دت
حکومت کر رہا تھا۔ مشرقی روم کے متصلہ یورپی ملکوں میں دو ریاستیں
اور بھی تھیں۔ جن کے حکمران بھگر اور ہیڈ نب نامی بادشاہ ہو رہے
ساتھ راجہ برہم دت کے دوستانہ تعلقات قائم تھے۔ ان تینوں
ریاستوں کے مابین ایک عہد نامہ ہو چکا تھا۔ کہ اگر کوئی غیر طاقت
ان تینوں میں سے کسی ایک کے ساتھ برسرپیکار ہو۔ تو باقی دونوں
حکمران اس کی مدد کریں اور تینوں ایک ساتھ ملکر دشمن کو شکست
دیں۔ اس عہد نامہ کی وجہ سے برہم دت راجہ حلب کو بہت زیادہ
تقویت حاصل ہو گئی تھی۔ اور گرد و نواح کے تاجدار اس سے خوف

تمام ملک پر چھاگئے۔ اور پھر روم سے لے کر عرب کے جنوب تک تمام علاقہ

ملسان کی قلمرو میں شامل ہوگیا۔

اسیریا کا سب سے مشہور فرمانروا راہو تھا۔ اس زمانہ میں تبت کے راجہ اندر والی امراوتی کے ماتحت سرداروں نے تمام ممالک عالم کو آپس میں تقسیم کر رکھا تھا۔ پورانوں میں مرقوم ہے۔ کہ سورج والی بجبو۔ تی چندرماں والی بیشو ولی اور ورن فرمانروائے سنیسنی پوری کے مقبوضات افریقہ میں بھی تھے۔ عرب اور روم پر اسروں کی حکومت تھی۔ راہو کے عہد میں سلطنت نینوا نے بہت عروج حاصل کر لیا۔ اور سورج و چندرماں کی آمدورفت انہوں نے روک دی۔ پورانوں میں اس عداوت کا مفصل طور پر ذکر کیا گیا ہے۔ راہو کے نام نے اس قدر شہرت حاصل کر لی۔ کہ یہ ملک ہی اس کے نام پر راہو دیش کہلانے لگا۔ اسیریا کے بادشاہ راہو کی سورج اور چندرماں کے ساتھ ہمیشہ معرکہ آرائیاں جاری رہیں۔ اور راہو نے اپنے مخالفوں کو شکستوں سے کمزور کردیا۔ سورج اور چندرماں نے وشنو پوری کے گدی نشین سے امداد طلب کی چنانچہ وشنو نے اسیریا پر حملہ کر کے راہو کو شکست دی۔ اور اس کی طاقت توڑ دینے کی غرض سے اس کی حکومت دو حصوں میں منقسم کر دی۔ پولیٹکل مصلحت سے روم کا ملک راہو کو دیا۔ اور عرب کیتو کو بخشا۔ جو راہو کا ہی دوسرا بھائی تھا۔ ان کی اولاد جداگانہ طور پر اپنے اپنے ملک میں حکومت کرتی رہی

مدت مدید اور عرصہ بعید کے بعد بہشتی واقعہ جنوبی ہند کے راجہ ایک بیر نے عرب پر حملہ کر کے کیتو خاندان کی حکومت کا چراغ اقبال گل کر دیا۔ اور اس ملک کی عنان حکومت تا راجنگھا خاندان کے راجپوتوں

سیندھا نمک ہمراہ لادیں۔

اس پیغام کے سننے پر سری کرشن نے جرنیل ساتکی کو جلد بھیجا۔ اور یہ پیغام دیا۔ کہ تیروں کی نوک اور تلوار کی تیز دھار سے تمہاری خواہش پوری کردی جائیگی۔ خراج وصول کرنے اور سیندھا نمک لینے کے لئے تم خود مع سپاہ کے دوارکا کو چلے آؤ۔ پشکر۔ پریاگ۔ گوردھن اور متھرا کے میدان جنگ میں جہاں چاہو آجاؤ۔ چنانچہ پشکر میں لڑائی کی تجویز قرار پائی۔ اور دونو طرف کی فوجیں جمع ہوگئیں۔ معرکہ کارزار گرم ہوا۔ اور اس گھمسان کا رن پڑا۔ کہ اپنا پرایا کچھ نہ سوجھتا تھا۔ مہرشی ویاس رقم طراز ہیں کہ اس جنگ میں طرفین کے ۸ ہزار ہاتھی۔ پچاس ہزار گھوڑے اور ایک لاکھ رتھ تباہ ہوئے۔ اس لڑائی میں یورپ کا راجہ ہیڈمب بلرام کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اور مقتولوں کی لاشوں کی کثرت کے سبب لڑنے کے لئے جگہ نہ رہی۔ تو گوردھن کا میدان لڑائی کے لئے تجویز ہوا۔

گوردھن کے میدان جنگ میں سری کرشن نے یورپ کے دوسرے حکمران بچکر کو بھی قتل کردیا۔ ہنس اور ڈمک نے تلوار کے وہ جوہر دکھائے۔ کہ جادو بنسیوں کے بڑے بڑے جرنیل کانپ گئے آخر سری کرشن جی نے ویشنو استر چھوڑا۔ تو ہنس کا دل دہل گیا وہ خوف زدہ ہوکر بھاگا۔ اور دریائے جمنا میں کود کر غرق ہوگیا۔ بھائی کی موت کے غم میں ہیڈمبک نے بھی جمنا میں ہی کود کر جان دیدی۔ یہ لڑائی مسیح سے ۹۲ ۳۱ سال پہلے واقعہ ہوئی۔ اسکے دو سال بعد مہاراجہ یدھشٹر نے دہلی میں راجسو یگیہ کیا۔ ہندوستان کے قدیم مورخ بیان کرتے ہیں۔ کہ اس زمانہ کے بہادران کارزار

کھاتے تھے۔ راجہ برہم دت نے ایک راجسو یگیہ کرنا چاہا۔ اس کے دو بیٹے ہنس اور ڈمبک جو بہادری اور شجاعت میں اپنا ثانی نہ رکھتے تھے یگیہ کی تکمیل کے لئے رشیوں کو بلائے گئے۔ اس اثنا میں دُرباسا مہارشی کے مانند ان کا تکرار ہو گیا۔ رشی کا آشرم انہوں نے تباہ کر دیا اور دُرباسا اپنے شاگردوں کو ہمراہ لے کر جنہیں وہ علم اشراق کی تعلیم سے عملی طور پر بہرہ یاب کر رہا تھا۔ دوارکا میں سری کرشن جی کے پاس آیا۔ اور ان راجکماروں کے ظلم و تعدی کی شکایت کی۔ سری کرشن نے رشی کو تسلی دی۔ اور کہا کہ جلدی ہی وہ ظالم کیفر کردار کو پہنچایا جائیگا۔ اطمینان رکھیں۔

یگیہ کی تقریب پر رشی منی جمع ہوئے۔ ان میں راجہ برہم دت کے دوست مترسہ کا بیٹا جناردھن بھی حلب میں آیا اس نے ہمدردی کے طور پر کہا۔ کہ اس خیال خام کو چھوڑ دو۔ راجہ بلخ ہستناپور کے تو غنیم بیٹھے۔ مگدھ کے راجہ جراسندھ اور دوارکا یادوبنیوں کے سرتاج سری کرشن جی کی موجودگی میں تمہارا یگیہ پایہ تکمیل کو نہیں پہنچ سکیگا۔ راجکمار ہنس نے جواب دیا۔ راجہ بلخ مر کے قبر میں گئے۔ بھیشم بوڑھا ہو گیا ہے۔ جراسندھ ہمارا دوست ہے۔ باقی رہ گئے سری کرشن۔ ان کو میں میدان جنگ میں شکست دونگا۔

اس پر دربار حلب کی طرف سے ایشیا کے تمام تاجداروں کو چٹھیاں لکھیں۔ کہ اپنا اپنا خراج لے کر حاضر ہوں۔ اور جناردھن منتری کو دوارکا کی طرف یہ پیغام دے کر روانہ کیا۔ کہ یگیہ کی تکمیل کے لئے سری کرشن اور بلرام بذات خود حاضر ہوں۔ یگیہ میں جتنا نمک صرف ہوگا۔ وہ ریاست دوارکا کے ذمہ لگایا گیا ہے۔ حسب ضرورت

۹	بردگیتو	۱۷	پلوم کیتو
۱۰	رکت کیتو	۱۸	نابھ کیتو
۱۱	سومک کیتو	۱۹	گرودھ کیتو
۱۲	اشیل ناٹک کیتو	۲۰	شول کیتو
۱۳	آدتیہ کیتو	۲۱	بجر کیتو
۱۴	چندر کیتو	۲۲	بیریہ کیتو
۱۵	بھوم کیتو	۲۳	کبنجھ کیتو
۱۶	ارن کیتو	۲۴	کال کیتو

تال جنگھا خاندان

۱	تال جنگھ	۳	کال یون
۲	یون	۴	چنڈ یون

وجہ تسمیہ:- مسلمان وقائع نگار اور جغرافیہ نویس بیان کرتے ہیں کہ عربیوں کے رہنے کی وجہ سے اس ملک کا نام عرب مشہور ہوا۔ لیکن اب سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس ملک کے باشندوں کا نام عربی کیوں مشہور ہوا۔ تو وہ کہینگے۔ کہ عرب میں رہنے کے سبب سے عربی کہلائے۔ اور یہ ایک منطقی نقص ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ طوفان نوح سے بہت عرصہ پہلے یہ ملک اربُد دیش کہلاتا تھا جو بعد لفظ بگڑ کر عرب مشہور ہوا۔ اور اس ملک کے باشندے عربی کہلائے مہابھارت۔ گرگ سنگھتا اور پرانوں میں اس ملک کا نام اربد دیش ہی لکھا گیا ہے۔ جب اس ملک میں تال جنگھا خاندان کے راجپوتوں

ور دلاوران ضیغم شکار ہیں تمام ایشیائی ممالک ہیں جراسندھ۔ بلرام
وردریودھن گرز افگنی ہیں۔ یدھشٹر کا بھائی سہدیو اور راجہ بلع
شمشیرزنی میں جسیم۔ ارجن اور یہ ہنس تیراندازی میں لاثانی
اور یکتائے روزگار تھے۔ سکھدیورشی نے راجہ بھیجے سے کہا۔ کہ
اگر ہنس زندہ رہتا۔ تو تمہارے دادا مہاراجہ یدھشٹر کا راجسو یگیہ ہرگز
پایہ تکمیل تک نہ پہنچتا۔ یہ ضرور رکاوٹ پیدا کرتا۔ لیکن سری کرشن
نے پہلے ہی اس کا خاتمہ کر دیا۔

ہنس کے مرنے اور لڑائی فتح کرلینے کے بعد سری کرشن جی
نے ایشیائی روم کی حکومت جناردھن برہمن کو عطا کی۔ جو پیغامبر
بن کر لڑائی سے پہلے دوارکا میں آیا تھا۔ اس نے حلب کے
تخت سلطنت پر جاوہ افروز ہو کر حکمرانی شروع کی۔ اس کے باون
سال بعد مغربی ایشیا میں طوفان آیا۔ اور اس سے یہ سلطنت تباہ
ہو گئی۔

۱۰۵ عرب

واقعات قبل از طوفان نوح

کیتو خاندان

۱	کیتو	۵	تال کیتو
۲	دھومر کیتو	۶	ہست کیتو
۳	جنتر کیتو	۷	کرال کیتو
۴	دھوج کیتو	۸	کپل کیتو

٢٩	شست ہرو	٥٢	سوکشم
٣٠	اندر جت	٥٣	پچنندر
٣١	ستر گرہ	٥٤	ارن نابھ
٣٢	سرب جیت	٥٥	مہاگری
٣٣	بجر ناتھ	٥٦	دیشو رنز
٣٤	مہا نابھ	٥٧	اسلونا
٣٥	بکر ات	٥٨	سمیشی
٣٦	بجر اکش	٥٩	ششٹھو
٣٧	کال نابھ	٦٠	بلک
٣٨	ایک چکر	٦١	مر
٣٩	مہا باہو	٦٢	گگن
٤٠	تارک	٦٣	سوردھا
٤١	مہابل	٦٤	کنبھ نابھ
٤٢	دیشو اتر	٦٥	پربھد
٤٣	بوم	٦٦	پلوم
٤٤	اسلوم	٦٧	ششنبر
٤٥	بوراون	٦٨	مے
٤٦	مہاسترا	٦٩	کو پچھو
٤٧	بکروان	٧٠	ہے گریو
٤٨	سوربھانو	٧١	ہے سرب
٤٩	مہاسر	٧٢	بروپ اکش
٥٠	برکھ پربا	٧٣	سوپچھو
٥١	تنگ گنڈ	٧٤	ہرابر

روم کو عبور کر کے اس ملک میں اپنے پائے استقامت جمائے
جسے آجکل مصر کہتے ہیں۔ پورانوں میں اس ملک کا تام مشر بیان
کیا گیا ہے۔ دانؤوں نے یہاں ایک زبردست سلطنت کی بنیاد
ڈال کر ددے سودھا کو اپنا سب سے پہلا بادشاہ منتخب کیا۔
سلطنت مصر زمانہ قدیم میں بہت زیادہ شہرت اور عروج واقبال
حاصل کر چکی تھی جس طرح سے مشرقی دنیا میں دیوتاؤں کی سلطنت
امراوتی دیوتاؤں اور آریوں کے لئے واجب التعظیم تھی۔ اور ان
فرمانرواؤں کو مذہبی اور پولیٹیکل دونوں قسم کے اختیارات حاصل تھے
ٹھیک اسی طرح سے مغربی دنیا میں ان تمام قوموں کے لئے جو
دیوتاؤں کی مخالف تھیں۔ سلطنت مصر ویسی ہی واجب التکریم
تھی۔ اور یہاں کے بادشاہوں کو بھی مذہبی اور پولیٹیکل دونوں
قسم کے اختیارات حاصل رہے ہیں۔ گویا کہ امراوتی کے مقابلہ کی
یہ دوسری بادشاہت تھی۔ اس سلطنت کا وزیر اعظم شکر آچاریہ وزارت
کے فرائض کے علاوہ مذہبی امورات کی انجام دہی کا ذمہ دار سمجھا جاتا تھا
اس سلطنت کے حکمران خاندان کی بے شمار شاخیں افریقہ اور
یورپ میں پھیل کر بڑی بڑی زبردست بادشاہتوں کی بانی مبانی
ہوئیں۔ لیکن یہ سب بادشاہتیں سلطنت مصر کو ہمیشہ اپنی مرکزی
حکومت تسلیم کرتی رہیں۔ چونکہ شاہان مصر کی فرمانروایان امراوتی
کے ساتھ ہمیشہ معرکہ آرائیاں ہوتی رہیں۔ اس لئے ہر ایک لڑائی
کے موقعہ پر تمام ماتحت حکومتوں کو روپیہ۔ فوجوں اور سامان
حرب وضرب سے شاہان مصر کی امداد کرنی پڑتی تھی۔ تاریخ
دنیا کے ابتدائی زمانہ میں تبت کے دیوتاؤں اور مصر کے دانؤوں
کو ایک جیسی شہرت۔ اور ناموری حاصل رہی ہے۔